



F. SOENNECKEN
BONN

دیوان واقف لاهوری



انتشارات پنجابی ادبی اکادمی

دیوان واقف

اثر

نور العین واقف لائوی

باہتمام

پرفسور غلام ربانی عزیز





دیوان واقف

مجموعہ حقوق بحق پنجابی ادبی اکادمی محفوظ

اشاعت : _____ اول

سال : _____ ۱۹۶۲ء

قیمت : _____ ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ

پنجابی ادبی اکیڈمی

۱۲- جی ماڈل ٹاؤن

لاہور (پاکستان)

چاپخانہ پنجابی ادبی اکادمی، لاہور

انتشارات پنجابی ادبی اکادمی



۲۰

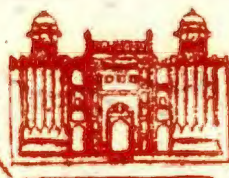
دیوان واقف

اثر

نور العین واقف لائبریری

باہتمام

پرفسور غلام ربانی عزیز



تشکر

پنجابی ادبی اکیڈمی

وزارتِ فرہنگ و دولتِ پاکستان

کی ممنون ہے

جس نے اکیڈمی کو مناسب مالی امداد دے کر

اس کتاب کی طباعت کے لئے

ہم وسیلہ ہم پہنچایا ہے

نورالعین واقف

جن لوگوں نے نورالعین واقف کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے، اُن میں اولیت کا فخر سراج الدین علی خان آرزو کو ہے۔ آرزو نے اپنا تذکرہ مجمع النفایس ۱۶۳ھ (۱۷۰۵ء) میں مکمل کیا۔ اس میں وہ لکھتا ہے:

”نورالعین واقف از شرفای پنجاب است۔ پدر و جدش قاضی بتالہ بود کہ قصبہ ایست از مضافات لاہور۔ از علوم بہرہ دارد و تتبع بسیار نموده شعر را خوب بیگوید۔ پیش ازین بواسطت علی محمد تجرد اخلاص غائبانہ با فقیر آرزو بہم رسانیدہ مکرر درخواست اصلاح اشعار خود نموده۔ چون این عاصی ناقص را از تربیت خود فرصت نیست و بخود گمان استادی ندارد، چند بار آبا نمود۔ بسبب آنکہ آن مرد عزیز بسیار بیحد شد یک مرتبہ ہر چہ بخاطر رسید نوشتہ فرستاد۔ ازان باز قریب بچہار سال است خط او نرسیدہ۔ بہر حال خبر مشق سخن او رسید۔ اگر چندی دیگر بہمین وضع مشق بر خود روا دارد، گمان دارم کہ بیابہی اعلیٰ رسد۔ چون در گوشہ ملک واقع شدہ و بقول خودش کہ در تمام عمر صحبت بہ از خود را ادراک نکرد، آنچہ میگوید از مغنمات است۔ پس اگر اتفاق صحبت بزرگان فن او را دست دہد، ترقیات نمایان خواہد نمود۔ الغرض غنیمت کستی لطف و خدش سلامتی دارد“۔

عبدالحکیم حاکم لاہوری نے میر غلام علی آزاد

1. Storey, C.A., *Persian Literature*, i, 839.

2 - مجمع النفایس سراج الدین علی خان آرزو، بنقل از مردم دیدہ

بلگرامی کے بقول^۱ اپنی گرانقدر تصنیف مردم دیدہ، ۱۰ جمادی الاولیٰ اور ۱۹ شوال ۱۱۷۵ھ (۶۲-۱۷۶۱ء) کو مکمل کی تھی۔ حاکم لاہوری اس کتاب میں ذکر کرتا ہے کہ میں گذشتہ تیس سال سے واقف کو جانتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے:

”فقیر مؤلف این تالیف از سی سال باین عزیز بزرگ آشنا است۔ اول صحبت بخانہی مخدومی شاہ آفرین مرحوم دیدہ بود۔ پس ازان گاہ گاہی بغریب خانہ تشریف میفرمود و روز بروز اخلاص و اتحاد رو بتزاید آورد و اکثر جا مشق سخن یکجا کرده میشد۔ از اوصاف حمیدہ و اخلاق او چہ بیان نماید کہ زبان قاصر است۔ حاصل کلام علم و فضل ارث خاندان اوست۔ طالب علمی چند قریب بفراغ تحصیل دارد۔ افکار آبدارش خیلی مؤثر و بدرد است۔ معانی بلند و پاکیزہ و الفاظ شستہ و روانی کلاش روان را تازگی مینبخشد۔ بالفعل باینطور شعر گفتن خاصہی اوست حد دیگری نیست۔“

”ہر چند خان آرزو ستایش میر شمس الدین فقیر در مجمع النفایس بسیار کردہ، لیکن انصاف اینست کہ این عزیز روشندل شمس الدین پنجاب است۔ دیوانی قریب ہفت ہزار بیت ترتیت دادہ و قصاید ہم دارد۔ ترجیع بندی در کمال فصاحت و بدرد گفتہ۔ ظاہرا چنین ترجیع بند از قدما ہم کس کم گفتہ باشد۔ عاشق غزل است و رباعی ہم خوب میگوید و ہرچہ میگوید ناخن بدل میزند و خالی از تلاش و لطف نیست۔ پختگی و آستادی از سخنش معلوم است۔ خودش میفرماید:

نالہی چند کردہ ام موزون

نہ غزل نی قصیدہ ای دارم

”در پرهیزگاری و متابعت سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام و آلہ وسلم بجان میکوشد۔ کم اختلاط و کم دماغ و بی نیاز و آزاد و غنی دل است۔ در پاس آشنایی و اخلاص یکہی روزگار طبع ہموار و نرمی گفتار و کم گویی خاصہی اوست۔ طورش علاحدہ از طور برادران و اقرباست۔ فقیر باہمہ وحشت مزاج صید دام

خلق و اخلاص او بوده ام - درینولا از یک و نیم سال که فقیر بعزم حصول سعادت حرمین شریفین برآمده ام ' او هم بطریق سیر و تماشای ملک دکن و سورت رفیق شفیق درین سفر بوده - او سبحانه تعالی بخیر و عافیت این مرد بزرگ را و بطفیاش این عاصی را بوطن رساند و خاتمه بخیر گرداند و مرا باز بزیارت روضه آنسرور صلی الله علیه وسلم مشرف گرداند - آمین برب العباد بحرمات النبی و آلہ الامجاد - ۱۶

جس تیسرے بزرگ نے واقف کو دیکھ کر اس کے حالات قلمبند کیے ہیں وہ میر غلام علی آزاد بلگرامی ہیں انہوں نے اپنی تصنیف خزائنہ عامرہ (یہ کتاب ۱۱۷۶ھ میں مکمل ہوئی تھی) میں یہ تحریر فرمایا ہے :

”واقف بقالوی شیخ نورالعین نام دارد“ خلف قاضی امانت اللہ ساکن بتالہ ، بفتح بای موحدہ و تائ فوقانی ہندی پر وزن حلالہ (قصبہ ایست از توابع دارالسلطنت لاہور بقاصلہ سی کروہ جانب شرق) - منصب قضای آن مکان بہ سلسلہ آبای او تعلق دارد - صاحب افکار صابیہ و زبدہ شعرای فتاحیہ ؟ است - طبع بلندش تحسین خواہ و فکر ارجمندش قابل - بارک اللہ عمری خدمت سخن کرد و در تصحیح زبان کوشید - اگرچہ کتب تحصیلی ہم کسب نموده اما لذت شعری بر مذاقش غالب آمد - خود با فقیر نقل کرد کہ شبی در رویا این مصراع بخاطر رسید :

جام طرب بدست تو لبریز داده اند

بعد بیدار شدن این پیش مصراع رسانیدم :

در خندہ اختیار نداری برنگ گل

و نیز با فقیر گفت کہ وقتی این مصراع بخاطر رسید :

ای چراغت بکف از رنگ حنا زود بیا

شش ماہ فکر مصراع دیگر کردم و بعد شش ماہ این پیش مصراع بہم رساندم :

دل ز دستم بہ شبستان غمت کم گردید

میان او و شاه عبدالحکیم حاکم و داد جانی و اتحاد روحانی است. بارادهٔ سیر دکن با حاکم از خطهٔ پنجاب رهان شد و بیست و نهم رجب سنهٔ اربع و سبعین و مائه و الف^۱ وارد اورنگ آباد گردید و با فقیر بر خورد. - مذهب^۲ الاخلاق و مغتنم الوجود است. - بعد یک هفته هر دو عزیز رخت سفر جانب بندر سورت کشید. - حاکم از راه دریا جانب حرمین شریفین قطره زد و واقف که از ضعف جثه و هجوم امراض طاقت سفر دریا نداشت در سورت کمر اقامت کشاد. - بزبان اعتذار میگوید: بملاحظه تلوث خود از سفر حجاز و زیارت اماکن معلی که بجل تقلّس و تنزه است مقصر مادم و این شعراستاد حسب حال خود یافتم. - **گرچه جان بی تو بلب نزدیک است دور بودن با ادب نزدیک است**

هر چند اکثر عوام و برخی خواص تازیانه طعن بر توسن همت ابن قاصر میزنند که در وحل حیرمان فروماند^۳، لیکن ادا فهم میدانند که سر رشتهٔ ادب رنگ میباشتم و خود را نالاق بعض دانسته از دور جواهر اشک نیاز نثار هر دو آستان مقدس کردم.

و چون حاکم از سفر شریفین مراجعت نمود هر دو عزیز با هم از سورت برستاده پانزدهم جمادی الاول سنهٔ خمس و سبعین^۴ بجایگاه^۵ ۲ به اورنگ آباد رسیدند و سکر تکیه شاه محمود قدس سره^۶ فرود آمدند. حاکم نوزدهم شوال^۷ سال مذکور به سیر حیدر آباد متوجه شد و واقف همین جا توقف کرد و نوزدهم صفر سنه ست و سبعین و مائه^۸ و الف حاکم باورنگ آباد مراجعت نمود و دوم ربیع الاخر همین سال^۹ واقف و حاکم هر دو باراده هند اورنگ آباد را؛ وداع کردند و چون شاعر معارف بر کانپور و مالوه غیر مامون بود ره برار و چترپور اختیار کردند. اتفاقاً مابین اورنگ آباد و بالاپور قطاع الطریق ریخته ساز و سادان

1 - مطابق ۲۳ فروری ۱۷۶۱ ع - 2 - مطابق ۳۰ دسمبر ۱۷۶۱ ع -

3 - مطابق ۱۳ مئی ۱۷۶۲ ع - 4 - مطابق ۹ ستمبر ۱۷۶۲ ع -

5 - مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۷۶۲ ع -

و کتابها همه بغارت بردند هیچ چیز نماند، الا عینک و قدری سیماب۔ وجہ ہمراہ بودن سیماب اینکہ واقف شوق کیمیا دارد۔ سیماب کہ در اورنگ آباد ارزانست قدری ہمراہ گرفته بود و این اعزہ سبکبار شدہ بالا پور رسیدند و از انجا کتابتی مشتمل برین ماجرا نامزد فقیر نمودند و واقف این مطلع و رباعی حسب حال موزون کردہ بقلم آورد :

عینکی و پارہی سیماب با ما مانده است
چشم بیخواب و دل بیتاب با ما مانده است
کردند غریب غارتی راہزنان
سر ماند و نماند هیچ چیز از سامان
بردند ہر آنچه بود الا عینک
وا مانده بیا ہمین دو چشم حیران

فقیر قدری زر سرانجام کردہ بطریق ہندوی بہر دو عزیز ارسال داشت۔ واقف در بالا پور بیماری صعب کشید۔ چون نقل مکان در تفریح مزاج و ازالہ مرض دخلی دارد واقف را بر دوش کھاران سوار کردہ بگولا پور بردند و بسبب تداوی واقف و کرایہ کھاران و دیگر ضروریات سفر زاد راہ رو بکمی آورد و مسافت دور و دراز ہندوستان توشہ ای میخواست، لہذا باز آدم اجیر از گولا پور نزد فقیر فرستادند۔ این بار ہم مبلغی بصاحبین مرسل گردید۔ از گولا پور بنا گپور رفتند و از انجا پیشتر شدند۔ بعد طی منازل و قطع مراحل حاکم دوم شوال سال ۱۱۰۱ حال بخانپور و ہشیارپور و واقف بہ بتالہ رسید و عنایت حق تعالی چشم این اعزہ را بصرہ سواد وطن روشن ساخت۔ واقف در سلک ہارباب صلات نیست۔ نام او حاکم برابر ادای حق صحبت ثبت افتاد۔ واقف دیوان خود را کہ سیر ضخامت است بمطالعہ فقیر داد۔ ۲“

مشہور مستشرق بیل نے اپنی معروف تالیف اورینٹل بیاگرفیکل ڈکشنری میں واقف کی تاریخ وفات درج کی ہے :

1. مطابق ۱۶ اپریل ۱۷۶۳ء۔

2. خزائنہ عامرہ میر غلام علی آزاد بلگرامی، ص ۳۵۱۔ ۳۵۰۔

“WAQIF (واقف), the poetical name of a poet whose proper name is Nur-al-Ayn. He was a native of Patiala, of which place his father was a Qazi. He was contemporary with the poet Arzu, and died about the year A.D. 1776, A.H. 1190. He is commonly called Waqif Lahori, and his Diwan contains about 800 Persian Ghazals.”¹

پیل نے غالباً اپنے اصل مسودہ میں بٹالہ ہی لکھا ہوگا۔ لیکن اس کی موت کے بعد اس کی تالیف کو طبع کرنے والے ہنری جارج کین (Henry George Keene) نے طباعت کے وقت بٹالہ کا پٹیالہ بنادیا ہے۔

واقف کے معاصرین میں سے چشم دید حالات لکھنے والوں میں سے ہماری رسائی صرف آرزو، آزاد اور حاکم کے بیانات تک رہی ہے اور ہم انہیں معتبر سمجھتے ہیں۔ واقف کے متعلق دیگر تذکرہ نویسوں نے تقریباً انہی تین بزرگوں کے بیانات سے خوشہ چینی کی ہے، لہذا ہم نے ان کے اندراجات کو دہرانا ضروری نہیں سمجھا۔ صرف پیل سے ایک اقتباس لیا گیا ہے کیونکہ اس نے کسی طرح اور کسی وجہ سے واقف کی تاریخ وفات اور غزلیات کی تعداد معین کی ہے۔

واقف کے همعصروں نے جو واقعات قلمبند کیے ہیں ان سے واقف کی تصویر کچھ یوں بنتی ہے :

شیخ نورالعین قاضی اسانت اللہ کے صاحبزادے تھے۔ اور بٹالہ کے رہنے والے تھے۔ یہ شہر اس وقت توابع لاہور میں شمار ہوتا تھا۔ تاریخ پیدائش اور وفات کہیں درج نہیں۔ گو پیل نے تاریخ وفات ۱۱۹۰ ہجری قمری (مطابق ۱۷۷۶ میلادی) درج کر دی ہے۔ واقف تخلص کرتے تھے اور آپ کے والد اور دادا بٹالہ کے قاضی تھے۔ آپ کو علوم متداولہ سے بھرہ بوداری کا موقع ملا۔

واقف سراج الدین علی خان آرزو، عبدالحکیم حاکم، علی محمد تجرد، میر غلام علی آزاد بلگرامی اور شاہ فقیر اللہ آفرین کے معاصر تھے اور آرزو کے سوا باقی تمام حضرات سے آپ کے گہرے مراسم تھے۔ ان سب نے واقف کے علم و فضل شرافت نسبی، پرہیزگاری، متاعت سنت نبوی اور اوصاف حمیدہ کی بے انتہا تعریف کی ہے۔

واقف ۱۱۷۴ ہجری قمری میں حاکم کی معیت میں دکن کی سیر کو نکلا۔ اور اورنگ آباد پہنچ کر آزاد سے ملا۔ ایک ہفتہ کی اقامت کے بعد دونوں دوست سورت پہنچے۔ حاکم سمندر کے راستے حرمین شریفین کی زیارت کے لیے روانہ ہوا اور واقف بندر سورت میں ہی ٹھہر گیا۔ حاکم جب سفر حجاز سے واپس پہنچا تو دونوں دوست پھر ۱۵ جمادی الاول ۱۱۷۵ ہجری قمری کو اورنگ آباد پہنچے اور تکیہ شاہ محمود میں مقیم

ہوئے۔ حاکم پھر حیدر آباد کی سیر کو نکلا اور واقف یہیں مقیم رہا۔ حاکم نے ۱۹ صفر ۱۱۷۶ کو مراجعت کی اور ۲ ربیع الثانی کو دونوں دوست دکن کو الوداع کہ کر ہندوستان روانہ ہوئے۔ سیدھا رستہ برہانپور اور مالوہ سے گذرتا تھا، لیکن یہ غیر مایوں تھا اس لیے یہ لوگ برار اور چترپور کے راستے روانہ ہوئے۔ اتفاقاً یہاں بھی اورنگ آباد اور بالاپور کے درمیان ڈاکوؤں کے ہاتھ ساز و سامان لٹوا بیٹھے۔ واقف کو کیمیاگری کا بھی شوق تھا۔ اورنگ آباد سے کچھ پارہ اسی غرض سے ساتھ لایا تھا۔ بس یہی پارہ اور ایک عینک ڈاکوؤں کی دست برد سے بچ رہی۔

اس بدحالی اور غربت میں واقف نے آزاد بلگرامی سے مالی

استمداد کی درخواست کی اور آزاد نے ہنڈی کے ذریعہ روپیہ بھجوا دیا۔ واقف اس وقت بالاپور میں بیمار پڑ گیا اور اس قدر بیمار ہوا کہ کہاروں کے کندھوں پر گولا پور پہنچا۔ بیماری اور علاج کے اخراجات سے دونوں دوستوں کی حالت پھر پتلی ہو گئی۔ اور ایک دفعہ پھر آزاد نے اطلاع ملنے پر امداد کی۔ گولا پور سے دونوں دوست ناگپور پہنچے اور قطع مسافت کرتے ہوئے ۲ شوال

۱۱۶۲ کو حاکم ہشیار پور اور واقف واپس بٹالہ پہنچا۔

واقف کسی دربار سے متعلق نہیں تھا۔ گو حاکم نے اس کی شاعری کی بہت تعریف کی ہے اور اسے شمس الدین پنجاب کا خطاب دیا ہے۔

دیوان واقف کا ایک نادر نسخہ

زیر نظر نسخہ کی تدوین کے لیے دیوان واقف کے جو خطی اور مطبوعہ نسخے کتاب کے مرتب جناب پروفیسر غلام ربانی عزیز صاحب نے استعمال کیے ان کا ذکر آگے ملے گا۔ یہاں صرف اس نادر نسخے کا ذکر کرنا مقصود ہے جو حسن اتفاق سے اکیڈمی کے کتابخانے میں اس وقت پہنچا جب کتاب طباعت کے ابتدائی مراحل طے کر رہی تھی۔ یہ نسخہ مصحح کو دے دیا گیا اور طباعت کے دوران میں اس نسخے سے متن کی تصحیح میں بہت مدد ملی۔

دیوان واقف کا یہ خطی نسخہ واقف کی زندگی میں مرتب ہوا۔ اور واقف نے اسے دیکھ کر اس کی تصحیح کی اور مختلف مقامات پر ایضاً کیے۔ یہ نسخہ دو کتابوں نے لکھا ہے۔ جن میں سے ایک کے اسطے برگ ۲۱۰ پر یوں درج ہیں :

خط میر محمد خان گابلی یوسف زئی

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میر محمد خان کون بزرگ تھے۔ بہر صورت یہ نسخہ متوسط درجے کے تعلق میں لکھا گیا ہے۔

برگ ۱۶۲ پر ایک مہر غلام محمد کی موجود ہے جس پر

۲۱۲ کا سن درج ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نسخہ اس سے بہت پہلے لکھا گیا تھا۔ اس خطی نسخے کی اہمیت اس امر سے بھی واضح ہوتی ہے کہ واقف کی وفات سے چند سال بعد یہ نسخہ بہاراجہ رنجیت سنگھ کے کتابخانے میں ۱۲۲۱ ہجری قمری (مطابق ۱۸۰۷ میلادی) میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کی شہادت

بزرگ ز پر یوں درج ہے :

دیوان واقف - بتاریخ :۔۔۔ (کرم خوردہ) طبع الاول۔

سن ۱۲۲۳ داخل کتابخانہ سرکار خالصہ شرفہ گردید۔۔۔

[illegible]

نموده خط نورالعین واقف
(نسخه خطی) متعلق بکتابخانه پنجابی ادبی اکادمی)

اس نسخے کے متن اور حواشی میں جا بجا واقف نے تصحیح کی ہے۔ اور کسی شاعر افغان نے اپنے ہم طوطا، اشعار اور شذایات بھی درج کر دی ہیں۔

واقف اس نسخے کے کاتبوں کے کام سے قطعاً مطمئن نہیں تھا۔ اسی لیے اس نے دیوان کے اختتام پر یہ اطلاع درج کی ہے کہ میں نے اس دیوان کے چند اجزاء دیکھ کر تصحیح کر دی ہے۔ واقف کے اس بیان کا عکس کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے اور متن درج ذیل ہے :

”فقیر نورالعین واقف احسن اللہ بہ المواقف چند
جز ازین دیوان نو خط دیدم۔ ناسخان سلمہم
اللہ تعالیٰ اکثر بجا حروف را ماسخ شدہ غلط
نوشتہ اند۔ باید کہ شعر فہم سخن رس
گناہ کاتب برگردن شاعر نہ بندد و بسبب اضطرابی
کہ چندین اسباب دارد، بندہ را فرصت این نبوذ
کہ این اجزا را بنظر... (کرم خورده) میدیدم
و اغلاط را بتصحیح میرساندم۔ امید کہ معذور
دارند۔ والسلام... (کرم خورده) ختام الکلام۔“

مآخذ

- ۱۔ خزانہ عامرہ میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ کانپور، ۱۸۷۱۔
- ۲۔ مجمع النفائس سراج الدین علی خان آرزو بنقل از مردم دیدہ عبدالحکیم حاکم۔ لاہور، ۱۹۶۰۔
- ۳۔ مردم دیدہ عبدالحکیم حاکم لاہوری۔ لاہور، ۱۹۶۰ م۔
4. Beale, T.W., *An Oriental Biographical Dictionary*. London, 1894.
5. Storey, C.A., *Persian Literature*. London, 1953

دیوان واقف کے خطی اور مطبوعہ نسخے

دیوان واقف کی تصحیح اور ترتیب کے دوران میں مندرجہ ذیل سات نسخے میرے زیر مطالعہ رہے :

(الف) یہ بیش قیمت نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی ملکیت ہے۔ شیرازہ شکستہ اور اکثر اوراق کرم خوردہ ہیں لیکن اسے حسن اتفاق کہنا چاہیے یا حملہ آور کرم کی خوش ذوقی کہ متن کتاب تقریباً محفوظ ہے۔ خط دیدہ زیب ہے اور نستعلیق کا نہایت عمدہ نمونہ ہے۔ کتابت کی غلطیاں ضرور پائی جاتی ہیں، لیکن مطالعہ کتاب کے اثنا یہ احساس بڑی شدت سے دامنگیر رہتا ہے کہ کاتب نے بڑی دیدہ ریزی اور محنت سے اس کام کو سرانجام دیا ہے اور اوراق کی تعداد ۲۶۸ ہے۔

کتاب کے آخر میں کاتب کا نام مرقوم تھا، لیکن کسی نے مٹا دیا ہے۔ تاریخ کتابت ۲۵ ذی القعدہ ۱۲۳۰ھ درج ہے۔

(ب) یہ قلمی نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی کی ملکیت ہے۔ (شمارہ spi VI I28) خط نستعلیق ہے لیکن دیدہ زیب نہیں، نیز نسخہ الف کے مقابلے میں یہ نسخہ مختصر اور نامکمل ہے۔ چنانچہ ردیف تا میں غزلوں کی کافی تعداد اس نسخے میں نہیں۔ اسی طرح بعض اور ردیفیں بھی مختصر ہیں۔ کتابت کی غلطیوں کی بھی کمی نہیں۔ تقطیع بڑی ہے اور تعداد اوراق ۲۴۷۔ کاتب کا نام مذکور نہیں۔ تاریخ کتابت ۲۹ اپریل ۱۸۱۷ء مطابق ۸ جمادی الثانی ۱۲۳۲ھ درج ہے۔

(ج) یہ نسخہ مختصر سے عرصے کے لیے میرے زیر مطالعہ رہا۔ ڈاکٹر محمد باقر صاحب نے اسے چند روز کے لیے اسلامیہ کالج پشاور لائبریری (شمارہ ۱۷۹۶) سے مستعار لیا تھا۔ خط معمولی اور نستعلیق ہے۔ غزلیات اور باقی مندرجات عین بین نسخہ الف کے مطابق ہیں۔ یہاں تک کہ جو الفاظ نسخہ الف میں غلط مرقوم ہیں اس نسخے میں بھی

وہ غلطی بعینہ موجود ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو یہ نسخہ ہتمامہ اول الذکر پر مبنی ہے۔ اور یا دونوں نسخے ایک ہی نسخے سے نقل کیے گئے ہیں۔ کاتب کا نام درج نہیں۔

(د) یہ نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی ملکیت ہے۔ نمونہ کتابت کشمیری اور کاتب بھی کشمیر کا باشندہ ہے۔ جس نے وطن میں ہی بیٹھ کر اسے تحریر کیا۔ نسخہ نامکمل اور اکثر ردیفوں میں غزلیات کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ تعداد اوراق ۲۲۷ ہے۔ تاریخ کتابت ۷ ربیع الثانی ۱۲۶۱ ہجری درج ہے۔ کاتب کا نام مذکور نہیں۔

(ه) یہ خطی نسخہ (شمارہ ۶۶) ڈاکٹر محمد باقر صاحب کی ملکیت ہے۔ یہ سوء اتفاق ہے کہ نسخہ مقابلتا نا مکمل ہے۔ نمونہ کتابت عمدہ نستعلیق ہے۔ غزلیات کی تعداد اکثر ردیفوں میں بہت ہی کم ہے۔ آخر میں کچھ ردیفیں سرے سے ہیں ہی نہیں۔ رباعیات بھی ندارد ہیں۔ ہاں البتہ چند غزلیات ایسی ہیں۔ جو اور کسی نسخے میں نہیں۔ تعداد اوراق ۱۷۴ ہے۔ سال کتاب ۱۲۶۵ ہجری درج ہے۔ کاتب کا نام میرزا درج ہے۔

(و) یہ نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی (شمارہ pi VI 174) کی ملکیت ہے۔ باقی تمام نسخوں کے مقابلے میں جن سے مجھے استفادے کا موقع ملا یہ نسخہ مکمل تر اور صحیح تر معلوم ہوا کتابت دیدہ زیب، قلم نستعلیق اور تعداد اوراق ۴۴۰ ہے۔ جلد پر شنکرفی رنگ کے پیل بوئے بنے ہوئے ہیں کتاب کے آخر میں کاتب کے قلم سے ذیل کی تحریر ہے:-

”تمام شد بعون عنایت ایزد کار ساز این کتاب دیوان واقف بدست خط احقر العباد فدوی منشی فیض بخش۔ در مکتب قلعہ دیدار سنگھ تحریر یافت“

تاریخ کتابت:-

مطبوعہ: یہ نسخہ ۱۳۳۹ھ میں شیخ الہی بخش جلال الدین

تاجر-کتاب کشمیری بازار لاہور میں نگرانی میں مطبع اسلامیہ سٹیم لاہور میں طبع ہوا، صفحات کی تعداد ۲۷۶ ہے۔ نسخہ الف اور و کے مقابلے میں یہ نسخہ بھی ناقص ہے۔ کتاب مکمل غزلیات، قطعات اور نیز متفرق اشعار کی تعداد بہت کم ہے۔ رباعیات سرے سے ہیں ہی نہیں۔ ترجیع بند بھی نہیں۔ لیتھو پریس کے اغلاط بھی کافی ہیں۔ تاہم اس نسخے میں بعض غزلیات ایسی بھی ہیں جو اور کسی نسخے میں نہیں ملتیں۔ کتاب کے آخر میں چند صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جس میں بعض ردیفوں کے ماتحت ایک آدھ مکمل یا غیر مکمل غزل اور کچھ متفرق اشعار درج ہیں۔

ترتیب کتاب

دیوان واقف کے مندرجہ بالا نسخہ میں مندرجات کی صورت وہ نہیں تھی جو راقم الحروف نے ترتیب کے دوران میں اختیار کی۔ غزلیات، ناتمام غزلیات، قطعات اور متفرق اشعار کے عنوان سہولت کار کی خاطر تجویز کرنا پڑے۔ اصل مسودات میں عجیب گڑ بڑ پائی جاتی ہے اور کوئی ترتیب کسی کاتب کے پیش نظر نہیں رہی۔ جو کچھ سامنے آیا نقل ہوتا چلا گیا۔

جب اس مسودے کی ترتیب و تصحیح کا کام میرے سپرد ہوا تو میں نے ارادہ کر لیا کہ جہاں تک بن پڑیگا اس انتشار اور بد نظمی کو رفع کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی، چنانچہ مذکورہ بالا عنوان تجویز کر کے تمام اصناف سخن کو ردیف وار ایک منطقی ترتیب دے دی۔ رباعیات میں بھی صورت حال یہی ہے، باین استثناء کہ رباعیات ہتمامہا کتاب کے آخر میں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں، کیونکہ حسن ترتیب کا منطقی اقتضا یہی تھا۔

یہاں یہ عرض کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ قطعات کے عنوان کے تحت ردیف وار جو اشعار درج کیے گئے ہیں۔ قارئین کرام انہیں لغوی معنوں میں قطعات شمار کریں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر و بیشتر ایسے ہیں جن میں باہمی ربط ناپید ہے اور کوئی مرکزی خیال موجود نہیں۔ گویا اس لحاظ سے یہ قطعات متفرق اشعار کی وہ قسم ہیں۔ جو احاد (افراد) کی بجائے مثنیٰ کی ذیل میں آنا چاہئیں۔

فہرست مندرجات

شمارہ

موضوع

صفحہ

۱ - نورالعین واقف

پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر الف

۲ - دیوان واقف کے خطی اور مطبوعہ نسخے

پروفیسر غلام ربانی عزیز ی

۳ - فہرست مندرجات یج

۴ - فہرست غزلیات دیوان واقف یہ

۵ - دیوان واقف ۱

فهرست غزلیات

صفحه

ردیف الف

۴	آب گردید دل و از نظر افتاد مرا
۴۶	آفت مرصاد داغ ما را
۶۹	آید آواز او بگوش مرا
۳۳	آنکه این دل حواله کود مرا
۱۲	ابر گرید باشکباری ما
۶۹	ازان لعل مسیحادم سر حرفی بهم بکشد
۶۴	از بس گذری بکوی دلها
۵۲	از درد دلم خون شد تا باد چنین بادا
۳۶	از شگفتنها چه میهری من دلگیر را
۲۳	از ناله سوختیم دل زار خویش را
۵۶	او که شناخت آشنایی را
	ای بیزم شوق تو نالان بهر سوسازها
۵۲	ای بسته کمر شکست ما را
۳۴	ای دل نهفته دار غم یلوه خویش را
۳۶	ای رفیقان بخدا پند مگوئید مرا
۳۸	ای کرده تباه کار ما را
۳۳	ای کرده خون فراق تو ام در جگر بیابا
۴۵	ای لاله ها ز شوق وخت داغ دیده ها
۳۰	با اثر یافت چون فغان میا
۴۱	باو آو تسلی بده آن دل نگران را
۶۵	بینید آن چشم سحر آفرین ره
	بتان ز بسکه بدل خانه کرده اند مرا
۶۹	بچشم من چه قدر رتبه است مدجک تو را
۶۵	بحمد الله دل درد آشنای کرده ام پیدا
۵۰	برباد داد دل بهوایت رساله را

- ۴۰ برده است گریه چون موج از دست من عنان را
 ۱۶ بزاری سپردم چنان بی تو جان را
 ۵۶ بسر می برم بی تو زان روز و شب را
 ۴۳ بسکه فکر دهنّت ساخته دلگیر مرا
 ۵۰ بسویم رو نیاری بخت برگردیده ای گویا
 ۸ بسیار کردم با غم مدارا
 ۱۵ بگریهی که ندارد اثر چه کار مرا
 ۵۷ بنازی تاب دادی در چمن ای شوخ کاکل را
 ۲۱ بود در زندان غم یک عمر هم شیون مرا
 ۶۸ بیرون کشم ز دیده دل غم کشیده را
 ۱۳ پرورد گرچه عشق بخون جگر مرا
 ۲۶ تا چند کند زیر و زبر کشور دل را
 ۳۵ تا خون به ایاغ نیست ما را
 ۱۱ تا کی خرد ز وسوسه در خون کشد مرا
 ۶۶ تا کی غم فراق بزدان کند مرا
 ۳۰ تا گرفته است غم عشق گریبان ما را
 ۶۳ تا مهر و وفا بجاست ما را
 ۲۰ تیرگیهای روزگار مرا
 ۶ چرا در گریه آوردی چوین آزرده جانی را
 ۶۶ چشم ترسید است ازین مردم من دیوانه را
 ۷۱ چنین که بهر لب یار میکنم جان را
 ۶۰ خال در زیر ابرو است او را
 ۳ خوش نگاهان بسکه خوش افتاده سزگان شما
 ۲ خیال آن قد رعنا شکفته کرد مرا
 ۲۶ داغ گردیدم از جدایی ها
 ۵۵ دامن کشان بدشت بلا میبرد مرا
 ۵۲ دردمند از کوچی دلدار می آیم ما
 ۵۸ درم سخن سازی ز بیزگی چه غم داریم ما
 ۲۷ در شور آور هزارها را
 ۳۷ در قفس بسیار ناشادیم ما

- ۵۷ در قفس فی گل نه گلشن یاد می آید مرا
 ۳۳ در نظر چون ماهیهی شمشاد می آید مرا
 ۸ دلا نمی شندم از دوشب فغان ترا
 ۳۹ دو روزه دوری آن یار جانی می کشد ما را
 ۳۷ دید تا ثابت قدم بر جادهی رسوا مرا
 ۲۳ رحم بر حالم نداری گریه می آید مرا
 ۳۲ رفت دل در غمت ز دست مرا
 ۵۵ رنگ زردی روکش فصل خزان داریم ما
 ۵۰ ز مار زلف بزنجیر کرده اند مرا
 ۲ ز حد بردی بما جور و جفا را
 ۱۳ ز حد گزشت شب هجر بسکه زاری ما
 ۵۹ زخم تیغ تو رسید است مرا
 ۷۱ ز سیلاب سرشک از چهره شستم گرد هامون را
 ۳۲ ز شاخسار شنید است تا فغان مرا
 ۲۲ ساختم جمع ز بس بی سر و سامانی را
 ۳۰ سبز کردم بگریه هامون را
 ۲۸ سبک ز بند گران زمانه بیرون آ
 ۳۲ سپند آتشین جانم ندارم پایداریمها
 ۳۸ سرکنی چون در گلستان غارت ترکانه را
 ۲۳ میل کی شد دچار گریه‌ی ما
 ۵ سیه کرد از تغافل بسکه چشمش روزگار ما
 ۹ شبها ز شور گریه نیاسوده ایم ما
 ۳۶ موهوی ز نظر گزشت ما را
 ۵۱ عجایب رونقی دادم من سرگشته سودا را
 ۲۲ عشق آورد در کمند مرا
 ۱۳ عشق تو چنان گرفت ما را
 ۳۱ عشق تو ز ما ستاند ما را
 ۷۰ غم او در بدر انداخت ما را
 ۲۹ غم بمن دست و گریبان شد نمی پرسی چرا
 ۱۹ غم چه استاده‌ای تو بر در ما

- ۶۸ غنچه‌ی دل در چمن دور از تو نکشاید مرا
 ۴۶ فتاده است باطفال اشک کار مرا
 ۷۰ کردند قبایل همه میجنون لقب ما
 ۶۳ کردم از زاری ز خود بیزار خویش را
 ۴۹ کرده جا غم بصدر خانه‌ی ما
 ۳۵ کردیم ضبط گریه‌ی غماز خویش را
 ۱۰ گاهی بدرد من نرسیدی چه شد ترا
 ۴۵ گر خاک آستانت بخشد بمن سراپا
 ۴۳ گریبان گر نباشد چاک می سازیم دامن را
 ۵۹ گریه شست از خاطر من فکر دل افسرده را
 ۵۸ گفتم بسی ز درد دل خود حبيب را
 ۳۱ گو کشد آن نگاه تیز مرا
 ۲۹ ما سپردیم یار جانی را
 ۱۷ محفل افروز مکن جلوه‌ی یغمای را
 ۲۱ مده از کف دل گداخته را
 ۴۱ مده یارب دل بیمار کس را
 ۴۶ مژده اش تا بدل خلیل مرا
 ۷۶ مکن بی جا نه کوی خود چو من بی خانمانی را
 ۴۸ میگزرای سیل شتابان ز در خانه‌ی ما
 ۴۵ ملیک دل زیر و زبر شد بادشاه من بیای
 ۴۰ ناله چون می کشم از ضعف برد پادشاه من
 ۵۳ نیست می درکار رنگ آن رخ پیر نور مرا
 ۴۲ نیست یک تن که بجان نیست خریدار شمل مرا
 ۳۴ هجران شده سازگار با ما
 ۴۹ همچو بیدردان نه گل چیدن هوس باشد مرا
 ۵۲ همین جا کنم رام دلدار خود را
 ۵۵ هواداری ندارم تا بر اندازد حجابش را
 ۳۹ هوس عیش نماند از تو جدا در سر ما
 ۱۷ یا بمن ده دل غمگین مرا
 ۱۸ یار از حد گزرانید خود آرای را

- ۱۵ یار تا از نظر فگند مرا
 ۶۱ یار گماشت بر سرم عشق خرد ربای را
 ۳۸ یک شب اگر بخلوت راز آورم ترا
 ناتمام غزلیات
 ۷۶ از پا فگنده قامت رعناى او مرا
 ۸۵ از کاوش مزگان تو درسینه دارم خارها
 ۷۸ از کجا می آیی ای غارتگر جان از کجا
 ۷۹ ای سوخته از داغ تو صد جای دل ما
 ۸۰ ای که بستی کمر بر آزاری ما
 ۷۲ ای هر سر موی تو رگ جان و دل ما
 ۷۹ بتریتیم چو دهم جان در انتظار بیا
 ۷۵ بسکه در هر صورت آزار است دامنگیر ما
 ۷۹ بسمل نمود آرزوی تیغ او مرا
 ۸۱ بگو بآن مژه ها تازند تیر مرا
 ۷۷ پرتو آن مه جبین بیتاب می سازد مرا
 ۸۲ تا فرود آمدی بخانه‌ی ما
 ۸۲ توان داشت معذور در گردش
 ۷۵ چشمش از یک نگاه کشت مرا
 ۷۲ چون نی نساخت همدمی هیچ کس مرا
 ۷۳ چه غم گر غمش ناتوان کرد ما را
 ۸۳ خداوندا ترحم را بگو این سخت گیران را
 ۸۲ خسته‌ی عشقیم می سوزد دل غمگین ما
 ۷۳ خوگر وصل چه داند غم مهجوری ما
 ۸۳ داغ تو ز بس گداخت ما را
 ۸۰ در غم دل چون ز خون رنگین کنم این دیده را
 ۷۸ درهم و برهم نمود طره‌ی جانانه را

- ۷۳ دل زرنج سفر خراپست مرا
 ۸۰ زارم از درد جدایی ای دل زارم بیا
 ۸۳ سرکنم در وصف گیسوی تو هر جا خامه را
 ۸۴ سوخت سودای نگاهت خانمان سرمه را
 ۸۴ شد اسیر آن زنخدان دیده و دانسته دل
 ۸۳ ضبط کنم در نفس ناله و فریاد را
 ۷۷ ضرور بر زر رخسار شد سپاس مرا
 ۷۷ کجا هوای گلستان شگفته کرد مرا
 ۷۵ کردم زعشق داغ سراپای خویش را
 ۸۴ کرده ام پیدا تب و تابی که میسوزد مرا
 ۸۰ کس چه کند این دل آواره را
 ۷۵ کی دل خشنود می باید مرا
 ۷۸ مجمر داغ گشت سینه‌ی ما
 ۸۳ مگزار بدل دگر امل را
 ۸۴ می خورده با قیب برافروختی چرا
 ۸۳ میروی و حسرت بسیار میماند بجا
 ۸۱ نتوان کرد مرا از تو بتدبیر جدا
 ۷۳ نکشد یار از غرور مرا
 ۷۳ نمک خوان دل فکاران است
 ۸۲ نوبهار است و ندارم دل خوشنود بیا
 ۸۷ هر شب زگریه بی تو سحر میکنم بیا
 ۸۱ هست آرزوی بوسه ای از تو من دلریش را
 ۷۶ همسری نبود باهروی بتان شمشیر را
 ۸۵ قطعات
 ۹۲ متفرق اشعار

ردیف الباء

- ۹۹ آن جوان رفت و من از گریه شدم پیر در آب

- ۹۷ ای با لطافت عرق تو گلاب آب
 ۹۹ چو دل با زلف جانان شد مصاحب
 ۹۶ در موج خیز چشم خودم تا گلو در آب
 ۹۶ سوختم تا آن رخ تابان برآمد از نقاب
 ۹۸ مرا بهانه‌ی آن شوخ کرد خانه خراب
 ۹۷ من مردم و نمیکندم یاد یا نصیب

نا تمام غزلیات

- ۱۰۱ چند باشد دیده از دیدار دیدن بی نصیب
 ۱۰۱ خوار شدیم از وفا در سر کوی حبیب
 ۱۰۰ دام می بافند صیادان برای عندلیب
 ۱۰۱ زین که تب کرده ام به درد طلب
 ۱۰۱ همچو صبحم ز ازل گشته دم سرد نصیب
 ۱۰۲ قطعات
 ۱۰۳ متفرق اشعار

ردیف التاء

- ۱۶۱ آنجا که خون ز دیده‌ی عاشق چکیده است
 ۱۸۱ آنچه از جرم محبت دوست با من کرده است
 ۱۸۰ آن طفل گله‌دار خریدار بلبل است
 ۱۳۳ آنقدر زخم که نتوان برداشت
 ۱۶۳ آن ماه را بکلبه‌ی تارم گذار نیست
 ۱۹۱ از برم در جستجوییت دل نه تنها رفته است
 ۱۳۹ از بسکه فتاده گرم خویت
 ۲۱۹ از تو ام چشم چاره سازی نیست
 ۲۲۰ از جوش گریه شورش جیچون نمونه ایست
 ۱۲۰ از سوز محبت اثری بیش نمانده است
 ۱۷۳ از لب‌ت دل را حیات تازه‌ای رو داده است
 ۱۰۹ اشکم از بیم تو ام آبله‌ی دل شده است
 ۱۱۱ اضطرابی که در من افتاد است

- ۲۰۰ اگر نه عاشم احوال من خراب چراست
 ۲۱۶ امروز ناوک تو ز من سرگران گذشت
 ۲۱۴ ای زاهد اگر سبج‌هی صد دانه ضرور است
 ۲۰۳ ای سیل بهاران که ترا موسم جوش است
 ۲۱۷ ای که پرسی از چه چشمت مبتلای گریه است
 ۱۲۴ ای که پرسی که دلت از چه بدینسان تنگست
 ۱۰۸ این است که شمشیر ستم آخته این است
 ۱۶۱ این زبان دلبری بتان تو نیست
 ۱۵۳ با تو من هشیار نتوانم نشست
 ۱۱۹ با زلف تو کار تا فتاد است
 ۲۰۶ با ما چو همنفس شدی از درد چاره نیست
 ۱۰۵ بجانم از تو کدام آفت و بلاست که نیست
 ۲۱۰ بحال مرگ مرا یار دید و هیچ نگفت
 ۱۳۷ بحشر خط بمن ای بی‌وفا چه خواهی گفت
 ۱۲۵ بخاکساری من گرد بر زمین ننشست
 ۲۱۴ بخون نشانده مرا دلبری که نتوان گفت
 ۱۱۵ برخلق ره فتنه بدوران تو بست است
 ۱۳۶ بردل و دیده از غمش بسکه بلا رسیده است
 ۱۵۰ بطفلی در دبستان محبت
 ۲۲۳ بعد از هزار وعده نیایی خوشا دلت
 ۱۵۰ بعد ازینم مده آزار گزشت آنچه گزشت
 ۱۴۰ بعهدت جابجا ویرانه ای هست
 ۲۲۰ بقصد کشتن من یار گر ز جا برخاست
 ۱۷۴ بکام غیر شوم کشته یار اگر این است
 ۲۱۸ بکوبش خوار گشتم از وفاداری زهی قسمت
 ۱۶۸ بکوی یار چو من گرچه خاکساری نیست
 ۲۲۹ بلب رسیدن این جان زار نزدیک است
 ۱۴۶ بیا از جلوه کن برپا قیامت
 ۲۰۳ بی تو ام ذوق باغ دیدن نیست
 ۱۶۹ بی لبست مستی خماری بیش نیست

- ۱۴۱ تا تو رفتی دامن صبر و قرار از دست رفت
 ۱۴۱ تا دل به بستر غمت افتاد بر نخواست
 ۱۸۱ تا سرو من از میانه بر خاست
 ۱۱۲ تا سوی تو ام نظر نبود است
 ۱۸۰ تا غمت مهمان ما شده است
 ۲۰۱ تا هست داغ عشق بافسر چه حاجت است
 ۱۰۳ ترا در آئینه باخویشتن سرو کار است
 ۱۳۱ ترا هر گز غم بیماریم نیست
 ۱۶۵ تو گریه های زار ندانسته ای که چیست
 ۱۲۸ تیر تو به سینه جای گیر است
 ۱۱۶ تیر غمت کارگر افتاده است
 ۱۸۹ تیز دستی های مژگان ترا تا دیده است
 ۱۷۷ تیغ ستمت گلو شناس است
 ۱۴۲ جان ماند و دل من از میان رفت
 ۱۸۵ جان من امشب بلب بسیار نزدیک آمد است
 ۱۷۸ جایم بقدر جبهه بر آن خاک در بس است
 ۱۴۹ جز منت عاشق فدای نیست
 ۲۱۳ جلوهی حسن در نقابم سوخت
 ۲۰۲ جنگ تو صلح و صلح تو جنگ است
 ۱۹۴ چشم من بر رخ او افتاد است
 ۱۷۲ چشم و ابرو خد و خال تو مرا خواهد کشت
 ۱۸۷ چشم و دل و جگر پی آن خوش پسر گریست
 ۱۱۳ چنان مرا غم و درد فراق یار گرفت
 ۲۱۲ چون پیر گشته ای غزل عاشقانه چیست
 ۱۰۹ حرف وصوتست دهان تو دگر چیزی نیست
 ۱۳۲ خانه پرداز خانه دار من است
 ۱۷۲ خصم جان دشمن دل و دین است
 ۱۳۸ خویش و بیگانه بحال من بیمار گریست
 ۱۰۵ در جهان آفتی گزندی نیست
 ۱۲۸ در جهان ز بالایش هر طرف بلا برخاست

- ۱۱۹ در چمن رفتی و گل چون شعله لرزیدن گرفت
 ۱۲۱ دردا که یار جانب مارا نگاه داشت
 ۱۲۷ درد ترا عزیز تر از جان نگاهداشت
 ۱۸۲ در دل من هوس چاک گریبانی هست
 ۱۳۳ در دل نه همین سه چار درد است
 ۲۲۵ در سر پرشور من از بس هوای گریه هست
 ۲۲۵ در سر هوای رفتن باغم نمانده است
 ۱۵۱ در شب وصل ز اندیشه‌ی هجرانم سوخت
 ۱۹۲ در عشق نه تسبیح نه زنار ضرور است
 ۱۷۵ دست تا برداشتم از عشق دامن را گرفت
 ۱۹۸ دگر ز جبهه آن شوخ سطر چین پیدا است
 ۲۰۵ دل از کف رفت و تدبیری نمانده است
 ۲۲۳ دل با جفای سرا غمزه‌ای خوبان نزیست است
 ۱۶۳ دل باین وارستگی کی غافل از تدبیر ماست
 ۱۲۰ دلبر انداز رمیدن کرد است
 ۱۳۷ دلبر لعل قبا را عشق است
 ۱۵۹ دل خون شد و آرزو نماند دست
 ۱۲۵ دل در سواد زلف کسی جا گرفته است
 ۱۱۰ دل در قفای او ز برم رفته رفته رفت
 ۱۳۰ دل دوش گدای سر راهی شد و برخاست
 ۱۶۶ دل دیوانه‌ی ما از سر دنیا برخاست
 ۱۹۹ دل ز شغل عشق پیزاری نمی داند که چیست
 ۱۳۷ دلم از آه بی اثر داغست
 ۲۱۲ دلم را یار از جور و جفا سوخت
 ۲۰۹ دل نمی دانم که دور از من کیجا افتاده است
 ۱۹۳ دل همان روز ترا دشمن جانی دانست
 ۱۳۵ دل هوای تو بسر داشته است
 ۱۳۸ دلی که در سر آن زلف جا گرفت و گزاشت
 ۱۵۳ دوش بر حالم چو گل آن بی وفا خندید و رفت
 ۲۲۶ دهر پر فتنه شد و امن و امان باید نیست

- ۱۸۶ دهنش نقطه ی موهوم و گمان بر سه یکیست
 ۱۰۴ دیدار یار از لب بامی مرا بس است
 ۱۴۳ دیوانه ایم شهر بما نامبارک است
 ۲۰۲ دیوانه سختی که زطفلان کشیده است
 ۱۲۶ رحمش بدل فگار من نیست
 ۸۸۱ رفتی و دل ز غصه پریشان نشسته است
 ۱۰۷ زاهد اگر سبچری صد دانه عزیز است
 ۱۹۱ ز بزهش دل بسی ناشاد برخاست
 ۲۱۸ ز بی یاری سر و کارم بزاریست
 ۱۲۱ زمین اگرچه ترا ننگ و عار بسیار است
 ۲۲۱ زینکه درد تو آشنای دل است
 ۲۱۹ ساقی بیار جام شرابی که حاضر است
 ۱۷۰ سد راه یار جنر اغیار می دانم که نیست
 ۱۴۴ سر ز لغت ز صبا گر نه پریشان میدانم گشت
 ۱۷۶ سر گران آمد خندنگ او باستغنا گزشت
 ۱۰۹ سر من خاک آستان دلست
 ۱۵۴ سرو افتاده زیا از دست
 ۲۰۴ سرو مانست ببالای تو همسر خود نیست
 ۱۵۹ سودای تو از سر رود اصلا شدنی نیست
 ۱۸۳ سود سر بر قدم یار حنا یا قسمت
 ۱۵۸ شب که جمعی در غم آن جامه گلگون می گریست
 ۱۵۶ شب هجر تو خانه بی نور است
 ۲۰۷ شکر میگویم که از من خاطری دلگیر نیست
 شمشیر تو آب زندگانی است
 ۱۹۰ شمع پیش جلوه اش آتش بجانی پیش نیست
 ۱۹۳ شنیده ام که بدست تو نازنین داغ است
 ۱۳۳ صفای آن رخ گلفام برطرف شد و رفت
 ۱۸۱ ظالم بحال ما نرسیدن زبهر چیست
 ۱۲۴ عاشق دل بسته ی وطن نیست
 ۱۱۱ عمر گریز یا نه همین همعنان تست

- ۱۵۵ غافل از حال من دیوانه بودن خوب نیست
 ۱۹۵ غمت نمی شود از من جدا قرین این است
 ۱۸۲ غم دل نه شهریست فی روستایی است
 ۲۲۳ غزل عاشقانه افتاده است
 ۱۵۶ فتد آتش بچشم گل چو بنیم در گر بیانت
 ۱۳۶ قدم از میکرده مگزار برون جای خوشست
 ۱۸۶ کس چو من حسرت کش آن لعل شکر بار نیست
 ۰۹۳ کسی بسان تو پیداد گر نیامد است
 ۱۱۸ کشم جور و جفایش طاقتی نیست
 ۱۳۳ کشد کار سنان در دل اگر خار است از دست
 ۱۳۱ کی دلم از سفر عشق بسمان برگشت
 ۱۶۷ گدای کوی خوبان بادشاه است
 ۲۰۰ گریه بقدر حسرت دل دیده‌ی مامی گریست
 ۰۹۷ گرچه از پهلوی دل صد گونه رنجم حاصل است
 ۲۲۰ گرچه با غیر ترا لطف نمایانی هست
 ۱۳۶ گرد خط جا بروی یار گرفت
 ۱۵۲ گر نباشد وعده‌ی دیدار فردا در بهشت
 ۱۱۳ گل بچیب تو بار یافته است
 ۲۲۲ گل بسکه رنگ بیتو پیرواز داده است
 ۱۶۶ گل ز وصل تو چیدنم هوس است
 ۱۱۷ گلگون اشک گرم عنانی مرا بس است
 ۱۷۷ گیرم بر تو قدر محبت نمانده است
 ۱۲۳ لعل لب یار دل تشین است
 ۱۲۹ ما را بتو روزگار نگذاشت
 ۱۵۷ مجنون مرا بسلسله‌ی عشق وا گذاشت
 ۲۱۱ محبت دوستی مهر و وفا سوخت
 ۱۷۱ مرا تر تیر در دل جا گرفت است
 ۱۳۶ مژه ای ریخته خونم که بخنجر خویش است
 ۱۵۵ مست آمد عتاب کرد و گذشت
 ۱۶۱ من ز دل ، دل ز من جدا شده است

- ۲۰۸ من و اغیار یار اگر این است
 ۲۱۵ نتوان ز خود بهمرهی این و آن گذشت
 ۱۳۵ ندانم کدامین ادای تو خوبست
 ۱۱۵ ندیدم کس خریدار محبت
 ۱۹۶ نفسم سوخت ولی ذوق دیدن باقیست
 ۲۰۶ نقش پیشانی من بر در جانانه نشست
 ۱۳۲ نگار بسته برنگی نمود جانان دست
 ۱۱۲ نگاهت آفت دوران شد و هنوز کجاست
 ۱۵۲ نمی ترسد اگر زان فتنه قامت
 ۱۸۳ نو بهار آمد و شوری بگلستان برخاست
 ۱۰۶ نوشتیم قصه‌ی دردت قلم سوخت
 ۱۷۹ نه همین در سرم از زلف تو سودای هست
 ۱۳۵ نیست گر حق یقین علم یقین هم بد نیست
 ۱۶۵ نیست یکدل که مبتلای تو نیست
 ۱۲۲ وصف لعل تو گفتم هوس است
 ۲۱۷ هر چند بوی مهر و وفا در دل تو نیست
 ۲۲۱ هر چند که خون در دل و در دیده نمی نیست
 ۱۶۳ هر کجا شوخ میرزایی هست
 ۲۲۳ هر که جام می مفانه گرفت
 ۱۲۲ همچو دل در غم عشق بمن انبازی هست
 ۱۱۳ هیچ راهی همچو راه کوی جانان دور نیست
 ۲۲۷ یار احوال دل خسته کماهی دژست
 ۲۱۳ یار بد خو به جبه چین زد و رفت
 ۱۰۷ یار رحمی بحال ما میداشت
 ۲۰۸ یک مرد چو تو روضه‌ی رضوان نداشته است
 ۱۹۷ یک کس ز اهل سوز بسر منزل تو نیست

ناتمام غزلیات

- ۲۳۶ آن را که باتمیز بود یک پیشیز نیست
 ۲۳۱ از بسکه گریه کردم نم در جگر نماند است

- ۲۳۷ از تغافل های او تنها دلم ناشاد نیست
 ۲۲۹ از شانه گر برون فقدم شانه وار دست
 ۲۴۲ از طپیدن دلم نیاسود است
 ۲۴۱ از یک توجه پیر خرابات
 ۲۴۱ اضطراب عشق در کارم فتور انداخته است
 ۲۴۳ اگر بخار و خس آن گل قدح بدست نشست
 ۲۴۲ ایدل ز یار شکوه گزاری چه لازم است
 ۲۳۰ این نسخه ی بی ربط که دیوان فقیر است
 ۲۴۳ با ما خیال او چقدر بی تکلف است
 ۲۳۱ بهلولی من تیر یارم نشست است
 ۲۴۴ بصفحه ی رخ او نقش خط نوشته درست
 ۲۴۲ بیا بیا که غم و غصه از حساب گذشت
 ۲۳۳ جانانه بیا که نظری که گذری داشت
 ۲۲۸ جلوه ی مستانه کردی عاقبت
 ۲۳۸ چرا زاهد از بزم رندان نفور است
 ۲۴۴ خاک گشتم در رهت از من غباری برخواست
 ۲۳۵ خوبی من اشک گلگون من است
 ۲۳۲ خون من جوشید تا آن دست و پا را دیده است
 ۲۴۲ در آ بخشم منت تند خو نخواهم گفت
 ۲۳۴ در محبت این خرابیها که من دارم بس است
 ۲۴۱ دلا بدست ازان طره نیست یک تارت
 ۲۳۰ دل از سینه ی من بدر رفته است
 ۲۳۲ دلم از هجر رویش بس غمین است
 ۲۳۷ زان شوخدل بنامه و پیغام شاد نیست
 ۲۳۹ ز هجران در دل تنگم فضا نیست
 ۲۳۲ سر بسودای تو دادم که تجارت اینست
 ۲۳۸ سروکی همچو قدرت ناز مجسم برخاست
 ۲۳۵ سرو من دوش باطراف گلستان می گشت
 ۲۳۴ سینه ام باغ و داغ نوگل اوست
 ۲۳۷ شب جدایی آن رشک ماه در پیش است

- ۲۳۹ شب فراق ز بس عرصه بر دلم تنگست
 ۲۳۶ شب که صحبت بغم دوری احباب گذشت
 ۲۴۰ شمشیر ناز او ز سر من گذشته است
 ۲۳۹ صحبت غیر با او در گیر است
 ۲۳۱ عاشقان را گزند بسیار است
 ۲۳۱ عشق سوزم در استخوان انداخت
 ۲۳۴ عیش بیرون رفت و غم در دل بسلطانی نشست
 ۲۳۸ کسی که روی ترا لاله زار ساخته است
 ۲۳۹ کی مرا در زندگانی پیرهن آمد بدست
 ۲۳۱ گر زهر دهی شکر توان گفت
 ۲۳۳ گل ز من قاعده ی جامه دریدن آموخت
 ۲۲۹ مرا اگر همه یک استخوان زمن باقیست
 ۲۴۴ مرا کشت و کین از دل او نرفت
 ۲۴۲ مکن شکوه گر دیده در اشکباری
 ۲۴۳ من نه هر جا ئیکه تدبیر برد خواهم رفت
 ۲۳۵ نپرسی حال ما ای بیمروت
 ۲۳۹ ندانم عشق غارتگر کجائست
 ۲۳۰ نه کار بر دل من روزگار تنگ گرفت
 ۲۴۳ نی همین بی او دل گرمم گذاخت
 ۲۴۰ فی همین دل خسته ی درد جدایی مردنیست
 ۲۲۹ همه عمرم بدرد و غم گذشت است
 ۲۴۰ یار را نزدیکم از دور آور است
 ۲۳۶ یار رفت و جان زاری مانده است
 ۲۴۵ قطعات
 ۲۵۶ متفرق اشعار

ردیف الجیم

- ۲۶۷ تا یکی از دل ویران به ستم گیرد باج
 ۲۶۶ چنانکه تیر بود جانب کمان محتاج
 ۲۶۶ گاهی نشد که ختم شود داستان موج

ناتمام غزل

۲۶۷ دلی در خون طپیده راجه علاج

ردیف الحیم الفارسی

۲۶۸ دارم گله از خوی بد یار و دگر هیچ

۲۶۹ در زاری خود وای ندیدیم اثر هیچ

ردیف الحا

۲۷۰ عاقبت گردید پیدا داغ پنهانم چو صبح

ردیف الحا

۲۷۱ بکوی او نبود جبهه با زمین گستاخ

ناتمام غزل

۲۷۱ لبث هنوز نگردیده بود از پان سرخ

ردیف الدال

۳۱۲ آخر دلم بدست نگاری اسیر شد

۳۳۹ آن چشم را بین بچه ناز آفریده اند

۲۷۸ آن درد که بی دوا نباشد

۲۹۳ آن را که قدم ز سر نباشد

۲۷۷ آن شوخ ز دلمها چه خبر داشته باشد

۳۰۷ آن کسانیکه دل از زلف تو بر می آرند

۳۶۳ آه یار اجر جفای من ناشاد نداد

۳۶۰ ابنای جنس ما را فرزانه آفریدند

۳۱۶ آزان ز تیغ تو عاشق امان نمی خواهد

۳۷۷ از یار چشم عاشق اصلا حذر ندارد

۳۹۰ از دلم تیر یار می گذرد

۳۴۹ از دوستان امید وفا داشتم ، نشد

۳۱۶ از صبا بوی یار می آید

۳۸۲ از صبا نکمت گیسوی کسی می آید

۳۵۸ از کلبه ام آن سیل جفا را که خبر کرد

۳۹۳ از کوی تو رفتن نتوانم چه توان کرد

- ۳۸۳ از لعل یار بوسه کجا می توان خرید
 ۲۸۲ ازین کز بخت ناسازم بمن جانان نمی سازد
 ۲۹۵ اشکم بسر دویده بمحبوب میرسد
 ۳۱۳ اشک من صد محله ویران کرد
 ۳۹۱ اگر بیزم تو نالیدنم هوس باشد
 ۳۰۶ اگر بحکم جنون با تو جنگ خواهم کرد
 ۳۴۱ اگر بی شرمی سر میتوان کرد
 ۲۹۱ اگر در آتش شوقش سپندم آفرین گوید
 ۳۴۳ اگر دل تو شبی از برای من سوزد
 ۳۶۴ اگر زاریم می شنیدی چه میشد
 ۳۰۵ او پهلوی من کجا نشیند
 ۴۰۶ او میرود از رفتنش آرام جانم میرود
 ۴۰۴ ای خوشا طالع پیری که جوانی دارد
 ۳۹۵ ای دریغا که خوی او گردید
 ۳۶۳ ای دل ز سوختن اثری داشتی چه شد
 ۳۸۲ ای عشق سزده نوگلی خندان ما رسید
 ۳۳۵ این چنین گر ستم از دست تو بر دل برود
 ۲۸۴ اینک آن سرو روان می آید
 ۳۵۸ با تو کی جنگ میتوانم کرد
 ۳۳۵ با تو نا آشنا کسی چه کند
 ۲۷۸ با حسرت من گر دگری هست بگوئید
 ۳۱۸ با زاهد بیکار نشستن که تواند
 ۳۶۷ با صبا گرد کوی یار رسید
 ۴۱۹ بالش ناز زیر سر دارد
 ۲۸۹ با من آن ماه مهربان گردید
 ۳۷۲ با من مبتلا چه خواهی کرد
 ۳۰۳ با یار که آرمیده باشد
 ۲۷۹ به بی سامانی از من نیز کاری نمیتواند شد
 ۴۰۶ بتان که گفت ازین گونه ترکتاز کنید
 ۳۳۲ بتگران چون صنم تراشیدند

- ۳۶۹ بخونریزی از غم دل مانشیند
 ۳۴۹ بد خوی نهان تو معلوم می شود
 ۳۴۷ بدل سیل غمی دیگر بچندین زور می آید
 ۳۲۳ بر بام جلوه گر چو شد آن ماه بامداد
 ۲۸۱ بر در یار شور نتوان کرد
 ۳۱۷ بر سر کویش گزاری داشتم نگذاشتند
 ۳۹۶ بر سرم گل زده از زخم نمایانی چند
 ۳۸۲ برنجشی که خورم خون کسی شراب نخورد
 ۳۹۸ بر من دواسپه تاخته غم یا علی مدد
 ۳۶۲ بروی بستر افگندی نزارم اینچنین باشد
 ۲۹۳ بسرت میخورد جفا سوگند
 ۳۵۷ بس کن ای دل که ازین گریه و زاری چه شود
 ۲۹۸ بشهر حسن حال ما غریبان را که می پرسد
 ۳۱۴ بکشور دل من تا غم تو والی شد
 ۴۱۰ بکف پیمانه گل بر سر چها رنگ حنا دارد
 ۳۳۲ بلا زان چشم فتان می گریزد
 ۳۴۶ بمن تاب و توان این دیده ی خونبار نگزارد
 ۴۰۸ بهار آمد ز خویش و آشنا بیگانه خواهم شد
 ۴۰۹ بهجران ذکر وصل یار جانی خوش نمی آید
 ۳۸۴ بهر علاج من نه دوا می توان خرید
 ۳۳۸ بهواداری زلفت چو صبا برخیزد
 ۳۵۰ بی تو ام بسکه ز دل آه حزین برخیزد
 ۳۰۲ بی تو جان حزین نیاساید
 ۳۰۷ بیمار غمت دوا ندارد
 ۳۳۱ پند گویان دوسه حرفی بمن ارشاد کنید
 ۳۷۱ پیک اشکم دویده می آید
 ۲۹۰ تاب جور و جفا که می آرد
 ۳۶۸ تا بکی از تو برین غمزده بیداد رود
 ۳۷۹ تا بهجر تو کارزار افتاد
 ۳۲۹ تا چند از تو برمن بیداد رفته باشد

- تا خط و چهره ی جانان بنظر می آید ۳۰۰
 تا خیال زلف جانان بر نخورد ۲۸۶
 تا قضا عشق مرا بر سرمن والی کرد ۳۰۸
 تا مرا در بدر نگرداند ۳۷۳
 ترسم که طاقتم ز غم یار کم شود ۲۸۳
 تن من از تب و جانم زتاب می موزد ۳۵۳
 تیرش ز دل غیر خطا شد چه بجا شد ۳۱۳
 جانان نه سر مهر و وفاداشت ندارد ۲۹۹
 جانم زین درد برلب آمد ۳۱۰
 جدا شد دل ز من یاری خوشی بود ۳۰۹
 چرا آن ماه ز نزدیک خودم مهجور می سازد ۳۲۷
 چنان زخم نفسی خوش که همد مان رفتند ۳۹۳
 چشم او رهزن ایمان بنظر می آید ۳۰۱
 چشم او عربده ساز است چه می باید کرد ۳۳۶
 حالم بر آن پسر بگوئید ۳۱۰
 حال مرا چه دانند این غم ندیده ی چند ۳۸۷
 خاک در تو همزه باد صبا رسید ۳۹۳
 خسته اش کی ناز درمان میکشد ۲۹۸
 خنجر بکف او را گذری بمن افتاد ۳۰۵
 خوبان که دوی دل بیمار فروشدند ۳۶۶
 خود نمای ز من نمی آید ۳۸۶
 خوش آنکه بر ویت نظری داشته باشد ۲۷۳
 دادیم سر به تیغش کاری که بود این بود ۳۶۹
 داریم یوسفی که بخوایش کسی نه دید ۳۷۱
 در آمد عشق از در عقل را نام و نشان گم شد ۳۵۵
 در بدر دل ز بینوایی شد ۳۵۳
 در چمن چون بیدلان آه و فغان برداشتند ۳۳۳
 در حریم او چو نتوانست قاصد راه برد ۳۲۸
 دردا که شرم چشم ترا بیش و کم نمازد ۳۹۹
 درد من منت دوا نه کشد ۳۵۰

- ۳۵۴ در عشق خوار و زار تر از من کسی نبود
 ۳۹۲ در عشق خواست غیر که چون ما شود نشد
 ۲۸۱ در کشور تو درد بدرمان نمی رسد
 ۳۲۲ در کوی تو جز فتنه و آشوب نباشد
 ۲۸۵ در کوی تو دیوانه بدیوانه نسازد
 ۳۴۶ در هوایت کی دلم از زندگانی شاد بود
 ۳۷۹ دل از پهلوی نشینی های این غمگین به تنگی آمد
 ۳۲۴ دل باخت دین و دانش در عشق خوار هم شد
 ۳۴۷ دل بصد درد و غم از دار فنا می گذرد
 ۳۶۰ دل بی تو ام ز سیر چمن وای نمی شود
 ۳۸۱ دل ترا نوش خند می گوید
 ۳۷۶ دل حاصل از بن سیر و سفر هیچ ندارد
 ۴۰۵ دل در شط غمت بقرار آشنا نشد
 ۳۳۷ دل دگر از یاد سروی گریه پیرا می شود
 ۳۴۰ دل دیوانه‌ی من جان سپردن آرزو دارد
 ۳۷۸ دل را جفای عشق کشیدن ضرور شد
 ۳۷۷ دل را رهایی از غم عشقت هوس مباد
 ۳۵۹ دل ریش شد و سینه فگار است ببینید
 ۳۱۱ دل ز پهلوی غم او شادمانی می کند
 ۲۷۹ دل ز من رفت و زلف یار ماند
 ۳۶۶ دلم از جلوه اش خراب شود
 ۳۲۵ دلم از کوچهی آن زلف هراسان گذرد
 ۳۲۳ دلم اول بجان خویشتن کرد
 ۳۴۸ دلم جز بکویش نشیمن ندارد
 ۳۳۳ دلم در سینه کز داغ غم جانانه می سوزد
 ۳۹۸ دلم زار ره عشقت سر شادی نمی باشد
 ۳۲۱ دلم ز کوی تو در خون نشسته می آید
 ۳۵۳ دلم سخت بیزاری از خانه دارد
 ۳۵۶ دل من در سراغ تیر آن ابرو کمان گم شد
 ۳۴۵ دلها کباب جلوه‌ی مستانه می تواند

- ۳۴۲ دنبال دل خویش دوانم چه توان کرد
 ۲۸۳ دور از تو روزگار بمن آنچه خواست کرد
 ۳۳۳ دوش پیکان خود از سینه‌ی من یار کشید
 ۳۸۵ دیده را گریه ناک خواهم کرد
 ۲۸۶ رسید غم بسرم بی خبر چه خواهم کرد
 ۳۹۱ رفتن او سبب رفتن جان می گردد
 ۳۲۹ رفتی و یکدم دل ما از طپیدن بس نکرد
 ۲۹۰ روزی از روی تو من قطع نظر خواهم کرد
 ۳۵۴ زار نالی من زار شنیدن دارد
 ۳۷۵ ز بزم غیر چه مست و خراب می آید
 ۳۰۱ ز بس بدل سخت جای گیر می آید
 ۳۴۴ ز پهلوی تو دارم آنچه‌ان درد
 ۳۹۷ ز چشم خون نه اکنون می تراود
 ۲۸۷ ز دل پهلوی تنهی کردم که الفت را نمی شاید
 ۳۰۹ ز دل که رفت بتاراج دلستانی چند
 ۳۶۴ ز دیرین محرمان کس درد پنهانم نمی داند
 ۳۴۵ ز شادی می گریزد طبع من با غم نمی سازد
 ۳۲۲ ز مهر روی تو آئینه ماه می گردد
 ۲۹۴ ز هر کسی به جهان یادگار میماند
 ۲۹۵ ساختی با غیر و غیرت را چه شد
 ۲۹۹ سحر یارم به غم‌خواری خوش آمد
 ۳۰۹ سخن از هجر جان فرسا مگوئید
 ۳۰۴ سر به شمشیر قضا باید داد
 ۳۸۸ سرد مهر من دل از لطف تو لرزان می شود
 ۳۲۶ سرشک بی قرارم پای در دامن نگهدارد
 ۲۸۸ سرم مرهون سودای تو باشد
 ۳۲۵ سرو را با قد رعناى تو دعوی نرسد
 ۲۹۲ سروی نگشته بود درین گلستان بلند
 ۳۸۸ شانه چو دست آن بت چین را به گیسو می زند
 ۴۰۱ شب بر سر کوی تو کسی گرم فغان بود

- ۳۱۳ شب سیاه فراقم چراغ دست نداد
 ۳۶۵ شب همچو بلبلم همه شب کار شور بود
 ۳۷۰ شوخ من عالم دلها نه به لشکر گیرد
 ۲۷۵ صبا کجاست کزان رو نقاب بردارد
 ۲۷۴ عاشق مشو که عشق نگو نزاری آورد
 ۳۹۲ عاشقی بر که اختیار کند
 ۳۲۷ عشق کارم تباہ خواهد کرد
 ۳۶۸ عشق و رشک و آه و اشک و داغ و درد
 ۲۸۲ عمر رفت و چشم بختم خفته مانند
 ۳۶۶ عنبرین موی مرا دیوانه کرد
 ۴۰۲ غم مرا افکند از پا غمگساران را چه شد
 ۴۱۱ غم ندارم گر به غربت روز گرام می کشد
 ۳۷۳ غم هجر تو چگویم که چه با جانم کرد
 ۳۸۰ فصل گل است و این دل محزون همان که بود
 ۳۲۸ کرد دل تا به سر کویش وطن یادم نکرد
 ۳۴۳ کردم وداع یار به بینم چه می شود
 ۳۲۰ کسی کز مصحف دل فال بهر وصل او گیرد
 ۳۱۶ کسی معنی حسن فهمیده باشد
 ۳۱۲ کسی نماز در آئین ما درست کند
 ۳۰۵ که تاب جلوه‌ی آن سرخ پوش می آرد
 ۳۷۴ کی ز جور حبیب می نالد
 ۳۵۱ گاهی نگفت آه که حال فلان چه شد
 ۲۹۶ گر بمن شب گذرانی چه شود
 ۲۸۴ گر چنین اشکبار خواهد شد
 ۳۷۵ گر دلت از جفا نمی گذرد
 ۳۸۵ گر قدسیان دهان تو یکبار بو کنند
 ۲۹۷ گر کنی جور و جفا می زبید
 ۲۸۸ گر نیم عاشق جهان بر من چنین تنگی از چه شد
 ۳۷۲ گذارش گر سوی گلزار با آن چشم مست افتد
 ۳۳۰ ماندیم در بلا و دعا را خبر نشد

- ۳۸۶ ماه نو ابرو کشید و این اشارت میکند
 ۱۳۶ مرا آن روز گریان آفریدند
 ۳۰۲ مرا محمل نشین خویشتن چون یاد میآید
 ۳۱۹ مفروش عشوه با تو سر یاریم نماند
 ۳۰۰ من چگویم که پیامش بدل زار چه کرد
 ۲۹۷ من کیم تا آن قد رعنا بفریادم رسد
 ۲۷۶ من و اشکی کز و جگر ریزد
 ۳۱۱ مهربان آن ماه را بر حال زار ما نکرد
 ۲۸۷ میبیری دل را و دا نم کز نظر خواهی فگند
 ۳۹۰ می خورده شوخ من عرق آلود می رسد
 ۳۵۳ میزنی بردل من سنگ جفا شرمست باد
 ۳۷۷ میل پیکان تیر او دارد
 ۳۳۷ ناتوانی که طلبگار تو باشد چکند
 ۳۷۳ نازک دلم شکایت سنگ جفا نکرد
 ۳۰۱ ناله تا جان گد از نتوان کرد
 ۳۰۶ نه اشک شام و نه آه سحر تمام کند
 ۳۰۴ نه خط است اینکه ازان چهره برون می آید
 ۳۸۹ نه دارد همچو من یک آشنا درد
 ۳۳۹ ندانم تا چها از تیغ ابروی تو می آید
 ۳۰۷ نه فکر بوس و نه ذکر کنار خواهم کرد
 ۳۹۷ نوید وصل تو باد سحر گهی دارد
 ۳۴۱ نی درد دین نه راحت دنیا بیا رسید
 ۳۱۵ وه که در دست من بی سروسامان افتاد
 ۳۷۳ هجر خونخوار شد چه باید کرد
 ۲۷۵ هر چند او مرا به بدی یاد میکند
 ۳۸۱ همچو روی تو رو نمی باشد
 ۲۹۶ یار از در چو در آمد گله ها بر هم خورد
 ۲۹۱ یار از من میتلا گریزد
 ۲۸۷ یار چون از نظرم می گذرد
 ۳۶۱ یار صاحب مذاق می آید

یارم از لطف بلب کار مسیحا میکرد
یعقوب اگر بیت حزن گریه میکند

ناتعام غزلیات

آنچه با دل آن ستمگر میکند
آن دل که ز چشم دلبر افتاد
آن روز که یار خواهد آمد
ارباب قرب را که جگر آب می شود
از دوا درد دلم روی بیبهود نکرد
اشک عشاق تو ممتاز بود
اشکم از دیده بصد شور چکیدن دارد
اگر ز خاک مزارم غبار برخیزد
بیالای او هر که دل داده باشد
بجز چاک که آن از جیب تا دامن نمی آید
بشنو که پیر دیر چه ارشاد میکند
بشهرم خرد چند رسوا نماید
بغیر از جفا یار کاری ندارد
بند ز بند من جدا کرد که کرد یار کرد
بنمای رو که صورت عالم دگر شود
بی تو باین همه زاری بلبم جان نرسد
تا چها بر سرش از پهلوی اغیار آمد
تا ستانم ز بتان داد تن خون آلود
تند خوی ز من نمی آید
تنگ تنگ از دهن یار شکر میریزد
تنها نه چشم از خم هجران سفید شد
تیغ بیداد بر آهیختش را نگرید
جامه زیبان بما چها کردند
جان ضعیف من که بجانان نمی رسد
چشم ترا که رخصت خونریزداده اند
چشم من چون پیش آن نادر دمندان تر شود

- ۴۳۵ چگویم که حال من از عشق چون شد
 ۴۲۲ چو رفتم پیمش او چین بر جبین زد
 ۴۲۹ چو غنچه مانده‌ای ای دل کنون که یار آمد
 ۴۲۱ چه شد چو او بمن خسته خشمگین افتاد
 ۴۲۲ حرف از مهر و وفا میگوید
 ۴۳۴ خیال تند خوی در دل من خانه می سازد
 ۴۳۱ دارد افسانه‌ی بیتابی من تاثیری
 ۴۳۲ داغت پس از فنا بمزارم بهار کرد
 ۴۳۵ دامن من از شومی این چشم تر آلود
 ۴۱۳ دانی محیط فتنه چرا موج میزند
 ۴۲۰ درد دلم ز رنگ رخم گرد میکند
 ۴۱۵ در دل آن پرعتاب میگرد
 ۴۳۴ دشمنان خانه‌ی من سوخته بودند نشد
 ۴۲۶ دلبران شوخ و میرزا مشوید
 ۴۱۷ دوستی روزی دشمن نشود
 ۴۳۶ دوش بر بالینم آمد یار و غمخواری نکرد
 ۴۲۹ دیده گردید و بت عهد شکن پیدا کرد
 ۴۲۶ راز درون پرده ز اشکم بدر فتاد
 ۴۱۸ راندی مرا ز خدمت تقصیر من چه باشد
 ۴۱۵ رسید یار و در غصه ام فراز کنیاد
 ۴۲۶ رفت در زهد عمر من برباد
 ۴۲۲ ره بجانان نمی توانم برد
 ۴۳۱ ره نمی یابد سکندر هم بدولت خانه اش
 ۴۲۵ ز امید وصالش گرچه دل خوشنودمی گردد
 ۴۱۸ زان کماندار بحالم نظری بود و نماند
 ۴۲۷ ز دولت تو دلم درد و داغ پیدا کرد
 ۴۲۹ ز من برگشت آن مه مهربان من که خواهد شد
 ۴۳۴ زوصلت ناامیدیمها همه امید میگرد
 ۴۳۲ سحری مرحمتی عشق تو در کارم کرد
 ۴۱۶ سر پرشور جنون بر تن من مییاید

- ۴۳۶ سینه ام از داغها معمور باد
 ۴۲۶ طاقتم برد هجر و تاب نماند
 ۴۲۴ طالب وصل اگر باید بود
 ۴۲۱ طلعت روی تو آفتاب ندارد
 ۴۳۳ غم افزون شد نپرسیدی چرا شد
 ۴۲۵ غم دل دلبری دارد ندارد
 ۴۳۴ غنچه آسا تنگی دل از سر من و نشد
 ۴۲۴ فغان کز گفته ای اغیار با من خوب من بد شد
 ۴۲۷ کس چرا دل به چنین شوخ جفا جو بندد
 ۴۳۰ کسی امید چه نفع از تو رای فلک دارد
 ۴۲۶ کی خسته ای غمت بمسیح التجا برد
 ۴۳۱ گر او دل میدهد جان میستاند
 ۴۱۷ گل بآن عارض زیبا نه رسد
 ۴۱۵ گل عیشی نهچیدم گرچه عهد وصل یار آمد
 ۴۱۳ محبت با دلش کاری ندارد
 ۴۱۸ محنت کش هجرم خبرم هیچ میپرسید
 ۴۱۶ مرا از زرخدان او دل برآید
 ۴۳۲ مرا اگر تب عشق استخوان بجنبانند
 ۴۲۸ من ز دل دل ز من جدا افتاد
 ۴۲۴ نمود از وعده ی قتل دلم شاد
 ۴۳۵ نه همین باد بگلزار هوادار تو بود
 ۴۳۱ نه همین عالم ازین زلف دگرگون گردید
 ۴۱۹ هر سیزه که در بهار روید
 ۴۲۷ هر کرا سودای زلف او گریبان شد
 ۴۲۵ یک بوسه گر ز نوش لبان میتوان خرید
 ۴۳۶ قطعات
 ۴۴۴ متفرق اشعار

ردیف الراء

- ۴۶۰ آنکه دل را یاد او بخشد سرور از راه دور

- ۴۶۴ آنی که نیست جز ستمت پیشه‌ی دگر
 ۴۵۷ اشک من تا دامن محشر نمیگیرد قرار
 ۴۶۰ خون من برطرف دامانش نگر
 ۴۶۱ در محبت بی سرانجامیم نام ما میر
 ۴۵۸ دور از تو آنچه خواست بما کرد روزگار
 ۴۵۹ ز بسکه آمده در بند من بجان زنجیر
 ۴۶۱ صبا ز چشم من آن خاک پا دریغ مدار
 ۴۶۳ ما را کجاست حوصله‌ی جنگ روزگار
 ۴۶۱ ما قفس پرورده مرغانیم اسیر یکدگر
 ۴۵۸ می نهم بر پای دل از زلف او بندی دگر
 ۴۶۲ هر شام میفروزم شمع مزار دیگر
 ناتمام غزلیات
 ۴۶۴ با اهل هوس نشستی آخر
 ۴۶۵ بیا عیادت من کن قدم دریغ مدار
 ۴۶۶ تا یکی صرف حنا بندی نمایی روزگار
 ۴۶۵ در آ بمیکده و ترک نام و ننگ بگیر
 ۴۶۵ دور از در او فتادم آخر
 ۴۶۵ نمائیم در هجر او زنده بسیار
 ۴۶۶ قطعات
 ۴۶۷ اشعار متفرق
 ردیف الزاء
 ۴۷۲ به بنده نیست ترا کار جز جفا هرگز
 ۴۷۳ حسنت آخر شد و از ما نکند یاد هنوز
 ۴۶۸ دلش از درد محبت نه طمید است هنوز
 ۴۶۹ دل صد پاره ام ای شوخ جفا کار مسوز
 ۴۷۲ رفتی و فتاد از نوا ساز
 ۴۶۸ سخن هجر مگو بنده نواز
 ۴۶۹ سوختی دل را و در جانی هنوز
 ۴۷۰ کشتی و سرزنش کندم طعنه زن هنوز
 ۴۷۰ گشتم هلاک و درد تو دارم بجان هنوز

ناتمام غزلیات

- ای سرت گردم بوصل دلتواز ۴۷۳
حسن او برگشت و دارد عشق رسوایم هنوز ۴۷۴
خط از اطراف روی یار شد سبز ۴۷۴
شب رخت بست صبح دیدن گرفت باز ۴۷۴

ردیف السین

- از غم دوری ما هی که میپرس ۴۸۰
تا گرفتارت شدم از رشک گریم هر نفس ۴۷۸
داریم یوسفی که بخوابش ندید کس ۴۷۹
در آشیانه شدم بسمل از برای قفس ۴۷۵
دیدم سحر ز بلبل ناشاد در قفس ۴۷۶
روز و شب از دیدن صیاد مستم در قفس ۴۷۹
کرده ام مانند مجنون خوش بیابانی و بس ۴۷۷
کی شود کیفیت عشق تو پنهان در لباس ۴۷۵
ما دماغ آشفته ایم از حال زار ما میپرس ۴۷۶

ناتمام غزلیات

- تمام چشم شد از شوق دیدن تو دلم ۴۸۰
رفتی ای ماه بجای که میپرس ۴۸۱
قطعات ۴۸۱
متفرق اشعار ۴۸۱

ردیف الیسن

- از دل چه میپرسی که من در عشق مجنون کردمش ۴۸۶
ای شوخ ز آزار دل ریش بیندیش ۴۸۸
ترا که گفت که مائل بسیر بستان باش ۴۸۳
چند برگردانیم با اشک و آه از کوی خویش ۴۸۵
دلم غمدیده‌ی عشق است بگزارید ناشادش ۴۸۷
سر جدا میکنم خود از تن خویش ۴۸۳
صد وعده می گرفتم از یار جانی خویش ۴۸۶
کرده زلف تو پا بزنجیرش ۴۸۴

- ۴۸۴ کشته گشتم ز طبع روشن خویش
 ۴۸۴ کند خراب جهانی بیک عنان گرش
 ۴۸۷ گل کند پاره برت دفتر زیبای خویش
 ۴۸۵ هوسم نیست که سنجاب کنم بستر خویش

ناتمام غزلیات

- ۴۸۹ این قدر کینه جو، باش میباش
 ۴۸۹ خنجر بقصد کشتن ما می کشی مکش
 ۴۹۰ گر بگردد روزگار از وضع خویش
 ۴۸۹ من که از غیرت کشیدم دست خود از دامنش

قطعات

- ۴۹۱ متفرق اشعار
 ردیف الصاد
 ۴۹۳ بهر جا آن سہمی بالا کند رقص

ردیف الضاد

- ۴۹۴ چون ماجرای هجر بجانان کنیم عرض
 ناتمام غزل
 ۴۹۴ ای از تو رنگ و بوی گرفته بهار قرض
 ردیف الطاء

- ۴۹۶ از دامگاه دهر رسیدم با احتیاط
 ۴۹۵ راه دل را می کند آن شوخ بی پروا غلط

ردیف العین

- ۴۹۷ بان کسی که یکدل پریشان جمع

ردیف الغین

- ۴۹۸ زان پیشتر که گل کند از برگ لاله داغ
 ۴۹۸ گر نسوزد شام سرگم کس بخاک من چراغ

ناتمام غزلیات

- ۴۹۹ بعشق مردم و از درد سر شدم فارغ
۴۹۹ شب که در کلبه‌ی من بود چراغ
۴۹۹ قطعه

ردیف الفاء

- ۵۰۰ بی برگ شد ز باد خزان شاخسار حیف
ناتمام غزل
۵۰۰ کار خدا پسند نکردم هزار حیف
ردیف القاف

- ۵۰۱ هرگز نشد دل ما یکدم بما موافق
ردیف الکاف

- ۵۰۲ بر کمر توشه ای از لخت جگر دارد اشک
۵۰۲ چو شاخهای درختی که شد ز سرما خشک
ناتمام غزلیات

- ۵۰۳ فرودم آمدی در دل مبارک
۵۰۳ مانند دست آرزویم خالی از دنیای خشک

- ردیف الکاف الفارسی
۵۰۴ تن شد از سنگ جفای او مرا فیروزه رنگ
ردیف اللام

- ۵۱۵ از بس براه شوق تو شد بمقرار دل
۵۱۵ از جنگ تو شدم من دل تنگ منفعل
۵۱۳ ای که هرگز نکنی چاره‌ی بیماری دل

- ۵۱۱ بداغ حسرت آن آتشین لعل
۵۱۰ بسکه رفت از پی تو صد جا دل
۵۱۰ بسکه نگذاشته شرم رخ او رنگ بگل

- ۵۱۶ خواهم شود از پیچ و خم زلف رها دل
۵۱۳ دل بردی و چها که نکردی بجان دل
۵۱۲ ربودی جان من زین دل ازان دل
۵۰۹ روز ازل که گشت دلت آشنای دل

- ۵۰۹ ز شیون دل غنچه آزرده بلبل
 ۵۱۲ زلف تو ز بس حال مرا ساخته مختل
 ۵۰۸ زمن برد آن دو چشم سرمه سا دل
 ۵۰۹ کرده اظهار غم پیش تو صد بار خجل
 ۵۰۷ کی درد با فسانه و افسون رود از دل
 ۵۰۸ گر گوش کنی ترانه دل
 ۵۱۰ گوش مردم کر است و ذهن کلیل
 ۵۰۶ میروم هرسو دوان از دست دل
 ۵۰۵ هر چند که با من است این دل
 ۵۱۱ یار طناز وای بر من و دل

غزلیات ناتمام

- ۵۱۷ خوشم از نعره‌ی مستانه دل
 ۵۱۷ ز گریه دامن گل گشته است محشر گل
 ۵۱۷ عمر بگذشت و ندیدم از تو گاهی روی دل
 قطعات
 ۵۱۷
 ۵۸۸ فرد

ردیف المیم

- ۵۹۶ آرزو دارم که در عشق تو یار دل شوم
 ۵۲۷ آزرده ز کوی یار رفتم
 ۵۳۸ آن قد دلپسند را نازم
 ۵۶۷ آنکه فکر دل بیمار نکرد است منم
 ۶۰۱ آه سرد خود اگر مطلق عنان میساختم
 ۵۳۳ احوال خراب می نویسم
 ۵۱۹ از تو در کون و مکان هنگامه عشق است گرم
 ۵۲۱ از چشم کینه جوی تو مشکل که جان برم
 ۵۵۸ از دوری تو گشته سیه روزگار چشمم
 ۵۵۳ از کوی یار خاک بسر کرده میروم
 ۵۴۶ از وصل دلبر دل بر گرفتم
 ۵۴۰ اشارت کن دل و جان میرسانم

- اشک خونین جگری میخوام ۵۴۱
 اشک را یافته ام پرده در خود چکنم ۵۳۷
 امروز من عجب می پرزور خورده ام ۵۷۷
 امشب که بی تو تاب و توانی نداشتیم ۵۸۵
 این دل گم گشته را در زلف خوبان یافتم ۵۳۵
 با چنین بخت که ره نیست بزدان تو ام ۵۶۲
 با خود از دوستیش این همه دشمن کردم ۵۹۴
 بار غمهای تو با جسم حقیری میکشم ۵۹۵
 باز آمدم بر تو بحالی که داشتم ۵۸۰
 به اشک شام و به آه سحر چه چاره کنم ۵۲۶
 باشک و آه و درد و غم جدا از یار میسازم ۵۵۳
 باغیر سری داری و گویی که ندارم ۵۴۶
 بآن سیمین بدن زر بگزرانم ۵۳۶
 بت من وصل ترا میخوام ۵۶۲
 بجز جور و جفا از دلربای خود نمی بینم ۵۵۲
 بحال من نپردازی چه سازم ۵۲۸
 بدا مان جنون دستی زدم از خویشتن رفتم ۵۴۷
 بدل گفتم از دور گردون نگریم ۵۹۲
 بران سرم که ره عرض مدعا بندم ۵۸۴
 بر بیگانه گاهی گاهی پیش خویش مینالم ۵۹۲
 برد سرمایه ابر از چشم گریانی که من دارم ۵۷۵
 بر سر کوی وفا میگیرم ۵۶۹
 بزدان غمت جز ناله و زاری نمی دانم ۵۳۳
 بساط گریه خواهد کرد طی چشم ۵۲۴
 بسودای سر زلف تو شادم ۵۶۶
 بعهدت ای شه خوبان عجب دستور می بینم ۵۶۱
 بکوی یار گذاری که داشتم دارم ۶۰۷
 بگلشن پیش آن ناز آفرین چشم ۶۰۵
 بگلشن وصف رویت کردم و گل را خجل کردم ۵۹۱
 بنازی من آن خاک پا می فروشم ۵۲۰

- ۵۳۴ بیا ای دلریا گرد تو گردم
 ۹۶۲ بی تو نظاره چمن کردیم
 ۵۷۳ بیک عالم مصیبت جان و دل را مبتلا دیدم
 ۵۲۰ تابان سرو ناز دل بستم
 ۵۲۳ تاب تیمار دل زار ندارم چکنم
 ۵۶۹ تا بداغ او سری می داشتم
 ۶۰۴ تا بکی از ستمش آه کنم
 ۵۲۲ تا سیم بری بهم رسانم
 ۵۷۲ تا سیه شد از خط مشکین جانان خانه ام
 ۵۶۰ نا کی بغمت در پس دیوار بگیریم
 ۵۵۹ ترا با من سر جور و جفا بود است دانستم
 ۵۳۱ ترا من با وفا دانسته بودم
 ۵۵۵ جان آزرده بکوی تو سپردیم و شدیم
 ۵۸۱ جستجوی شمه درد و غم او می کنم
 ۵۶۴ جفا جویان ندارند از جفا شرم
 ۵۳۹ چنان مکن که ز کوی تو خوار برخیزم
 ۵۴۴ چو خم بگوشه میخانه نسبتی دارم
 ۵۳۰ چون تار ساز هر چند ما زار می نمائیم
 ۵۸۸ چون جانب او قاصدی از ناله فرستم
 ۵۳۲ چون شمع ما بکعبه و بت خانه سوختیم
 ۵۶۸ حدیث شوخی چشمت شنیده آمده ام
 ۵۸۴ خاک شد در قدم او سر خود را نازم
 ۵۸۸ خزان رسید و پی غمگساری چمنم
 ۵۵۰ خصم جانی منت شناخته ام
 ۶۰۲ خواهم که بر یار دل آزار بگیریم
 ۵۳۸ خواهم که یک شب گریه ای در پای دیوارش کنم
 ۵۷۳ خوابا خیال چون تو نگاری گرفته ایم
 ۵۹۰ خوشا روز یکه من این رنج غربت در وطن گویم
 ۵۵۰ خوش آنکه من از دانش و فرهنگ برآیم
 ۵۹۵ خو گرفتیم بقیس رفته چمن از یادم

- ۶۰۲ خون گشت دل از داغ جفای تو جگرهم
 ۵۵۹ خون نمی گشتی دلم دلدار اگر می داشتم
 ۵۳۶ دارم اگرچه دست بکاری که داشتم
 ۵۶۱ داغی ز تو یادگار دارم
 ۵۴۰ در آغاز محبت از جفای دلستان مردم
 ۵۹۸ در خواب همچو روی تو روی ندید چشم
 ۵۲۰ درد دلی به پیش تو اظهار میکنم
 ۵۹۳ در گریه بدولت تو ممتازم
 ۵۹۶ دریغا که درد آشنای ندارم
 ۵۸۲ دعوی دل بیار ستمگر گزاشتم
 ۵۴۵ دل بی تاب وصل سیمتن جانان نه ای دارم
 ۵۷۶ دل خریدار تو باشد من خریدار دلم
 ۵۳۷ دلی در خون طپیده ای دارم
 ۵۲۲ دل را اگر بناله کشیدن در آوردم
 ۵۳۵ دل سخت آن بی وفا را چگویم
 ۵۶۱ دلش خار است بسیار آزمودم
 ۵۲۵ دلم بزلف کسی مبتلاست من چکنم
 ۵۷۹ دلم تا کی رود از دست دلدار بدست آرم
 ۵۶۴ دل نمی خواهد که من تنها دلی خالی کنم
 ۵۷۴ دور از تو گر دمی بگلستان نشسته ایم
 ۵۹۷ دیدم از غیر بسی جور و تغافل کردم
 ۶۰۳ دیده‌ی اشکبار می خواهم
 ۵۴۹ دیگر بجوش آمده دریای گریه ام
 ۵۶۹ رفتم که کسی بهم رسانم
 ۵۷۰ رفتی و نقش پای تو دیدم گریستم
 ۵۹۳ ز بی مهری چرخ از مهربانی دور افتادم
 ۵۷۶ ز چاک سینه چو احوال دل نظاره کنم
 ۵۶۶ ز حرف ناصح دم سرد ترسیدن نمی دانم
 ۵۵۸ ز دست عزیزان وطن میگزارم
 ۵۶۵ ز صدمه راند یلر از آستان هم

- ۵۲۹ ز کوی او سفر کردیم و رفتیم
 ۵۵۷ ز کویش دوش رخت از غیرت اغیار می بستم
 ۵۸۱ ز کوی یار بیرون می دود از سینه‌ی من هم
 ۵۱۹ ز گلزار تمنا حسرت بسیار می آرم
 ۵۴۳ زمین خدمتش گاهی که یابم یار می بوسم
 ۵۵۶ زندگی بی یار جانی چون کنم
 ۵۸۶ ز وصل آن گل اندامست تا بی بهره آغوشم
 ۵۴۷ ساخت غربت بمن وطن چکنم
 ۶۰۵ سبک گشتم به چشم در تو دیدم سرگرانی هم
 ۵۶۰ سر از قدم تو بر نداریم
 ۶۰۵ سرا سر خشک دیدم مزرع خود تا نظر کردم
 ۵۴۲ شب از دوریت سخت افسرده بودم
 ۵۴۵ شب هجر تو داغ می سوزم
 ۶۰۱ شب هجر تو کی در دیده راه خواب میدادم
 ۵۴۸ شکایت ازین باغ بی جاندارم
 ۵۹۸ شکوه‌ها کز روزگار ناموافق میکنم
 ۵۴۱ شکوه‌ها از یار در دل می برم
 ۵۵۰ صبر گریز پا را من خوب میشناسم
 ۵۷۸ عیش دنیا همه غم بود نمی دانستم
 ۵۹۰ غم و غصه جای دگر می برم
 ۵۴۴ غم هجران کشیدم و رفتم
 ۶۰۲ غمین گشتم ز پیری شادمانی از کجا آرم
 ۵۹۶ فتاد از دست من دل با که گویم
 ۵۲۴ فتادم بر در دل خانه یار است میدانم
 ۶۰۶ قطره‌ی اشکی بصد خون جگر پیدا کنم
 ۵۶۵ کی شب هجر تو ظالم خواب می آید بچشم
 ۵۷۹ گاهی بشهر و گاه بصحرا گریستم
 ۵۶۳ گر بگریم بتو این تندی خو نگذارم
 ۵۸۹ گرچه احوال بسی درهم و برهم دارم
 ۵۴۹ گرچه ما از زمانه سوخته ایم

- ۵۲۶ گر رسم روزی بدلداری که میخواست دل
 ۵۵۷ گریبان گر بقدر حسرت دل چاک می کردم
 ۶۰۴ گشتم دوتا ز درد به یکتائیت قسم
 ۵۷۱ گل زد از شعله‌ی داغ تو بسر دستارم
 ۵۹۱ ما دل صد پاره در فکر شراب انداختیم
 ۵۸۷ مانند سپند از بس بی طاقتی انگیزم
 ۵۴۵ من بادل سخت تو در افتاد ندارم
 ۵۳۴ منت از خون دل شراب دهم
 ۷۵۶ من کجا گو هر یکدانه بدامن دارم
 ۵۳۰ منم آن خسته که از درد محابا نکنم
 ۵۴۹ موج زد بحر غم شنا چه کنم
 ۵۴۲ میتوانم ز سر هر دو جهان برخیزم
 ۷۸۳ میکنی آزار خوش می آیدم
 ۵۹۶ نا امید از مهر و ماهی میروم
 ۵۶۷ نه انیسی نه همدی دارم
 ۵۵۳ نه من وصل و نه هجران می پرستم
 ۶۰۳ نخست آنکس که شد در عشق او افسانه من بودم
 ۵۲۷ نمی سازد هوای جز هوای خانه‌ی خویشم
 ۷۷۰ نمی کردم شب هجران اگر زاری چه میکردم
 ۵۲۸ نی بخواب آسوده گردد نی به بیدارنی دلم
 ۷۷۴ نیست امروز که با عشق ندیم است دلم
 ۵۴۳ وا شو زبانی ای بی ترحم
 ۵۵۵ هر جا که وصف آن بت کافر نوشته ایم
 ۵۷۷ هرچند که ناتوان عشقم
 ۵۲۶ هر دم از درد دگر میگیرم
 ۷۳۸ هر سحر یاد شما میکنم و میگیرم
 ۵۸۷ هر کرا رفت دل از دست حزن من بودم
 ۷۵۱ هست هیچ آن کمر دگر معلوم
 ۷۵۷ هیچ گه یاد آن پسر نکنم
 ۶۰۶ همان بهتر که من از آستانش زود برخیزم

یار ما را نکرد یاد چه غم
 یار ناپائدار را چکنم
 بک نفس پا نکشد اشک بدامان چکنم

نا تمام غزلیات

آسان نه درین بادیه ما کام گرفتیم
 آه کز کوی او بدر رقتم
 احوال خود بتان بشما عرض میکنم
 از تو صبر ای ستم ایجاد ندارم چکنم
 از گریه رسید آب به بنیاد نگاهم
 با تو عرض جانگذاری میکنم
 به تیغ یار اگر سو دا نمی کردم چه میکردم
 برت شاد آدم ناشاد رقتم
 بر سر کوی تو پای من شکست
 بسکه محو خیال آن رویم
 بسکه یارم داد دشنام از دعا شرمنده ام
 بکوی دلبران حد ادب فهمیده می آیم
 پرورم در قفس ریخت از بس طپیدن
 ترا ای دل بجای می فرستم
 جان نثار دلربایان کرده ایم
 چه خیالست کزین باغ ثمر جمع کنم
 چرا سر بر درت افتاده باشم
 چند در مدرسه و کعبه افادت طلبم
 چند دل را در غم آن خوشی پسر ضائع کنم
 حدیث گرمی خوی تو بر زبان دارم
 خواندی از خیل غلامان خودم
 خوشا ساعت که با مینای می زندانه بنشینم
 خون گشت جگر دگر چگویم
 در بند غم فغان چوا اساری برآورم
 در غمت گریه فراوان کردم

- ۶۱۱ در غم هجر تو گریان ز سفر می آیم
 ۶۱۴ دستگیری گر امید از هیچ کسی می داشتم
 ۶۲۲ دل سختش نه از زاری شود نرم
 ۶۲۳ دل نامهربان او اگر سنگ است من دانم
 ۶۱۵ دوستان با وصف بی تقصیریم
 ۶۱۴ دوشم گذر فتاد به هامون گریستم
 ۶۱۱ دیدم به خواب امشب زلفت بدست جمعی
 ۶۱۴ روزیکه برویت نظر انداخته بودم
 ۶۲۲ ز وحشت پای در دامن کشیدن رفت از یادم
 ۶۱۹ ز همراهان درین وادی کجا کاری به کس دارم
 ۶۲۰ زین گستان بخاطر دلگیر میروم
 ۶۲۳ سخت بیمار ز هجران شده ام
 ۶۰۸ شوخ و بی باک و آفتی چکنم
 ۶۱۴ صرف محبت تو شد حاصل زندگانیم
 ۶۱۵ عالمی ساخته ویران اشکم
 ۶۲۳ عشق آموخته ای می خواهم
 ۶۱۴ چشم مکن اگر سوی میخانه میروم
 ۶۰۹ غم و درد را جستجو میکنیم
 ۶۲۰ کردی بر من جفا چگویم
 ۶۱۳ گاهی نیارد آن ماه یارم
 ۶۱۸ گر ز چشم دام می دیدم نگاه التفات
 ۶۲۰ گر نه سودا بسر زلف بتان میکردم
 ۶۱۰ گله از جور تو بنیاد کنم یا نکنم
 ۶۱۸ ما خون بایاغ خویش کردیم
 ۶۲۱ مرا ای غم ز سر و اشو نه دل دارم نه جان دارم
 ۶۱۹ من چگویم چه زین سفر دیدم
 ۶۱۱ من دل گمگشته جویان میروم
 ۶۲۱ من رنگ آن بهار حنا را ندیده ام
 ۶۲۱ من ز گیسوی کسی تاری بدست آورده ام
 ۶۱۳ من کجا معتبرش میگردم

- ۶۲۰ نمی دانم چه سازم تا دلت از کین بگردانم
 ۶۱۰ همدم از گریه خونین دارم
 ۶۱۶ همه شور و همه شغب مائیم
 ۶۱۹ یاد ایا میکه با آن دل شکن میساختم
 ۶۱۶ یاد ایا میکه در کوی تو مسکن داشتم
 ۶۰۸ یا رب باو چگونه شود آشنا دلم
 ۶۲۳ قطعات
 ۶۲۱ اشعار متفرق

ردیف النون

- ۶۵۱ ابری کشید سر بهوای گریستن
 ۶۵۵ از سحر سازی نگه نازنین من
 ۶۶۶ اشکم بدیده میگفت آماده چکیدن
 ۶۴۴ اگر رسواست ور شیدا دل من
 ۶۴۳ امروز مرا کرد غم یار پریشان
 ۶۴۹ انکار اهل صدق و صفا میکنی مکن
 ۶۴۲ ای چرخ بعد مرگ ز خاکم پیاله کن
 ۶۶۸ ای دل هوس شیشه و پیمانه رها کن
 ۶۴۵ بدست من افتاد کار گریبان
 ۶۴۳ بر سر دل مرا عتاب مکن
 ۶۶۵ برنگ لاله مرا رسته از جگر ناخن
 ۶۴۵ بسته ام عهدی درستی در غمت با سوختن
 ۶۴۴ بسته زنجیر گیسویت نه من صد همچو من
 ۶۴۱ یکجا می روی ای برزده دامان بنشین
 ۶۶۰ بیش از دلی ندارم و خوبان هزار تن
 ۶۵۴ لی یار گرفته شد دل من
 ۶۵۴ پیکان یار بسکه شکست استخوان من
 ۶۴۴ تنگ تر از دل مور است فضای دل من
 ۶۶۹ چون سیل روم در طلب دوست شتابان
 ۶۵۲ خوشا رهرو که تا منزل رسیدن

- ۶۷۵ خوش آن شبها که در گوشش حدیثی می رسید از من
 ۶۴۰ چه خوش باشد بان نوحط بگشای باده نوشیدن
 ۶۴۷ در آنچندان ز در جانانه من
 ۶۷۸ در خاطر رمیده دلان جا بهم رسان
 ۶۷۴ در خون نشاند دل را مژگان دلشکاران
 ۶۵۹ در دلم هست که نالم سهری بهتر ازین
 ۶۶۳ دل از غم تو زبون شد چه میتوان کردن
 ۶۷۱ دل دید ز بسکه خواری من
 ۶۷۰ دل رفت زمن پی نکویان
 ۶۷۹ دل ز چشم و ابروی جانانه میگوید سخن
 ۶۵۸ ز تو شاه من جلوسی بسریر ناز کردن
 ۶۶۳ زنده دل را نسزد گرد هنر گر دندان
 ۶۷۷ زهی سر حلقه کا کل کمندان
 ۶۷۰ سرمه سا چشم تو کرد این همه بیداد بمن
 ۶۵۵ سرو روان من گذر افکن بسوی من
 ۶۷۲ سلوکی طرفه آن یار جانی میکند با من
 ۶۶۱ سنگسارم کرد آن مه مهربانی را بین
 ۶۴۶ سوخت بی مهریت ستاره من
 ۶۵۰ سیاهی کرده جا در دیده من
 ۶۴۰ شبی بکبه احزان من بیا بشین
 ۶۴۸ شوخ سرکش پسری وای بمن
 ۶۶۷ صبح خندید ای دل خوابیده چشمی باز کن
 ۶۵۷ غم دوش در عزای دل مبتلای من
 ۶۵۲ فتاد از ضعف نبضم از طپیدن
 ۶۷۶ قصد خونم کرده ای میکن چه باک ای نازنین
 ۶۶۹ کار ما گذشت از کار فکر ما خدا را کن
 ۶۷۱ کشم از خار خار گلزاران
 ۶۶۲ کمر بستی بکین من نشستی در کمین من
 ۶۶۶ کنون که موج سر شکم رسید تا گردن
 ۶۴۶ کی بود گریه دست و گریبانم این چنین

- ۶۶۰ گر آمدم به پیش تو چمن بر چین مزن
 ۶۴۵ گر کشد باز ز دست من شیدا دامن
 ۶۶۸ ماند واپس برهت دین و دل و جان از من
 ۶۵۱ مده بیاد من دلفگار خندیدن
 ۶۷۸ مردم و بوسه‌ای آن شوخ نه بخشید بمن
 ۶۷۹ مگر کرده است پیدا خوی طفل اشکبار من
 ۶۴۲ من نمی گویم که مجنون باش و در صحرا نشین
 ۶۵۴ مهربانی نشد دو چار بمن
 ۶۶۴ مه گفت بلبل قفسی شپ چمن چمن
 ۶۵۳ می نهاد هرگاه آن سرکش جوان پا بر زمین
 ۶۷۳ نالد دلم چو بلبل از آمد بهاران
 ۶۶۲ ندارد حاصلی پیش نکوبان درد دل کردن
 ۶۶۵ نه شوق دیدنت از دل بدر توان کردن
 ۶۶۱ نه من خط جانب آن بیوفا خواهم فرستادن
 ۶۵۴ نیست همچون شمع مارا الفتی با پیرهن
 ۶۷۶ نیم غمگین دل و دین صبر و طاقت گر رسید از من
 ۶۴۴ وصل تو بخواب دید نتوان
 ۶۵۶ هجر تو کرد بسکه سیه روزگار من
 ۶۴۹ هر غنچه بشگفت الا دل من
 ۶۷۲ هر کجا طفلی بود دیوانه من

ناتمام غزلیات

- ۶۸۵ از برای غارتم زین سان متاز ای نازنین
 ۶۸۵ اشکم بکشید پا بدامن
 ۶۸۶ بحکم ناز گهی غمزه را چو تیر بزن
 ۶۸۱ بر در مهوشان گدایی کن
 ۶۸۱ بکوی که خوارند آنجا عزیزان
 ۶۸۴ بنده پرور ز پی یک دیدن
 ۶۸۴ جور تو بی حساب شد بس کن
 ۶۸۲ چون تو آیی بر سر بیداد نتوان زیستن

- ۶۸۰ چمن بر جبین ز خوی بد ای مه جبین مزن
 ۶۸۵ چه دیدی ز من ناز پرورد من
 ۶۸۳ خون مرا بریزی و گوی رواست این
 ۶۸۲ در آتشم از عشق و نگویی چه خس است این
 ۶۸۳ در فراق آن بدل نزدیک و دور از چشم من
 ۶۸۳ در لباس دلبران حسن خدایی را بهین
 ۶۸۳ زان لب سخنی شفته ام من
 ۶۸۳ زلف و رخسار دل افروز بهین
 ۶۸۵ زین داسگاه حادثه رستن نمیتوان
 ۶۸۵ ساقی خدای را بر من وصف باده کن
 ۶۸۶ عبث بی عشق عمری زیستم من
 ۶۸۳ قهر و عتاب و جور و جفا میکنی مکن
 ۶۸۱ مژده وصل ای صبا برسان
 ۶۸۶ نمی دانستی از طفلی هنوز آن شوخ پان خوردن
 ۶۸۰ هواداری یاران بر نمی تابد دماغ من
 ۶۸۲ یک شب قدمی رنجه نما زاری من بین
 ۶۸۶ قطعات
 ۶۸۸ متفرق اشعار

ردیف الواو

- ۶۹۳ از دست شست چشم سیاهی که آه ازو
 ۷۰۱ ای اشک بخون طپیده ای تو
 ۷۰۱ ای عرش فرش در حرم کبریای تو
 ۶۹۱ ای مرا روی ارادت سوی تو
 ۶۹۹ باش ای گل غم یکساله ز بلبل بشنو
 ۶۹۲ برو ای شوخ جفا کار برو
 ۶۹۱ پوشیده رخ ز دیده میروی مرو
 ۶۹۸ تیر کاری خورده ام از شست او
 ۶۹۹ جانم بلب رسانده ای از دل برآ برو
 ۶۹۷ خراب و خسته و بیمارم از تو

۶۹۶ خزان خط بجا نگذاشت رنگی از بهار او
 ۶۹۵ دارد بهر باغ آن قامت و رو
 ۶۹۷ دل را نواخت گر چه لب نوشخند تو
 ۶۹۳ روزها شد نمی نمای تو
 ۶۹۲ سود خود می شمرد غیر زیان من و تو
 ۷۰۰ سیاه شد روز من ای ماه بی تو
 ۶۹۸ شراب گرم نجو شد به انجمن بی تو
 ۶۹۴ کند گر ناوک آن آشنایم خانه در پهلوی
 ۶۹۳ مائل رحم اگر بدی چشم ستم پرست تو
 ناتمام غزلیات

قطعات

۷۰۳

متفرق اشعار

۷۰۴

ردیف الهاء

۷۱۱ ای خدا آگهی از حال من زارش ده
 ۷۰۷ تیر نازی کزان کمان بسته
 ۷۱۳ جانانه رام است الحمد لله
 ۷۱۴ جانم بلب رسید مداوا چه فائده
 ۷۰۹ خدا برد بکجا می روی شتاب زده
 ۷۰۷ خوردم ز شست یار خدنگی که واه واه
 ۷۰۵ داغ بر سر نهم از یاد رخت گل گفته
 ۷۱۴ دل از جفای عشق کشیدن چه فائده
 ۷۱۱ ز چشم می رسد آن نور دیده
 ۷۰۶ ساقی اگر از می قدری هست بمن ده
 ۷۰۵ سری دارم از دست سودا شکسته
 ۷۱۰ شه از بوی گریباننش سحرگاه
 ۷۱۲ شود سالک زبند خود رها آهسته آهسته
 ۷۱۰ گو نباشد کسی بما همراه
 ۷۰۷ مست و خنجر بکف ای شوخ بیا بسم الله
 ۷۱۳ مگر گل شب ترا در خواب دیده

- ۷۱۳ من آتش بجان را می کشی رنجیده رنجیده
۷۰۸ مهر و وفا ز من ز بتان جور و کین همه
ناتمام غزلیات
۷۱۵ بدل هست بار غم زان مشابه
۷۱۶ تا شدم لای خوار میخانه
۷۱۶ کشای از دل من گر چو کوکنار گره
۷۱۶ گر چه شد از عشق حال من تباه
۷۱۷ گشته تا پیدا ازان رخسار گلگون آبله
۷۱۶ واه چه خوش چشمی بت من واه واه
۷۱۷ قطعات
۷۱۸ متفرق اشعار

ردیف الیاء

- ۷۱۹ آن خط نورسته شد بر من وبال تازه ای
۷۷۱ آنکه برده است دل و دین من از ایمای
۷۲۳ ازان بیگانه خوی ما نمی گوید بما حرفی
۷۷۶ از خودی بسکه گرفتار خودی
۷۲۳ از دل نفسی بدر نمی آبی
۷۵۳ از سینه صافی ما جانان خبر نداری
۷۴۲ از گریه من دشت جنون کرده بهاری
۷۲۹ از من ای چشم تر چه می خواهی
۷۴۸ اشارات ابروی او گر ندانی
۷۵۰ افتاده است بر سر ما بار زندگی
۷۶۱ اگر دستم رسد بر خط تراشی هاهی خوش روی
۷۳۳ اگر صد بار از درد توام دل خون شود روزی
۷۵۸ ای اشک بی قرار بکوی که میروی
۷۶۳ ای بلند از قد تو رعنائی
۷۲۱ ای دل به عشق کار نه داری چه کاره ای
۷۶۶ ای دل تو چه اضطراب داری
۷۲۳ ای دل که زما پیش به آن بزم رسیدی

- ۷۵۰ ای گریه زار در چه فکری
 ۷۵۶ ای ناله بگوش شنوای نرسیدی
 ۷۷۱ با غیر ترا خطاب تاکی
 ۷۳۱ باین دماغ که بر اوج کبریا داری
 ۷۶۶ به بختم محرمی در حضرت جانانه با بستی
 ۷۷۷ به پریریم شده رهزن جوان خودرای
 ۷۴۲ بت من بحق خدای که داری
 ۷۵۶ بجز آزار دل کاری نداری
 ۷۲۸ بچشم مردم پیگانه خانه میخواهی
 ۷۵۴ بر بستر غم میکشم آزار کیجایی
 ۷۳۸ بسیار پریشانم از گوشه تنهایی
 ۷۴۱ بصحرا رفتی و میگفت در هر گوشه نخچیری
 ۷۴۷ بکش بیداد آن ترک سپاهی
 ۷۷۶ بنده را نیست تاب مهجوری
 ۷۴۵ بمجرم مبتلا کردی چه کردی
 ۷۷۵ بمهر عیادت دل غمگین نیامدی
 ۷۵۷ بی تو در اسباب عیش افتاده از بس دشمنی
 ۷۲۷ بیماری فراق کشیدم نیامدی
 ۷۵۵ پیش زلف او بردم شکوه پریشانی
 ۷۴۴ تا بکی در بدرم گردانی
 ۷۶۳ تا تو رفتی درد شد صاف ایاغ زندگی
 ۷۴۳ تا دست بخون دل نشویی
 ۷۶۳ ز دست تو منم دستخوش بیتابی
 ۷۶۰ تا کی بکنج غمکده ما واکند کسی
 ۷۳۰ ترا داده در حسن حق دستگاهی
 ۷۵۱ تو ای شوخ برقع کجا می کشایی
 ۷۳۳ تو بکوی بی وفایان غم بی شمار داری
 ۷۷۴ تو بلبل طاقت پرواز داری باز مینالی
 ۷۲۷ تو تاکی حال دل پرسیده باشی
 ۷۳۲ تو چون با غیر پیمان تازه کردی

- ۷۲۶ تو نداری سر وفاداری
 ۷۴۵ تویی که رحم بجانهای مبتلا نکنی
 ۷۴۳ جانا میکشا زلف خدارا دوسه روزی
 ۷۸۰ جانم بلب رسید مدارا چه میکنی
 ۷۳۹ جدا کردی ز یارم ای فلک زیر و زبر گردی
 ۷۳۶ جفايش کند بر وفا پيش دستي
 ۷۳۷ چند ای دل بی درد پيش یار من باشی
 ۷۵۹ چونی هر چند گشتم خشک و خالی
 ۷۶۹ چه باشد گر به شکر مه جبینی
 ۷۷۶ چه باشد گر بما ای مرغ گلشن هم قفس گردی
 ۷۵۶ چه شود گر تو یار من باشی
 ۷۴۷ چکنم گر ندهم تن به جفای پیری
 ۷۲۷ داغ کردی دلم چه میپرسی
 ۷۷۹ دردا که جز گناه ندارم بضاعتی
 ۷۶۶ در دیده مردم چرا بر رغم من جا میکنی
 ۷۳۶ دگر ای باد صبحاح روح فزا می آیی
 ۷۳۷ دلا تا کی چنین افسرده باشی
 ۷۳۰ دل را اسیر هجران بگذاشتی و رفتی
 ۷۶۱ دماغ تازه است از صحبت دیوانه چندی
 ۷۶۸ دل ز من برد جامه گلگونی
 ۷۲۲ دلی دارم چه دل از زلف او سرشار سودایی
 ۷۶۳ دم وزن ای تیغ با ابروی یار از همسری
 ۷۲۰ دیده گریان سینه بریان کرده ای
 ۷۳۴ رسد هر دم مرا بر دل شکستی
 ۷۵۷ ز بس در جمع مهرویان تماشای
 ۷۵۹ ز تاثیر محبت دل بزلفش سرکنه بازی
 ۷۲۶ ز دستش گاه بر سر میزنم گاهی برو دستي
 ۷۸۰ ز شوخی جلوه ای بر من برای دلبری کردی
 ۷۳۹ زلف خوبان بلاست پنداری
 ۷۶۵ زهی نگاه تو سر گرم فتنه پردازی

- ۷۳۵ زین می ناز که در سر داری
 ۷۲۰ سرو قامت چها خوش آمده ای
 ۷۳۸ شدم پیر و میگویم از ناتوانی
 ۷۷۳ شکوه آن بیوفا بسیار دارم دیدنی
 ۷۵۳ صبا با زلف یار من چکردی
 ۷۶۳ عجب بیرحم و کافر ماجرای
 ۷۵۵ غبار درش ای صبا گریباری
 ۷۷۸ غیر شاد است ز وصل ای غم هجران مددی
 ۷۶۵ فتادم بر درت برخیز گفتمی
 ۷۷۲ قصه من شده مشهور و تو هم میدانی
 ۷۷۲ کارم افتاد عزیزان به بت خودرای
 ۷۲۸ کار من سخت است یاران یاری ای
 ۷۲۵ کشتی بغمزه خلق خدا بی جنایتی
 ۷۶۷ گر کنم صاحب من در تو نگاهی گاهی
 ۷۳۸ لبش آب بقاست پنداری
 ۷۵۳ ماه نبود به این چنین که تویی
 ۷۲۹ مرا ای بخت بد درد آشنا می خواستی کردی
 ۷۷۷ مرا دلی است چه دل کوچه گرد رسوای
 ۷۵۸ مگر دل گریه سر کرده است جای
 ۷۴۹ من کیستم از شوق تو سرگرم شتابی
 ۷۷۳ میانم را چو گفتم رشته رنجیدی چه فهمیدی
 ۷۵۳ میسر هر کسی را کی شود با یار سرگوشی
 ۷۱۹ نا صع فریب نرگس فتان ندیده ای
 ۷۶۲ نباشد همچو من در کوچه زلف تو شیدای
 ۷۴۳ نگذاشت بجا از من این درد اگر چیزی
 ۷۲۳ نیست سرو این همه رعنا که توی
 ۷۴۰ هر کس که خورده چون شمع سرچنگ زندگانی
 ۷۶۸ هزار گونه الم هست و دلفگار یکی
 ۷۴۰ یار ز من گر خبری داشتی

نا تمام غزلیات

- ازان لب یافت از بس ساز و برگ شکر افشانی ۷۸۳
 از درد نهمان من چه پرسى ۷۸۳
 ای دل نشود رفع ملالی که تو داری ۷۸۲
 ای دل هزار حیف ز جانانه غافلی ۷۸۳
 ای محبت جسم و جانم سوختی ۷۸۵
 ای مرا با تو آرزو مندی ۷۸۵
 بموسه ای من ازان لب نمی شوم راضی ۷۸۳
 برهت بخون نشتم که گذر کنی نکردی ۷۸۲
 بشادی خوگری کیفیت غم را چه میدانی ۷۸۳
 چو گرم دادن دشنام دیگران باشی ۷۸۶
 داریم زخم خورده تیغ بتان دلی ۷۸۶
 دلا سودا بزلف دلبران از سادگی کردی ۷۸۶
 دل مهیا نموده بریائی ۷۸۵
 گیرم که جمله من جگر و دل شود کسی ۷۸۶
 مرا مست و شیدا تو کردی تو کردی ۷۸۱
 مستانه گر از خانه برون تاخته باشی ۷۸۵
 من کیستم به بند محبت فتاده ای ۷۸۱
 واه که در دست من افتاد نگار عجیبی ۷۸۳
 یا رب بسی کشیدم آزار زندگانی ۷۸۵
 قطعات
 متفرق اشعار ۷۸۷
 ۷۹۰

مخمس

- مثنوی در وصف صیغه "الله خان" ۷۹۵
 ترجیع بند بنده دودمند ۷۹۷
 رباعیات ۸۰۷
 خاتمه ۸۲۵

بسم الله الرحمن الرحيم

غزلیات

۱

ای ببزم شوق تو نالان بهر سو سازها
رفته در هر گوشه ای زان سازها آوازها
مه جبینان جبهه سا بر آستان از نیاز
نازنینان بر درت از سر نهاده ۱ نازها
در هوای اوج توحید تو از کف ۲ می رود
طائران قدس را سر رشته ی پروازها
نیست ۳ عکس شاهد عرفان تو صورت پذیر
فکر گو آینه ی خود را کند پروازها
گرچه ۴ اسرار بسی گفتند از طال اللسان
همچنان هستند لیکن سر بمهر آن ۵ رازها
راه بی انجام حمدت سر چو کردند اهل فکر
کرد در اول قدم گم خویش را آغازها
پر نیارد زد بگرد صیدگاه حمد ۶ تو
میکنند هر چند شاهین خرد اندازها
صید کردن مرغ حمدت را نه کار چون منی است
کمتراند ۷ از صعوه ای در چنگ او شهبازها
ازرگ و پی بنده واقف بی همین در ناله است
ای به بزم شوق تو نالان بهر سو سازها

۱ : بنهاده از سر بازها (مطبوعه) -

۲ : سر (مطبوعه) -

۳ : ج میں یہ شعر نہیں -

۴ : رازهایت را بسی گفتند سر مستان عشق (و) -

۵ : سازها (۱، ب) -

۶ : کی تواند سر زدن در صیدگاه حمد تو (و، ۵) -

۷ : کم زند -

۲

۱ خیال آن قد رعنا شگفته کرد مرا
چو گلبنی کہ صبا را بروگزارفتد
بسان قطره بسی دل گرفته بودم لیک
بہ گلستان جہان غنچہ ای چومن نبود
ہزار شکر خدا را کہ تنگدستی فکر
ز سہراو بہ گریبان من (چو) ۲ گل چاک است
۳ بخویش تنگ نہ گیرد گل کشادہ جبین
۴ فلک کندا گرا حسان ملول می گردد
نہ گشت وا گرہ من ز ناخن مہ عید
درین حدیقہ فلک تنگدل بسی دارد
۵ ترا بلطف زبانی بمن مضایقہ چیست ؟
۶ کسی نبود کہ بر لب زند مرا انگشت
۷ نبود غمکہ ی دہر جای خندیدن
۸ دم نسیم سحر کارگر نہ شد در من
۹ ببین تصرف دلتنگیم کہ یار آخر
۱۰ من و تو غنچہ ی یک گلشنیم لیک صبا
رہین عشق بیابانی خودم واقف

۳

۱۲ زحد بردی ہا جور و جفا را
بسی خاصیت است آن خاک پا را
مکن جور ای کمان ابرو مبادا
فرستم بر فلک تیر دعا را

- ۱ : اس غزل کے اشعار کی تعداد مختلف نسخوں میں مختلف ہے ۔
- ۲ : شعر میں سکتہ پڑتا ہے ۔ اس لئے اضافہ چو کے بغیر چارہ نہیں ۔
- ۳ : بخویش تنگ بگیرد گل کشادہ جبین (و) ۔
- ۴ : یہ شعر و میں نہیں ۔
- ۵ : صرف و اور مطبوعہ میں ہے ۔
- ۶ : صرف د ، و اور مطبوعہ میں ہے ۔
- ۷ : صرف نسخہ د میں ہے ۔
- ۸ : و و مطبوعہ میں ہے ۔
- ۹ : د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے ۔
- ۱۰ : صرف مطبوعہ میں ہے ۔
- ۱۱ : بردہ (مطبوعہ) ۔
- ۱۲ : یہ غزل د و ہ میں نہیں ۔

بر افگندی نقاب از رخ بشوخی خجل کردی ز روی خود حیا را
 هواداران خود را قدر بشناس مده بر باد مشت خاک پا را
 وفا از عمر میخواهم نکویان ! شہارم تا وفاهای شا را
 مرا بست و کشاد از دست غیر است من خونین جگر مانم حنا را
 ز یار آمد بکار من نہ اغیار نیم ممنون کس ، منت خدا را !
 خریدی چون دلم رد کردندش چیست مگر دریافتی عیب وفا را
 خورم گر آب حیوان بی تو مشکل کہ در عمر خضر گردد گوا را
 ببندد گل دکان عطر واقف کشاید یار چون بند قبا را

۴

خوش نگاہان بسکہ شوخ افتاده مژگان شا
 پیش دستی میکند بر چشم فتان شا
 کار کرد از بس بدلہا تیر مژگان شا
 دستہ ی ابرو کہانان گشتہ قربان شا
 از گلستان می ستاند باج زندان شا
 وقت آن کس خوش کہ باشد از اسیران شا
 رشک داغ دل مرا بسیار می آرد بشور
 تاسیہ کرد است چشمی بر نمکدان شا
 دور چشم بد کہ چون بادام توام با دلم
 سخت چسپان اختلاط افتاد پیکان شا
 قابل رنگ شہادت نیستم لیک از ہوس
 گاہ گاہی میکشم خود را بہ میدان شا
 ۲ می فروشان خرقہ میخواہم کم رهن شراب
 گر قبول آفتد شوم مرہون احسان شا
 ملک دل را از نگاہی میتوان تسخیر کرد
 چیست از لشکر کشی منظور مژگان شا
 بود جان بردن ز ضعف دل بسی مشکل مرا
 بو نمی کردم اگر سیب زنخدان شا

۱ : یہ شعر صرف و اور مطبوعہ میں ہے ۔

۲ : یہ شعرہ میں نہیں ۔

۳ : ولی (۸) ۔

قطره های خون من چون گل گریبان می‌درد
جامه زیبای از هوای ۱ طرف دامان شما
بر نتابد از خضر هم منت تعمیر را
همت رندی ۲ که باشد خانه ویران شما
نیست در دامان من این طفل را یکدم قرار
بعد ازین می افکنم دل در گریبان شما
گردش چشم تو باشد کار ساز عالمی
آسمان بیکار میگردد بدوران شما
خواه بد گوئید خوبان خواه دشنامم دهید
۳ ما دعاگوی شما ایم و ثنا خوان شما
افتدم سر رشته ی جمعیت عالم بدست
گر دهد تاری بمن زلف پریشان شما
میکنی نسبت لب شیرین خود را با غسل
این سخن هرگز مناسب نیست ۴ با شان شما
حیرتم کشته است خون عالمی چون ریخته
با دم برگشته خنجرهای مژگان شما
با دل پر خون بسان زخم خندان زیستن
جان من هست اختراع دردمندان شما
۶ بی اثر نبود صدای کز شکست دل بود
کاش افتد شیشه ام از طاق نسیان شما
همچو من تلخی نصیبی نیست ای شیرین لبان
روزی من زهر شد از شکرستان شما
واقف آتش بجان هرگز نخواهد برد جان
همچو شمع صبح از لبهای خندان شما

۵

آب گر دید دل و از نظر افتاد مرا نوبت گریه بخون جگر افتاد مرا

- ۱ : طوف (مطبوعه) - ۲ : ابری (ب) -
۳ : من دعاگوی شمایم من ثنا خوان شما (ب - د، ه، و، مطبوعه) -
۴ : شایان شما (الف) -
۵ : شد (ه) -
۶ : یه دو شعر صرف ه اور و میی هیی - ۷ : دید (ه) -

چشم روزیکه بران خاک در افتاد مرا سرمه چون خاک سیه از نظر افتاد مرا
 ای که گویی در و دیوار تو افتاد چرا همه از دولت این چشم تر افتاد مرا
 نه فتاده است به یعقوب ز هجر یوسف آنچه از دوری آن خوش پسر افتاد مرا
 غنچه ماند این دل و هنگام جوانی بگذشت گل شدن به بهار دگر افتاد مرا
 تا شود مانع من از سفر دشت جنون در قدم آبله با چشم تر افتاد مرا
 آه با اینکه نه دست است و نه پا چون اشکم سفر بادیه ی غم بسر افتاد مرا
 طرفه پرواز نصیب تو شد ای پروانه آتش از رشک تو در بال و پرافتاد مرا
 سخت افسرده ام امروز ندانم واقف در کدامین دل بیغم گذر افتاد مرا

۶

سیه کرد از تغافل بسکه چشمش روزگار ما
 چو گرد سرمه خیزد تیره در محشر غبار ما
 مزاج ما بدینسان در قفس تغییر اگر یابد
 شود آب و هوای گلستان ناسازگار ما
 با این گرم و خویها که دیدی نیست امروزش
 بطفلی روی ما می شست چشم اشکبار ما
 ۳ ازین سختی رهائی نیست ما را بعد مردن هم
 که باشد پاره ای از کوه غم سنگ مزار ما
 ۴ نداریم از کسی در گریه امید مددگاری
 دل خون گشته شاید ساعتی آید بکار ما
 بصد خون جگر کردیم دل را پرورش لیکن
 چو طفل شوخ رفت آخر بیرون از اختیار ما
 ثبات بندگی بنگر که نقش سجده در کویش
 پس از ما همچو ۶ خاتم ماند عمری یادگار ما

۱ : نسخه د میں دوسرا مصرع حسب ذیل مر قوم ہے :

در دل سرد که آیا گذر افتاد مرا

۲ : چشم (د، و) نسخه ه میں مصرع اول حسب ذیل ہے :

سیه کرد از دو چشمش گر تغافل روزگار ما

۳ : نسخه ه میں نہیں -

۴ : آید ساعتی شاید به کار ما (نسخه د) -

۵ : سجده ی کویش (د) -

۶ : خاتم (د) -

چہ بیرون میکنی از کوی خود ما خاکساران را
کہ آداب نشست و خاست میداند غبار ما
تہام سال از تاثیر اشک و آہ خود واقف
ہوای سرد و آب گرم باشد در دیار ما

۷

۱ چرا در گریہ آوردی چو من آزرده جانی را
خراب از سیل کردی خانہ آبادان ! جہانی را
۲ ندانم کز صف مژگان خوبان رو بگردانم
توانم سرخ کرد از خون خود نوک سنانی را
ز سوزم رونقی در خاندان عشق پیدا شد
چراغ داغم آخر کرد روشن دودمانی را
خدنگ غمزہ اش خوردم ، پرید از من چنان ہوشم
کہ میگیرم بہ دعوی ہر زمان ابرو کہانی را
درین فکرم کہ رنگین قصہ ی خود را کم انشا
بخون دل نویسم سرخی ہر داستانی را
نظیری گفت چون آن شوخ آمد بر سرم واقف
” کجا بودی کہ امشب سوختی آزرده جانی را “

۸

۳ مکن بی جانہ کوی خود چو من بی خانانی را
غریبی ، درد مندی ، خاکساری ، ناتوانی را
۴ مکن تکلیف شرح درد دل آزرده جانی را
مزن انگشت بر لب تا توانی بی زبانی را
غمم بسیار و من از یار دارم رخصت آہی
چسان یارب ! ادا سازم بہ سطری داستانی را

۱ : یہ غزل سب نسخوں میں ہے ۔ البتہ تعداد اشعار کم و بیش ہے ۔

۲ : نہ آنم (ب - ج - ہ) ۔

۳ : نسخہ و میں مطلع اور مقطع تو وہی ہے ۔ جو نسخہ ۱ ، ب اور ج میں ہے ۔
لیکن باقی سب اشعار مختلف ہیں ۔ اس لئے مطبوعہ نسخے کے دوسرے
شعر کو جو مطلع ثانی ہے ۔ مطلع قرار دے کر د ، ہ اور مطبوعہ کے
زائد اشعار اسی غزل میں لکھ دئے گئے ہیں ۔

۴ : یہ سات شعر صرف نسخہ ہ میں ہیں ۔

سواری تاخت آورده است بر معمورہ ی ہوشم
 کہ برہم می زند از یک عنان گردش جہانی را
 مرا دیوانہ می دانند طفلان جای آن دارد
 کہ در پیری بہ دل جا دادہ ام عشق جوانی را
 شکایت چون کنم در پیش او از شور بختی ہا
 چرا در تلخ گفتن آورم شیرین دہانی را
 بیای خود ازین گزار نتوانم برون رفتن
 مگر چون سایہ گیرم دامن سرو روانی را
 فلک از سیر دور خود نہ دارد غیر ازین مطلب
 کہ آمد بر سر نامہربانی مہربانی را
 صبا از یار از حال منت پرسد ، بگو ، دیدم
 در آتش از تپ اسوزندہ مشت استخوانی را
 ۲ ندانم مشہد خود را ولیکن این قدر دانم
 کہ خونم سرخ خواہد کرد خاک آستانی را
 ۳ مشو مغرور از رنگین نوای خویشتن بلبل
 بیا بشنو ز من یکرہ صفیری خون چکانی را
 ندارم بیش ازین طاقت کہ باشم پاسبان دل
 خداوند! بسر رفتم رسانی دلستانی را
 بہ گاشن بر غریب افتادہ مستان عندلیب من
 برای خاطرش خالی توان کرد آشیانی را
 ۴ کجا آن گل خبر از رنگ زردی ہای من دارد
 بجای نامہ بفرستم باو برگ خزانہ را
 سواد رخس تازی سوی من ترکانہ میتازی
 مبادا سر دہد دل نالہی آتش عنانی را
 عزیز وقتم و چرخم بہ چاہ خواری افگندہ
 نمی افتد بسروقتم گزاری کاروانی را
 نظبری گفت چون آن ماہ آمد بر سر واقف
 ” کجا بودی کہ امشب سوختی آزرده جانی را ،“

۱ : یہ شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں ہیں -
 ۲ : ہاور و میں ہے - ۳ : یہ تین شعر صرف ہ میں ہیں -
 ۴ : یہ تین شعر صرف مطبوعہ میں ہیں -

۹

۱ دلا نمی شنوم از دو شب فغان ترا
 کہ مهر کرده نہ دامن دگر دہان ترا
 چنین کہ خانہ ی دلہا خراب تیر تو شد
 خدا خراب کند خانہ ی کہان ترا
 ازان بکوی تو شبہا خموش می باشم
 کہ درد سر نتوان داد پاسبان ترا
 نمی کشایی ۲ شمشیر از کمر یک دم
 کہ بسته است بہ قتلم چنین میان ترا
 ۳ کسی نہ داد سراغ تو ای کہان ابرو
 ز تیر آہ پیرسم کنون نشان ترا
 بہ یک اشارہ ی ابرو نمی رسد زورم
 بگو چگونه کشم ای جوان کہان ترا
 ۴ لبم ز خون دل آلودہ و تو نازک طبع
 چگونه بوسہ زخم خاک آستان ترا
 ازان قصور کہ واقف بہ کویہ او کردی
 نمی خورد سگ آن شوخ استخوان ترا

۱۰

۶ بسیار کردم با غم مدارا
 رفتم یاران تخفیف تصدیع
 اشکم برآمد از پردہ افسوس
 جانان ندارد غیر از جفا هیچ
 ۷ پس از کہ گیرم مزد وفا را
 باطل مگردان حق دعا را
 ۸ مگزار مارا محروم دشنام

- ۱ : چہٹا شعرہ میں نہیں - چونکہ نسخہ د کے کئی صفحات یہاں سے ناپید ہیں
 اس لئے مقطع مذکور نہیں -
 ۲ : کشائی کے بعد تو کی ضرورت محسوس ہوتی ہے - اور یا ی پر زیادہ زور
 دینا پڑتا ہے -
 ۳ : یہ شعر و اور مطبوعہ میں نہیں -
 ۴ : یہ شعر صرف و اور مطبوعہ میں ہے -
 ۵ : تو در وفا کردی (مطبوعہ) -
 ۶ : نسخہ د میں یہ غزل نہیں - ۷ : کس از کہ گیرد (و، و، مطبوعہ)
 ۸ : میں یہ شعر نہیں -

خاکی بیاور ای باد زان کوی چشم از تو دارم این توتیا را
افتد ز چشمش کحل الجواهر هر کس کہ بیند آن خاک پا را
تا چند بوسد پایی نگارم کم کن الہی تخم حنا را
سیلاب اشکم بگزشت از سر با او رسانید این ماجرا را
شد غرق واقف در آب دیدہ یاران بگوئید آن آشنا را

۱۱

۱ شبہا ز شور گریہ نیاسودہ ایم ما
ہمسایہ را بہ چشم نمک سودہ ایم ما
۲ گاہی بدیر و گہ بحرم بودہ ایم ما
در جستجوی دوست نیاسودہ ایم ما
۳ یک بار زار نالی ما می توان شنید
تار دگر بساز غم افزودہ ایم ما
باز آ کہ در جدایی تو چشم خانہ را
دیوار و در بخون دل اندودہ ایم ما
ناصح عیث ملامت ما میکنی ، مکن
صد بار گفتہ ای تو و نشنودہ ایم ما
۴ زین گونه پر ز شوق اسیری چہ می زنی
ایدل قفس برای تو فرمودہ ایم ما
آگہ نمودہ ایم ز بود و نبود خویش
این یک دوروز کز تو جدا بودہ ایم ما
گاہی بفرق گہ بقدم کردہ ایم سعی
راہت بہر طریق بہ پیمودہ ایم ما
گفتم کہ غمزی تو بخونم نشاند ، گفت
او را گناہ نیست کہ فرمودہ ایم ما
دلگیر غنچہ ایم درین گاستان ہنوز
واقف دہن بخندہ نیالودہ ایم ما

۱ : د ، و اور مطبوعہ میں نہیں ۔

۲ : یہ شعر صرف ا ، ب اور ج میں ہے ۔

۳ : زار نالہی ما (نسخہ د) یہ شعر اور بعد کا ہ میں نہیں ۔

۴ : یہ اور اس کے بعد کے دو شعر صرف نسخہ و اور مطبوعہ میں ہیں ۔

۱۲

۱ بتان ز بسکہ بدل خانہ کردہ اند مرا
قسم بکعبہ ۲ کہ بتخانہ کردہ اند مرا
خجل ز انجمن شرمسار از چمن
نہ عندلیب نہ پروانہ کردہ اند مرا
نہ فکر آخرتی فی تلاش دنیای
چہ دولت است کہ دیوانہ ۳ کردہ اند مرا
کجا روم بکہ گویم کہ خورد سالی چند
خراب بازی طفلانہ کردہ اند مرا
۴ نمی کنند بسنگی نوازشم طفلان
بہرہ بہر چہ دیوانہ کردہ اند مرا
برای من چہ نمی خال عارضی بر رخ
اسیر دام تو بی دانہ کردہ اند مرا
بشور گریہ چہ سازم کہ آتشین خویان
کباب جلوہ ی مستانہ کردہ اند مرا
چرا بہ خرد و بزرگ زمانہ بنشینم
ندیم شیشہ و پیانہ کردہ اند مرا
چرا نہ شکوہ کنم از شکربان واقف
کہ زہر چشم بہ پیانہ کردہ اند مرا

۱۳

گاهی بدرد من نرسیدی چہ شد ترا
یکبار زارم نشیدی چہ شد ترا
زین پیش یک دو روز چنین شوخیت نبود
امروز آہوانہ رمیدی چہ شد ترا
تلخ است زندگانم ایدل ز پهلویت
۶ زہر جدایی کہ چشیدی ، چہ شد ترا ؟

- ۱ : د میں یہ غزل نہیں - ۲ : رب کعبہ (ب ، مطبوعہ)
۳ : مستانہ (ا ، ب ، و ، مطبوعہ)
۴ : یہ شعرا ، ب ، ج میں نہیں - بعد کے تین اشعار صرف مطبوعہ میں ہیں -
۵ : یہ غزل نسخہ د میں نہیں -
۶ : نسخہ الف میں یہ مصرع یوں درج ہے اور غلط ہے -
زہر جدایی نہ چشیدی چہ شد ترا -

گفتی چو عمر در دم نزعَت بسر رسم
مردم تو بی وفا نرسیدی چه شد ترا
۱ فی گریہ کردہ ایم و نہ آہی کشیدہ ایم
از ما چه دیدی و چه شنیدی چه شد ترا
۲ ایدل ز کوی یار چرا پا کشیدہ ای
از دست او دگر چه کشیدی چه شد ترا
خندان رسید بر سر من یار شام مرگ
ای صبح وصل دیر دمیدی چه شد ترا
۳ ای گل ہزار مرتبہ ناخن بدل زد
یک خارم از جگر نہ کشیدی چه شد ترا
۴ می آید از تو بوی پریشانی ای صبا
بر زلف او اگر نوزیدی چه شد ترا
۵ واقف بخویش دست و گریبان شدی چو گل
بویش گر از صبا نشمیدی چه شد ترا

۱۴

۶ مدہ یا رب دل بیمار کس را مکن از زندگی بیزار کس را
بت من بعد ازین در پردہ می باش کہ کافر کردہ ای بسیار کس را
رواج کفر گر میداد زلفت میسر کی شدی زنا کس را
خدایا ہر چہ خواہی کن ولیکن باین کافر دلان مسپار کس را
۷ ہمین باشد دعای ما فقیران کہ با خوبان نیفتد کار کس را
چو شمع بزم حسنت آفریدند مسوز از حسرت دیدار کس را
۸ مکن ای ماہ قتل عام در شہر برای عاشقی بگذار کس را
ندارد تاب درد رشک واقف نخواہم از غمش بیمار کس را

۱۵

۹ تا کی خرد ز وسوسہ در خون کشد مرا
کو عشق تاز مجملہ پیرون کشد مرا

- ۱ : و میں یہ شعر نہیں - ۲ : مطبوعہ میں 'ای گل' ہے -
۳ : ای دل (د، ہ، و) ۴ : یہ شعر صرف و آور مطبوعہ میں ہے -
۵ : د میں یہ غزل نہیں - ۶ : مطبوعہ میں یہ شعر نہیں -
۷ : ا، ب اور ہ میں یہ شعر نہیں - ۸ : یہ غزل د میں نہیں -
۹ : در اوج (ہ، و) -

در طالعیم کجاست ترقی مگر بزور
گاهی عروج ناله بهگردون کشد مرا
قصاب غم دگر بجفا تیز دست شد
۱ یک پشت کار مانده که در خون کشد مرا
۲ تنگ آمدم ز شهر خدایا نصیب کن
آشفته خاطری که بهامون کشد مرا
۳ سرو بهشت اگر بمثل جلوه گر شود
دل بیشتر بآن قد موزون کشد مرا
منت ز دستگیری دونان نمی کشم
در خاک و خون اگر فلک دون کشد مرا
۴ خوش گوشه ای گرفته ام از مردمان ولی
چشم کسی ز گوشه بافسون کشد مرا
واقف ز صحبت عقلا خاطرم گرفت
کو جذبه‌ی که پهلوی مجنون کشد مرا

۱۶

۵ ابر گرید باشکباری ما برق خندد به بیکراری ما
بر سر خاک ما نمی آبی خاک بر فرق ۶ خاکساری ما
بار خاطر شدیم یاران را چه ثمر داد نخل یاری ما
۷ همچو زلفت دراز ۸ افتاد است قصه ی تیره روزگاری ما
دشمن جان ما شدی آخر ۹ وای بر جان ۱۰ دوستداری ما
دامن از ما بجرم گریه مکش نیست والله اختیاری ما
گر کنی سیر کوچه ی زنجیر کس نه بینی به پایداری ما
ما ضعیفان مریض تصویریم هست بی صوت آه و زاری ما
عزت ما همین ۱۱ بس است که یار بسته واقف کمر بخواری ما

۱ : در نسخه ب بجای این مصراع ، مصراع ذیل مرقوم است :
آشفته خاطری که به هامون کشد مرا

۲ : ب میں نہیں - ۳ : سرو سہیت (۵ ، و)

۴ : ۵ ، و اور مطبوعہ میں نہیں - ۵ : یہ غزل د میں نہیں -

۶ : جانشیاری (ج ، ۵ ، و ، مطبوعہ) - ۷ : و میں نہیں -

۸ : افتاده (ب) - ۹ : نیست والله اختیاری ما (۵ ، و مطبوعہ)

۱۰ : حال (ب) - ۱۱ : چنین (۵) -

۱۷

۱ ز حد گذشت شب ہجر بسکہ زاری ۲ ما
 اجل رسید شتابان بہ غمگساری ما
 بخاک ما نکنی ای نسیم بی رحمی
 کہ مانده است دران کو ۳ بیادگاری ما
 بگریہ شہرہ ی صحرا و شہر ۴ گردیدیم
 چو ابر اوج گرفتہ است اشکباری ما
 بحرف و صوت تو ناصح نمیشود ۵ تسکین
 قرار دادہ ی عشق است بی قراری ما
 بز آب گردش اشکیم ما سوار ای سہیل
 بایست کز تو نیاید رکابداری ما
 ۶ سمند تند چہ می رانی ای خدا ناترس
 ترحمی بکن آخر بخاکساری ما
 چہ جرم سر زدہ واقف ز من نمیدانم
 کہ بستہ اند عزیزان کمر بخواری ما

۱۸

۱ عشق تو چنان گرفت مارا
 سر در سر کار او نکردیم
 ۸ گفتم کہ ز درد و غم گریزم
 ۱۰ زان تب کہ تن تو گرم ۱۱ دیدم
 ای عشق ز دست عقل نامرد
 ۱۲ آید برکاب بوس ما عقل
 از سایہ ی خویش می رسیدیم
 بگرفت کنارہ عقل از ما
 کز ہر دو جہان گرفت مارا
 تیغش بزبان گرفت مارا
 ہم این ہم آن گرفت مارا
 آتش در جان گرفت مارا
 مردانہ توان گرفت مارا
 تا عشق عنان گرفت مارا
 ۱۳ قہر تو چنان گرفت مارا
 عشقت بمیان گرفت مارا

- ۱ : یہ غزل د میں نہیں - ۲ : خواری (و) -
 ۳ : کوچہ یادگاری (و، مطبوعہ) - ۴ : گردیدیم (و، و) -
 ۵ : نمی کند (و، و) - ۶ : یہ شعر و، ہ اور مطبوعہ میں ہے -
 ۷ : یہ غزل د میں نہیں - ۸ : گفتیم ز (و، و، مطبوعہ)
 ان تین نسخوں کے علاوہ باقی نسخوں میں درد غم ہے -
 ۹ : گریزم (و، و، مطبوعہ) -
 ۱۰ : نازک تن او ز تب بر افروخت (و) - ۱۱ : گردید (ب، ج، و) -
 ۱۲ : ب و ہ نہ دارد - ۱۳ : مہر (ب، و، مطبوعہ) ہ میں یہ شعر نہیں -
 نیز مطبوعہ میں چنان کی جگہ چسان مرقوم ہے -

۱ با دلبر ماورای خوبی آنی است کہ آن گرفت ما را
دیدی کز ۲ ضبط گریہ واقف آخر خفقان گرفت ما را

۱۹

۳ پرورد گرچہ عشق بخون جگر مرا
افکند باز همچو سرشک از نظر مرا
رفتی بسوی یار و نکردی خبر مرا
خون شد ز بی وفایت ای دل جگر مرا
ای اشک رفتن تو باین رنگ خوب نیست
ترسم کہ رفتہ رفتہ کنی بی جگر مرا
۴ از دست دل کجا روم ای وای کین بلا
نی در سفر گذارد و نی در حضر مرا
حاشا کہ من ز روی تو قطع نظر کنم
چون شمع گر بہ پیش تو برند سر مرا
خواہم سعادتی ز طواف ففس برم
ورنہ چہ حاصل است ازین شست پر مرا
من خود خیال گشتہ ام از غم خدای را
ای بخت خفتہ خیز بخوابش بہر مرا
۶ ہر دم صبا ز رہگزرش می برد غبار
بر دل غبار هست ازین رہگزر مرا
۷ زین سان کہ بیکسانہ بہ بستر فتادہ ایم
ترسم کہ عمر نیز نیاید بسر مرا
مانند آن عقیق کہ گردد نگین نگین
گردید لخت لخت ز شوق جگر مرا
بودم ہنوز طفل کہ چون اشک سوز عشق
واقف فگندہ بود ز چشم پدر مرا

- ۱ : یہ شعر صرف ۵ ، و اور مطبوعہ میں ہے ۔
۲ : کہ ز (مطبوعہ) ۔ ۳ : یہ غزل د میں نہیں ۔
۴ : ۵ میں نہیں ۔ ۵ : و اور مطبوعہ میں نہیں ۔
۶ : صرف ۵ ، مطبوعہ میں ہے ۔ ۷ : د میں یہ غزل نہیں ۔ یار ما ۔

۲۰

۱ یار تا از نظر افگند مرا
چون زخم آہ کہ مژگان کسی
کوه تمکین تو ای سنگین دل
یک قدم پیروی دل کردم
ہستی ام بود نقاب رخ دوست
شکر افتاد گیم باید کرد
وای بر چشم من بیخود وای
من بہ داست نہ ز ۳ خود افتادم
۳ چہ کنم آہ کہ بی تابی دل
دارم امید کہ بر دار دیار
واقف آخر بہ زبان مردم

۲
بیکسی در بدر افگند مرا
رخنہ ہا در جگر افگند مرا
عاقبت از کمر افگند مرا
در جہانی دگر افگند مرا
خوب کرد آنکہ بر افگند مرا
کہ بر آن خاک در افگند مرا
گریہ ی بی اثر افگند مرا
کہ قضا و قدر افگند مرا
از دل او بدر افگند مرا
ناامیدی اگر افگند مرا
دیدہ ای پردہ در افگند مرا

۲۱

۴ بگریہ ی کہ ندارد اثر چہ کار مرا
بدیدہ ی کہ نبارد شرر چہ کار مرا
ہوای دشت جنون طرفہ دلکش افتادہ است
روم ز شہر ، بہ دیوار و در چہ کار مرا
ز باغ دہر مرا بس بود شکوفہ ای اشک
نہال درد و غم با شمر چہ کار مرا
بدرد بیکسی خود شدم بیابان مرگ
د گر بدرد سر نوحہ گر چہ کار مرا
ہ بکوی یار چرا اشک را روان سازم
بقاصدی کہ نیارد خبر چہ کار مرا
بصبر داد ستانم ازین جفاکاران
باشک شام و بہ آہ سحر چہ کار مرا

- ۱ : شاد باد آنکہ (مطبوعہ) - ۲ : بخود و ، (مطبوعہ) -
۳ : یہ شعر اور بعد کا شعر صرف ب اور مطبوعہ میں ہے - الف میں دل کی
جگہ کرد ہے - ۴ : صرف د میں نہیں -
۵ : یہ اور بعد کا شعر صرف ہ میں ہے -

رہا نمود چو صیادم از قفس واقف
ز ناز گفت باین مشقت پر چہ کار مرا

۲۲

بزاری سپردم چنان بی تو جان را
۱ کہ در گریہ آورده ام انس و جان را
بہ پیری نوازش کن امروز ورنہ
نخواہی ز من یافت فردا نشان را
۲ بسر دارم از بس ہوا ی اسیری
بشکل قفس ساختم آشیان را
سروکارم افتاد با طفل شوخی
کہ دیوانہ کردہ است پیر و جوان را
۳ بدامن برای نثار تو کرد است
دل و چشم من حاصل بحر و کان را
۴ ز بس دیدہ ام قامت او قیامت
تصور کنم اینجہاں آنجہاں را
۵ شدم کشتہ در کربلای محبت
عزیزان بخوانید مرثیہ خوان را
بصوت حزین در چمن نالہ کردم
فراموش شد رفتن آب روان را
۶ بہ بین قسمت ما کہ طوفان بر آرد
۷ تنوری کہ در وی ببندیم نان را
سگان ترا رحم آید بحالم
شکستم بکویت ز بس استخوان را
بمرہم مرا دست رس نیست واقف
کنم پنبہ ی داغ دل مغز جان را

- ۱ : د میں یہ غزل نہیں -
۲ : یہ اور بعد کا شعرہ میں نہیں -
۳ : مطبوعہ میں ہے -
۴ : ۱ و ۲ میں نہیں -
۵ : و اور مطبوعہ میں نہیں -
۶ : صرف و میں ہے -

۳۳

۱ محفل افروز بکن جلوہ ی یغمایی را
از سر شمع ببر طرہ ی ۲ رعنائی را
نشوم نافہ گر از نکہت زلفت دم زد
اعتباری نبود گفتمہ ی سودایی را
۳ ایدل پارہ کہ از قطرہ خون پیش نہ ای
از کہ آموختہ ای این ہمہ خارایی را
تو کہ در خانہ ز آئینہ مصاحب داری
باور از من نکنی وحشت تنہایی را
بیتو در دیدہ ی من خانہ نشین گردیدہ است
ضعف رو دادہ ز بس قوت بینایی را
نیست با سرکشی قد تو سروی بچمن
کار رفتہ است ببالا ز تو رعنائی را
می تواند کہ ز دست تو دل ما گیرد
آنکہ دادہ است بمرگان تو گیرایی را
۴ کرد احیای شہیدان تغافل نگہ ات
این فرنگی ز کجا یافت مسیحایی را
چشم بد دور ز سیلاب سرشکم واقف
آبروی است ازو بادیدہ پیمایی را

۳۴

۵ یا بمن دہ دل غمین مرا یا شنو نالہ ی حزین مرا
۶ تا کہ نزدیک آمدی بستی دیدہ ی عقل دور بین مرا
۷ اشک چون طفل شوخ می گیرد گاہ دامن گاہ آستین مرا
گرچہ روشن نمیکند شب من بد مگوئید مہ جبین مرا
بر سرم پا گذاشتی از لطف آسمان ساختی زمین مرا

- ۱ : یہ غزل د میں نہیں - ۲ : چہرہ ی رعنائی (ا، ج، ہ، و، مطبوعہ)
۳ : ای دل ما (ب) - ۴ : واور مطبوعہ میں یہ شعر نہیں ہے -
۵ : د میں یہ غزل نہیں - ۶ : و میں یہ شعر نہیں -
۷ : ہ میں یہ شعر نہیں -

۱ من ز احسان آب دیدہ ترم
گر چنین رو ترش کنی با من
کز دلت شست گرد کین مرا
سر کہ گردانی انگین مرا
۲ بچہ جرم ای نگار خونین دست
بردرت مرد واقف از بس حزن
جوی خون کردی آستین مرا
تو نہ گفتی چہ شد حزین مرا

۲۵

۳ یار از حد گذرانید خود آرای را
تا سراسیمہ کند چشم تماشایی را
ہست از مردمی چشم تو این امیدم
کہ نظر بند کنی این دل ہر جایی را
ہمچو نعلین بیایش اگر افتد کونین
مرد رہ کی دہد از دست تہی پای را
موکشان جوہر از آئینہ برون می آرد
از کہ آموختہ مژگان تو گیرایی را
در ازل آنکہ ترا خلعت م مستوری داد
بست با دامن من دامن رسوایی را
بندہ ی حضرت عشقم تو چہ می فرمایی
ببر ای خواجہ بجای دگر آقای را
بسر زلف تو سوگند کہ نتوان بستن
بر دلم بی تو بزنجیر شکیبایی را
جلوہ ی یوسفیش کردہ ہ بکار دل من
حزن یعقوبی و اندوہ زلیخایی را
۶ می توانم بہ فراغت گزراندن یک چند
گر گزارد دل من وسوسہ فرمایی را
۷ زان بدر می روم از شہرشتابان چون سیل
سر بہ صحرا بدہم گریہ ی صحرائی را

- ۱ : ہ میں یہ شعر نہیں -
۳ : د میں یہ غزل نہیں -
۵ : بردہ (ب) -
۷ : یہ شعر ب اور و میں ہے -
۲ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۴ : قدرت (۱) -
۶ : یہ شعر ب ، ہ اور و میں ہے -

۱ دست بردار خدا را ز سر من ناصح
سرزنش سود ندارد سر سودایی را
چکنم گر نروم از پی رندی واقف
معتقد نیست دلم شیخی و ملایی را

۲۶

۲ غم چه استادہ ای تو بر در ما
۳ آنکہ چون سرو رفته از بر ما
از درت ما کجا رویم ای عشق
خوش نداریم م خوش قدان چمن
می زند یکہ بر صف دلہا
ما و سودای خال و خط چہ خیال
در رگ ابر گریہ خشک شود
بر نگرید از بر آن سرو
جامہی عافیت ز جان کنسیم
۵ ای دریغا کہ در قفس بشکست
در دل ما نشاط غم گردد
۶ زندہ مانند شمع از داغیم
گر بکوی تو آمدیم مرنج
کہ کشد غیر دست ما واقف
اندر آ یار ما برادر ما
ہست استادہ در برابر ما
کہ تویی پیر ما پیمبر ما
ای قدت سرو ما صنوبر ما
شوخ ما ترک ما دلاور ما
مشک ما بخت تیرہ عنبر ما
گر بہ بیند بدیدہ ی تر ما
گشتہ قمری مگر کبوتر ما
بسکہ بودہ است تنگ در بر ما
ناز پروردہ ی چمن پر ما
بادہ خون می شود بساغر ما
سایہ اش کم مباد از سر ما
دل دیوانہ بودہ رہبر ما
آستینی بدیدہ ی تر ما

۲۷

۷ ہوس عیش نماند از تو جدا در سر ما
تپ بود در شب ہجران تو ہم بستر ما
در هوا داری بالای تو خواہیم گریست
آب گو یک قد آدم گزرد از سر ما

۱ : ہ اور و میں ہے - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۳ : یہ شعر و میں نہیں -

۴ : ا میں مصرع اول حسب ذیل آیا ہے -

خوش ندارم بہ خوش قدان چمن

۵ : یہ دو شعر صرف و میں ہیں -

۶ : ہ میں یہ شعر نہیں - ۷ : یہ غزل د ہ اور و میں نہیں -

ہمچو آن رشتہ کہ شد ، سوختہ پیداست هنوز
پیچ و تاب غم عشق تو ز خاکستر ما
شمع فانوس ز ہمدردی ما لاف مزین
جامہ از گرمی تب سوختہ شد در بر ما
عاقبت سیل برد خانہ ی مارا واقف
دشمن خانگی ما شدہ چشم تر ما

۲۸

۲ نالہ چون می کشم از ضعف برد باد مرا
کاشکی نالہ کشیدن رود از یاد مرا
۳ بس کہ افسردہ ام آہنگ ندارد صوتم
در قفس از چہ نگہداشتہ صیاد مرا
ہمدمی از غم دل دوش چونی در گوشم
سخنی گفت کہ آورد بفریاد مرا
دل کہ بودہ است جگر گوشہ ی من آخر کار
قطرہ ی اشک شد و از نظر افتاد مرا
۴ ہر شب ای شمع بہ پیش نظرش می سوزی
آتش از رشک تو خواہد بدل افتاد مرا
خویش را میکشم از حسرت شیرین دہنی
بنائید رہ مشہد فرہاد مرا
غمزہ ی کافر او کرد اسیرم واقف
مومنی کو کہ ز دستش کند آزاد مرا

۲۹

۵ تیرگیہای روزگار مرا برسانید زلف یار مرا
نالہ کاری نہ کرد در دل یار داد برباد اعتبار مرا
آمدی با رقیب دست بدست بردی از دست اختیار مرا
عشق ظالم طبیعت تو گذاشت بر خرابی بنای کار مرا

۱ : بس (۱) - ۲ : د میں یہ غزل نہیں - ۳ : یہ شعرا اور ج میں نہیں -
۴ : ہر دم (۱) - ۵ : د میں یہ غزل نہیں ہے -

بوسہ ای دہ علی الحساب و مہرس
خط مددگار شد بطرہ ناز
ظاہرا آب برد ورنہ چہ شد
۱ دید گریان مرا و گفت از ناز
۲ اشک من لحظہ ای نیارامید
۲ یار چون عمر رفت و گفت بمن
ہر شب از یاد روی او واقف
آرزو ہای بی شمار مرا
تیرہ تر کرد روزگار مرا
اثر گریہ ہای زار مرا
گل مکن خاک راہ گزار مرا
تا نشست از دلش غبار مرا
مکشی ہرزہ انتظار مرا
گریہ پر گل کند کنار مرا

۳۰

بود در زندان غم یک عمر ہم شیون مرا
حق بسیار است از زنجیر بر گردن مرا
با صغیرم نغمہی بلبل ندارد نسبتی
کاش ہم طرحی شود پیدا درین گلشن مرا
۳ بسکہ مشق گریہ کردم در خیال نوخطان
ہمچو صحرا رستہ آخر سبزہ از دامن مرا
ہمچو گل چاک گریبانم نبا شد بخیہ گر
نیست تاب منت کس یک سر سوزن مرا
۴ مایہ دار درد و غم گردیدم از فیض طلب
خوشہ چینی کرد آخر صاحب خرمن مرا
ہمچو مجمر رخنہ ہای سینہ از سوز درون
گشت در بزم تو ہر یک دیدہی روشن مرا
۵ گاہ در آہم ز اشک و گاہ در آتش ز آہ
از کہ نالم دیدہ بدخواہست و دل دشمن مرا
داد از یک جرعہ ام واقف ز بند خود نجات
بندہی پیر مغام کو خرید از من مرا

۳۱

۶ مدہ از کف دل گداختہ را قدر درد و الم شناختہ را

- ۱ : یہ شعر صرف و میں ہے -
۲ : یہ دو شعر صرف ہ میں ہیں -
۳ : د میں یہ غزل نہیں -
۴ : یہ شعر ب ، ہ اور مطبوعہ میں ہے -
۵ : یہ غزل د میں نہیں -
۶ : یہ غزل د میں نہیں -

در چمن رفتی و بشکرانه سرو آزاد کرد فاخته را
یوسف مصر نوجوانی ها یاد کن پیر چشم باخته را
همه عقلم ولیک ساخته ام روکش خود جنون ساخته را
ناصر از من گذر چه می گویی دل و دین عقل و صبر باخته را
نکنم گر به کار گریه بگو چکنم این دل گداخته را
واقف از سر گزشت بسم الله منہ از دست تیغ آخته را

۳۳

۱ ساختم جمع ز بس بی سروسامانی را
کرده زلف تو ز من قرض پریشانی را
بهر من گنج برون از ته دیوار آورد
دارد آباد خدا خانه‌ی ویرانی را
سرمه در چشم بکش تا بتو روشن گردد
که سزد بخت سیه مردم نورانی را
میکنی دعوی تجرید ولی میترسم
دامن آلوده کنی جامه‌ی عریانی را
پیرو زاهد شهر آنکه شد از بی خردی
خضر کرده است گمان غول بیابانی را
پند در گریه‌ی من نیست موافق که بود
خطر از باد فزون کشتی طوفانی را
۲ شکوهی زلف بتان را مکن آغاز ای دل
چه کشایی سر طومار پریشانی را
عندلیبان چمن واقف ما مهمان است
یاد گیرید ازو طرز غزل خوانی را

۳۴

۳ عشق آورد در کمند مرا ندهد سود پند و بند مرا
غم که میگفت من خلیل تو ام کشت آخر چو گوسپند مرا

۲ : یہ شعرا میں نہیں -

۱ : یہ غزل د میں نہیں -

۳ : یہ غزل د اور ہ میں نہیں -

گریہ با من چہ دشمنی دارد کہ بدریای خون فگند مرا
 چون برآرم ز سینه پیکانش کہ فتنادہ است دل پسند مرا
 نگہ لطف میکنی لیکن مشرہای تو می کشند مرا
 گر در آتش دلت ملول شود بکن آواز ای سپند مرا
 زلف پستش جو یاد می آرم دود از دل شود بلند مرا
 نگسلد ربط بندگی واقف گر کند باز ۳ بند بند مرا

۳۴

۴ از نالہ سوختیم دل زار خویش را
 بیکار ساختیم دل آزار خویش را
 ای عشق آتشی بمن افکن کہ چون سپند
 در نالہ ای تمام کنم کار خویش را
 ایدل دگر منال کہ با صد ہزار عجز
 آورده ام برحم ستم گار خویش را
 زاهد سری بصحبت رندان کشیدہ بود
 میکرد پاسبانی دستار خویش را
 شرمندہ ساخت شرح پریشانی خودم
 زلفت کشاد چون سر طومار خویش را
 بودہ است کفر ناقص ما ننگ برہمن
 کردیم پارہ رشتہ ی زنار خویش را
 ہ جز من کراست حوصلہ دارو گیر تو
 بر من گار غمزہ ی خونخوار خویش را
 واقف ازان دهن قدری خندہ وا کشید
 نگذاشت بی نمک دل افکار خویش را

۳۵

۶ سیل کی شد دوچار گریہ ی ما کہ نشد شرمسار گریہ ی ما
 یاد روزیکہ ابر بر میداشت آب از چشمہ سار گریہ ی ما

- ۱ : یہ شعر و میں نہیں - ۲ : ب، ہ اور و میں ہے -
 ۳ : یار - (ا، ب) - ۴ : یہ غزل د اورہ میں نہیں -
 ۵ : یہ شعر صرف ب و اور مطبوعہ میں ہے -
 ۶ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ا : نہ -

سبز شد از خیال قامت یار سرو از جویبار گریه ی ما
دامن دشت را گلستان کرد سیر دارد بہار گریه ی ما
نتوان یافت جز ازان لبہا خندہ در روزگار گریه ی ما
روز و شب قطرہ می زندہ دریا کہ رسد در قطار گریه ی ما
خار صحرای غم ز بی تابی می کشد انتظار گریه ی ما
پارہ ہای جگر بہ رنگ عقیق می برند از دیار گریه ی ما
خوش گذشت از سرجہان واقف طفل دامن سوار گریه ی ما

۳۴

۲ رحم بر حالم نداری گریہ می آید مرا
یک دل و صد زخم کاری گریہ می آید مرا
شب ہمہ شب بر سر بالین دل سوزم چو شمع
در غم از بیمار داری گریہ می آید مرا
یار می آید دلم را در فشار آورده است
حسرت گوہر نثاری گریہ می آید مرا
از تو گاہی گر نگاہی مینہیم التماس
بر تغافل می سپاری گریہ می آید مرا
آبرویم بر سر خاک بتان بر خاک ریخت
شد بدل عزت بخواری گریہ می آید مرا
بعد عمری ۳ آمد و گفتا نمردستی هنوز
آن غم و این غم گساری گریہ می آید مرا
یار با اغیار شد ۴ تا آشنا بیگانہ من
دشمنم شد دوستداری گریہ می آید مرا
زندہ ام در دوری جانان بسی شرمندہ ام
نیست مردن اختیاری گریہ می آید مرا
بیم آن دارم کہ ناید دلبر و خندد سحر
در شب امیدواری گریہ می آید مرا
با غنیم ہجر کار افتاد تنہا ماندہ ام
صبر و طاقت شد فراری گریہ می آید مرا

- ۱ : یہ شعرہ اور وہیں ہے -
۲ : دسین یہ غزل نہیں -
۳ : باشد (ب) گردید (و ، مطبوعہ) ۵ : یہ شعر صرف و اور مطبوعہ میں ہے -
۴ : مدت (۵) مطبوعہ میں یہ شعر نہیں -

از شراب آلودہ شد ، شاید کہ یابد شست شو
 دامن پرهیزگاری گریہ می آید مرا
 ۲ گریہ را یک قطرہ نبود آبرو تا درد نیست
 بر تو ای ابر بہاری گریہ می آید مرا
 جز جفا با ما نکرد آن بیوفا با این ہمہ
 میکنند احسان شماری گریہ می آید مرا
 ۳ تخم امیددی بخاک کوی او افشانده ام
 مینایم آبیاری گریہ می آید مرا
 مردم و آن بی وفا آبی بخاک من نریخت
 در لحد زین جانسپاری گریہ می آید مرا
 ۴ گریہ ام بر خواری خود نیست در کوی کسی
 این کہ شد بی اعتباری گریہ می آید مرا
 بارہا گفتی کہ خہلہم آمدن باری بیا
 چند باشم انتظاری گریہ می آید مرا
 همچو طفلان نیست جانان طاقت تنہائیم
 گر تو ام تنہا گزاری گریہ می آید مرا
 ۵ زندہ ام در دوری جانان بسی شرمندہ ام
 نیست مردن اختیاری گریہ می آید مرا
 در برم دل آب شد واقف ز آہ و زاریت
 تابکی این آہ و زاری گریہ می آید مرا

۳۷

ملک دل زیر و زیر شد بادشاہ من بیا
 تیرہ شد احوال این اقلیم ماہ من بیا
 راہ از من چپ مکن بہر خدا از راہ مرو
 راست سوی بندہ سرو کجکلاہ من بیا
 بود امیدم کہ خون من تو خواہی ریختن
 میکشد نومیدیم امیدگاہ من بیا

۱ : ا میں شد مذکور نہیں - ۲ : ہ و میں یہ شعر نہیں -

۳ : یہ اور بعد کا شعر ہ میں نہیں -

۴ : یہ اور بعد کے دو شعر مطبوعہ میں نہیں - ۵ : حریف ہ اور میں ہے -

کشتیم را گریہ در گرداب خون افکنده است
از برای دیدن حال تباہ من بیا
نیشتر زد بر رگ نظارہ من ہر مژہ
می چکد خون بی تو ظالم از نگاہ من بیا
فتنہ لشکر می کشد بر دل کہ دارالملک تست
بادشاہ من بیا مژگان سپاہ من بیا
۱ این مرا می سوزد آن آہم بر آتش افگند
دیدنی دارد تلاش اشک و آہ من بیا
طرفہ حرفست اینکہ زلف یار میگوید بمن
از بلا گر میگریزی در پناہ من بیا
بارہا واقف بفریاد آمد از بیداد تو
آہ یکبارش نگفتی داد خواہ من بیا

۳۸

۲ داغ گردیدم از جدایی ها چیدم این گل ز آشنایی ها
غرق خون گشتم از جدایی ها نبرم نام آشنایی ها
۳ چون نگین سرنوشت من شد محو بر در او ز جبه سائی ها
خاق را در نظر شوی مہ عید گر کنی شیوہ کم نمایی ها
میکند در ناز ہم آن شوخ از رہ ناز خوش ادایی ها
جز گل داغ نیست چون شمعم سر و سامان خود نایی ها
۴ بر سر کوی مہوشان شب و روز چکنم طالع آزمایی ها
دل سرگشته ام چو قبلہ نا کرد سوی تو رهنمایی ها
میکند تیغ ابرویش واقف بر سرم جوہر آزمایی ها

۳۹

۶ تا چند کند زیر و زبر کشور دل را
پندی بدہ آن غمزہی غارتگر دل را

- ۱ : یہ شعر ج میں نہیں -
۲ : یہ غزل د ، و اور مطبوعہ میں نہیں - ہ میں مطلع اول اور نیز پانچواں اور ساتواں شعر نہیں -
۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۴ : در (ا) از سر کوی (ج) -
۵ : برد (ب) -
۶ : د میں یہ غزل نہیں -

ای شاهد غم با تو ام آویزش دل هست
 آویزی گوش تو کنم گوهر دل را
 شاید شود آزاد و پریدن نتواند ۱
 درهم مشکن این همه بال و پردل را
 داد من دل سوخته ای شوخ ندادی
 مالم برخ از جور تو خاکستر دل را
 بر طاق نهند آئینه و رو بدل آرند
 بینند اگر سادہ رخاں جوهر دل را
 ۲ ترسم کہ بود ہم رہ اوغیر ز غیرت
 بر روی خیالت نکشایم در دل را
 چون پیرمغان رطل گران داد بمن گفت
 زنہار ز کف مدہ این لنگر دل را
 یک فال ازین سوختنی خوب نیامد
 صد بار کشودم بہ ہوس دفتر دل را
 در کارم اگر عشق کند یک دم گرمی
 تا حشر فسردن نہ دہم اخگر دل را
 واقف ز در دل بمرادی نرسیدیم
 خوش وقت حریفی کہ بگل زد در دل را

۴۰

۳ در شور آور ہزارہا را بنواز بلطف زارہا م را
 از بیم پری رخاں کشیدیم گرد دل خود حصارہا را
 بادست و دل شکستہ در عشق کردیم درست کارہا ہ را
 مژگان جاروب کردہ رقتم از کوچہ یار خارہا را
 داغی چون داغ خود ندیدم دیدم ہمہ لالہ زارہا را
 داغست جگر چو برگ لالہ از رشک تو گل عذارہا را

۱ : نگذارد (ا، ب) بگذارد (ج) -

۲ : یہ اور اگلے تین شعر، ب، ہ اور و میں ہیں -

۳ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - م : نزارہا (ا) -

۵ : تارہا (ب، ج، و) -

۱ ساقی دو سہ جرعه دہ ازان لب
۲ از جعبہ ی آن مژہ خدنگی
یک بار نہ شد دوچار افسوس
ای شوخ ازین حساب بگزر
۳ کیفیت بادہ بردی از لب
واقف آن گل رسید خندان
کز دل شوید غبارها را
کافی است ہمہ شکارها را
جستیم تمام غارها را
دریاب نفس شمارها را
بشکن بشکن خمارها را
از سیشہ برآر خارها را

۴۱

۳ سبک ز بند گران زمانہ بیرون آ
بسان نالہ ز زنجیر خانہ بیرون آ
ترا بنقل و می وصل میدہند صلا
ز دامگاہ غم آب و دانہ بیرون آ
فتادہ است بہم جنگ صف مذاہب را
تو مرد کار نہ ای از میانہ بیرون آ
اگر جماد نہ ای زین طلسم جسمانی
بصوت چنگ و صدای چغانہ بیرون آ
بہار کارگہ صنع کرد صحرا را
پی نظارہ ی این کارخانہ بیرون آ
غریب قافلہ ای از دیار غیب رسید
بہ سیر لالہ و گل عارفانہ بیرون آ
بیجا گزار رفیق - تو گرچہ سایہ بود
یگانہ در طلب آن یگانہ بیرون آ
مگر نصیب تو گردد قبول دام و قفس
باین امید یکی ز آشیانہ بیرون آ
فسون بی خودیت بس ترانہ ی بلبل
ز خویش از اثر این ترانہ بیرون آ
ز باد صبح ہر آمد ز غنچہ گل واقف
تو ہم ز خود بہ نسیم بہانہ بیرون آ

- ۱ : اس غزل کا پانچواں اور چھٹا شعرہ میں نہیں ۔
۲ : یہ تین شعرہ اور وہیں ہیں ۔ ۳ : یہ شعرہ اور وہیں نہیں ۔
۴ : دسویں یہ غزل نہیں ۔
۵ : یہ شعرہ ، ہ اور وہیں ہے ۔ اور اس کے بعد کا شعرہ صرف ہ میں ۔

۴۲

۱ ما سپردیم یار جانی را ۲ مایہی عمر و زندگانی را
 ارنی گوی بی ادب دل ما نکند گوش لن ترانی را
 بوی دل سردی از تو می آید چکنم گرمی زبانی را
 ای فلک گرچہ مہربان شدہ ای مہربان کن بمن فلانی را
 ربط خاصی بہمدگر دادند در ازل عشق و بدگمانی را
 در مذاق من آن لب شیرین تلخ کرد آب زندگانی را
 بر تو روشن کنم شبی ای شمع همچو پروانہ جانفشانی وا
 نگذارد مرا بہ شکوہی کس میکنم شکر بی زبانی را
 ہمہ دانی ولی نمیدانی ماہ من رسم مہربانی وا
 سبکی می کشم پرت اینک میروم میبرم گرانی را
 تا بتصویر آن پری پرداخت رنگ از رخ پرید مانی را
 ۳ عشقبازی نکرده پیر شدم رایگان باختم جوانی را
 روشناسان بزم غم واقف نشاسند شادمانی را

۴۳

۴ غم بمن دست و گریبان شد نمی پرسی مرا
 چاک جبین ۵ تا بدلیبان شد نمی پرسی مرا
 بر من ای بی رحم از احوال نا پرسیدنت
 زیست مشکل مرگ آسان شد نمی پرسی مرا
 کشت ابیدیکہ دل از دیدہ آتش دادہ بود
 سربسر پامال حرمان شد نمی پرسی مرا
 در دیار دل کہ اقلیم تو بود ای بی خبر
 غم مسلط درد سلطان شد نمی پرسی مرا
 دفتر دل ریخت از شیرازہ ہی بیداد ہی
 کمنہ اوراقم پریشان شد نمی پرسی مرا

۱ : د میں یہ غزل نہیں - الف ، ب ، ج کے علاوہ باقی نسخوں میں مطلع حسب ذیل ہے :- برد از اشک من روانی را چہ توان کرد ناتوانی را
 ۲ : حاصل (ب - ج) - ۳ : یہ شعر ب ، و اور مطبوعہ میں ہے -
 ۴ : د میں یہ غزل نہیں - ۵ : یہ شعر صرف ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -

۱ خانہی من یک دوروزی پیش ازین آباد بود
این زبان آن خانہ ویران شد نمی پرسی مرا
کلبہ واقف کہ عشرت خانہ بود است این زبان
یوسف من بیت احزان شد نمی پرسی مرا

۴۴

۲ با اثر یافت چون فغان مرا
خوش نگاہان بگردش چشمی
تیر بر استخوان غیر مزین
داستانم نوشتنی است خبر
۳ نالہ گفتم کند ہوا داری
۴ بچہ نام و نشان توان جستن
نازک آن طبع و من سخن گستاخ
۵ سر چو سودم بر آستانش گفت
صدمہ ی عشق حسن گندم گون
۶ طبع آن نازک دشمن گستاخ
بسکہ گلگون اشک شوخ افتاد

باغبان سوخت آشیان مرا
سرمہ کردند استخوان مرا
مکن آشفته مغز جان مرا
برسانید دوستان مرا
داد برباد خانمان مرا
دل بی نام و بی نشان مرا
ای ادب مہر کن دہان مرا
کہ مفرسائی آستان مرا
کرد جو کوب استخوان مرا
ای ادب مہر کن دہان مرا
برد واقف ز کف عنان مرا

۴۵

۷ تا گرفتہ است غم عشق گریبان ما را
میفتد لخت دل از دیدہ بدامان ما را
بخت در مصر کند گر ز عزیزان ما را
کی فراموش شود کلبہ ی احزان ما را
جمع بودہ است مگر خاطرش از فتنہ ی خط
زلف آن روز کہ می کرد پریشان ما را

۱ : یہ شعر ب ، و اور مطبوعہ میں ہے ۔ ۲ : یہ غزل د میں نہیں ۔

۳ : ج میں مصرعہ اول حسب ذیل ہے :-

نالہ کوشم کند وفاداری

۴ : یہ شعر ہ ، و میں نہیں ۔ ۵ : یہ اور اس کے بعد کا شعر ہ اور و میں ہے ۔

۶ : صرف ہ میں ہے ۔ ۷ : یہ غزل د میں نہیں ۔

زحمت تیغ کشیدن نکشد دست کسی
می توان کشت بیک جنبش مژگان ما را
غنچه کی موجب دل جمعی ما بود ای وای
یک نفس واشدنی کرد پریشان ما را
۱ همچو نرگس کہ بہنگام زمستان شگفت
چشم واگشت ز دم سردی دوران ما را
آہ این قطرہ ی خونی کہ دلش نامیدند
داد از گریہ ی بی صرفہ بطوفان ما را
از ہوس ما مگس خوان کسی کی گردیم
ہست صد رنگ غمت نعمت الوان ما را
۲ ما اگر خوار و خرابیم شاہ را چہ غرض
بگذارید بہر طور عزیزان ما را
۳ پردہ برداشتی ای باد ز رویش احسنت
کی کند غیر تو شرمندہ ی احسان ما را
۴ ما درین غمکہدہ ہم طالع صبح آمدہ ایم
کرد رسوای جہان چاک گریبان ما را
تنگ دل ساختہ مارا کمر تنگی کسی
یک دل مور بود ملک سلیمان ما را
ما باین رنگ نبودیم پریشان واقف
زلف او کرد چنین بی سروسامان ما را

۴۶

۵ گو کشد آن نگاہ تیز مرا
۶ ای کہ داری تلاش گوہر عشق
از گل عارضش چو سبزہ دید
دیدہ بس کن ز اشک بی تاثیر
۷ تو بلایی بلا ولی از تو
یوسف من غمت بخانہ ی دل
نیست با او سر ستیز مرا
خاک گشتم بیا بہ بیز مرا
بر سر آورد رستخیز مرا
بیش ازین آبرو مریز مرا
نہ گزیراست و نی گریز مرا
مہمان است بس عزیز مرا

- ۱ : چہٹا اور ساتواں شعر ہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۳ : صرف ہ اور و میں ہے - ۴ : یہ اور بعد کا شعر صرف مطبوعہ میں ہے -
۵ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۶ : تو بلایی ولی بلا از تو (و ، ہ) -

۱ ای کہ دل بردی و تلت کردی در عوض میدھی چه چیز مرا
بوده ام من زمین نا قابل داغ او کرد لاله خیز مرا
من خریدار او بجان واقف او فروشد بیک پشینر مرا

۴۷

۲ ز شاخسار شعلیدشت تا فغان مرا
چو کعبه طوف کند بلبل آشیان مرا
ز بی سعادتی من ہا پس از مرگم
رہود از سگ کوی تو استخوان مرا
ہنوز اول ہنگام نی سواری بود
کہ برد جذبہی شوقت ز کف عنان مرا
چو شمع قصبہ ی سوز و گداز می خوانم
بمعفای کہ نفہم کسی زبان مرا
بشکر ختم شود تا شکایتی کہ مراست
بیا و مہر کن از بوسہ ای دہان مرا
۳ ور استخوان من از نالہی ئی است چونی
بہ چشم کم منگر جسم ناتوان مرا
بغیر ناوک ابزو کمان من واقف
پس از وفات نجوید کسی ۳ نشان مرا

۴۸

۵ رفت دل در غمت ز دست مرا داغ بر جای دل نشست مرا
چکنم آہ ای مسلمانان کہ خدا کرد بت پرست مرا
دین و دنیا و جان و دل سروتن ۶ ہست زان تو ہر چہ ہست مرا
لبش از یک سخن ز ہوشم برد بوی این بادہ کرد مست مرا
کی ز سر کوچہ اش توانم رفت زلف او کرد پای بست مرا
۷ دل توانم ز گریہ خالی کرد گر فتد دامنش بہ دست مرا
بر سر کوی گل رخان واقف خار در پای دل شکست مرا

- ۱ : یہ اور بعد کا شعر صرف ہ اور وہیں ہے ۔
۲ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔ ۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔
۴ : کس استخوان مرا (و) ۔ ۵ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں ۔
۶ : زرو سر (و) ۔ ۷ : یہ شعر صرف ہ اور وہیں ہے ۔

۴۹

۱ ای کرده خون فراق تو ام در جگر بیا
می میرم از برای تو کردم خبر بیا
ایستادگی در آمدن ای سرو ناز چیست
عمر است همچو آب روان در گذر بیا
از شادی وصال تو مریم ناگهان
ظالم ترا که گفت چنین بی خبر بیا
گفتی که عاقبت بسرت خواهم آمدن
زان پیشتر که عمر من آید بسر بیا
زین بیش تاب کوه فراقم نمانده است
مویی شدم ز هجر تو ای خوش کمر بیا
جانا ز حسرت لب همچو عقیق تو
آتش فتاده است مرا در جگر بیا
۲ مارا محبت پدری با تو داده اند
خوش بی تکلفانه بیا ای پسر بیا
۳ گاهی قدم بخانه‌ی چشمم توان گذاشت
باز است روز و شب ز برای تو در بیا
غافل ز سوز سینه ام انکار می کنی
تا باورت شود دو قدم پیشتر بیا
نتوان وداع را ز عزیزان دریغ داشت
جان میکند ز درد تو عزم سفر بیا
واقف بدرد دوری جانان سپرده جان
وقت است وقت بر سرش ای نوحه گر بیا

۵۰

۴ آنکه این دل حواله کرد مرا همدم آه و ناله کرد مرا
دوری آن جوان بیک هفته پیر هفتاد ساله کرد مرا
برد عشقم شبی بمهمانی بیلا هم نواله کرد مرا

۱ : یہ غزل د میں نہیں - ۲ : یہ اورا گلے تین شعر و اور مطبوعہ میں ہیں -
۳ : یہ شعرہ میں بھی ہے - ۴ : یہ غزل د میں نہیں -

شوخی یک چشم ساقی دارم مست از یک پیالہ کرد مرا
نگہی التماس ازو کردم بتغافل حوالہ کرد مرا
میروم دل گرفتہ از در تو میتوان استمالہ کرد مرا
داغہا از دلم ز بسکہ شگفت روکش باغ لالہ کرد مرا
خجالت دل فسرگی ۲ واقف آب مانند ژالہ کرد مرا

۵۱

۳ ای دل نہفتہ دار غم یار خویش را
بر خاطر کسی مہکن یار خویش را
یارب چہ آفتی کہ ز دست تو آسمان
صد بار بر زمین زدہ دستار خویش را
افتادہ گیر دفتر عیش جہان در آب
ای گریہ و مکن سر طومار خویش را
آب و ہوا دہر بمن سازگار نیست
یارب کجا برم دل بیمار خویش را
از نالہ ہای شعلہ فشان عندلیب ما
گریو کرد غنچہی منقار خویش را
۴ زین سرکشی کہ کردہ بسودائیان عشق
خواہد شکست زلف تو بازار خویش را
جانان مرا ہمہچ نہاید فروختن
باید شناخت قدر خریدار خویش را
گل را گر آشیانہ ی ما بار خاطر است
آتش زنیم مشت خس و خار خویش را
از دلبران چہ چشم توان داشت کین گروہ
برباد میدہند ہوادار خویش را
۵ ای سیل گریہ در چہ خیالی بیا بیا
خواہم یکی کنم در و دیوار خویش را

۱ : یہ اورا گلا شعرا اور ج میں نہیں - ۲ : فسرده (و) -
۳ : یہ غزل د میں نہیں - ۴ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں -
۵ : یہ شعر صوف ہ میں ہے -

واقف گرفتم این کہ تو رنگین سخن نہ ای
از خون نویس حال دل زار خویش را

۵۲

۱ تا خون بہ ایاغ نیست مارا دل نیست دماغ نیست ما را
ای نالہ مقصریم از تو کز گریہ فراغ نیست ما را
یک لخت جگر بسان ۲ لالہ بی بہرہ ز داغ نیست ما را
۳ از ما احوال دل چہ پرسی بگذار دماغ نیست ما را
واقف شبہا ز ۴ پرتو داغ حاجت بچراغ نیست ما را

۵۳

۵ کردیم ضبط گریہ ی غماز خویش را
دریافتیم پردہ در راز خویش را
شاید کہ یار گوش ۶ بفریاد من دہد
تغییر میدہم دگر آواز خویش را
زینسان خراب حال از آن کہ دادہ ام
در خانہ راہ خانہ برانداز خویش را
با آنکہ سحر چشم تو کشتہ است عالمی
ظاہر نمی کند لبث اعجاز خویش را
صد بار گفتہ ام بتو این حرف ما شنو
ضایع مکن بہل ہوس ناز ۷ خویش را
شاید باین وسیلہ شود حرف ما پسند ۸
گوئیم وصف سرو سرافراز خویش را
نی محرم ققس نہ بدام آشنا شدیم
تقریب کنیم ساعت پرواز خویش را
تا بعد ازین تلف نہ کند جان مردمان
پندی بگوی چشم فسون ساز خویش را
واقف شکار شوخی ترکیست کز حرم ۹
صید آورد کہ طعمہ دہد باز خویش را

- ۱ : د میں یہ غزل نہیں - ۲ : و میں 'چو برگ لالہ' ہے -
۳ : یہ شعر و میں نہیں - ۴ : نسخہ الف میں مذکور نہیں -
۵ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ۶ : گوش خویش (نسخہ ب) -
۷ : راز (۱) - ۸ : باقی نسخوں میں بلند ہے -
۹ : خرام (۱) -

۵۴

۱ شوخی ز نظر گذشت ما را
چون لاله بہار زندگانی
بی نالہ و گریہ در فراقت
شبہا از سیل گریہ ی اشک
از گریہ ی ما خبر چہ پرسی
دنبال دل رسیدہ ی خویش
چون ابر بہار عمر واقف
تیری ز جگر گذشت ما را
با داغ جگر گذشت ما را
کم شام و سحر گذشت ما را
اکثر بہ خطر گذشت ما را
این آب ز سر گذشت ما را
عمری بسفر گذشت ما را
با دیدہ ی ترگذشت ما را

۵۵

۲ ای رفیقان بخدا پند مگوئید مرا
پی دل گم شدہ ام آہ مگوئید مرا
ناصرحان روی شما باز خدا ننماید
مانع از دیدن آن روی نکوئید مرا
از دہانش کہ ۳ چنین تنگ دلم می دارد
بوسہ ای گر طلبم هیچ مگوئید مرا
وہ چہ خوش گفت غریبی بسگان کویں
۴ کہ شما جملہ بجای کس و گوئید مرا
۵ گل دیوانگیم رستہ ز خاک مجنون
ہوس عشق اگر ہست بہوئید مرا
کار من باز گذارید بابر رحمت ۶
ہمنشینان ز پس مرگ مشوئید مرا
آگہ از راز دہان و کمر یار شدم
بعد ازین واقف اسرار بگوئید مرا

۵۶

۷ از شگفتنیہا چہ می پرسی من دلگیر را
خندہ می آید بحالم غنچہ ی تصویر را

- ۱ : یہ غزل د میں نہیں - ۲ : یہ غزل د میں نہیں -
۲ : از دہان بسکہ (۱) - ۳ : مصرح واضح نہیں -
۵ : یہ شعر ہرگاہ اور میں ہے - ۶ : بحر رحمت (ب) -
۷ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

تا من از سودای چشمت نام پیدا کرده ام
 مہر بادامی شمارم حلقہ ی زنجیر را
 ۱ نیست امروزم بسر شور از لب شیرین یار
 بی شکر ہرگز نمی خوردم بطفلی شیر را
 نقد جان دادم بہای درد می ساقی نداد
 کیمیاگر کی فروشد پیش کس اکسیر را
 احتیاطاً می زند آن شوخ بر گیسو گرہ
 قفل حاجت نیست ورنہ خانہ ی زنجیر را
 ۲ بس کہ بی آرامی از دست خلایق دیدہ ام
 خار پیراہن شناسم خار دامن گیر را
 کردہ صیدم ناوک اندازی کہ چون گیرد کمان
 شوق می آرد بہ جستن آہوی تصویر را
 کوچہ ی دیوانگی را کس بلد در شہر نیست
 از کہ پرسم آہ راہ خانہ ی زنجیر را
 ۳ ناوک نازی کہ دیدم در کمانت دور نیست
 گر بجستن جستن آرد آہوی تصویر را
 واقف از بسیاری شادی کنم قالب تہی
 گر نگاہ افتد بحالم چشم آن زہ گیر را

۵۷

۴ در قفس بسیار ناشادیم ما
 ملکہ ما شد کویہ درد و دشت غم
 ہر سحر از یاد بالای کسی
 ۵ این زمان محتاج قاصد گشتہ ایم
 در تن ما قدر لب چش نیست خون
 ۶ یار نور دیدہ و ما دیدہ ایم
 در بر ما ہست دل نام آفتی
 از فراموشان صیادیم ما
 وارث مجنون و فرہادیم ما
 در دعای سرو و شمشادیم ما
 پیش ازین دل میفرستادیم ما
 شرمسار تیغ جلا دیم ما
 از فروغش خانہ آبادیم ما
 چون جرس زین رہ بفریادیم ما

- ۱ : یہ اور پانچواں شعرہ میں نہیں -
 ۲ : یہ اور بند کے دو شعرہ اور میں ہیں - مطبوعہ میں صرف پہلا ہے -
 ۳ : یہ شعرہ میں نہیں - ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
 ۵ : یہ شعرہ میں نہیں - ۶ : یہ دو شعرہ اور میں ہیں -

۱ گشت بیزار از جنون ما پدر کاش از مادر نمی زادیم ما
واقف از سوز محبت همچو اشک آخر از چشم خود افتادیم ما

۵۸

۲ سر کنی چون در گلستان غارت ترکانه را
چشم مخمور تو از نرگس کشد پیمانه را
از فراق هم نوایان بلبل ما در قفس
از نظر انداخت همچون اشک آب و دانه را
بر سر وجد است دل تا تیغ او شد جلوه گر
شور افزون می شود از ماه نو دیوانه را
خویش را زد بی محابا بر دم شمشیر شمع
می توان کردن تماشا جوهر پروانه را
دست از اصلاح احوال پریشام بکش
رباط با موی سر مجنون نباشد شانه را
دامن فانوس را خواهم گرفتن روز حشر
کز وصال شمع مانع می شود پروانه را
بسکه چشم کافر او رهن دین من است
قصد مسجد گر کنم گیرم ره بتخانه را
۳ در جهان روزیکه غم بنیاد ویرانی گذاشت
نذر سیل گریه کردم من نخستین خانه را
سادگی بین کز گمان رحم واقف بارها
خوردم از چشمش فریب گریه ی مستانه را

۵۹

۴ ای کرده تباہ کار ما را برهم زده روزگار ما را
ای سر تا پا نمک کجایی دریاب دل فگار ما را
نتوان برفو درست کردن پیراهن تار تار ما را
مردیم ز رشک داغ لاله این سوخته ساخت کار ما را
آهسته رو ای صبا بکویش بر باد مده غبار ما را

۱ : یہ شعرہ میں ہے - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے - ۵ : یہ غزل صرف مطبوعہ میں نہیں -

این داغ کہ می بریم در خاک
۱ بر دوش کشد ز روی تعظیم
گل غاشیہی ۲ سوار ما را
ضایع مکن انتظار ما را
۳ بی شیون خانہ ای نیابی
گر سیر کنی دیار ما را
۴ نی خم نہ سبونہ شیشہ نی جام
نہ شکست کسی خار ما را
واقف آہ این چہ نوحہ کردی
بردی صبر و قرار ما را

۶۰

۵ دو روزہ دوری آن یار جانی می کشد ما را
بیا ای مرگ ورنہ زندگانی می کشد ما را
فریب وعدہ ی آن بی وفا خوردم ازین غافل
کہ عیار است و ز لطف زبانی می کشد ما را
بفکر کشتن ما روز و شب بہرچہ می گردی
تو بنشین ای فلک فارغ فلانی می کشد ما را
بود آئین خوبان کشتن عاشق ز بی مہری
قیامت بین کہ او از مہربانی می کشد ما را
فریب آسمان کی می خورم این قصہ معلوم است
کہ گر خواند برسم میہانی می کشد ما را
غلط گویند این کز شیب نسیان می شود غالب ۶
بہ پیری یاد ایام جوانی می کشد ما را
۷ تو در روز وصال آن بہ کہ مارا زندہ بگزاری
شب ہجران بہ آئینی کہ دانی می کشد ما را
در آن محفل کہ ہمچو شمع ہر کس گرم گفتار است
بہ بین قسمت کہ داغ بی زبانی می کشد ما را
۸ تو مارا بر غلط ناقابل کشتن گمان بردی
چنین با شد ولی این بدگانی می کشد ما را
تلون بسکہ دارد طبع ناز دلبران واقف
گہمی از لطف و گہ از سرگرانی می کشد ما را

۲ : سوگوار (۱) -

۴ : صرفہ میں ہے -

۶ : عارض (و) -

۸ : صرفہ میں ہے -

۱ : یہ شعرہ میں ہے -

۳ : یہ شعر و میں ہے -

۵ : یہ غزل د میں نہیں -

۷ : یہ دو شعرہ ، و اور مطبوعہ میں نہیں -

۶۱

۱ آفت مرصاد داغ ما را یعنی چشم و چراغ ما را
برہم وزن ای نسیم آن زلف آشفته مکن دماغ ما را
ما گم شدگان دست عشقیم ای خضر مکن سراغ ما را
۲ روشن از ما ست دودہی عشق ۳ دامن نرنی چراغ ما را
واقف از شغل نالہ بس کن برباد مده فراغ ۴ ما را

۶۲

۵ بردہ است گریہ چون موج از دست من عنان را
ترسم کہ بار دیگر طوفان برد جہان را
پیش خدنگ خوبان تا کی ہدف توان شد
خواہم بگوشہ ای برد این مشہ استخوان را
ای آسمان بہر وضع خواہی بگرد و لیکن
نامہربان مگردان آن یار مہربان را
مردیم ما و لیکن ہرگز نشد یقینش
بر خاک ما بیارید آن یار بدگمان را
۶ در سایہی نہالی روزی نشد نشستن
بیمودہ آب دادم از دیدہ گلستان را
ای غائب از نظرہا خود گو بمن کجائی
گشتم بہ جستجویت سرتاسر جہان را
رنگم نشستہ بر رو بسیار بی تعلق
ما لیدہ ام تو گوئی بر چہرہ ارغوان را
از گوشہ ہا پیایی خیزد صدای احسنت
واقف چو آن خوش ابروزہ می کند کمان را

۶۳

۷ سبز کردم بگریہ ہامون را ساختم شاد روح مجنون را
درد دل از گریہ خون نامند اکنون از جگر قرض می کنم خون را

- ۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۲ : ہ اور وہیں نہیں -
۳ : طفی (ب) -
۴ : غبار (و) -
۵ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۶ : یہ اور اگلے دو شعرہ اور وہیں ہیں -
۷ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

گردش چشم یار را نازم کرده معزول دور گردون را
لالہ ای نیست چون دل داغم کرده ام سیر کوه و هامون را
بر سرش بست آشیان گویی نخل پیداست مرغ مجنون را
سادہ بودہ است نامہ ام واقف گریہ رنگین نمود مضمون را

۶۴

۲ باز آ و تسلی بده این دل نگران را
کز گریہی من یم خرابی است جہان را
از محفل خوبان نتوان کرد بروم
داغم من دل سوختہ این لالہستان را
کردہ است من غم زدہ را شاد بہ تیری
قربان کمان تو نمایم دل و جان را
پیمان گسل افتادہ ای ای شوخ و گرنہ
پیوند بزلف تو کنم رشتہ جان را
اجزای دل خویش بتدبیر کنم جمع
شیرازہ توان بست گر اوراق خزان را
۳ ای دل ز ازل نام تو دیوانہ نہادند
بدنام مکن سلسلہ ی زلف بتان را
۴ سروش چو بر رفتار برآید بہ لب جو
رفتار قراموش شود سرو روان را
واقف ز دہان و کمر یار چہ پرسی
از هیچ خبر نیست من ہیچمدان را

۶۵

۵ عشق تو ز ما ستاند ما را داد و سندی نماند ما را
در عشق صبا رقیب باشد بوی تو خدا رساند ما را
فریاد کہ آن لب شکر ریز ہر زخم نمک فشاند ما را
عشق آمد و رفت و روب ما کرد در خانہ خسی نماند ما را

- ۱ : یہ شعرہ اور و میں ہے -
۲ : یہ غزل د میں نہیں - پہلے مصرعے میں روانی نہیں -
۳ : یہ شعرہ اور و میں ہے -
۴ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے -
۵ : یہ غزل صرف الف اور ج میں ہے -

صد شکر کہ دل طپیدن آخر در پہلوی او نشاند ما را
 هرگز نرود زیاد آن سرو خوش ریشہ بدل دواند ما را
 آزاد ز غم شدیم واقف آن شوخ چو بنده خواند ما را

۶۶

۱ سپند آتشین جانم ندارم پایداریها
 خدا داند کجا خواهم فتاد از بی قراریها
 چسان اکنون دهم از دست دامن جنون ناصح
 گریبان میدریدم من کہ در دامن سواریها
 کشیدن نیست آسان بار سنگین تعلق را
 دو جا خم گشت پشتم چون کمان از خانه داریها
 شمارد زخم های دل گذارد منتهم بر جان
 تو گویی میکند آن بی وفا احسان شماریها
 نشد در روزگار زلف او جمعیت حاصل
 سر آمد روزگارم در پریشان روزگاریها
 بامید قبولش عجز ورزیدم ندانستم
 کہ خواهم شد غبار خاطرش از خاکساریها
 ۲ نمیدانم ز سودای سر زلف کہ می سوزم
 کہ دود آہ من ابريست گرم مشکباریها
 نخواهد کرد ترک سرکشی ها زلف کج طبعش
 مکن از شانہ ای مشاطہ او را چوب کاریها
 ۳ ز پہلوی دل بی درد آزاریکہ من دیدم
 کسی داند کہ یک چندی کند بیمار داریها
 مخور واقف فریب وعده ی آن بی وفا هرگز
 کہ با حرمان بدل خواهد شد این امیدواریها

۶۷

۴ همین جا کنم رام دلدار خود را
 بمحشر چرا افکنم کار خود را

- ۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
 ۲ : یہ اور اس کے بعد کا شعرہ اور وہیں نہیں -
 ۳ : یہ شعرہ اور وہیں ہے -
 ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

مگر بوی زلفی گذر کرد بر دل
 کہ آشفته می بینم اطوار خود را
 ۱ ز دوش افکنم بار غم گر ز مستی
 تو بر دوش من افگنی بار خود را
 دلت گر ز خارا بود ور ز آہن
 محبت کند عاقبت کار خود را
 ز ما بلبلان نغمہ رنگین نخیزد
 بخون تا نشویم منقار خود را
 اگر چاک پیراھنش را بہ بیند
 زند بر زمین صبح دستار خود را
 بصیاد از جانب ما بگویند
 بیاد آر گاہی گرفتار خود را
 ۲ چہ پرسی ز بی دردی او کہ ہرگز
 نمی پرسد آن شوخ بیمار خود را
 چو واقف اگر راہ صحرا نگیرم
 چہ سازم دل خانہ پرداز خود را

۶۸

۳ در نظر چون سایہ ی شمشاد می آید مرا
 سر بپای یار سودن یاد می آید مرا
 مرد و کام تلخ او شیرین نشد از لعل یار
 گریہ بر جان کندن فرھاد می آید مرا
 نیست در طبعم قبول تربیت چون طفل اشک
 رحم بر دل خوردن استاد می آید مرا
 ۴ ای ہم آوازان وداع عندلیب من کنید
 بوی گل از خانہی صیاد می آید مرا
 تر نشد واقف لب تیغش ز خون خشک من
 شرم از ناکامی جلاد می آید مرا

- ۱ : یہ شعرہ میں نہیں - ا، ب، ج میں بار غم ہے - باقی میں بار خود -
 ۲ : یہ شعر صرف ہ اور میں ہے -
 ۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۴ : یہ شعر و میں نہیں -

۶۹

۱ گریبان گر نباشد چاک می سازیم دامان را
 کہ دست شوق ما نشناسد از دامان گریبان را
 لب پان خورده اش در خون کشد لعل بدخشان را
 برآرد پنجه ی رنگین او از بیخ مرجان را
 ۲ نظر سوی خود آرای نباشد دردمندان را
 کہ دست از سرمه شستن لازم آید چشم گریان را
 بجز مستی کہ چشمش را کند تحریک خون ریزی
 کہ دیگر بر سر کار آورد شمشیر مژگان را
 بفکر آن دهان از بس جهان تنگ است در چشم
 دل موری تصور می کنم ملک سلیمان را
 اگر نوشت یوسف نامہ ای از مصر معذور است
 کہ میداند سواد ی نیست چشم پیر کنعان را
 ۳ ازان لب خندہ شیرین تواند ساختن ار نہ
 گرسنہ چشمی داغم بشوراند نمکدان را
 ۴ نمی دانم چه آید بر سر دل از سر زلفش
 صبا بسیار می آرد خبرهای پریشان را
 چونرگس ناخن چندین ہ بہر انگشت می خواهند
 بود بسیار ذوق دل حراشی خوش نگاہان را
 سر آوارگی چون من ندارد هیچ کس واقف
 کہ پای خفته ام در خواب می بیند بیابان را

۷۰

۶ بسکہ فکر دہنت ساختہ دلگیر مرا
 نشناسد کسی از غنچہ ی تصویر مرا
 نیست همچون من دیوانہ بیابان گردی
 چشم ترسم رسد از حلقہ ی زنجیر مرا

- ۱ : یہ غزل صرف د میں نہیں - نسخہ ہ میں دوسرا شعر مطلع واقع ہوا ہے -
 ۲ : یہ شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں نہیں -
 ۳ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے - چھٹا شعر ہ میں نہیں -
 ۴ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے - ۵ : چندی (ا ، ب ، ج) -
 ۶ : یہ غزل د میں نہیں -

بود از خدمت من بزم تو روشن چون شمع
 کشتی ای شوخ ندانم بچه تقصیر مرا
 ساغر از دست چو نرگس ندهم یک ساعت
 ۱ که درین باغ همین گشته قلم گیر مرا
 ۲ شمع افتد ز زبان صبح چو روشن گردد
 جلوه ی یار برآورد ز تقریر مرا
 ۳ پیش از اندم که شود کار جهان صورتگر
 خاک می پیخت به سر کرده ی تصویر مرا
 من دیوانه سر ناله ندارم واقف
 چکنم سلسله جنبان شده زنجیر مرا

۷۱

۴ گر خاک آستانت بخشد بمن سراپا
 بالم بخود ز شادی صد پیرهن سراپا
 با یار صحبت من مشکل که ساز گردد
 من پای تا بسر دل او دل شکن سراپا
 شمع است مصرع من در جمع دردمندان
 سوز و گداز باشد در شعر من سراپا
 هر سو که رونهادیم در محنت اوفتادیم
 دنیا برای ما شد دارالمحن سراپا
 باید بهم رساندن با معنی آشنایی
 نتوان شدن چو خامه صرف سخن سراپا
 یک ه روی جامه زیبی چون قامتش ندیدم
 صد بار گشته باشم در هر چمن سراپا
 ۶ یا رب چه چاره سازم با او چه حیل سازم
 من ساده و سلیم او مکر و فن سراپا

- ۱ : ه میں مصرعہ دوم حسب ذیل آیا ہے :
 کہ ز اسباب جہاں گشتہ قلم گیر مرا
 ۲ : بہ زیان (۱) -
 ۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
 ۴ : یہ غزل د میں نہیں -
 ۵ : من (۱، ب) -
 ۶ : یہ شعرا، ب، ج میں نہیں -

دل را بصد جراحت شد جای استقامت
زلفی کہ هست واقف مشک ختن سراپا

۷۲

۱ مژہ اش تا بدل خلید مرا خون دل از مژہ چکید مرا
شوخ کافر دلی کہ من دارم میکند عاقبت شہید مرا
۲ مار مرده نمی گزد غلط است زلف او ۳ دور خط گزید مرا
شب فتادم بفکر مہر رخش از گریبان سحر دمید مرا
۴ ہمچو زنگی همان سیاه رویم گر چہ گردیدہ موسفید مرا
در عذابم ز انتظار کسی وعدہی وصل شد وعید مرا
ہمدم شد غمی کہ چون دم تیغ از ہمہ ہمدمان برید مرا
۵ سوی اغیار یار تیر فگند خوش نصیبی ببین رسید مرا
دل ۶ بخویش کباب شد واقف بوی آن از صبا رسید مرا

۷۳

۷ فتادہ است باطفال اشک کار مرا
نماند کار بابنای روزگار مرا
وصیت است زمجنون بمن کہ بعد وفات
نہال بید نشانید بر مزار مرا
کسی برنگ سرشکم ز خاک بر نگرفت
چنین فگند ز چشم تو روزگار مرا
چرا ز مردم بیگانہ شکوہ پردازم
باب دادہ ہمین چشم اشکبار مرا
کشد مصور اگر صورتم روم از جا
بضعف بسکہ کشیدہ است بی تو کار مرا
ہزار زخم توانم ز تیغ او برداشت
اگرچہ گل بسر از ضعف گشتہ بار مرا

- ۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعرہ میں نہیں -
۳ : او (و) - ۴ : یہ تین اشعار صرف ہ اور میں ہیں -
۵ : یہ شعر صرف وہیں ہے - ۶ : ہ اور میں کویش ہے -
۷ : نسخہ د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - وہیں مطلع حسب ذیل آیا ہے -
گذشت عمر بہ فکر دہان یار مرا بہ ہیچ صرف شد افسوس روزگار مرا

ز شکر لب او کام گیرم و گویم
 ز زهر چشم الہی نگاہ دار مرا
 ۱ فراغ عیش تراز من کسی بہ عالم نیست
 کشیدہ تا غم او تنگ در کنار مرا
 ۲ برد ز کوی تو همچو غبار بیرونم
 نسیم یافتہ از بس کہ خاکسار مرا
 ۳ غبار گشتم و از جای خود نمی خیزم
 چنین نشانده براہ تو انتظار مرا
 ز بس گریستم از شوق نوخطان واقف
 دمیدہ سبزہ ز دامن چو کوهسار مرا

۷۴

۴ دید تا ثابت قدم بر جادہی سودا مرا
 بر ندارد یک نفس زنجیر سر از پا مرا
 بی تو ای نور نظر با آنکہ شمع افروختم
 خانہ تاریکست همچون چشم نابینا مرا
 حیف تیغ این جفا جویان دم آبم نزد
 شوربختی تشنہ لب میدارد ہ از دریا مرا
 ۶ گشت از تدبیر افزون وحشت دیوانہ ام
 بخت بد بین موج شد زنجیر و برد از جا مرا
 شکر فیض چشمہ سار فقر چون گویم کزان
 خورده ام آبی کہ دل شد سرد از دنیا مرا
 ۷ گرد راہم را نشانند از گریہ ی شادی غزال
 شوخی چشم کہ کرد آوارہ ی صحرا مرا
 طاقت خودداریم از ناتوانیہا گزشت
 گر پرد چشمم برد همچون شرار از جا مرا
 سخت می لرزم بخود واقف ازین سنگین دلان
 طبع نازک در خطر انداخت چون مینا مرا

۱ : یہ شعر صرف ہ اور وہیں ہے - ۲ : یہ شعر صرف ہ اور وہیں ہے -

۳ : یہ شعر صرف وہیں ہے - ۴ : یہ غزل دہیں نہیں -

۵ : میارد بہتر ہوتا - ۶ : یہ شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں نہیں -

۷ : یہ دو شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں ہیں -

۷۵

۱ یک شب اگر بخلوت راز ۲ آورم ترا
 با صد نیاز بر سر ناز آورم ترا
 ای بی وفا تو ہم سفر عمر رفته ای
 زانسان نرفته ای تو کہ باز آورم ترا
 گر با تو از حقیقت حسنت خبر کنم
 بیخود بسوی آئینہ ساز آورم ترا
 ۳ ناگہ فتادہ ام من وحشی بہ دام تو
 سر دہ سرا کہ در تگ و تاز آورم ترا
 ویران نمودہ غمکدہ مسجد بنا کنم
 وانگہ دعا کنم بہ نماز آورم ترا
 تاکی دلا تو در سر زلفش روی و من
 تاکی ز راہ دور و دراز آورم ترا
 ای دل بگیر پنچہ ی مژگانش آمدی
 بیرون چسان ز چنگل باز آورم ترا
 واقف کنم بکار تو این نالہ ہای گرم
 گو سنگ و آہنی بگداز آورم ترا

۷۶

۴ مگذر ای سیل شتابان ز در خانہ ی ما
 نفسی راست توان کرد بویرانہ ی ما
 شوکت عشق نبودہ است چنین مجنون را
 یک قشون طفل بود لشکر دیوانہ ی ما
 گرچہ ابنای زمان طفل مزاج اند ولی
 ہیچ کس گوش نینداخت بافسانہ ی ما
 نیست در مشرب وحدت گذر موج دویی
 چون حباب است یکی شیشہ و پیمانہ ی ما
 کار ما عشق رسانید بجای کہ شود
 نبض بیمار رگ خواب ز افسانہ ی ما

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : باز (۱، ب) -

۳ : یہ اشعار صرف ہ اور و میں ہیں - ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

آہ از خشکی طالع کہ درین فصل بہار
سیل تشریف نیاورد بپیرانہ ی ما
اضطراب دل ما برد ز کونین آرام
دو جہان است تو گویی پر پروانہ ی ما
گر نہ زد دست کسی دوش بزلفش واقف
درد میکرد چرا شب ہمہ شب شانہ ی ما

۷۷

۲ کردہ جا غم بصدر خانہ ی ما
شدہ از دولت ترانہ ی ما
۳ یار رنجید دل کیجایی تو
عندلیبان باغ تجریدیم
ما ازان تن بہ بیکسی دادیم
راست گویی خدنگ یار چرا
بسکہ دارد صفا چو آیینہ
در قفس از تغافل صیاد
از تو دور ای بہشت دیدہ و دل
۴ آتش ما نمی شود خاموش
خویش را زود تر رسان ای سیل
۵ آمد از سوز آن سپند بہ رقص
بوی معشوق می دہد چون سیب

عیش بنشین بر آستانہ ی ما
قبلہ ی بلبل آستانہ ی ما
کہ میانجی شوی میانہ ی ما
زیر بال است آشیانہ ی ما
کہ کسی نیست در زمانہ ی ما
راہ چپ کردہ از نشانہ ی ما
قابل دیدن است خانہ ی ما
نیست جز اشک آب ودانہ ی ما
دوزخ آتش برد ز خانہ ی ما
می فتد از زبان زبانہ ی ما
چشم بر راہ تست خانہ ی ما
چشم بد دور از ترانہ ی ما
واقف از رنگ عاشقانہ ی ما

۷۸

۶ همچو پیدردان نہ گل چیدن ہوس باشد مرا
داغ سوزم شمع سیان تا دسترس باشد مرا
کی در آزادی برم ذوق اسیری را ز یاد
گر روم سوی چمن دل در قفس باشد مرا

- ۱ : یہ شعر صرف ہ اور وہیں ہے -
۲ : یہ غزل د اور وہیں نہیں - ہ اور وہیں دوسرا شعر مطلع واقع ہوا ہے -
۳ : نسخہ ہ میں دوسرا ، چوتھا اور اٹھواں شعر مذکور نہیں -
۴ : یہ دو شعر صرف ہ میں ہیں - ۵ : یہ شعر صرف وہیں ہے -
۶ : یہ غزل صرف د میں نہیں -

طرز نالیدن دهم مرغ گلستان را بیاد
یک دوروزی در قفس گر هم نفس باشد مرا
۱ نالہی او همچنان باشد پیابان گرد شوق
دل اگر در قید آہن چون جرس باشد مرا
تا ابد واقف نخواہم تشنہ شد دیگر کہ من
خوردم از تیغش دم آبی کہ بس باشد مرا

۷۹

۲ ز تار زلف بزنجیر کردہ اند مرا
بتان بین کہ چہ تسخیر کردہ اند مرا
ازین کہ بی تو دم آب در گلویم رفت
چہ گریہ ہا کہ گلوگیر کردہ اند مرا
ز دست تازہ جوانان بر کہ داد زخم
بیک دو عشوہ کمن پیر کردہ اند مرا
بدرد حسرت من رہ نمی توان بردن
مریض عالم تصویر کردہ اند مرا
ستم بین کہ کمان ابروان صید افگن
ہلاک حسرت یک تیر کردہ اند مرا
۳ نماند ذوق کہ از دست یار بوسہ خورم
ز زندگانی خود سیر کردہ اند مرا
زدست آن مژہ جانبر چسان شوم واقف
اسیر پنجہی تقدیر کردہ اند مرا

۸۰

۴ بسویم رو نیاری بخت برگردیدہ ای ۵ گویا
نظر پوشیدی از من طالع خوابیدہ ای ۶ گویا
مشام از سخن ہای تو بوی درد مییابد
سرت گردم بر اوراق دلم گردیدہ ای گویا

۱ : یہ شعر الف ، ب اور ج میں نہیں - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے - ۴ : یہ غزل د میں نہیں -
۵ : بد گردیدہ (۱) - ۶ : گردیدہ (۱) -

بہر حرفم طرف میساختی زین پیشتر اکنون
 سخن با من نمی گویی چه شد رنجیده ای گویا
 بجوش آمد ز شادی در تن من خون افسردہ
 تو گلگون از برای قتل من پوشیدہ ای گویا
 تو ای میجنون کہ همچون بید میلرزی بہ پیش من
 ازین دیوانہ ای ژولیدہ مو رنجیدہ ای گویا
 ۲ چہ واقع شد کہ باز از نالہ ی تو گوش میگیرد
 شبی ای دل بہ کویس بی محل نالیدہ ای گویا
 ز اشک خونیم شد بو تہ ی خار مژہ گلبن
 بحال دیدہ ی گریان من خندیدہ ای گویا
 ۳ نبود ی پیش ازین ہرگز بہ این رنگی کہ می بینم
 بہ کوی او دلا امشب بخون غلطیدہ ای گویا
 ۴ تعجب می کنی از نالہ های دل بہ کوی خود
 فغان ببلان در گلستان نشنیدہ ای گویا
 ۵ ہر ش افسانہ ای از شکوہ ی آن زلف سرکردم
 شنیدہ گفت تو خواب پریشان دیدہ ای گویا
 ۶ دلم بس درد کرد امروز جان من بہ لب آمد
 ز بی دردی چو خود احوال من پرسیدہ ای گویا
 دگر از علم و فن واقف ترا دل سرد می بینم
 چنین دانم کہ درس عشق را فہمیدہ ای گویا

۸۱

۱ عجایب رونقی دادم من سرگشتہ سودا را
 نمودم بو تہ دار از نقش پا دامن صحرا را
 ترا چشم ہوس در خواب کی بیند باین عصمت
 کہ ہم بستر نمی سازی بخود تصویر دیا را

۱ : چوتھا اور پانچواں شعر ہ میں نہیں -

۲ : یہ شعر الف میں حسب ذیل ہے :

چہ واقع شد کہ باز از نالہ های دل بکوی خود
 فغان ببلان در گلستان نشنیدہ ای گویا

۳ : یہ شعر ب ، ہ اور مطبوعہ میں ہے - م : ب میں ہے -

۵ : ب اور مطبوعہ میں ہے - ۶ : ہ میں ہے -

۷ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۸ : غفلت (ا ، ب) -

بود هر ذره‌ی من مضطرب از مهر خورشیدی
 که می آرد چو شبنم در پریدن چشم حربا را
 نباید تنگ چشمان را رفیق خویشتن کردن
 رسید آخر نظر از دیده‌ی سوزن مسیحا را
 چنان با خود ملایم ساز دشمن را ز خوش خلقی
 که گردد سبزه گر بر ریزه‌ای مینا نهی پا را
 ز بوی زلف خوبان سخت در پرهیز می باشم
 مبادا در دماغم ره فتد این دود سودا را
 عزیز آید به چشمم هر که نامی از جنون دارد
 دهم چون سرمه جا در دیده‌ی خود سنگ خارا را
 چسان در پرده ماند خود نمای من که نام او
 ز شوخی چاک می سازد گریبان معمارا را
 ز فیض بخت گردیدیم از بحث و جدل فارغ
 بپرس از دیگران واقف نزاع میر و ملا را

۸۲

۲ دردمند از کوچه‌ی دلدار می آییم ما
 آه کز دارالشفای بیمار می آییم ما
 عشق ما را عاقبت در بزم او بیقدر ساخت
 یار کم میخواست و بسیار می آییم ما
 در سر ما عشق شور مستی منصور ریخت
 پای کوبان تا بپای دار می آییم ما
 زخمی تیغ جفا از کوی خوبان میرسم
 گل بسر داریم از گزار می آییم ما
 نیست واقف همزبان ما درین محفل کسی
 شمع می لرزد چو در گفتار می آییم ما

۸۳

۳ از درد دلم خون شد تا باد چنین بادا
 احوال دگر گون شد تا باد چنین بادا

در عقل دلم میکرد دعوی فلاتونی
 از عشق تو مجنون شد تا باد چنین بادا
 تا چند ز من پرسی چون شد که دلت خون شد
 از قدرت بیچون شد تا باد چنین بادا
 این دیدہ ی بی اشکی صد خون جگر میخورد
 صد شکر کہ جیچون شد تا باد چنین بادا
 باز این دل دیوانہ در عاشقی افسانہ
 زان چشم پر افسون شد تا باد چنین بادا
 دل داشت بہ شہر الفت لیکن ز سر زلفت
 سرگشتہ ی هامون شد تا باد چنین بادا
 از گردش چشم او کار دل و جان واقف
 بی منت گردون شد تا باد چنین بادا

۸۴

۲ نیست می درکار رنگ آن رخ پر نور را
 حاجت روغن چرا باشد چراغ طور را
 حسن چون شاهانہ بر کرسی ناز آرد نشست
 عشق گرم دار بازی می کند منصور را
 ساز عشرت کی دہد آواز بی آن دل نواز
 تا بکی خواہی زدن مطرب عبث طنہور را
 پر برون می آورد از شوق پرواز فنا
 عقل اگر داری بیچشم کم نہ بینی مور را
 ہر سری لایق نباشد بہر سوز داغ عشق
 ہمچو موسی می سزد پروانہ شمع طور را
 ۳ خواستم آب بقا تیغش بسر وقتم رسید
 صاحب جوہر کند نزدیک راہ دور را
 حال ملک دل چہ می پرسی کہ در یک لحظہ کرد
 فوج مژگانہ خراب این کشور معمور را

۱ در دیار عاشقی ہنگامی داغ است گرم
سرد بازار است آنجا مرہم کافور را
میدہم از کف عنان اشک گو آبم برد
ضبط نتوان کرد واقف گریہی پر زور را

۸۵

۲ ہواداری ندارم تا براندازد ۳ حجابش را
صبا شاید ز روی لطف بردارد نقابش را
ز من آن بی مروت روی گردان شد م نمی داند
کہ در طالع کسوف دایمی هست آفتابش را
خدا خیرش دہد با من سلوک خوب می ورزد
بلطفم پیش می آید نیم قابل عتابش را
عنان را خود نگہدارد مگر رعنا سوار من
چو من بی دست و پای ورنہ چون بوسد رکابش را
باین تقریب شاید سرنوشت من توان گفتن
خدا سازد کہ افتد حاجت افسانہ خوابش را
دلہم در آتش افکندی و من از غصہ میسوزم
مبادا بشنود نامحرمی بوی کبابش را
شود بی پردہ حسنش از تقاضای دل آزاری
ز بس شوخ است مژگان چاک می سازد نقابش را
۵ سوالی دارم از جانان کہ جان تازہ میخوام
جز آن اعل مسیحا دم کہ میگوید جوابش را
۶ دل صد چاک ہمچو شانہ نذر زلف او کردم
نہ دانم چیست باعث یارب اکنون پیچ و تابش را
۷ مشودر فکر تعمیر دل ویران من واقف
بہ عمر خضر نتوان کرد آبادان خرابش را

- ۱ : یہ شعر ب ، و اور مطبوعہ میں ہے - ۲ : یہ غزل د میں نہیں -
۳ : کند رفع (۱) - ۴ : گرداندن (۱) -
۵ : یہ شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں نہیں - ۶ : یہ شعر ب و اور مطبوعہ میں ہے -
۷ : نسخہ الف میں مقطع حسب ذیل آیا ہے :
بہ قتلہم آن جفا جو میکشد شمشیر و میترسم
کہ خون گرم من واقف برد چون آتش آتش را

۸۶

۱ دامن کشان بدشت بلا میبرد مرا
دیوانہ دل بین کہ کجا میبرد مرا
من خود نمی روم بسر کوی او ولی
دل می طپد چنانکہ ز جا میبرد مرا
غیرت اگرچہ می بردم از حریم او
حسرت ولیک رو بقفا میبرد مرا
۲ مشکل فتادہ آہ نگہداری دلم
نازش جدا کرشمہ جدا میبرد مرا
خاکم فتادہ ام بہوادی دری
گاهی شمال و گاہ صبا میبرد مرا
گاهی بکعبہ گاہ بہ بتخانہ میروم
ہرجایی ہست دل ہمہ جا میبرد مرا
من شکر پیر دیر چگویم کہ لطف او
از خود چو میبرد بخدا میبرد مرا
۳ در بزم او کہ صدر نشین گشتہ ہوا لہوس
آزردہ ام ز دل کہ چرا میبرد مرا
سیراست دل ز دیدنش اما بکوی او
چشم گرسنہ ہمچو گدا میبرد مرا
۴ زینسان کہ ذوق تیغ جفا در سر من است
روزی بہ قتل گاہ قضا میبرد مرا
۵ مطلب ز سیر بادیدہ ام جز سموم نیست
حاشا کہ گشت ذوق ہوا میبرد مرا
واقف ہوای دامن صحرای دل کشا
مانند سیل بی سروپا میبرد مرا

۸۷

۶ رنگ زردی روکش فصل خزان داریم ما
خندہ زین رو بر بہار زعفران داریم ما

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ۵ کے بغیر باقی نسخوں میں مطلق عنان بجائے
دامن کشان آیا ہے - مجھے دامن کشان بہتر معلوم ہوا - ۵ میں دو شعر
مذکور نہیں -

۲ : ۵ میں چوتھا اور چھٹا شعر نہیں - ۳ : یہ دو شعر صرف ۵ اور ۵ میں ہیں -
۴ : یہ شعر صرف ۵ میں ہے - ۵ : یہ شعر صرف ۵ میں ہے -
۶ : یہ غزل تمام نسخوں میں ہے -

۱ این تاسل نی ز خود داریست در قربان شدن
چشم ایمایی ازان ابرو کمان داریم ما
حرف ما هرچند از دیوانگی بی ربط شد
شکوه ی زلف مسلسل بر زبان داریم ما
هر چه بادا باد با آن زلف سودا میکنم
نی امید سود و نی بیم زیان داریم ما
همچو آن شمعے کہ میگردد پریشان تار او
بهر شرح سوز دل چندین زبان داریم ما
میدهد از موبمو چون نافه ما را بوی مشک
تا کجا سودای زلف او نهان داریم ما
دفتر احوال ما را ربط با شیرازه نیست
نسبتی واقف باوراق خزان داریم ما

۸۸

۲ او کہ نشناخت آشنایی را
جان من ناخنی بدل می زن
میکند از غرور حسن امروز
هیچ ۳ خیری ندیدم از مردم
با شکست است عہد بندہ درست
در دیاری کہ درد راست رواج
یک دم ای تیغ وصل عریان شو
من و آن آستانہ کز خاکش
رفت واقف دگر نخواہی یافت ۴
چون بیاموخت بی وفایی را
تو چه دانی گرہ کشایی را
بت من دعوی خدایی را
بشکنم کاسہ ی گدایی را
خواجہ مفروش موسیایی را
نخرد هیچ کس دوایی را
سر جدا کن ز تن جدایی را
آبروی است چہرہ سایی را
این چنین عاشق فدایی را

۸۹

بسر می برم بی تو زان روز و شب را
کہ گم کردہ جان در تنم راہ لب را

- ۱ : تحمل (نسخہ الف) -
۲ : اس غزل کا دوسرا اور پانچواں شعر د میں نہیں - نیز د، ہ اور مطبوعہ میں مطلع حسب ذیل ہے -
یار سر کرد بیوفایی را بس کہ سر کردہ آشنایی را
۳ : چیزی (ا، ب، ہ، و) -
۴ : جان من عاشق گدایی را (ا) ہ میں مقطع حسب ذیل آیا ہے -
بر سر خاک کوی او واقف آبروی است جبہ سایی را

صبا گر ترا باز پرسد ز حال
 الّا قلّ له مات حزناً و صبرا
 غم از بی نوایی ندارم که دارم
 ز لخت جگر ساز و برگ طرب را
 قبایل مرا نام مجنون نهادند
 بگویند آن شوخ لیلی نسب را
 بیاید که برخاستم از سر جان
 بگویند یار تواضع طلب را
 زدم خویشتن را بآن شمع واقف
 که پروانه ام من ندانم ادب را

۹۰

۲ بنازی تاب دادی در چمن ای شوخ کاکل را
 که از هر حلقه ی آن حلقه کردی نام سنبل را
 بسرو و گل ندارم نسبتی گر اتفاق افتد
 سلام من رسانی ای صبا قمری و بلبل را
 کشاد کار از نازک مزاجان کی بود ممکن
 که تاب عقده وا کردن نباشد ناخن گل را
 ۳ صدف آبی که خورد از ابر نیسان عقده ی دل شد
 گوارا نیست احسان فلک اهل توکل را
 نگهدار آبروی یار را ای من سرت گردم
 چرا بر فرق هر کس میزنی تیغ تغافل را
 محال است اینکه ما آشفته گان را یاد فرمایی
 تو کز عمری پس سر کرده ای ایشوخ کاکل را
 نمی گردد علایق مانع ما از سفر واقف
 کجا هنگام رفتن خار گیرد دامن گل را

۹۱

در قفس نی گل نه گلشن یاد می آید مرا
 گاه گاهی از نشیمن یاد می آید مرا

آنقدر ترسیدہ چشم من ازین مردم کہ من
دوست می بینم ز دشمن یاد می آید مرا
زخم تیغت بہ شد و از یاد رفت ادا دنوز
آنچہ با من کرد سوزن یاد می آید مرا
نالہ خیزد از رگ جانم بسان تار ساز
ہرکہ آن ناخن بہ رگ زد یاد می آید مرا
بسکہ ناساز است با من عیش بی آن دل نواز
بشنوم گر نغمہ شیون یاد می آید مرا
می شود بیت الحزن واقف جہان از گریہ ام
ہرگہ از گم گشتہی من یاد می آید مرا

۹۲

۱ در سخن سازی ز بی برگی چہ غم داریم ما
سیم و زر مانند نرگس در قلم داریم ما
در طریق عجز از ما کس نیفتادہ است پیش
اندرین رہ سبقت از نقش قدم داریم ما
تخم امیددی درین مزرع پریشان کردہ ایم
از تو چشم ریزش ای ابر کرم داریم ما
آنقدر یادیکہ زخم کہنہی ما نو شود
آرزو زان خامہی مشکین رقم داریم ما
۲ قامت ما خم شد از پیری ولی در سر ہنوز
ہم چنان سودای زلف خم بہ خم داریم ما
۳ لطف با ما ہم نمی سازد ز بس بی طاقتی
خود بدہ انصاف کی تاب ستم داریم ما
۴ گریہ واقف شمع سان ما را بود آب حیات
زندگی داریم تا در دیدہ ہم داریم ما

۹۳

گفتم بسی ز درد دل خود حبیب را
نشنید از غرور چہ گویم نصیب را

- ۱ : یہ غزل نسخہ ۵ میں نہیں ۔ ۲ : یہ شعر د ، و اور مطبوعہ میں ہے ۔
۳ : صرف د ، و مطبوعہ دارد ۔
۴ : الف میں مقطع غلط مرقوم ہے ۔ یعنی آب حیات کی بجائے واقف حیات ہے ۔

گل گل شگفت شب دلم از ذوق ناله اش
 از من ہزار عشق رسد عندلیب را
 در ہجر بی قرارم و در وصل مضطرب
 یا رب علاج چیست من ناشکیب را
 ۱ سیری نصیب گرسنہ چشمان حرص نیست
 ہر چند میخورم ز دنیا فریب را
 قمری و سرو دست بدامان او زنند
 در باغ اگر گذر فتد آن جامہ زیب را
 ۲ بلبل گرفتہ خو بہ قفس ای نسیم باغ
 آن سو مرو بہ شور میاور غریب را
 ۳ تاب نظارہ ی تو کجا دارد آدمی
 پوشیدہ دار روی ملایک فریب را
 واقف خیال قابض ارواح میکند
 خو کردگان درد محبت طیب را

۹۴

۴ زخم تیغ تو رسید است مرا صبح اقبال دمید است مرا
 بی دماغم ز خیال خط یار مور در مغز خزید است مرا
 از تاشای غبار خط یار آب از دیدہ چکید است مرا
 در کف من قلم نرگس نیست از چمن چشم رسیدہ است مرا
 جذبہ حسن مصور پسری همچو تصویر کشیدہ است مرا
 ۵ راست برخاستی از جای بغیر پشت ازین غصہ خمید است مرا
 ۶ بسکہ در راہ تو دارم تگ و دو ہر طرف نام دوید است مرا
 ۷ بندہ ی بادہ فروشم واقف کز غم دہر خرید است مرا

۹۵

۸ گریہ شست از خاطر فکر دل افسردہ را
 آمد آن آبی کہ برد از پهلویم این مردہ را

- ۱ : یہ - شعر مطبوعہ میں نہیں۔
 ۲ : یہ شعر ا، ب میں نہیں۔
 ۳ : صرف مطبوعہ میں ہے۔
 ۴ : یہ شعر د، ہ اور و میں ہے۔
 ۵ : یہ شعر ا، ب اور ج میں نہیں۔
 ۶ : یہ شعر ا، ب اور ج میں نہیں۔
 ۷ : یہ شعر ا، ب اور ج میں نہیں۔
 ۸ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں۔

انقلاب دھر می بینیم و بر حال خودیم
راست میانیم شمع بزم برہم خوردہ را
شوق شمشیرت کہ آب زندگی در جوی اوست
در تن من زندہ گردانید خون مردہ را
از رفوی زخم من ای چارہ گر بردار دست
می کنی آزرده تر این خاطر آزرده را
گریہ ام واقف اگر این نوع طوفان میکند
دھر تاوان خواہد از من جنس دریا بردہ را

۹۶

۲ خال در زیر ابرو است او را
۳ چشم شوخت چو شد شکار افگن
نیست صفرای ما علاج پذیر
چشم ما بار یوسفی نکشد
نیست تیغی چنین بسرکارت
۴ عمر آشفستگی بسر آمد
واقف از تیغ آبدارت شد

رہ کہ در کعبہ داد ہندو را
فرست رم نداد آہو را
چہ ترش می کنی ہمارو را
خاک در دیدہ این ترازو را
مشکن ای جور پیشہ ابرو را
شوخ من تا برید گیسو را
کشتہی خال و چشم جادو را

۹۷

۶ بہ بینید آن چشم سحر آفرین را
اگر خانمان سوز دلہا ندیدید
کسی دود از آتش گل ندیدہ
بہ پشت سمند آمد آن جامہ گلگون
بآن زلف سودا زیان نیست سودا است
۸
۹ بیاد رخ او ز گل ریزی اشک
چو بر بیدلان بگذرد گوید از ناز

بہ بینید آن فتنہی اہل دین را
بہ بینید آن عارض آتشین را
تماشا کنید آن خط عنبرین را
عجب آتش افتاد در خانہ زین را
بتکرار پرسیدہ ام شانہ بین را
کنم کوچہ باغ بہشت آستین را
بہ بندید آن را بگیریید این را

- ۱ : یہ شعر د، ہ اور و میں ہے -
۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۳ : ا، ب میں یہ مصرع غلط درج ہے -
۴ : یہ شعرا، ب اور ج میں ہے -
۵ : مقطع صرف د اور ہ میں ہے -
۶ : یہ غزل د میں نہیں -
۷ : ندیدہ (۱) -
۸ : مطبوعہ میں یہ مصرع یوں ہے : ز گریزی دیدہ از یاد رویش -
۹ : یار گوید (مطبوعہ) -
۱۰ : لطف (مطبوعہ) -

مرا کشته و میرود شاد و خندان
 شنیدم ز من کرده او شکوه جای
 بمن هرچه کرده است دل کرده یاران
 بخون ریزیم آمدی خیر مقدم
 بدیوانگی تا کنم نام روشن
 گرم می کشی باید از مهر کشتن
 ترا آفریدند شیرین تر از جان
 ۲ مرا آسان حسد پیشه نگذاشت
 جهان بود محتاج طوفان دیگر
 ۳ چو بیند در آینه ، دزدیده بیند
 بر آن خاک و رسجده کردیم واقف

۹۸

۴ یار گماشت بر سرم هجر خرد ربای را
 از سر من که جز خدا واکند این بلای را
 عاشق تیره روز را تا ز نظر نیفگند
 به که نصیحتی کنی نرگس سرمه سای را
 چین به جبین مزن اگر پیش تو آمدم که من
 با دم سرد میروم گرم نه کرده جای را
 بسکه به حال زار من گریه ی زار زار کرد
 قطره ی اشک هم نماند دیده ی دجله زای را
 مفت به چشم کس کند جلوه کجا نگار ما
 کز پس ناز خواهد از آینه رونای را
 از دم صبح و شود غنچه اگر ترا دلی است
 خیز و غنیمتی شمر این دم دل کشای را
 لطف تو شاه من اگر شامل حال من شود
 جام جهان نا کند کاسه ی این گدای را
 حوصله تنگ تا کجا ضبط نفس که طالع
 کرده نصیب دوری حوصله آزمای را

غمزدهی زمانه ام هیچ زیان نمی شود
 گر تو به کار من کنی غمزه‌ی غمزدای را
 چاره نمی توان نمود هست برادری بهم
 دلبر بی وفای را عمر گریز پای را
 بی غم عشق آنکه مرد هیچ سعادت نبرد
 خوردن استخوان او چغد کند های را
 آه که آه من می نرسد بماه من
 آه که نیست چاره‌ای طالع نارسای را
 گر نه وزیدی ای صبا بر مر زلف یار ما
 پس ز کجا گرفتی این بوی جنون فزای را
 یار چو دید حال من خنده‌ی قاه قاه زد
 آه مگر بدارد این گریه‌ی های های را
 لخت دل و جگر مرا ساز معاش روز و شب
 طالع برگ عیش کو عاشق بی نوای را
واقف پر گناه هم بر در تست ملتجی
 ای به در تو التجا فاسق و پارسای را

۹۹

۱ نیست یک تن که بجان نیست خریدار شا
 چشم بد دور ازین گرمی بازار شا
 برد نقد خرد از کیسه‌ی هر عیاری
 کیسه پرداز چو شد طره‌ی طرار شا
 دل من پاره نمی گشت بدینسان ز ستم
 بودی از پاره‌ی انصاف به سرکار شا
 طاقت من کمری گشت خدا را رحمی
 آخرای خوش کمران چند کشم بار شا
 طلبیدن ز شا مهر و وفا دور از کار
 ز آنکه جز جور و جفا نیست دگر کار شا
 ما بجز مهر و وفا هیچ نکردیم ولیک
 آه ! با این همه هستیم گنه گار شا

طائر قدسی دل عرش نشیمن بود است
 واه چه گردید که گردید گرفتار شما
 گو ببارد به سر من همه خشت و همه سنگ
 من نخواهم شدن از سایه‌ی دیوار شما
 پشت دستی به رخ دولت دنیا بزم
 گر دهد دست مرا دولت دیدار شما
 می روم با دل پر خار که نتوانم دید
 گل بدامن ببرد غیر ز گلزار شما
 در خور حرف شما گوش گدایان نبود
 لائق گوش شهان گوهر شهوار شما
 نه عبادت ز شما آید و نی فکر دوا
 بچه امید زید واقف بیمار شما

۱۰۰

کردم از زاری خود بیزار یار خویش را
 با که گویم یا رب اکنون حال زار خویش را
 گفتم از جور رقیبان خیرباد کوی یار
 بی ضرورت کی گزارد کس دیار خویش را
 منت ایزد که من بر رغم اهل روزگار
 ساختم صرف محبت روزگار خویش را
 نخلم ای باد صبا محتاج تحریک تو نیست
 باش تا من خود بریزم برگ و بار خویش را
 گر ز سودن ها کف دستم حنایی شد بجاست
 داده ام از دست دامن نگار خویش را
 حیلہ ها سازند چون سیلاب بهر کشتنش
 هر کجا یابند خوبان بی قرار خویش را
 هست چندان الفتی با این تن خاکی مرا
 می دهم برباد خود مشیت غبار خویش را
 گر فگندم کار بر تقدیر نتوان عیب جست
 خوب داند هر کسی تدبیر کار خویش را

بسکہ وقت آمدن خود را فراموش کرده ام
میکشم در محفل او انتظار خویش را
واقف امشب گریه میکرد از خیال کوی یار
چون غریبی کو بیاد آرد دیار خویش را

۱۰۱

۱ از بس گذری به کوی دلها
دلها در جستجوی تو گم
دلها خون شد در آرزویت
دلها همه را نظر بسویت
دلها به در تو رو نهاده
دلها در ها و هو ز شوق
دلها به تو بس که خو گرفتند
چار ابرو تا شدی فتناده
با یک دیگر بلند گردید
واقف شده تنگ بر دلم جا
آید همی از تو بوی دلها
جانها در جستجوی دلها
ای خوبی آرزوی دلها
گاهی نظری بسوی دلها
بکشای دری بروی دلها
غافل تو ز های و هوی دلها
نازک شده است خوی دلها
شور تو به چار سوی دلها
از سرو تو گفتگوی دلها
در کوی تو از غلوی دلها

۱۰۲

۲ هجران شده سازگار با ما
یک بار نه شد دو چار آئماه
ای هم نفسی که می دهی پند
از دوستیت شدند دشمن
تقصیر نه کرد در زدو کشت
رفتیم و کسی نه رفت با ما
از دولت راستی است واقف
ای وصل ترا چه کار با ما
در کوچی انتظار با ما
ما را نفسی گزار با ما
دیوانه و هوشیار با ما
دیدی که چه کرد یار با ما
جز سایه ازین دیار با ما
کج بازی روزگار با ما

۱۰۳

۳ تا مهر و وفا بجاست ما را
این جور و جفا سزاست ما را

ما را ز بدان شکایتی نیست خوبان گله از شہاست ما را
 فریاد کہ کج کلاہی چندی بردند ز راہ راست ما را
 گل بر سر ما نمی توان زد تا خار رھش بہ پاست ما را
 فرسودہ شدیم ای دروغا آسودہ خدا نہ خواست ما را
 بردار طبیب دست از ما این درد بہ از دواست ما را
 در پهلوی غیر کردہ ای جا زان عہد کہ با وفاست ما را
 در عہدہی ما جفا کشیدن از تو گلہی بجاست ما را
 واقف گل داغ عشق چون شمع سامان نما نماست ما را

۱۰۴

۱ بحمد اللہ دل درد آشنای کردہ ام پیدا
 برای درد بیدردی دواۓ کردہ ام پیدا
 سری با شوخ شمشیر آزمای کردہ ام پیدا
 ز بہر زخم خوردن اشتہای کردہ ام پیدا
 نشان داد است عشقم نسخہی سوز و گدازای دل
 ز من غافل نباشی کیمیای کردہ ام پیدا
 بغیر از گوشہی چشم تو جانان نیست منظورم
 اگر در گوشہی میخانہ جای کردہ ام پیدا
 نشد از توتیای سرمہ روشن چشم تاریکم
 پس از سرگشتگیہا خاک پای کردہ ام پیدا
 ۲ بہ امیدیکہ در سرکار زلف یار راہ یابد
 دل سودایی آشفته رای کردہ ام پیدا
 شنیدم یار آتش پارہ آتش می زند در من
 باین امید نفت و ہوربای کردہ ام پیدا
 درین گشن بہ دست آوردہ ام سروی جوانی را
 برای موسم پیری عصای کردہ ام پیدا
 اگر آہن دل است آن شوخ ازینم نیست پروای
 کہ من از جذب عشق آہن ربای کردہ ام پیدا

نباشم غافل از یاد تو ای آئینہ رو وقتی
 بخود نازم کہ وقتی با صفای کردہ ام پیدا
 فغان من بہ صوت بلبل و قمری نمی ماند
 ازین نالندہ ہا طرز جدای کردہ ام پیدا
 دل نازک دماغم سر فرو نارد بہر شوخی
 بچندین سعی شوخی میرزای کردہ ام پیدا
 خوشم از نالہ اش ساز و سرودم خوش نمی آید
 ز پہلوی دل از مطرب غنای کردہ ام پیدا
 نہ دارم ہیچ غم واقف اگر بی برگ گردیدم
 باین شادم کہ همچو نی نوای کردہ ام پیدا

۱۰۵

تا کی غم فراق بہ زندان کند مرا
 ساقی بیار بادہ کہ مستان کند مرا
 ساقی چو دورتست بگردان پیالہ ای
 بیمار کرد درد دل من طبیب را
 اغیار را بہ لطف نہایان نواخت یار
 یا رب مرا بہ سادہ عذاری دوچار کن
 از داغ دل کہ گرسنہ چشم آفریدہ اند
 یا رب تو ام ز لطف چو آباد کردہ ای
 بر من گذر نمی کنی از ناز کاشکی
 گویا مرا بہ دودہی گیسوست نسبتی
 واقف فریب خوردہی جمعیتم کجاست
 شادی وصل کو کہ گلستان کند مرا
 وز توبہی نا کردہ پشیمان کند مرا
 کاسودہ دل ز گردش دوران کند مرا
 عیسی دبی کجاست کہ درمان کند مرا
 ممنون مگر بہ عشوہی پنهان کند مرا
 کز جلوہای چو آئینہ حیران کند مرا
 ترسم کہ منفعل ز نمکدان کند مرا
 مگزار سیل حادثہ ویران کند مرا
 گردون یخاک راہ تو یکسان کند مرا
 ہر جا کہ ماتمی است پریشان کند مرا
 آشفته کاکلی کہ پریشان کند مرا

۱۰۶

۳ چشم ترسیدہ است ازین مردم من دیوانہ را
 خانہی دیوان نہادم نام دیوانخانہ را
 از فراق ہم نوایان بلبل من در قفس
 از نظر انداخت همچو اشک آب ودانہ را

بر سر وجد است دل تا تیغ او را دیده است
 شور افزون می شود از ماه نو دیوانه را
 خویش را زد بی محابا بر دم شمشیر تیغ
 میتوان کردن تماشا جوهر پروانه را
 دست از اصلاح احوال پریشانم بکش
 ربط با موی سر مجنون نباشد شانه را
 در جهان روزیکه غم بنیاد ویرانی گزاشت
 نذر سیل گریه کردم من نخستین خانه را
 دامن فانوس را خواهم گرفتن روز حشر
 کز وصال شمع مانع می شود پروانه را
 بسکه چشم کافر او رهن دین من است
 قصد مسجد گر کنم گیرم ره میخانه را
 سادگی بین کز گمان رحم واقف بارها
 خوردم از چشمش فریب گریه‌ی مستانه را

۱۰۷

ای لاله‌ها ز شوق رخت داغ دیده‌ها
 گل‌ها ز رشک روی تو در خون‌طپیده‌ها
 فردا جواب چیست بگو جامه زیب من
 گیرند دامت چو گریبان دریده‌ها
 چشم تو جادوی است که از سحر سازیش
 گردیده‌اند رام تو از خود رسیده‌ها
 مژگان یار دیدم و ششتم ز خویش دست
 من خون گرفته آن صف خنجر کشیده‌ها
 کردند گم ز دولت عشق تو خویش را
 نوعاشقان چو تازه بدولت رسیده‌ها
 پرواه نمی کنی تو و نالند روز و شب
 دلها ز ابروی تو چو عقرب گزیده‌ها
 در چشم غیر رفتی و من محو انتظار
 آیین مردمی چه شد ای نور دیده‌ها

از بہر او کہ نشنود از ما شنیدنی
واقف شنیدہ ایم بسی ناشنیدہا

۱۰۸

۱ بیرون کشم ز دیدہ دل غم کشیدہ را
تسکین دہم ز گریہ باین حیلہ دیدہ را
از قحط مردمی چہ عجب گر بہ عہد ما
در گریہ اتفاق نماند دو دیدہ را
چون حکم تست حکم چکیدن نمی دہد
بی دردی تو اشک بہ مژگان رسیدہ را
یک رہ بحالم ای بت شیرین دہان بخند
شان عسل کن این دل مژگان گزیدہ ہا
صد آفرین بزلف پریشان دلبران
نگزاشت جمع خاطری یک آفریدہ را
باور کجاست آنچه ز زلف تو میکشیم
در عمر خویش خواب پریشان نہ دیدہ را
تا کی فراق مژدہی وصلی بما فرست
تا راحتی رسد دل محنت کشیدہ را
واقف ز حسرت بخدا آرمیدگان
آرام نیست این دل از خود رمیدہ را

۱۰۹

۲ غنچہی دل در چمن دور از تو نکشاید مرا
خندہ ی گل در نظر خمیازہ می آید مرا
امتحان کردم ندارد وعدہی وصل تو اصل
بی مروت دیگری را دہ نمی باید مرا
نسبت من با تو باشد نسبت ابر و چمن
خندہ می آید ترا چون گریہ می آید مرا
ہمچو آن شخصی کہ باشد معتقد دیوانہ را
میکنم واقف بجان دل ہرچہ فرماید مرا

۱۱۰

۱ ازان لعل مسیحا دم سر حرفی بما بکشا
برای دردمندانت در دارالشفا بکشا
بیاد قصد خون عاشقان فرما نگار من
چرا بی کار بنشینى حنا از دست و پا بکشا
۲ ازان لطفی که دارد گل به پیراهن نمى گنجد
تو هم روزی درآ در گلشن و بند قبا بکشا
۳ ز پهلوی دل تنگم ملالی هست بیش از حد
بیا جانان ببراین غنچه را با خویش یا بکشا
گدای تست واقف صد گره افتاد در کارش
تو کار بسته اش را ای شه مشکل کشا بکشا

۱۱۱

۴ آمد آواز او بگوش مرا رفت از راه گوش هوش مرا
نشود سرد دیگ سودایم نگه گرم داده جوش مرا
دود دل کرده همچو ماتمیان پای تا سر سیاه پوش مرا
گرم گو شمع محفل عشقم نتوان ساختن خموش مرا
بکشا لب جواب ناصح ده چون لب ت کرده باده نوش مرا
حیرتم میکشد چرا کرد است عهد سست تو سخت کوش مرا
واقف از دست غصه‌ی دوران که خرد غیر می فروش مرا

۱۱۲

۵ به چشم من چه قدر رتبه است جنگ ترا
که میل دیده‌ی خود میکنم خدنگ ترا
برای چهره برافروختن شراب مخور
که نیست حاجت روغن چراغ رنگ ترا
ز پیر عشق مرا رخصت تصرف نیست
به نیم ناله کنم ورنه آب سنگ ترا
نہال عشرتم آن دم بہار خواهد کرد
که شاخ گل کند از خون خود خدنگ ترا

- ۱ : یہ غزل ۵ ، و اور بطبوعہ میں ہے - ۲ : یہ غزل ۵ اور بطبوعہ میں ہے -
۳ : یہ شعر صرف بطبوعہ میں ہے - ۴ : د ، ۵ اور وہیں ہے -
۵ : د ، ۵ اور وہیں ہے -

جهان تنگ به چشم شد است تنگ شکر
چه لذت است خیال دهان تنگ ترا
بنال واقف ازین قامت خمیده خویش
کسی ز لطف نوازش نه کرد چنگ ترا

۱۱۳

غم او در بدر انداخت ما را پریشان گرد عالم ساخت ما را
بسی دیوانگی کردیم لیکن به سنگی هیچ کس نخواست ما را
شکیب و عقل و دین را کرده غارت غمش ترکانه بر دل تاخت ما را
شدیم از دشمنان آسوده از بس فراق دوستان بگداخت ما را
عجب آسوده از دنیا گذشتم به حمد الله کسی نه شناخت ما را
ز زلف یار واقف شکوه دارم پریشان گرد عالم ساخت ما را

۱۱۴

۲ برباد داد گل بهوایت رساله را
آتش گرفت در غمت اوراق لاله را
دل صید خوش سواد دشت جنون شده است
تا دید داغ لاله و چشم غزاله را
خواهم شبی بگرد سر مه جبین خویش
گردم چنان که حلقه کنم نام هاله را
۳ مستان بجرم اینکه زند بوسه بر لب
بر دار میکشند چو نرگس پیاله را
چون میبری ز من دل صد پاره جان من
باری با احتیاط بدار این رساله را
۴ دیدی که نیست رفتنی از خانه ات دگر
واقف حواله کن به غم او قباله را

۱۱۵

کردند قبایل همه مجنون لقب ما
این حرف رسانید به لیلی نسب ما
دیدیم کتب خانه هفتاد و دو ملت
غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

چون کوه کنش محنت سخت آمده درپیش
 این بود سزای دل راحت طلب ما
 با بخت سیه منت گردون نہ پسندیم
 آن روز مبادا کہ شود روز شب ما
 آن تنگ دلانیم کہ چون غنچہ ی تصویر
 نو بر نکند خندہ درین باغ لب ما
 گستاخ ازین است کزان پنچہ ی مژگان
 سرچنگ نخورده است دل بی ادب ما
 ۱ واقف ز درت رفت نہ گفتی کہ کجارت
 دیوانہ ی بی پاورو بوالعجب ما

۱۱۶

۲ ز سیلاب سرشک از چہرہ شستم گرد ہامون را
 ز فیض عشق آخر شاد کردم روح مجنون را
 مرا بی اختیار آن ابروی پیوستہ یاد آمد
 بہرجا سر بہم آوردہ می بینم دو موزون را
 تمامی فتنہ ہا از گردش چشم تو می آید
 عبث بدنام میسازند مردم دور گردون را
 گلستان شگفتن ساختی از مژدہ ی قلم
 چو گل در خندہ آوردی بتن ہر قطرہ ی خون را
 اگر آن طفل طرار از نظر غایب شود واقف
 روان کن در پیش چون رند عیار اشک گلگون را

۱۱۷

۳ چنین کہ بہر لب یار میکنم جان را
 برای لعل نہ کندہ است ہیچ کس کان را
 گریزگاہ دل ماست در پریشانی
 خدا دراز کند عمر زلف جانان را
 مباد سر کشد از حکم ناز تو روزی
 مساز این ہمہ خود سر سپاہ مژگان را

۱: ۱، ب، ج مقطع نہ دارد - ۲: یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
 ۳: ۱، ب، ج میں یہ غزل غلط مرقوم ہے - دوسرے شعر میں تھوڑی سی تبدیلی
 کر کے اسے مطلع بنا دیا ہے (گزارگاہ بود این دل پریشان را) نیز مقطع کے
 پہلے مصرع میں تبدیلی سے دوسرا شعر بنا دیا ہے - (چگونہ بر کشم از
 سینہ تیر جانان را) اور مطلع کو تیسرا شعر بنا دیا ہے -

کجا روم که نمایم ز گریه دل خالی
اگر ز دست دهم دامن بیابان را
ز دستبرد هوای تو زین چمن چون گل
نبرده است سلامت کسی گریبان را
چگونه برکشم از سینه تیر او واقف
نمیتوان بدر از خانه کرد مهمان را

۱۱۸

۱ ای بسته کمر شکست ما را برهم زده بندویست ما را
۲ از دست تو کار ما شد از دست بگزار ز دست دست ما را
تا دید رقیب داغ گردید با لاله رخان نشست ما را
۳ تیرم ز هدف خطا بگردید لرزید ز دست شست ما را
با روی نکو نشست واقف این بود مگر الست ما را

فاتمام غزلیات

۱

۴ ای هر سر موی تو رگ جان و دل ما
شیرازهی اوراق پریشان دل ما
ناکرده به ه گشن بگریبان گل عیشی
صد خار غم آویخت بدامان دل ما
چسپان نشود بر تن ما جامه‌ی شادی
تا هست غمت دست و گریبان دل ما
صد سلسله از زور جنون پاره نمودیم
تا زلف تو شد سلسله جنبان دل ما
دل نام عزیزی که تو بردی باسیری
خوارش نکنی جان تو و جان دل ما
غار تگری آغاز نمودند چو ترکان
بردند نخستین سر و سامان دل ما

۴

چه غم گر غمش ناتوان کرد ما را که کاهیدن جسم جان کرد ما را

- ۱ : مطبوعه نه دارد -
۲ : از دست گل زبان وردت (الف)
۳ : به دو شعر صرف د میں ہیں -
۴ : به اشعار مطبوعه میں نہیں -
۵ : ز (ا، ب) -
۶ : مطبوعه میں به اشعار نہیں -

چہ گوئیم ما شکر پیر خرابات
دعا گوی سودای زلف بتانیم
به نزدیک او می نشینیم در بزم
چہ احسان بما کرد چرخ مقوس
اشارات ابروی آن شوخ پرکار
بیک جرعه ی می جوان کرد ما را
کہ فارغ ز سود و زیان کرد ما را
گران قدر گوش گران کرد ما را
کہ پیش خدنگش نشان کرد ما را
به آئی اشارات دان کرد ما را

۳

۱ نکشد یار از غرور مرا
نمک خنده ۲ اش چو یاد آریم
۳ زاریم بر تو دست خواهد یافت
غیر از شکر تو کام گرفت
۴ کرد دیوانہ ساق خوبانم
۵ همچو سوغات میفرستد چرخ
کشتن خویش شد ضرور مرا
گریہ میآورد بشور مرا
نیست ہر چند دست زور مرا
خوردن زہر شد ضرور مرا
سنگ باید زد از بلور مرا
محنت غم ز راہ دور مرا

۴

۶ دل ز رنج سفر عشق خراب است مرا
چشم چون آبلہ زین راہ پر آب است مرا
لہ الحمد کہ بر رغم حریصان جہان
در نظر سر بسر این بحر سراست مرا
شب ہجران تو در گریہ چو شمع سرگرم
با چنین حال کجا فرصت خواب است مرا
۷ بوسہ ای دادی و انداز رمیدن کردی
ای دغا باز مرو با تو حساب است مرا
میکنم جزو کشتی پیش ادیب عشقت
در بغل از دل صد پارہ کتابست مرا
دود آہ جگر من نشود کم یا رب
کہ خوش آیندہ تر از بوی کباب است مرا

۵

نمک خوان دل فکاران است
۸ خویش را زود تر رسان ای سیل
شور اشعار عاشقانہ ی ما
چشم بر راہ تست خانہ ی ما

- ۱ : ہ اور مطبوعہ میں نہیں -
۲ : چہرہ (۱)
۳ : د میں نہیں -
۴ : مطبوعہ میں یہ اشعار نہیں -
۵ : ا، ب اور ج میں نہیں -
۶ : یہ شعر د اور و میں نہیں -
۷ : ا، ب اور ج میں نہیں -
۸ : یہ شعر د اور و میں نہیں -

زلفت آشفت و از پی سودا شاخ در شاخ شد بهانه‌ی ما
خانه را سیم گل کنیم مگر آمد آن سیمبر بخانه‌ی ما
زلف را میدهی به دست رقیب نه ای آگاه ز درد شانه‌ی ما
ای بهشت از تو در دودیده و دل دوزخ آتش برد ز خانه‌ی ما

۶

۲ خوگر وصل چه داند غم مهجوری را
دور دارید ز من همنفسان دوری را
نام تقوی نتوان برد بجای که تویی
چشم مست تو درد پرده‌ی مستوری را
زهرها جمله شکر گشته ز شیرینی تو
عشوه‌ای کن که ز بختم ببرد شوری را
بسکه در طبع دوا درد مرا تاثیر است
داغ من ساخت نمک مرهم کافوری را
گر باین رنگ کنی جلوه بگلشن روزی
رشد روی تو کند زرد گل سوری را
۳ چشم بد دور تویی یوسف ثانی امروز
بوی پیراهنت از دیده برد کوری را

۷

۴ چون نی نساخت هم دمی هیچ کس مرا
نالم اگر مسیح بود هم نفس مرا
نو آمدم بدام تو زودم چه میکشی
بگذار یک دو روز بکنج قفس مرا
کاهیده ام ز ذوق ه چمن بلبل کجاست
کز بهر آشیان ببرد همچو خس مرا
با آنکه مقتدای صف عاشقان شدم
پنداری از جماعه‌ی اهل هوس مرا
صاحب‌دلان ز محنت همره فغان کنید
یاد است این سخن ز زبان جرس مرا
کاسد متاع رشته‌ی بازار هستیم
یوسف اگر شوم نخرد هیچ کس مرا

۱ : یه دو شعر صرف ه مین هین -
۲ : یه اشعار مطبوعه مین نهین -
۳ : یه شعر د ، واوره مین ه -
۴ : مطبوعه مین یه اشعار نهین -
هشوق (د ، ه ، و) -

۸

۱ کی دل خشنود میباید مرا جان غم فرسود میباید مرا
 دردمندم لاعلاجم جان بلب بوسه‌ای ده زود میباید مرا
 ۲ پاره‌ای زان دل که از من برده‌ای هست اگر موجود میباید مرا
 تاکنم موم آن دل آهن پرست معجز داؤد میباید مرا
 تا ستانم بوسه‌ای از ساعدش طالع مسعود میباید مرا
 تا شوم در مجلس غم روشناس روی اشک آلود میباید مرا

۹

۳ بس که در هر صورت آزار است دامنگیر ما
 بستر بیمار گردد صفحه‌ی تصویر ما
 سخت گیران جهان هر جا که بوده است آهنی
 گرد کردند از برای حلقه‌ی زنجیر ما
 از چه میگردی بگرد غنچه‌ی ما ای صبا
 از شگفتن ننگ دارد خاطر دلگیر ما
 ما خراب از زهد گردیدیم ساقی همتی
 ۴ سبزه را گل کن بمی خواهی اگر تعمیر ما
 بعد مردن از هوای سرو بالای کسی
 طوق قمری میشود هر حلقه‌ی زنجیر ما

۱۰

چشمش از یک نگاه کشت مرا این بلای سپاه کشت مرا
 صبر از آه یک نفس نه کند دل بی صبر آه کشت مرا
 روز و شب بر در تو می آیند رشک خورشید و ماه کشت مرا
 شکوه کردم برش ز حال تباه او بحال تباه کشت مرا
 بر سرم لشکری نناخته است شاه مژگان سپاه کشت مرا

۱۱

۵ کردم ز عشق داغ سراپای خویش را
 گل پوش ساختم همه اعضای خویش را
 باید مرا نشست بر آتش سپند وار
 در بزم او شناخته ام جای خویش را

۱ : مطبوعه میں یہ اشعار نہیں - ۲ : د ، و اور ہ میں نہیں -
 ۳ : مطبوعه میں یہ اشعار نہیں - ۴ : یعنی تسبیح کو جام شراب میں غرق کردو
 ۵ : یہ اشعار صرف ہ اور د میں ہیں -

گرد نگہداشتن خویش مشکل است
در کارت ارکنم دم گیرای خویش را
با کج معامله نرود پیش آشتی
بر می زدم به زلف تو سودای خویش را
ناقدردان حسن مشو حرف من شنو
نمای بر کسی رخ زیبای خویش را

۱۲

از پا فگنده قامت رعناى او مرا
بر سر چه آمده است ز بالای او مرا
بی تاب میشوم چو نه بینمش دمی
با آنکه نیست تاب تماشای او مرا
کرد است گرم مجلس اغیار شمع من
داغم که سوخت گرمی بیجای او مرا
هوشم تمام در سر زلفش بباد رفت
سرمایه‌ای نماند ز سودای او مرا
دل از کجای او بکنم آه چون کنم
دل تنگی است با همه اعضای او مرا

۱۳

هم سری نبود با بروی بتان شمشیر را
کند می‌گردد درین دعوی زبان شمشیر را
نیست ممکن صلح دادن شعله و مورا بهم
بر کمر بستی نمیدانم چسان شمشیر را
گر نه پیمش ابروی او میکند اظهار عجز
خس چرا باشد ز جوهر در دهان شمشیر را
حرف پیچ و تاب چین ابروی خون ریز او
هست از جوهر مسلسل بر زبان شمشیر را
میکند بر سوزن مژگان برای کشتن
چشم او هر دم ز ابرو امتحان شمشیر را

۱۴

۱ پرتو آن مه جبین بیتاب میسازد مرا
دیدن آن سیمتن سیاه میسازد مرا
طاق ابروی که من زان کعبه‌ی جان دیده‌ام
روی گردان آخر از محراب میسازد مرا
کی تواند داد کام من عقیق دلبران
آب چون گردد جگر سیراب میسازد مرا
موی بموی خویش وقف غصه و غم کرده‌ام
همچو زلف یار پیچ و تاب میسازد مرا
نغمه و می هیچ گه با طبع من ناساز نیست
چار موسم این هوا این آب میسازد مرا

۱۵

۲ کجا هوای گلستان شگفته کرد مرا
چو صبح چاک گریبان شگفته کرد مرا
کشاد در قدم سرو جامه زیب من است
بیاد گوشه‌ی دامن شگفته کرد مرا
مرا ز خنده‌ی صبح بهار دل نشگفت
خیال آن لب خندان شگفته کرد مرا
نگشت تازه دماغم ز نگفت سنبلی
نسیم طره‌ی جانان شگفته کرد مرا
بگرد غنچه‌ی من ای صبا چه میگردی
نفس مسوز که نتوان شگفته کرد مرا

۱۶

۳ ضرور بر زر رخسار شد سپاس مرا
که پیش سیمبران کرده روشناس مرا
۴ بگو چگونه شود صحبت بر آر به عقل
که ساخت ده دلا جمعیت حواس مرا

۱ : یه اشعار د میں نہیں - ۲ : به شعر و میں نہیں -
۳ : مطبوعه میں یه اشعار نہیں - ۴ : پہلا مصرع صحیح مرقوم نہیں -

۱ چنان ز پیرهن رنگ آمدم بیرون
 کہ میکنند بہ بوی گل التماس مرا
 دلم ز صحبت مردم کنارہ میخواہد
 ز یار گوشہی چشمی است التماس مرا
 ز خاک کوی تو پوشیدہ ام سراپای
 دگر نماندہ سروکار با لباس مرا

۱۷

۲ ہر شب ز گریہ بی تو سحر میکنم بیا
 گر مانع است ز آمدنت زاری دلم
 ای نور دیدہ بہر چہ رنجیدہ رفتہ ای
 ۳ پہلو نشین غیر شدی ای خدنگ یار
 چون شمع تا سحر مژہ تر میکنم بیا
 این خستہ را ز خانہ بدر میکنم بیا
 خاک رہ تو کحل بصر میکنم بیا
 جای ترا بجان و جگر میکنم بیا

۱۸

۴ مجمر داغ گشت سینہی ما
 یافتم ای فلک ز منطقہ ات
 میکشد سنگ را بذوق شکست
 عشق آمد بیادگار نوشت
 نیست امروز کس قرینہی ما
 کہ کمر بستہ ای بکینہی ما
 جانب خویش آبگینہی ما
 غزلی چند در سفینہی ما

۱۹

۵ درہم و برہم نمود طرہی جانانہ را
 در دلم از رفتنت ہیچ صفای نماند
 سبچہ گذارد ز کف ۶ جام گذارد بہ کف
 دین و دل و صبر و ہوش جملہ بہ یغما برد
 زود مسلسل کنید این دل دیوانہ را
 رفتی و بردی بخود رونق این خانہ را
 زاہد اگر بنگرد گریہی مستانہ را
 چشم تو چون سر کند غارت ترکانہ را

۲۰

۷ از کجا می آیی ای غارتگر جان از کجا
 از کجا ای دشمن گبر و مسلمان از کجا
 از کجا پرسم ترا ای شعلہی بیباک حسن
 از کجا ای خانہ سوز کفر و ایمان از کجا

- ۱ : یہ شعر صرف د میں ہے - ۲ : مطبوعہ میں نہیں -
 ۳ : یہ شعرا ، ب ، ج میں نہیں - ۴ : میخزن (ا ، ب ، ج) از غمت (۵) -
 ۵ : مطبوعہ میں یہ اشعار نہیں - ۶ : دست (د ، ہ ، و) -
 ۷ : د اور مطبوعہ میں یہ اشعار نہیں -

از کجا چون سیل تند و مست و پر شور آمدی
از کجا ای خانه ها را کرده ویران از کجا
از کجا می آیی ای دست و گریبان جفا
از کجا ای از وفا افشانده دامن از کجا

۲۱

۱ ای سوخته از داغ تو صد جای دل ما
پروای دل ما نکنی وای دل ما
چون لاله اگر پا نه گذارد بمیان داغ
پیوند نگیرد بهم اجزای دل ما
هر داغ کند تازه سیه خانه‌ی لیلی
آید چو خیال تو بصرای دل ما
بسیار کج افتاد بما زلف تو ای شوخ
چون راست نیامد بتو سودای دل ما

۲۲

۲ به تربتم چو دهم جان در انتظار بیا
پی تلافی مافات بر مزار بیا
ز خون من همه خوبان به کف حنا بستند
تو هم بکن قدمی رنجه ای نگار بیا
شود که و شود این غنچه‌ی که دل نام است
شگفته رو ترم ای غیرت بهار بیا
اگر به کار منت آمدن بیخاطر هست
بیا که رفت مرا دست و دل ز کار بیا

۲۳

۳ بسمل نمود آرزوی تیغ او مرا در خون نشاند عاقبت این آرزو مرا
بیمار کرد آرزوی تیغ او مرا هرگز فرو نمی رود آب از گلو مرا
همچون حنای رفته ز کف در هوای تو رنگ پریده باز نیامد به رو مرا
ای وای چون زیم که مجال نفس نماند زین گریه‌ی که بسته گره در گلو مرا

۲۴

۱ ای کہ بستی کمر از بہر دل آزاری ما
زور حسن تو ندارد خبر از خواری ما
خاک گشتیم بہ راہ تو و رفتیم بہ باد
بر تو ظاہر نشد افسوس ہواداری ما
یار از سادگی امروز بہ ہیچم نفروخت
باشد آن روز کہ آید بہ خریداری ما
نالہی ما نتواند ز قفس بیرون شد
کس نبود است و نباشد بہ گرفتاری ما

۲۵

۲ در غم دل چون ز خون رنگین کنم این دیدہ را
سرخ پوشیدن مناسب نیست ماتم دیدہ را
خندہ صرف دردمندان دگر کن گو لبش
نیست حاجت با نمک داغ من شوریدہ را
از سفر کی پختہ گردد ہر کہ باشد خام طبع
طفل میدانیم ما اشک جہان گردیدہ را
تا بموسد گریہی من پای سبزان چمن
منصب میرآبی گزار دادم دیدہ را

۲۶

۳ کس چکند این دل آوارہ را : این دل آوارہی صد پارہ را
بادہ بآن چشم سیہ دل مدہ مست مکن کافر خونخوارہ را
در شب ہجران توای مہ جبین می شمرم ثابت و سیارہ را
چشم من از گریہ بہ طفلی م نمود کشتی طوفان زدہ گہوارہ را

۲۷

۵ زارم از درد جدایی ای دل زارم بیا
دردمندم لاعلاجم سخت بیمارم بیا
وقت آن آمد کہ افتد با وصیت کار من
با تو ظالم یک دو حرفی گفتنی دارم بیا

با توای سیمین بدن دل در برم سیاب شد
بیش ازین تاب غم دوری نمیدارم بیا
جز به شغلی کی توان بردن بسر ایام هجر
یار رفت از چشم من ای گریه بیکارم بیا

۲۸

۱ نتوان کرد مرا از تو بتدبیر جدا
چه مجال است که گردد شکر از شیر جدا
هیچکس نیست بزندان غمت بی شیون
من دیوانه جدا نالم و زنجیر جدا
چند در گوشه‌ی ویرانه خرابم دارد
بیم سیلاب جدا و غم تعمیر جدا

۲۹

بگو به آن مژده‌ها تا زنند تیر مرا
ز پیش چشم تو رم میکنم بگیر مرا
حنا نیم که توان بستنم به آسانی
توان به خون جگر کرد دستگیر مرا
به خاک چون نشینم که آن کمان ابرو
ز خویش دور فگند است همچو تیر مرا
چه رنگ همچو حنا پای آن جوان بوسم
مگر مدد رسد از پیر دستگیر مرا

۳۰

۲ هست آرزوی بوسه ای از تو من دلریش را
چیزی بده درویش را چیزی مگو درویش را
مجنون و خوار و ابترم غوغای طفلان بر سرم
خواهم که از کویت برم جای دگر قشویش را
آن هردو چشم دل گسل کردند خونم را بهل
رحمی نمی باشد بدل ترکان کافر کیش را

۳۱

۱ نوبهار است و ندارم دل خشنود بیا
ناخن گل گره شوق تو نکشود بیا
دل ز دستم به شبستان غمت گم کردند
ای چراغت بکف از رنگ حنا زود بیا
وقت آنست که گزار خلیلش سازی
بدل افروخته غم آتش نمرود بیا

۳۲

۲ توان داشت معذور در گردش
که می جویم آرام گم کرده را
کنم عرض گر افتد او را قبول
نیاز به صد ناز پرورده را
برخ پرده پوشد ز ابر آفتاب
تو برداری از رخ اگر پرده را

۳۳

۳ خسته‌ی عشقیم و میسوزد دل غمگین ما
نیست غیر از شمع یک دلسوز بر بالین ما
۴ دوش داد سوختن دادیم در بزم ولی
کس نجنبانید سر جز شمع در تحسین ما
در بغل داریم دیوان دل صد پاره را
آه خون آلود باشد مصرع رنگین ما

۳۴

۵ تا فرود آمدی بخانه‌ی ما سرمه شد خاک آستانه‌ی ما
میفشاند نمک بدیده‌ی خواب طرفه شوربست در فسانه‌ی ما
آتش ما نمیشود خاموش نفتد از زبان زبانہ‌ی ما

۲ : د اور و میں ہے -
۴ : دل در (ا، ب، ج) -

۱ : د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : د اور مطبوعہ میں نہیں -
۵ : د اور مطبوعہ میں نہیں -

۳۵

۱ می روی و حسرت بسیار میماند بجا
چشم خون بار و دل افکار میماند بجا
دردمندی را کنی تسلیم زنهار ای فلک
بستر و بالین ازین بیمار میماند بجا
گر چنین باران اشک ما پیایی میرسد
نی ۶ در این خانه نی دیوار میماند بجا

۳۶

۲ ضبط کنم در نفس ناله و فریاد را
رنجه نسازم ز خود خاطر صیاد را
گر شوم رهنمون عشق سوی بی ستون
بر سر کار آورم تیشه ی فرهاد را
فرض کنم گر دلم سنگ و ز آهن بود
کس ز کجا آورد طاقت فولاد را

۳۷

۳ داغ تو ز بس گداخت ما را نابود چو شمع ساخت ما را
امید نوازش از فلک بود آخر به زیان م نواخت ما را
درد تو چها بجان ما کرد ای کاش نمی شناخت ما را

۳۸

۵ سر کنم در وصف گیسوی تو هر جا خامه را
ریشک سنبل زار باغ خلد سازم نامه را
سوختن در کوی این افسردگان بی حاصل است
گرم سازم بعد ازین جای دگر هنگامه را
بسکه زر را دوست دارد یار سیمین پیکرم
تا نباشد کاغذ افشانی نخواند نامه را

۳۹

۶ مگذار بدل دگر امل را بیرون ز دماغ کن خلل را

- ۱ : مطبوعه میں یہ اشعار نہیں - ۲ : نه (۱) -
۳ : د اور مطبوعه میں یہ اشعار نہیں -
۴ : زیان (د، ه، و) زمین (ا، ب، ج) -
۵ : د اور مطبوعه میں نہیں - ۶ : د اور مطبوعه میں نہیں -

۴۰

۱ می خورده با رقیب برافروختی چرا با غیر ساختی و مرا سوختی چرا
آن بی زبان شکایت تیغش نه کرده بود همدم دهان زخم مرا دوختی چرا
تحصیل علم جو رو جفا خوب کرده ای ظالم وفا و مهر نیاموختی چرا

۴۱

۲ کرده ام پیدا تب و تابی که میسوزد مرا
شمع آسا چشم بی خوابی که میسوزد مرا
با که می خوردی که من از آتش رشکم کباب
میزند موج از رخت آبی که میسوزد مرا
میتوان ساقی ز می آبی زدن بر آتشم
بی تو امشب هست مهتابی که میسوزد مرا

۴۲

۳ شد اشیر آن زنخندان دیده و دانسته دل
من چه سازم چاره ای این خود بچاه افتاده را
راست گو ای سرو قامت از کدامین گلشنی
نقش پایت شاخ گل کرد است مد جاده را
کی بخون چون منی دفع خارش میشود
هست یار من که آب ساده داند بلده را

۴۳

۴ خداوندا ترجم را بگو این سخت گیران را
وگر نه پاره صبری عطا کن ما اسیران را
ادا کن تا توانی ای پسر شکر توانایی
جوانی دستگیری کن ز پا افتاده پیران را
مه و خورشید و انجم پرتو از روی تو میگیرند
تکلف بر طرف مرجع تویی روشن ضمیران را

۴۴

۵ سوخت سودای نگاهت خانمان سرمه را
توتیا کرد آرزویت استخوان سرمه را

مطلب دنبالہی چشمہ نمیدانم کہ چیست
ای سرت گردم نمی فہم زبان سرمہ را
جانب ما تیرہ روزان ہم توان کردن نگاہ
ای کہ روشن کردہ چشمت دودمان سرمہ را

۴۵

۱ ای بستہ کمر شکست ما را برہمزدہ بندوبست ما را
از دست تو کار ما شد از دست بگذار ز دست ، دست ما را
تا دید رقیب داغ گردید با لالہ رخان نشست ما را

۴۶

۲ از کاوش مژگان تو در سینہ دارم خارا
ہر لحظہ دل را میرسد زان خارا آزارها
برگشت از من یار من دشوار تر شد کار من
آسان کند دشوار من آسان کن دشوارها
گفتی کہ آیم بز سرت آندم کہ آید جان بلب
رحمی کہ بر امید تو جان بر لب آمد بارها

قطعات

۱

۳ یار بی آرام میخواہد مرا
زلف او در دام میخواہد مرا
دوست کامی ہا نصیب دشمنان
دوست دشمن کام میخواہد مرا

۲

۴ رنگ عشرت بی تو آتش میزند جان مرا
گل بسان شمع میسوزد گریبان مرا
سینہ امشب منزل پیکان جانان گشتہ است
زینہار ای دل نگویی سخت مہمان مرا

۳

۱ بہ دریای غمت افتاده و بی چارہ گردیدم
بہ چندین دست و پا کردن ندیدم روی ساحلہا
پریدم ز آشیان خود رسیدم در قفس واقف
من از شوق گرفتاری یکی کردم دو منزلہا

۴

۲ نیم جانی مانده است از دوریت در تن بیا
پیش ازین دل بردی اکنون بہر جان بردن بیا
گر بہ بیداری عزیزان مانع اند از آمدن
ہمچو یوسف ای پسر یک شب بخواب من بیا

۵

۳ ساقیا در گردش آور جام را
عزل فرما گردش ایام را
گر طمع در شکرت کردم مرنج
آدمی خورد است شیر خام را

۶

۴ تا معتقد بہ سبجہی صد دانہ ایم ما
یعنی مرید گریہی مستانہ ایم ما
ای عقل دست در سر زنجیر ما مزین
دیوانگان گیسوی دیوانہ ایم ما

۷

۵ هیچ از گریہی عشاق اثر نیست ترا
کویہ تمکینی و از سیل خبر نیست ترا
گرچہ از درد دلم آہ خبر می آرد
چکنم آہ کزین درد خبر نیست ترا

۲ : ۱ ، ب اور و میں ہے -
۴ : ۵ اور و میں ہے -

۱ : و میں ہے -
۳ : ۱ ، ب ، ۵ اور و میں ہے -
۵ : ۱ ، ب اور و میں ہے -

۸

۱ تہمت مستی است چون نرگس من ناکام را
ساقی دوران بہ دستم دادہ خالی جام را
سخت مشتاقم بہ خوش چشمان گلشن ای صبا
دیدہ بوس از من رسانی نرگس و بادام را

۹

۲ شمع سان شب ہمہ شب گریہ بود کار مرا
کاهش جان شدہ این دیدہ ی بیدار مرا
دوش رفتی بہ عیادت سر بالین رقیب
ساخت دلسوزی بیجای تو بیمار مرا

۱۰

۳ پای رفتن نیست ہرگز از سر آن کو مرا
رفتنہ آنجا پا بگل از گریہ تا زانو مرا
چون ہلال عید از اوج غرور آن مہ جبین
بعد سالی می نماید گوشہ ی ابرو مرا

۱۱

۴ در قفس یک ہمنفس محرم نشد راز مرا
حسرت صیاد بگرفتہ است آواز مرا
نالہ ام آن سنگ دل ہرگز نخواہد گوش کرد
درد اگر صد رہ دہد تغییر آواز مرا

۱۲

۵ ترا کہ گفت کہ از خون گزر ترحم را
ز چین جبہ بہ زنجیر کن تبسم را
ہمین نبرده فرو گنج گوہر اشکم
کہ خاک کوی تو خورد است مال مردم را

۲ : ۱، ب اورو میں ہے -

۳ : ۱، ب اورو میں ہے -

۱ : ۱، ب میں ہے -

۲ : ۱، ب، ہ اورو میں ہے -

۵ : ۱ اور ب میں ہے -

۱۳

۱ طاقت نالہ نہ دارد دل غم پیشہی ما
بی صدا می شکند سنگ صف شیشہی ما
داغ از قسمت خویشیم کہ خون میگردد
لالہ سان قطرہی آبی کہ خورد ریشہی ما

۱۴

۲ تا کی کنم گوارا افسانہ و فسون را
ای عشق گوشمالی این عقل ذوفنون را
چشم سرشک گلگون ریزد چو رخ نمایی
مردم بہ موسم گل کم میکنند خون را

۱۵

۳ رسیدہ از قد او طرفہ پایمال مرا
بسان ریشہ دوانید این خیال مرا
ز آشیانہ بریدم بہ دام افتادم
زہی نصیب کہ شد بال و پر وبال مرا

۱۶

۴ مزن آتش بجان من کہ یا بی دردمندی را
نگہ دار از برای دفع چشم بد سپندی را
ز حال بی قراران یار اگر پرسد ترا قاصد
بر آتش ریز از بہر خدا مشت سپندی را

۱۷

۵ چہ می ترسانی از بیدادی رنگین قبا ما را
کہ از بستن کند گل سرخروی چون حنا ما را
بدل پیرانہ سر ذوق تماشا کردہ جانان را
ز تاثیرش چو نرگس چشم گل کرد از عصا ما را

- ۱ : ۵ اورو میں ہے -
۲ : ۵ میں ہے -
۳ : ۱ ، ۲ اورو میں ہے -
۴ : ۵ میں ہے -
۵ : ۱ اورب میں ہے -

۱۸

۱ کند شیخ و برہمن سجدہ جنگ دل نوازش را
مسلمان کعبہ ، کافر بت شناسد سنگبارش را
بگفتار پریشان عمر ضایع کی توان کردن
کنم کوتاہ اکنون قصہ ی زلف درازش را

۱۹

۲ ضبط کنم در قفس نالہ و فریاد را
رنجہ نہ سازم ز خود خاطر صیاد را
گر شوم رهنمون عشق سوی بی ستون
بر سر کار آورم تیشہ ی فرہاد را

۲۰

۳ از خوبی آفریدند سر تا پای او را
در حیرتم کہ گویم وصف کجای او را
اکنون کہ دل خریدی رد کردنش روا نیست
من با تو گفتہ بودم عیب وفای او را

۲۱

۴ عمرم بسر رسید تو ہم بی وفا بیا
سخت است حال بندہ برای خدا بیا
ای عقل تا کیم خفہ سازی برو برو
ای عشق انتظار تو دارم بیا بیا

۲۲

۵ غزالی آفت آرام من شد از رسیدن ہا
قیامت میکند در سینہ ی من دل طپیدن ہا
تو بودی باعث شور جنون من مگر امشب
صدای خندہ ی گل داشت پیراہن دریدن ہا

۲ : ۱ ، ب اور و میں ہے -

۴ : ۱ ، ب اور و میں ہے -

۱ : و میں ہے -

۳ : و میں ہے -

۵ : ۱ ، ب اور و میں ہے -

۲۳

۱ زارم از درد جدایی ای دل زارم بیا
دردمستم لا علاجم سخت بیمارم بیا
وقت آن آمد کہ افتد با وصیت کار من
با تو غافل یکدو حرفی گفتنی دارم بیا

۲۴

۲ تخت و کلاه ، تخته کلاه است پیش ما
جہ است آنچه پیش تو چاہ است پیش ما
ما قحط دیدگان دیار محبتیم
تیری کہ میزنی تو نگاہ است پیش ما

۲۵

۳ ز سیل گریہ ام شد جان مجنون تنگ در صحرا
میان ما و او افتاد آخر جنگ در صحرا
چہ باشد باز داری گر دلم را از رسیدنہا
ز حکم چشم شوخت گردد آہو لنگ در صحرا

۲۶

۴ وفا روزیکہ سازد خاک جسم ناتوانم را
سگ کویت کند تعویذ بازو استخوانم را
تواند شد کہ آزادم کند صیاد بی پروا
برو ای باغبان ویران نسازی آشیانم را

۲۷

۵ بر سر کویش نہ آسان جان بدست آید مرا
خاک گردیدم ز محنت تا بدست آید مرا
آستین بر شہر افشانم کہ از فیض جنون
گوشہ ای از دامن صحرا بہ دست آید مرا

۱ : ہ میں ہے -
۲ : الف اور ب میں ہے -
۳ : ا ، ب ، ہ اور و میں ہے -
۴ : و میں ہے -
۵ : و میں ہے -

۲۸

۱ باید بسان شمع گذشتن ز جان مرا
کین تب برون نمی رود از استخوان مرا
منت خدای را کہ چونی پر ز ناله هست
ہر چند خالی است ز مغز استخوان مرا

۲۹

۲ چہ رنگ همچو حنا پای آن جوان بوسم
مگر مدد رسد از پیر دستگیر مرا
بخاک چون نشینم کہ آن کہان ابرو
ز خویش دور فگند است همچو تیر مرا

۳۰

۳ از گریہ کنم سبز بیاد تو چمن را
از دیدہ دہم آب گل و سرو و سمن را
دل چند چو سیاب طپد در بغل ما
یا رب برسان بر سرم آن سیم بدن را

۳۱

۴ از درد اسیری شدہ آتش نفس ما
ای وای ہمرغی کہ شود ہم قفس ما
فریاد کہ در دام رسیدن نتوانم
افسوس کہ بی بال و پری شد قفس ما

۳۲

۵ دیوانہی پیغام نگار است دل ما
سودا زدہی بوی بہار است دل ما
بازبچہی اطفال سرشک است در آن کوی
از جرم وفا این ہمہ خوار است دل ما

۲ : ۱ ، ب میں ہے -

۴ : ۵ ، اور میں ہے -

۱ : ۵ میں ہے -

۳ : ۵ میں ہے -

۵ : ۱ ، ب اور میں ہے -

سپ

بار بر دل فتاده است مرا
 کار مشکل فتاده است مرا
 دل ز دستت اگر فتد دانی
 که چه مشکل فتاده است مرا

متفرق اشعار

۱
 خانه‌ی آباد خود ویرانه میسازم ما
 بر سر کوی که یا رب خانه میسازیم ما

۲
 شب که به یاد آورم حال دل خراب را
 داغ فتد ز گریه ام چادر مهتاب را

۳
 هر پریشان نه سزد همسری کاکل را
 نه کنم قافیه اش بار دگر سنبیل را

۴
 سری نمانده ز دردت به می کشی ما را
 ز بزم رفتی و گردن زدیم مینا را

۵
 حرف خنک چه میزنی ای بت من خدای را
 میروم اینک از درت گرم نه کرده جای را

۶
 نه دانم چیست در سر یا رب آن شوخ جفا جو را
 که از مردم چو ابرو تیغ او دزدیده ابرو را

۷
 خبر از گردش دوران نه دارد مرد بی جوهر
 به چرخ اصلا سروکاری نیفتد تیغ چوبین را

۸
 گر شود مجروح سر تا پای از خنجر مرا
 بهتر از زخم زبان مرد بی جوهر مرا

۹

سیل چون بی تو از درم بگذشت
بشنو این ماجرای رنگین را

۱۰

به جرم عشق بر دارم کشیدی
جزاک الله فی الدارین خیرا

۱۱

عاقبت از چاک جیب غنچه‌ی طبعم شگفت
گشت مبارک چو گل جامه در بدن مرا

۱۲

رنگ می بازم اگر دولت به من رو آورد
زرد گردد چهره از اکسیر همچون خس مرا

۱۳

بود به قدر نگین اعتبار خاتم را
بلند چون نشود از تو قدر خانه‌ی ما

۱۴

بخت افسرده‌ی من بسکه خنک افتاد است
نه گذارد که کنم گرم به بزم جا را

۱۵

ای آنکه تو آموخته‌ای جور و جفا را
از یاد مبر سابقه‌ی مهر و وفا را

۱۶

گشتم آواره چو یار از نظر افکند مرا
من چه کردم که چنین در بدر افکند مرا

۱۷

شد بلند این همه از مهر رخت پایه‌ی ما
که هم کسب سعادت کند از سایه‌ی ما

۱۸

دلم خون شد ز بس از عمر دیدم بی وفایی را
خضاب ریش میسازم کنون اشک حنایی را

۱۹

روزی که دل به طره‌ی جانان شد آشنا
با صد هزار فکر پریشان شد آشنا

۲۰

کشم به دیده‌ی خود از خیال آن خوش چشم
چو توتیای قلم خاک پای نرگس را

۲۱

زوال دولت معشوق نتوان دید ای بلبل
بیفکن تانوانی در قفس پیش از خزان خود را

۲۲

چون سالکان براه طریقت نهند پا
همچو عصا ز چوب تراشند رهنا

۲۳

شور در خلق پدیدار شد از گریه‌ی ما
وادی عشق نمک زار شد از گریه‌ی ما

۲۴

به تربتم چو دهم جان ز انتظار بیا
برای تلافی مافات بر مزار بیا

۲۵

نرگس فتان او بردست هوش فتنه را
پنجه‌ی مزگان او مالیده گوش فتنه را

۲۶

ز لعل او نوید دل نوازی میدهم دل را
مگر خامش شود از گریه بازی میدهم دل را

۲۷

نیست مردن جان من دشوار ناشاد ترا
جان شیرین باختن سهل است فرهاد ترا

۲۸

سرشته اند حریص جنون دماغ مرا
گرسنه چشم نمک کرده اند دماغ مرا

۲۹

تا نیاید جان به لب از درد تنهایی مرا
همچو عمر ای بی وفا بر سر نمی آیی مرا

۳۰

از مسی رنگین نمودی تا دهان تنگ را
ساختی تاریک در چشم جهان تنگ را

۳۱

شب ز بیتابی نیاساید دل بیتاب ما
دشمن بیدار ما این دیده‌ی بی خواب ما

۳۲

عشق تو در دل ما تا گرم کرده جا را
جانان ز هر دو عالم دل سرد گشته ما را

۳۳

روزی که دل به طره‌ی جانان شد آشنا
با صد هزار فکر پریشان شد آشنا

۳۴

اقبال دولت است بلا بهر جان ما
از سایه‌ی هما شکند استخوان ما

۳۵

ترسمت کنی روزی رنجه خاطر گل را
باغبان مکن ویران آشیان بلبل را

۳۶

عمری است که از درد خرابست دل ما
هم بستر چندین تب و تاب است دل ما

۳۷

آن چنان کرد عشق داغ مرا که نه دل ماند و نی دماغ مرا

۳۸

میروم میکنم وداع ترا نه دهم بعد ازین صداع ترا

۳۹

غمّت بسیار ویران کرد ما را دگر آباد نتوان کرد ما را

۴۰

دردا که صرف شد به عیث روزگار ما
کاری نه کرده ایم که آید به کار ما

۴۱

بت من گر ندهد دست وصال تو مرا
ثانی اثنین وصال است خیال تو مرا

۴۲

گر نه بود گل به گریبان ما خون کسی نیست به دامن ما

۴۳

مقدر است به تیغ تو گر شهادت ما
زهی شهادت ما و زهی سعادت ما

۴۴

چرا در جستجوی وصل سرگردان کنم خود را
صبوری پیش گیرم خوگر هجران کنم خود را

ردیف الباء

۱

سوختم تا آن رخ تابان برآمد از نقاب
گرم میتابد ۱ برون آید چو از ابر آفتاب
دامنم هرگز نشد آلوده در بزم شراب
همچو عکس آینه خشک آمدم بیرون ز آب
مصرعی کز طبع ناقص میکند موزون هلال
مطلع ابروی او را کی تواند شد ۲ جواب
خانه‌ی من بی تو ظلمت راست همچون چشم گور
نور چشم من ندارد هیچ تقصیر آفتاب
آن کمان ابرو اگر صیدم نکرد از رحم نیست
میکند تیر از برای من ز ترکش انتخاب
خار گردد بر بدن هر موی مخمل را ز رشک
گر به بیند نرمی اندام او یک شب بخواب
اشک باریهای های مژگانم ز پهلوی دل است
گوهر افشانی کند از کیسه‌ی دریا سحاب
۳ سیل اشکم در سراغش در بدر گردیده است
نیستم شرمنده در کوی وفا از هیچ باب
ماه من گرم سفر شد آه منعی چون کنم
بر نمی گردد برای خاطر کس آفتاب
۴ گر بر آرم سر ز جیبش نگسلد ربط غم
وصل گوهر کی برآرد رشته واقف پیچ و تاب

۲

در موج خیز چشم خودم تا گلو در آب
دریاب پیش از آنکه روم من فرو در آب
راز محبت من و او فاش تا شده است
از غصه من در آتشم از شرم او در آب
در بزم عیش بی تو ز طوفان گریه ام
استاده است شیشه‌ی می تا گلو در آب

۱ : می باید (۱) -
۲ : نی تواند شد (۱) -
۳ : یه شعر (ا ب) میں نہیں -
۴ : ه میں مقطع مذکور نہیں -

۱ یابد تمام گوهر دلهای گم شده
 خاک رخت اگر فگند خاک تو در آب
 میآید آشنای تمی مغز هم بکار
 ۲ یابد شنا کننده مدد از کدو در آب
 گفتمی که واقف از چه شدی غرق در سرشک
 دارم وطن ز دست تو ای شعله خود در آب

۳

ای با لطافت عرق تو گلاب آب
 با نشه لب تو ز خجلت شراب آب
 در راه عشق وقف نمودیم خون خویش
 کردیم ما سبیل برای صواب آب
 در گلشن زمانه نم خرمی مجوی
 یک سبزه هم نخورده در اینجا بخواب آب
 ۳ در وادی که تشنه جگر میطیم بباک
 از رحم میشود دل موج سراب آب
 ای شوخ تا ز خانه ی زین ۴ پا کشیده ای
 میگردد از فراق بچشم رکاب آب
 ای سرو ناز بوسه پیاپی تو میزند
 از رشک ساخت خانه ی ما را خراب آب
 واقف چه مشربست هوا دار عشق را
 هر دم برای گریه خورد چون سحاب آب

۴

من مردم و نمیکنم یاد یا نصیب
 گاهی نکرد روح مرا شاد ۵ یا نصیب
 خاک درش ۶ که سرمه ی ارباب بینش است
 در چشم غیر میکشدش یاد یا نصیب

۲ : ۱ میں یہ مصرع غلط مرقوم ہے -
 ۴ : بخانه ی زین (۱) (د) -
 ۶ : دوت (۱) -

۱ : یہ شعرا ، ب میں نہیں -
 ۳ : ۱ ، ب میں نہیں -
 ۵ : یاد (۱) -

آن شاخ گل که جوش بهارش ز خون ماست
 گلدسته‌ها بغیر فرستاد یا نصیب
 نه میکشد نه از قفس آزاد میکند
 مردیم از تغافل صیاد یا نصیب
 با صد هزار سعی مرا از نفاق ، بخت
 وصل تو اتفاق نیفتاد یا نصیب
 اینها که میکشد ز تو دل در گمان نبود
 یک قطره خون و این همه بیداد یا نصیب
 معمور شد ز لطف تو چندین دل خراب
 ویرانه‌ی دلم نشد آباد یا نصیب
 ۲ ما خون دل خوریم حنا را ز بخت سبز
 پابوس یار دست بهم داد یا نصیب
 شیرین ز شکر لب او کام دیگران
 ماییم و تلخکامی فرهاد یا نصیب
 اطفال اشک از پی رسوایی من اند
 حاصل شد این نتیجه ز اولاد یا نصیب
 درمانده شد به پیچ و خم زلف دلبران
 واقف به ۳ کوچه‌ی غلط افتاد یا نصیب

۵

مرا بهانه‌ی آن شوخ کرد خانه خراب
 خدا کند که شود خانه‌ی بهانه خراب
 اگرچه در قفس افتاده ام ولی صد شکر
 چو دیگران نیم از بهر آب و دانه خراب
 ز محرمات تو بر من چها نمی گذرد
 ز رشک آینه آبم ز دست شانه خراب
 چه وقت خانه نشینی است خانه آبادان
 نشسته است بکویت هزار خانه خراب
 ز دام چیدن صیاد شد چنان معلوم
 که میشود قفس آباد آشیانه خراب

بگیر گوش خدا را ز نالہی دردم
مباد گوش تو گردد ازین ترانہ خراب
درین زمانہ چو واقف خراب تر کس نیست
خدا کند نشود کس درین زمانہ خراب

۶

آن جوان رفت و من از گریہ شدم پیر در آب
بختم افکند ندانم بچہ تقصیر در آب
غرق در گریہ شدم آہ کہ زلف تو مرا
دست و پا بستہ فگندہ است بزنجیر در آب
گر کند خاصیت خاک قناعت معلوم
کیمیاگر فگند نسخہی اکسیر در آب
بہر تیغ تو نہ من آب پریدم ز گلو
ماہیان را شدہ این درد گلوگیر در آب
حال من بی تو چنان رو بخرابی است کہ شد
عکس من محو در آیینہ چو تصویر در آب
چشم گریان مرا پرتو دیدار تو سوخت
میکند آتش رخسار تو تائہر در آب
اگر از سر گذرد اشک چہ حاصل واقف
۲ سر مو شستہ نگردد خط تقدیر در آب

۷

۳ چو دل با زلف جانان شد مصاحب
بیک عالم ہریشان شد مصاحب
۴ چہ ضبط نفس می باید دلی را
کہ با آیینہ رویان شد مصاحب

۱ : خطی نسخوں میں سے مقطع صرف د میں ہے - مطبوعہ میں حسب ذیل ہے :
چہ وقت خانہ نشینی است خانہ آبادان

کہ اشک ریزی واقف نمودہ خانہ خراب

۲ : ہ میں مصرع دوم حسب ذیل ہے -

نشود شستہ همانا خط تقدیر در آب

۳ مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ۴ : چسان ضبط نفس باید دلی را (۵) -

ز دستش بسکه در پا کارم ۱ افتاد
 گریبانم بدامان شد مصاحب
 خیالش تاب تنہایی ندارد
 چودل خون گشت باجان شد مصاحب
 ز جیم شعلہ ہا سر برزد ۲ از اشک
 چو گل با آن گریبان شد مصاحب
 نیارد لنگر تمکین چرا دل
 کہ این کشتی بطوفان شد مصاحب
 دل از جای نوای درد بشنید
 بمرغان خوش الحان شد مصاحب
 ۳ بصد زخم نمایان شد مصاحب

فاتمام غزلیات

۱
 ۴ دام مییافتند صیادان برای عندلیب
 بیم دست انداز گل چین بس برای عندلیب
 دل بیاد نو گلی شد ہمنوای عندلیب
 خوش رقیبی گشت پیدا از برای عندلیب
 بسکہ قدر عشق پیش من زحسن افزون تراست
 خردہی گل صرف سازم در بہای عندلیب
 با وفا بیگانہ ای گشتم رفیق سیر باغ
 او بہ گل شد ہمنفس من آشنای عندلیب
 در خزان ہم از گلستان آشیان را برداشت
 آفرین بادا ہزاران بڑ وفای عندلیب
 این قدر با آن اسیر ای گل ۵ چہ استغنا کنی
 کردہ ای خود را گمان گویا خدای عندلیب

-
- ۱ : کار در پا افتادن ، کام کا بگڑنا ۲ : می ریزد (۱) -
 ۳ : مقطع کسی نسخے میں بھی مذکور نہیں - یہ مصرع بھی صرف (۱) میں ہے -
 پہلا مصرع اُس میں بھی نہیں -
 ۴ : یہ اشعار د ، ہ اور و میں ہیں - آخری شعر و میں نہیں -
 ۵ : با آن سرای گل (د) با آن اسپران گل (ہ) -

۲

۱ زین که تب کرده ام به درد طلب
 کرده بیمار چشم شوخ تو ام
 سالک از بخت تیره افتد پیش
 چند هم زانوی تو بنشیند
 می جهد نبض من ز جوش طرب
 گر غزالیست نبض من چه عجب
 راه بسیار طی شود ۲ در شب
 گردن شیشه بشکند یا رب
 همچو جان در برم بیا یکدم
 کز غمت کرده ام تهی قالب

۳

۳ خوار شدیم از وفا در سر کوی حبیب
 چند توان خوار بود ، ما و دیار غریب
 ای که به صبر و شکیب چاره ی دردم کنی
 عاشق بی چاره را صبر کجا کوشکیب
 دوست جدا شد ز من خاک برین زیستن
 روزی دشمن مباد آنچه مرا شد نصیب
 سرو ز قدت خجل ، گل ز رخت منفعل
 ناله ز دستت کند فاخته و عندلیب

۴

چند باشد دیده از دیدار دیدن بی نصیب
 گوش زان آواز روح افزا شنیدن بی نصیب
 نیست در کوی وفا از گریه ی چشم حاصلم
 می کنم در خاک تخمی از دمیدن بی نصیب
 مرغ تصویرم چه می پرسی ز درد حسرتم
 ۴ از قفس محروم ، از فیض پریدن بی نصیب

۵

همچو صبحم ز ازل گشته دم سرد نصیب
 همچو من نیست درین غمگده کس درد نصیب

۱ : یه اشعار مطبوعه مین نہیں - ۲ : می شود (۱) -

۳ : یه اشعار صرف و مین ہیں -

۴ : در قفس محروم از فیض پریدن بی نصیب (۱) ،

یک نفس نیست دل من ز کدورت خالی
 آه صد آه ازین آینه‌ی گرد نصیب
 در ازل مهر بتان گشته نصیبم واقف
 چه توان کرد به چیزی که خدا کرد نصیب

قطعات

۱

ای دل بی خبر آن سرو روان را دریاب
 های غفلت زده عمر گذران را دریاب
 حسرت تیر تو در خاک نشاندست مرا
 آخر ای شوخ کماندار نشان را دریاب

۲

زلف او دارد بدست از خوش نصیبی ها رقیب
 کس مبادا همچو من از عمر یا رب بی نصیب
 برنخیزد هر که بر بستر فتاد از درد عشق
 نیستم آزرده گر دستم نمی گیرد طبیب

۳

با اهل وفا از تو جفا نیست مناسب
 اینها به تو ای بت بخدا نیست مناسب
 دست تو که از خون دل ماست نگارین
 گر رنگ نمایی ز حنا نیست مناسب

۴

خانه‌ی من ز آه گشته خراب خانه خیز است دشمنم چو حباب
 طفل اشکم دمی نیارامد ز آنکه هست از قبیله‌ی سیماب

۵

دارم از دست تو ای خانه خراب دل پر آتش و چشم پر آب
 قطره‌ای از عرق عارض او نتوان داد به صد شیشه گلاب

متفرق اشعار

۱

بمن رسید خطا گشته تیر او ز نصیب
یقین من شده اکنون که النصیب نصیب

۲

چنان دارم از دوریت اضطراب
که ماهی در آتش سمندر در آب

۳

کرده ام کسب معنی از هر باب
میتوانم روم به جلد کتاب

۴

جواب صاف مده ساقیا سرت گرم
توان شکست خمار مرا بدرد شراب

ردیف التاء

۱

ترا در آینه با خویشتن سروکار است
مرا ز صورت این حال رو بدیوار است
شبیه بخواب بناگوش یار را دیدم
هنوز چشم من از حسرتش گهربار است
یا بدیده‌ی من جلوه کن بهر صورت
که همچو آینه این خانه وقف دیدار است
مصاحب گه و بیگه من بخلوت غم
دل است و آن هم از دولت ۲ تو بیمار است
شکسته ایم درین کوچه استخوان یک عمر
کجا رقیب سگ از درد ما خبردار است

۱ به بیگناهی طفل سرشک من بخشای
 چه شد که چشم سیه روی من گمہگار است
 فلک بقصد دلم تیر در کمان دارد
 همین اشارہی ابروی یار درکار است
 دلم چرا نخورد خون ز رشک چون پیکان
 کہ شست ناوک او بوسہ گاہ سوافراست
 ۱ نفس بسینہ گرہ گشتہ چون وگ سنگم
 بیا کہ زندگیم بی تو سخت دشوار است
 شب است و بزم تو خالی ز غیر شد لیکن
 حدیث وصل نرانم کہ شمع بیدار است
 چو شمع بیدہ گو از زبان بریدن ہا
 خموش اگر نشود کشتنش سزاوار است
 ۲ چگویمت سبب دل گرفتگی واقف
 دو روز شد کہ دل آرام من دل آزار است

۲

۳ دیدار یار از لب بامی مرا بس است
 زان مہ جبین تجلی عامی مرا بس است
 حشر مرا چرا بہ قیامت فگندہ ای
 از سرو قامت تو خرامی مرا بس است
 کو بخت آنکہ نامہ نویسی بنام من
 یاد آوری اگر بہ پیامی مرا بس است
 راہم کجا بخلوت خاص تو می فتد
 دربار عام حکم سلامی مرا بس است
 از بہر صید من بکمند احتیاج نیست
 ای زلف یار حلقہی دامی مرا بس است
 نان حلال روزی اہل صلاح باد
 من می پرستم آبی حرامی مرا بس است

۱ : ز بس (۱) -

۲ : ہ میں مقطع حسب ذیل ہے :-

۳ : اس غزل کے اشعار کی تعداد مختلف نسخوں میں مختلف ہے -
 بہ اوج بیخودیم دل اگر کشد واقف کمند نالہ مرا چون سپند بسیار است

در بزم او کہ ساغر عشرت بگردش است
گر نیست تر دماغ زکامی مرا بس است
نامت بنام خویش کنم نقش بر نگین
یعنی کہ از وصال تو نامی مرا بس است
باید برای پختن سودا بہانہ ای
واقف ز یار وعدہی خامی مرا بس است

۳

۱ در جہان آفتی گزندی نیست
پیش او از غلوی سوختگان
بر درت بندہ پای بند و فاست
یافت ہر جا دل شکستہ بہ بست
گرچہ ما را اسیر کردہ بزلف
۲ بر ندارد نظر ز بالایش
در جہان نیست هیچ دلبندی
۳ ای کہ صبر از فقیر میخواهی
۴ گوشہ ای گیر پند گوہر خیز
سخن تلخ گویی ام گویا
نازنینی مرا چو او نبود
ہمچو منصور دم مزن واقف

کہ بتحویل دردمندی نیست
جای برجستن سپندی نیست
ورنہ بر پای بندہ بندی نیست
ہمچو زلف شکستہ بندی نیست
گردنش نیز بی کمندی نیست
ہمچو چشم نظر بلندی نیست
کہ بدنبال او لوندی نیست
پیش ازین داشتم ز چندی نیست
کہ درین گوشہ جای پندی نیست
در دہان تو نوشخندی نیست
چون من او را نیازمندی نیست
کہ درین دار حق پسندی نیست

۴

۵ ہ بجانم از تو کدام آفت و بلاست کہ نیست
در آہ غم کدہی دل بین چہاست کہ نیست
بہ کیمیا طلبی ۶ خلق کردہ بدنام
وگر نہ آرزوی و صل او کراست کہ نیست
ترا ز شینوی دلداری آنچه بایستی
تمام هست ولیکن ہمین وفاست کہ نیست

- ۱ : اس غزل کے اشعار کی زیادہ تعداد مطبوعہ میں ہے -
۲ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں -
۳ : مطبوعہ میں یہ شعر نہیں -
۴ : یہ تین اشعار صرف مطبوعہ میں ہیں -
۵ : ہ اور مطبوعہ میں اس غزل کے سات شعر ہیں -
۶ : کیمیا طلبی : محال طلبی -

ز فتنہ نیست بعہد تو گوشہ ای خالی
 ز قامت تو قیامت بگو کجاست کہ نیست
 نبرد از تو کسی کاسہی امید تہی
 نگاہ لطف تو بر حال این گداست کہ نیست
 ۱ جواب نامہی ما یار خوب کردہ رقم
 درین میانہ ہمیں حرف مدعاست کہ نیست
 ۲ گزاشتم بہ تو دعوی دل تو دانی و دل
 دگر مرا بہ تو دعوی خدا گواہ است کہ نیست
 بہرکہ مہنگرم واقف از ہوس داغست
 درین زمانہ نگر عشق کیمیاست کہ نیست

۵

۳ نوشتہ قصہی درد قلم سوخت
 دویدم عرصہی شوق قدم سوخت
 ز عشق آشنا دشمن چہ پرسی
 مرا منصور سان ہم کشت و ہم سوخت
 ازان آتش کہ زد در سینہ ام عشق
 توانم عالمی در یک دو دم سوخت
 چون آن شخصی کہ تب گیرد بخوابش
 ۴ مرا درد محبت در عدم سوخت
 ازان تبہا کہ شبہا بی تو کردم
 نوشتہ شمعہ ای مغز قلم سوخت
 چہ پرسی از متاع خانہی دل
 فراق ہرچہ دید از بیش و کم سوخت
 ۵ ز بس ممسک بہ زر گرم اختلاط است
 بسان داغ در دستش درم سوخت
 دگر واقف چہ طرح گریہ ریزم
 کہ از سوز دلم در دیدہ نم سوخت

- ۱ : یہ شعر صرف ۵ میں ہے -
 ۲ : صرف مطبوعہ دارد -
 ۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - سوائے ۵ کے باقی نسخوں میں سات شعر ہیں -
 ۴ : میں اس شعر کا دوسرا مصرع اور مطلع کا دوسرا مصرع ایک ہے - ب
 میں دوسرا مصرع مذکور ہی نہیں - ۵ء و اور اصل میں مصرع مذکور ہے -
 ۵ : ۵ میں ہے -

۶

زاهد اگر ت سبجہی صد دانہ عزیز است
 ما را بخدا گریہی مستانہ عزیز است
 افتاد چو در بند شما تنگ مگیرید
 ای سلسلہ مویان دل دیوانہ عزیز است
 ضایع چہ کنی سرمہی ارباب نظر را
 ای باد غبار در میخانہ عزیز است
 آنجا کہ تویی دیدہ و دل در چہ شمارند
 در صحبت تو شیشہ و پیمانہ عزیز است
 ہر شام ز داغ دل خود شمع فروزم
 این سوختہ را خاطر پروانہ عزیز است
 واقف چہ کشی رخت من مست بمسجد
 بگذار مرا گوشہی میخانہ عزیز است

۷

۲ یار رحمی بحال ما میداشت
 گر دل درد آشنا میداشت
 درد دل را علاج میکردم
 مرض الموت اگر دوا میداشت
 دل بنومیدی از درش میرفت
 چشمی از داغ بر قفا میداشت
 دل بکوی تو می کشد خواری
 کاشکی این شکستہ پا میداشت
 می شگفت این دل گرفته چو گل
 چمن دہر اگر ہوا میداشت
 پارہ کی کردی از جفا دل من
 یار اگر پارہ ای وفا میداشت

۱ : کنی (۱) -
 ۲ : اس غزل کے اشعار کی تعداد ۱، ب میں نو، د، و اور مطبوعہ میں گیارہ
 اور ہ میں بارہ ہے -

می رسیدی بگوش او آهم
عشق اگر طالع رسا میداشت
۱ یاد روزی که آن کمان ابرو
گوشه‌ی خاطری بما میداشت
غم به تنگ آمد از دل تنگم
کاش غمخانه ام فضا میداشت
زخم بر زخم داغ بر داغ است
دلم ای کاش یک بلا میداشت
۲ گر نترسیدی از هدایت من
پاس دل های آشنا میداشت
ساختی ناامید واقف را
بر تو مسکین امیدها میداشت

۸

۳ این است که شمشیر ستم آخته این است
این است که کار همه را ساخته این است
این است که با خیل ادا و چشم ناز
ترکانه بتاراج دلم تاخته این است
۴ این است که بی ساخته غارتگر دلهاست
وز ناز بآئینه نپرداخته این است
اینست که از پسته‌ی خندان نمک ریز
شوری بدل و جان من انداخته این است
اینست که خون می کند از جنبش مژگان
شمشیر ز دستش سپر انداخته این است
این است که از خانه برون نامده یک بار
صد خانه بهر کوچه برانداخته این است
۵ این است که لشکرکش خوبان جهان است
وز قامت رعنا علم افراخته این است

۱ : یہ تین شعر د، ه، و، اور مطبوعہ میں ہیں۔

۲ : صرف مطبوعہ میں ہے۔

۳ : ا، ب، ه، میں تعداد اشعار سات، اور و اور مطبوعہ میں آٹھ ہے۔ د
میں یہ غزل مذکور ہی نہیں۔

۴ : یہ شعر ه میں نہیں۔ ۵ : یہ شعر ه، و اور مطبوعہ میں ہے۔

این است کہ واقف بخیرداری وصلش
صبر و دل و دین و سر و زر باخته این است

۹

۱ سر من خاک آستان دلست
داغ ما را بچشم کم منگر
۲ رفتی و قطره قطره ای خونم
قدر طفل سرشک من بشناس
۳ میفروشم بدست او چو حنا
ماشطه زلف یار را مشکن
۴ بہر معراج بیخودی واقف
پر شکن زلف نردبان دلست

۱۰

۳ اشکم از بیم تو ام آبلہی دل شدہ است
آہ از دست تو بی درد چہ مشکل شدہ است
اثر آہ ز آیینہی رویت پیدا است
با تو امروز ندانم کہ مقابل شدہ است
از برای تو ہنوزم دل دیگر باید
گرچہ ہر قطرہی خون در تن من دل شدہ است
۴ چہ گنہ کردہ ام ای وای کہ در مسلخ عشق
کشتیم باعث بدنامی قاتل شدہ است
واقف آن شوخ بگل زد در امید مرا
زانکہ خاک درش از خون دلم گل شدہ است

۱۱

۵ حرف و صوتست دہان تو دگر چیزی نیست
زان میان نیز گرفتیم خبر چیزی نیست
ای فلک سنگ مزن بر دل نازک ما را
کہ درین شیشہ بجز خون جگر چیزی نیست

۱ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - د اور و میں سات شعر ہیں -

۲ : یہ شعر د اور و میں زائد ہے -

۳ : ا ، ب میں چار ، د ، ہ اور و میں پانچ شعر ہیں - مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -

۴ : یہ شعر د ، ہ اور و میں زائد ہے -

۵ : ا ، ب میں اس غزل کے چھ ، ہ میں سات اور د ، و اور مطبوعہ میں گیارہ شعر ہیں -

عیش شیرین بچنین تنگدلی عاشق را
از چہ چیز است دہان تو اگر چیزی نیست
کارم از دست شد ای وای بدستم اکنون
غیر خاکی کہ توان کرد بسر چیزی نیست
پارسایی مفروشید بر درد کشان
ہر کجا عیب خریدند ہنر چیزی نیست
آن دل سوختہ جان را بہ گرہ ہمچو سپند
غیر یک نالہی محروم اثر چیزی نیست
بارہا دست ہوس در کمر یار زد
ہیچ در دست نیفتاد مگر چیزی نیست
ورزش صبر کن ای دل کہ اگر یار این است
گریہی نیم شب و آہ سحر چیزی نیست
ای کہ پرسی کہ کجا شد دل سودا زدہ ات
از خم زلف سیاہ تو بدر چیزی نیست
ناز بر روشنی اختر طالع چہ کنی
تا زدی چشم بہم ہم چو شرر چیزی نیست
آزمودم ہمہ غمہای جہان را واقف
از غم دوری احباب بتر چیزی نیست

۱۲

۲ دل در قفای او ز برم رفتہ رفتہ رفت
خون جگر ز چشم ترم رفتہ رفتہ رفت
خاری کہ رفت از سر راہش بہای من
قسمت ببین کہ تا جگرم رفتہ رفتہ رفت
آن طفل سیمتن کہ نشاندم بدیدہ اش
مانند اشک از نظرم رفتہ رفتہ رفت
از بسکہ بوی زلف توام ساخت بی خبر
از شام تا بچین خبرم رفتہ رفتہ رفت
۳ از دست دل کہ در وطن او را قرار نیست
عمر عزیز در سفرم رفتہ رفتہ رفت

- ۱ : یہ پانچ اشعار د، و اور مطبوعہ میں ہیں۔ پانچواں شعر ہ میں بھی ہے۔
۲ : سوای مطبوعہ کے سب نسخوں میں اشعار غزل کی تعداد سات ہے۔
۳ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں۔

سررشتہی حیات ز کف پیش او چو شمع
در گریہ های بی اثرم رفته رفته رفت
واقف کشیده کار به دیوانگی مرا
هوش از برای او ز سرم رفته رفته رفت

۱۳

اضطرابیکہ در من افتاد است زین دل صبر دشمن افتاد است
نتوانم گسست از زنجیر آشنایی بگردن افتاد است
غیر من نیست تاب عریانی این قبا بر قد من افتاد است
از گریبان نماند هیچ اکنون کار دستم بدامن افتاد است
افتد از چشم عشق آن زخمی کہ برو چشم سوزن افتاد است
پیشم آمد بلا بہر راہی زلف او در پی من افتاد است
تا بہ بتخانہ اش گذر افتاد بت ز چشم برہمن افتاد است
غنچہ شد گل نشست سرو از پا تا گزارش بگلشن افتاد است
واقف از چرب و نرمی مرہم نان داغم بروغن افتاد است

۱۴

۲ عمر گریزا نہ ہمین ہم عنان تست
جان ہمچو سایہ ہمہ سرو روان تست
در خاک و خون طپیدہ ز تیر تو عالمی
ویران ہزار خانہ بدور کمان تست
غوغای عشق شور جنون ماجرای عقل
افسانہی تو قصہی تو داستان تست
تنہا مرا ہلاک نکردی ز وعدہ ہا
۳ خلقی بخون نشاندهی تیغ زبان تست
۴ جان می دهند لالہ رخاں بر سر دلم
ہر چند داغ دار متاع دکان تست
از دیگران شکایت بی مہری فلک
ما را شکایت از دل نامہربان تست

۱ : یہ دوشعرد ، ہ اور و میں ہیں -

۲ : ا ، ب میں پانچ اور د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں اس غزل کے سات شعر ہیں -
بہ ہمیں (ا)

۳ : نشستہ (ا ، ب)

۴ : پہلا اور تیسرا شعرد ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہیں - دوسرا شعر صرف مطبوعہ میں ہے - لیکن چوتھا شعر مطبوعہ میں نہیں -

دل از من خریدی و رد کردیش بناز
اکنون کجا برم کوبه مهر و نشان تست
زد حرف سوزناک تو آتش بجان من
واقف زبان شعله مگر در دهان تست

۱۵

۱ تا سوی تو ام نظر نبود است
آروز بدام غم فتادم
ای ناله کمان خویش بشکن
۲ این سیل سرشک از کجا خاست
این شور محبت است ورنه
صحرا صحرا غزال دیدم
تا تیر غم چنان فنا کرد
ماتم زده ایم بزم ما را
۳ پیوسته پیام غم دهد اشک
از جرم وفاست اینکه واقف
چشم اینگونه تر نبود است
کز بال و پرم خبر نبود است
یک تیر تو کارگر نبود است
خون در دلم اینقدر نبود است
بلبل جز مشت پر نبود است
از چشم تو شوختر نبود است
گویا از من اثر نبود است
مطرب جز نوحه گر نبود است
این قاصد خوش خبر نبود است
در پیش تو معتبر نبود است

۱۶

۴ نگاہت آفت دوران شد و هنوز کجاست
بلای دین و دل و جان شد و هنوز کجاست
بدور غمزه‌ی بیبیاک بی گنه کش تو
ز کشته پشته فراوان شد و هنوز کجاست
کشیده حسن تو زهاد را ز پرده برون
هزار صومعه ویران شد و هنوز کجاست
بیک تطاول زلفت که عمرش افزون باد
هزار جمع پریشان شد و هنوز کجاست
ز فیض معجزه‌ی لعل عیسوی دم تو
هزار گبر مسلمان شد و هنوز کجاست

- ۱ : مطبوعه میں یہ غزل نہیں -
۲ : یہ شعر صرف ا اور ب میں ہے -
۳ : یہ شعر صرف ا، اور ب میں نہیں -
۴ : د اور مطبوعه میں یہ غزل نہیں - ہ اور و میں آٹھ شعر ہیں -

ز داغ سوختگان تو دیدہی بد دور
تمام شہر چراغان شد و هنوز کجاست
۱ ز اشک ریزی آوارگان عشق تو دشت
بسان صفحہی افشان شد و هنوز کجاست
۲ دلم بہ معرکہی دست و تیغ مژگانش
تمام زخم نمایان شد و هنوز کجاست
بیک نگاہ تغافل کہ دید از واقف
بگریہ دست و گریبان شد و هنوز کجاست

۱۷

۳ گل بجیب تو بار یافتہ است خوار بود اعتبار یافتہ است
سرمہ را چشم روشنی گویند نظر از چشم یار یافتہ است
دل گذشت از ہزار دجلہی خون تا ترا در کنار یافتہ است
دل چو سیماب چشم تا وا کرد خویش را بی قرار یافتہ است
مدعی با ہمہ گرانجانی چون بیزم تو بار یافتہ است
۴ گرد از من برآورد دادت کہ مرا خاکسار یافتہ است
واقف از نقد داغ سیمبران دولت بیشمار یافتہ است

۱۸

۵ چنان مرا غم و درد فراق یار گرفت
کہ دل ز پہلوی من عاقبت کنار گرفت
شد است تنگ مجال نفس کشیدن ہا
زبسکہ درد تو ام تنگ در کنار گرفت
نگشت سبز نہال امید مجنونم ۶
ز آب دیدہی من بید اگرچہ بار گرفت
شد است کنندہی پا سخت جانیم ورنہ
ہزار بار دلم پیش ازین دیار گرفت
دگر چہ آمدہ دل را بسر نمی دانم
کہ باز دیدہ ز سر گریہ ہای زار گرفت

- ۱ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ہ اور و میں اس کے سات شعر ہیں -
۳ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے -
۴ : تعداد اشعار ۱ ، ب میں سات د ، ہ میں نو ، اور و اور مطبوعہ میں آٹھ ہے -
۵ : مجنونم : من مجنون -

دگر بصحبت اطفال اشک دل نکشد
مرا کہ خاطر از ابنای روزگار گرفت
۱ بہ دیر و کعبہ نمی بینمش خداوندا
ز خود رسیدہ دل من کجا قرار گرفت
نمود بر سر من صرف سنگ طفلان را
فلک ز نقد جنونم چنین غبار گرفت
ہلاک گرمی داغ محبتہم واقف
کہ شام مرگ مرا شمع بر مزار گرفت

۱۹

۲ عیہم نکنی ز مستی عشق
روزم ای ماہ بی تو شب شد
۳ از شہد لب تو میزیم حرف
مردم بر من چرا نخندند
ہر کوچہ کہ میروم باین حال
من کشتہی لطف خنجر تو
۵ ما بی غم یار جان نداریم
گفتم بہ زمین زدن مرا چیست
۶ کردہ است خراب خانہ ہا را
چون شمع گداخت مغز جانم ۷

این لازم نشہی جوانی است
دریاب کہ وقت مہربانی است
شیرین سخنم چو شعر خوانی است
رنگم از درد زعفرانی است
گویند کہ عاشق فلانی است
ہر چند کہ لطف او مہربانی است
مارا غم یار یار جانی است
گفتا کہ قضای آسمانی است
این دیدہ بکار عشق بانی است
واقف تب ہجر استخوانی است

۲۰

۸ ہیچ راہی ہمچو راہی کوی جانان دور نیست
گر روم چون اشک ترافتان و خیزان دور نیست

- ۱ : یہ صرف د اور ہ میں ہے -
۲ : ا ، ب میں نو ، د اور ہ میں دس اور و میں آٹھ شعر ہیں - مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۳ : یہ شعر د اور و میں نہیں -
۴ : سب نسخوں میں او ہے - تو چاہیے -
۵ : یہ دو شعر د اور و میں ہیں - و میں پانچواں ، چھٹا اور ساتواں شعر نہیں -
۶ : یہ صرف ہ میں ہے -
۷ : استخوانم (د ، ہ ، و)
۸ : ا ، ب میں تعداد اشعار چھ اور باقی نسخوں میں سات ہے -

دیر می آید مسیحا بر سرم از راه دور
گر کند درد مرا لعل تو درمان دور نیست
کرده ای جا در دل و یکرہ نمی آبی بچشم
رنجہ گر سازی قدم را راه چندان دور نیست
فرصتم نبود کہ خار از پای خود بیرون کشم
ہمچو گل یک لخطہ دستم از گریبان دور نیست
از سر زلف تو نزدیک است سودایی شوم
یک نفس از خاطر م فکر پریشان دور نیست
می خورم از غصہ خون کز خوان وصل اور قیاب
باوجود شور بختی چون نمکدان دور نیست
می توان برداشت واقف بار مہمان عزیز
گر کشد سختی دل از پیکان جانان دور نیست

۲۱

۲ ندیدم کس خریدار محبت زدم آتش بیزار محبت
بکیش ما نمیگردد مسلمان نہ بندد ہر کہ زنا محبت
ندانم ای دل محنت کش من رساندی تا کجا کار محبت
بیالینم طبعی آمد و گفت کہ جانبر نیست بیمار محبت
بلای جان من گردیدی ای دل فگندی بر سرم بار محبت
خوشا ساعت کہ مست آیم بمحفل کنم پیش تو اظہار محبت
۳ بہ عالم دام و زنجیری نبودہ است کہ من بودم گرفتار محبت
رساندی از جفاکاری بجای کہ برگشتم ز اطوار محبت
بگو واقف کہ غیر از اشک خونین چہ گل چیدی ز گلزار محبت

۲۲

۴ بر خلق راہ فتنہ بدوران تو بست است
دستش بقفا شوخی مژگان تو بست است
چون نعل خوش آن پیر جوان بخت کہ خود را
با قامت خم بر سم یکران تو بست است

- ۱ : یہ شعر د، ہ، و اور مطبوعہ میں ہے۔
۲ : ۱، ب میں تعداد اشعار سات د، و میں نو اور ہ میں آٹھ ہے مطبوعہ میں یہ غزل نہیں۔
۳ : یہ دو شعر د اور و میں ہیں۔ ہ میں صرف دوسرا شعر ہے۔
۴ : اس غزل کے اشعار ۱، ب میں آٹھ د، ہ اور و میں دس اور مطبوعہ میں گیارہ ہیں۔

شمشیر علم کن کہ شود مشکام آسان
 این کار بیک لطف نمایان تو بست است
 چون سایہ روم در قدم سرو روانت
 دامان مرا عشق بدامان تو بست است
 ای چرخ بصد رنگ غم و غصہ دل من
 چشم طمع از نعمت الوان تو بست است
 با ریزہی الماس الہی فتدش کار
 زخمی کہ لب از شکر نمکدان تو بست است
 ہرگز نکنند یاد گلستان ارم را
 خوش حال اسیریکہ بزندان تو بست است
 ۱ از سینہ دلم ہمہ تیر تو برآمد
 زان عہد وفای کہ بہ پیکان تو بست است
 مارا ہمہ امید کشایش ز در تست
 در بر رخ ما بہر چہ دربان تو بست است
 ۲ چون غنچہی ما نیم نفس وانشد از صبح
 امید کشادی ز گریبان تو بست است
 واقف چکنی شکوہ ازان زلف کہ صد بار
 شیرازی اوراق پریشان تو بست است

۳۳

۳ تیر غمت کارگر افتادہ است	رخنہ مرا در جگر افتادہ است
چون نگدازم کہ مرا همچون شمع	خدمت بزمش بسر افتادہ است
چون نشوم این ہمہ باریک بین	کار بموی کمر افتادہ است
در قدم من پی منع سفر	آبلہ با چشم تر افتادہ است
پشت من از غصہ چرا نشکند	نالہ ز اوج اثر افتادہ است
ہیچ جز از فتنہ نزاید زمی ۴	دختر رز بد پسر افتادہ است
تا نظرم بر بدنش اوفتاد	سیم چواشک از نظر افتادہ است

۱ : یہ دو شعر د، ہ، و، مطبوعہ میں ہیں۔ ۲ : یہ مطبوعہ میں ہے۔
 ۳ : ا، ب میں تعداد اشعار آٹھ د میں بارہ ہ، و میں گیارہ اور مطبوعہ میں نو ہے۔
 ۴ : من (ا)۔

۱ غم نہ تواند کہ کند پا دراز منزل دل مختصر افتاده است
ای پسر از بسکہ شدی فتنہ گر لرزہ بجان پدر افتاده است
گر خبر از بندہ نگیرد رواست او ز خدا بی خبر افتاده است
تا بہت از خندہ نمک ریز شد شور بکوی جگر افتاده است
۲ سوخت دل و دود ازو برنخواست واقف ما این قدر افتاده است

۴۴

۳ گلگون اشک گرم عنانی مرا بس است
شوقی بکوی دوست رسانی م مرا بس است
چرخ مقوس از چہ بمن شست بستہ است
تیری ز دست سخت کمانی مرا بس است
تنگم مگیر ای فلک از بی مروتی
بگزار یاد غنچہ دہانی مرا بس است
از دل بدر کن ای فلک پیر کینہ ام
دانستہ باش مہر جوانی مرا بس است
۵ چندان بعالم گزران دل نہ بستہ ام
از باغ دہر سرو روانی مرا بس است
آیینہ سان ز فیض قناعت تمام عمر
یک کاسہ آب و گردہی نانی مرا بس است
موی دماغ بندہ برای خدا مشو
ناصر خیال موی میانی مرا بس است
تا شرح دل شکستگی خویشتن کنم
در بزم او شکستہ زبانی مرا بس است

- ۱ : یہ تین شعر د اور مطبوعہ میں ہیں - ہ اور وہیں پہلا اور تیسرا ہے - مطبوعہ
میں دوسرا چوتھا اور پانچواں نہیں -
۲ : ۱ ، ب میں مقطع مذکور نہیں -
۳ : ۱ ، ب میں تعداد اشعار چودہ ، د ، و میں بارہ ۵ میں گیارہ
اور مطبوعہ میں تیرہ ہے -
۴ : رسانی : رہ بر -
۵ : ۱ ، ب کے علاوہ باقی نسخوں میں یہ شعر مقطع واقع ہوا ہے - چنان کی
جگہ شاعر کا تخلص ہے - د ، و ، مطبوعہ میں پانچواں چھٹا اور ۵ میں
ان کے علاوہ نواں شعر نہیں -

خنجر گذاری مژہ ظالم ۱ ضرور نیست
از غمزی تو نوک سنائی مرا بس است
بسیار نازک است دماغ قناعتم
بوی ز زلف مشک فشائی مرا بس است
گر نعمت وصال تو روزی نمی شود
از دور دیدہی نگرانی مرا بس است
با جان سوخته چه تنعم ہوس کنم
از خوان چرخ سوخته نانی مرا بس است
اغیار را بلطف نمایان گذاشتم
از یار التفات نہائی مرا بس است
۲ قانع شدم بہ چہرہی زردی درین چمن
مانند شمع برگ خزانہی مرا بس است
گر پوست مال رفت زمن ناوکش چہ باکی
واقف ز دست دوست نشانی مرا بس است

۲۵

۳ کشم جور وجفائش طاقتی ہست
خراب آباد دنیا سیر دارد
بدست من فتاد آن شوخ تنها
بہام عرش درویشان برآیند ۴
۵ نمی گیرد دلم با هیچ کس انس
۶ کمانش را کشیدن می توانم
بزور زاری او را رام کردم
ز درد ہجر بیم مرگ دیدم
۷ چرا باشم غمین از تنگ دستی
پریشان خاطر م زان زلف کورا
ز تیغش غیر زخمی خورد واقف
کہ در دنبال محنت راحتی ہست
بہر ویرانہ گنج عشرتی ہست
دلی خالی کنم خوش فرصتی ہست
کہ با ایشان کمند وحدتی ہست
جسازم در مزاجم وحشتی ہست
کہ در بازوی ضعفم قوتی ہست
بنازم عجز را خوش قدرتی ہست
بحمد اللہ امید صحتی ہست
باین شادم کہ دل را وسعتی ہست
بہ کف سر رشتہی جمعیتی ہست
بکش خود را ترا گر غیرتی ہست

- ۱ : چندان (د ، و ، مطبوعہ) — ۲ : یہ شعر د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - تعداد اشعار د ، ہ اور و میں دس ہے -
۴ : برآیند (ا) - ۵ : چوتھا اور پانچواں شعر د ، ہ اور و میں نہیں -
۶ : کمانم (ا) - ب میں یہ شعر مذکور نہیں -
۷ : یہ اشعار صرف د ، ہ اور و میں ہیں -

۲۶

۱ در چمن رفتی و گل چون شعلہ لرزیدن گرفت
سرو از رشک قدت چون شمع کاهیدن گرفت
خواستم کز کوچہ ی دیوانگی بیرون روم
تا قدم برداشتم زنجیر نالیدن گرفت
ہمچو من ژولیدہ مو ۲ دیوانہ ای در دشت نیست
دید تا مجنون مرا چون بید لرزیدن گرفت
در گلستان رفتی و با این ہمہ آزادی
چون غلامان سرو در دنبال گردیدن گرفت
شب کہ رخسار دل افروز ترا پروانہ دید
شمع را بگذاشت بر گرد تو گردیدن گرفت
۳ حسن روز افزون اورا دید چون ماہ تمام
اندک اندک روی خود از شرم پوشیدن گرفت
رو برو شد یار با آیینہ وز غیرت مرا
ہمچو جوہر مو بمو بر خویش پیچیدن گرفت
رو نہادم تا بشہر عقل از دشت جنون
از در و دیوار واقف سنگ باریدن گرفت

۲۷

۴ با زلف تو کار تا فتاد است
در چاہ ذقن اگر نیفتاد
ہر جا دل خون گرفتہ ای بود
در راہ تو خاک شد سر من
بر روی زمین سیاہ روزت
از زلف تو وای چون گریزم
در شہر بہر کجا نگاریست
بیخوابی و سوز گریہ کاشش
بر گردن من بلا فتاد است
دیگر دل من کجا فتاد است
در بند تو چون حنا فتاد است
دریاب کہ پیش پا فتاد است
خالیت کہ خوشنما فتاد است
دنبال من اژدہا فتاد است
در پای تو چون حنا فتاد است
چون شمع مرا چہا فتاد است

- ۱ : اس غزل کے اشعار ا، ب، د، اور میں آٹھ، ہ میں چھ اور مطبوعہ میں سات ہیں۔
۲ : ژولیدہ ای (۱) -
۳ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں - ہ میں تیسرا اور پانچواں نہیں -
۴ : یہ غزل د، و اور مطبوعہ میں نہیں - ا، ب میں نو اور ہ میں گیارہ اشعار ہیں -

۱ دل منزل تیر یار کردم کز خانہی خود جدا فتاد است
من لائق عاشقی نبودم این کار مرا چرا فتاد است
رحم آر بحال زار واقف کز دست غمت ز پا فتاد است

۲۸

۲ از سوز محبت اثری بیش نمانده است
زان آتش سوزان شرری بیش نمانده است
کاهیدہ زبس در قفس از حسرت گلشن
از بلبل مامشت پری بیش نمانده است
رفتی و دل از گریہی بی صرفہ تلف شد
باز آی کہ لخت جگری بیش نمانده است
۳ زین پیش بعالم اثر درد دلی بود
ای وای کنون درد سری بیش نمانده است
واقف نہ ای از سوختہی حسرت دیدار
چون شمع سحر زو نظری بیش نمانده است

۲۹

۴ دلبر انداز رمیدن کرد است در غمش گریہ کن ای دیدہ کہ دل
۶ باز از یاد شکار اندازی چشم شوخ تو ز صد خانہ فزون
تا شود تازہ کہن سودا پیم ہر کہ آن چاک گریبان دید است
۷ عمرها در پی آہو نگہان بہر بوسیدن پایش واقف
دل من ساز طپیدن کرد است خون خود نذر ہ چکیدن کرد است
رنگم آہنگ پریدن کرد است سیہ از سرمہ کشیدن کرد است
خطش آغاز دمیدن کرد است پیرہن وقف دریدن کرد است
دل من مشق رمیدن کرد است سرو ہم میل خمیدن کرد است

- ۱ : یہ دو شعر صرف ہ میں ہیں ۔
- ۲ : تعداد اشعار ۱ ، ہ میں پانچ اور و میں تین ہ ۔ ب ، و اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔
- ۳ : چوتھا اور پانچواں شعر ہ میں نہیں ۔
- ۴ : تعداد اشعار ۱ ، و اور مطبوعہ میں سات د میں پانچ اور ہ میں آٹھ ہ ۔
- ۵ : نظر (۱ ، و مطبوعہ) ۔
- ۶ : و میں صرف پہلا دوسرا ، چوتھا اور چھٹا شعر ہ ۔ مقطع مذکور نہیں ۔ تیسرا شعر و میں نہیں ۔
- ۷ : یہ شعرا میں نہیں ۔

۳۰

۱. ز من اگرچہ ترا ننگ و عار بسیار است
 بیا بیا کہ مرا با تو کار بسیار است
 شکستہ خاطر و آشفته و پریشانم
 مرا معاملہ با زلف یار بسیار است
 قبول بزم تو چون شمع تا کرا بخشنند
 بدہر دیدہی شب زندہ دار بسیار است
 ز کاو کاو رقیبان ز کوی او رفتم
 کہ گل کم است درین باغ خار بسیار است
 کنم ز کوچہی خواری بسر کف خاکی
 ہمین قدر ز پی اعتبار بسیار است
 ۲. بکاوش مژہای دل خراب می گردد
 برای آبلہ یک زخم خار بسیار است
 مبارز نرد محبت دگر بہ زلف ای دل
 کہ کج قمار درین روز گار بسیار است
 ز فکر زلف و خطش رفت واقف آرام
 کہ در خزانہی من مور و مار بسیار است

۳۱

۳. دردا کہ یار جانب ما را نگہ نداشت
 ناموس مہر و شرم و وفا را نگہ نداشت
 یک روز گل بخاک جفا کشتگان نریخت
 آن شوخ حرمت شہدا را نگہ نداشت
 از رشک خال او کہ در آتش فشردہ پا
 سوزد ازان سپند کہ جا را نگہ نداشت

۱ : ا میں تعداد اشعار چھ د، ہ، و میں آٹھ ہے۔ ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں۔

۲ : یہ دو شعر د، ہ اور و میں ہیں۔

۳ : تعداد اشعار ا میں چھ د، و اور مطبوعہ میں نو اور ہ میں سات ہے۔
 ب میں یہ غزل نہیں۔ ا کے علاوہ باقی نسخوں میں مطلع حسب ذیل ہے:-

اُن آشنا کو جانب مارا نگہ نداشت بیگانہ گشت و شرم وفا را نگہ نداشت

در بزم غیر گریہی مستانہ می کنی
چشم تو آبروی حیا را نگہ نداشت
زان سنگدل دو بوسہ گدایانہ خواستم
دشنام داد و حق دعا را نگہ نداشت
ترکانہ تاخت غمزہی او بہر غارتم
ظالم عنان رخصی جفا را نگہ نداشت
با آنکہ بود لنگر صبرم گران چو کوه
آمد چو سیل ہجر تو پا را نگہ نداشت
زنگاری است بسکہ بہ تر دامنان نشست
آیینہ بود بار صفا را نگہ نداشت
واقف ز درد ہجر تو گردید بینوا
نالید آن قدر کہ نوا را نگہ نداشت

۳۲

۲ وصف لعل تو گفتنم ہوس است گہری چند سفتنم ہوس است
میدرم همچو گل گریبان را کہ دو روزی شگفتنم ہوس است
۳ پنبہ از گوش کردہ ام بیرون کہ ملامت شفتنم ہوس است
مژہ جاروب کردہ ام کہ بچشم خار راہ تو رفتنم ہوس است
ہوسی هست در دلم جانان آن ہوس با تو گفتنم ہوس است
سر ببالین نہم مگر میرم بی تو حاشا کہ خفتنم ہوس است
واقف از دلبران نیم ایمن دل بجای نہفتنم ہوس است

۳۳

۴ همچو دل در غم عشقت بمن انبازی هست
سر کنم نغمہی دردی کہ ہم آوازی هست
ہرزہ پردازی دل سخت ملولم دارد
اندرین شہر بپرسند قفس سازی هست

- ۱ : یہ تین شعر، د، و اور مطبوعہ میں ہیں -
۲ : ۱، د، ہ، و میں تعداد اشعار سات اور مطبوعہ میں چھ ہے - ب میں یہ غزل نہیں -
۳ : مطبوعہ میں یہ شعر نہیں -
۴ : تعداد اشعار ۱، د، و اور مطبوعہ آٹھ اور ۵ میں گیارہ ہے -
ب میں یہ غزل نہیں -

بگرفتاری من نیستی ای مرغ چمن
شکرها کن کہ ترا رخصت پروازی هست
آتش از خشم وزن سینه‌ی صد چاک مرا
کہ درین کہنہ قفس مرغ خوش آوازی هست
امشب از نالہ دلم هست چو بلبل محفوظ
در پس پردہ مگر گوش بر آوازی هست
دید تا اشک مرا جست ، خیال تو ز چشم
نتوان بود دران خانہ کہ غمازی هست
ای کہ پرسی کہ ترا کردہ ز جادو بیمار
غیر ازان چشم مگر هیچ فسونسازی هست
۲ چہ مناسب کہ شوم خود طرف مرغ سحر
تا چو دل در بغلم زمزمہ پردازی هست
گو مکن سعی بہ ویرانی من ہم سایہ
زانکہ در خانہ‌ی من خانہ براندازی هست
چون مرا رہ بہ درون نیست چہ دل شاد کنم
من گرفتم کہ در دوست در بازی هست
این غزل گفتہ شد از فیض نظیری واقف
غیر من در پس این پردہ سخن سازی هست

۳۴

۳ لعل لب یار دل نشین است
چون آیینہ‌ی شکستہ ماتم ۴
تا بوسہ ای از لب ت نگیرم
سنگ است اگر دلش نترسم
چون شمع تن منست مومین
نقش قدم دل رمیدہ
آوارہ دلم بیاد زلفت
دل خاتم و لعل او نگین است
بر جیبہ‌ی من ہمیشہ چین است
باور نکنم کہ انگین است
جانی دارم کہ آہنن است
دردا کہ زبانم آتشین است
یا رب بکدام سر زمین است
گاهی در شام و گہ بچین است

۱ : رقت - (۱) یہ شعر مطبوعہ میں نہیں -

۲ - یہ اشعار ہ میں ہیں - تیسرا شعر مطبوعہ میں بھی ہے -

۳ : ۱ میں تعداد اشعار - آٹھ د ، و میں سات اور ہ میں چھ ہے - ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -

۴ : در غم (۱) -

۱ نفرین کردی و شاد گشتم بر نفرین تو آفرین است
بلبل مستی چه میکنی های صیاد نشسته در کمین است
دارم نفسی ز عمر واقف آن نیز چو صبح واپسین است

۳۵

۲ ای که پرسی که دلت از چه بدینسان تنگست
دم مزن کز هوس غنچه دهانان تنگست
یوسف آن به که تو تشریف بری جانب مصر
زانکه بر کوکبهی حسن تو کنعان تنگست
در غمت ناله‌ی من بسکه جهانگیر شده است
جای بر شیون مرغان گلستان تنگست
عرصه ای کو که توان عرض جنون داد درو
پا کشیدیم بدامان که بیابان تنگست
۳ نشد از تنگی این دشت دل کس خالی
گریه را سرمد ای دیده که دامان تنگست
صبر کن ورنه ازین شهر برون رو واقف
کز فغان تو دل گبر و مسلمان تنگست

۳۶

۴ عاشق دل بسته‌ی وطن نیست پابند چو شمع در لگن نیست
در سایه‌ی تیغ یار خفتم آرام طلب کسی چو من نیست
ما صبح صداقتیم ما را پیش تو مجال دم زدن نیست
هیچ از دل تنگ من نه پرسی ای شوخ ترا مگر دهن نیست
دامن ز لباس هر که افشاند کمتر ز نسیم پیرهن نیست

۱ : یہ دو شعر د اور و میں نہیں - تیسرا چوتھا اور پانچواں شعر د اور و میں نہیں -

۲ : ۱، ۲ اور و میں تعداد اشعار چھ اور د میں پانچ ہے - ب اور مطبوعہ میں غزل مذکور ہی نہیں -

۳ : پانچواں شعر د میں نہیں -

۴ : تعداد اشعار ۱ میں چھ، ۲، ۳ اور و میں سات ہے - ب اور مطبوعہ میں غزل نہیں -

۱. مشکن قدر عقیق اشکم لخت جگر است از یمن نیست
واقف در فکر تازوی ما ست آن نشہ کہ در می کہن نیست

۳۷

۲. بخاکساری من گرد بر زمین نشست
چنان بخاک نشستم کہ کس چنین نشست
بر آستان تو جز نقش بر جبین ۳ نشست
بیا ز حق مگذر نقش کس چنین نشست
غبار دامن آن سرو جامہ زیب از ناز
بعارض گل و رخسار یاسمین نشست
ہلاک سنگدلیہات ای صنم گردم
۴ کہ دل شکستی و بر جہہ تو چین نشست
ز بد نشینی نقش منست این کان شوخ
نشست با ہمہ کس با من حزین نشست
۵ ز رشک شمع بہ بزمش چرا نہ داغ شوم
کہ آن ز خدمت او تا دم پسین نشست
۶ بیا و دلدہیم کن کہ گریہ ام از جوش
بسعی گوشہی دامن و آستین نشست
خیال لعل لب یار در دلم واقف
چنان نشست کہ در خانہ اش نگین نشست

۳۸

۷. دل در سواد زلف کسی جا گرفته است
غافل وطن ز کوچہی سودا گرفته است

- ۱ : یہ شعرا میں نہیں -
۲ : تعداد اشعار ، و میں سات ، اورہ میں چھ ہے - ب ، د ، اور مطبوعہ میں
یہ غزل نہیں - مطلع بہت بلند کہا ہے -
۳ : این چنین (۱ - و) -
۴ : اس مصرع میں سکتہ پڑتا ہے -
۵ : یہ شعرہ اور و میں نہیں -
۶ - یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۷ : اس غزل کے اشعار میں چھ - د ، ہ ، و میں آٹھ اور مطبوعہ میں نو ہے -
خیال (د ، ہ ، و) -

خوش قامتی بچشم ترم جا گرفته است
 سروی عجب برین لب جو پا گرفته است
 طفل است کز هوای تو دیوانہ گشته است
 اشکم کہ راہ دامن صحرا گرفته است
 دارد مگر ازان قد رعنا شکایتی
 آہم کہ راہ عالم بالا گرفته است
 آن طفل جان بقالیم از یک سخن دمید
 لعلش مگر سبق ز مسیحا گرفته است
 دل را ز دستم آن مژہای دراز دست
 امروز گر گذاشتہ فردا گرفته است
 باہمتی کہ از نظر افکنده ام دو کون
 خوش چون شوم ز گریہ کہ دنیا گرفته است
 ۲ ناصح اگر توقیع ملامت کنی خوش است
 چشمش بزور تیغ دل از ما گرفته است
 ۳ واقف ز زہد پیر شدم بسکہ چون کلیم
 دستم عصا ز گردن مینا گرفته است

۳۹

۴ رحمش بدل فگار من نیست
 در عشق نصیحتم مگوئید
 ۵ دیدم شب زلف دلبران را
 تاریک چو روزگار من نیست
 اشکم پر شوخ ۶ شد چہ سازم
 این طفل در اختیار من نیست
 مردم از درد عشق و جز داغ
 شمعہ بسر مزار من نیست

- ۱ : یہ تین شعر د، ہ، و اور مطبوعہ میں ہیں۔ ۱ میں تیسرے شعر کا دوسرا مصرع غلط مرقوم ہے۔ یعنی اصل مصرع کی جگہ مابعد کے شعر کا دوسرا مصرع (امروز گر گذشتہ، فردا گرفت است) ملا لیا ہے۔
 ۲ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے۔
 ۳ : زاہد (۱)۔
 ۴ : ۱ میں چہ د، و میں گیارہ، ہ میں نو اور مطبوعہ میں تیرہ ہیں۔
 ب میں یہ غزل نہیں۔
 ۵ : دیدم آن زلف را مکرر آشفته چو روزگار من نیست (د، و، مطبوعہ)۔
 ۶۔ خود سر شدہ اشک من چہ سازم (مطبوعہ)۔ پر شور (ہ)۔

۱ زوری کہ بہ آن کشم کمانش
یارم گل گل شگفتہ گویا
آن شب کہ نمی کنند روشن
دل برد چو دید داغ دارد
ہر چند کہ گل بہ باغ زیباست
رعناست بجای خویشتن سرو
آن کس کہ دل من از میان برد
در کوی بلاست خانہی من
۲ یک لالہ بکوه و دشت واقف
در بازوی اقتدار من نیست
آگاہ ز خار خار من نیست
غیر از شب انتظار من نیست
بر تافت کہ این بکار من نیست
زیبا چو رخ نگار من نیست
رعنا چون قد یار من نیست
یاریست کہ در کنار من نیست
راحت کدہ در جوار من نیست
ہمچو دل داغدار من نیست

۴۰

۳ درد ترا عزیز تر از جان نگاہداشت
خوش باد دل کہ حرمت مہمان نگاہداشت
سودا مکن بزلف کہ این کج معاملہ
ما را تمام عمر پریشان نگاہداشت
در اشکباری ابر طرف شد بمن ولیک
عشق آبروی دیدہی گریان نگاہداشت
چشمی سبہ نکرد بمرہم تمام عمر
داغ ز بسکہ حق نمکدان نگاہداشت
ای گریہ ہر کجا کہ دلت میکشد برو
زین بیشتر عنان تو نتوان نگاہداشت
قربان آن نگاہ کہ با من بزعم غیر
سر رشتہی عنایت پنهان نگاہداشت
پایم ز بس بہ بادیدہ گردی گرفتہ خو
ننواشم بگوشہی دامن نگاہداشت
ایمان اگر برد بہ سلامت تعجب است
۴ دل دادہای کہ از غم او جان نگاہداشت

۱ - یہ اشعار د ، و اور مطبوعہ میں ہیں -

۲ : یہ صرف ہ میں ہے -

۳ : حرمت پیمان (۱) - تعداد اشعار ا میں آٹھ ، د میں سولہ ، ہ میں گیارہ ، و میں سولہ اور مطبوعہ میں چودہ ہے -

۴ : یہ اشعار د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہیں - ب میں یہ غزل نہیں -

شرمندهی حمایت عشقم کہ آن جناب
درد مرا ز آفت درمان نگاہداشت
با او چگونه در صف محشر شود دوچار
دل را کسی کزان صف مژگان نگاہداشت
تا گوش کرد طرز غزل خوانی مرا
یک ہفتہ بلبلم بگستان نگاہداشت
یارم ز سینہ ناوک مژگان کشید و دل
از جذب بالمشاکلہ پیکان نگاہداشت
برداشت یار این دل صد پارہ را ز خاک
وز لطف همچو گل بگریبان نگاہداشت
در راہ کرد آبلہی پای من تلف
آبی کہ بہر خارمغیلان نگاہداشت
واقف ز رشک درد تو یار عزیز را
دزدیدہ از دل خود و در جان نگاہداشت

۴۱

۱ تیر تو بہ سینہ جای گیر است
جز مہر تو نیست در ضمیرم
فقر است اکسیر خاک آدم
چشم تو اگرچہ میدہد دل
داغم کہ چراغ زندگانی
۲ چون مرغ دلم بدامت افتاد
در گوشہی مسکنت حصیری
پیکان تو سخت دل پذیر است
نازم کہ ضمیر من منیر است
این نسخہ مجرب فقیر است
مژگان تو در گرفت و گیر است
مانند شرار زود میر است
زنہار مکش کہ خوش صفیر است
واقف بر ما بہ از حریر است

۴۲

۳ در جہان ز بالایش ہر طرف بلا برخاست
این بلا نمیدانم یا رب از کجا برخاست

- ۱ : تعداد اشعار ۱ میں چہ د اور میں سات ہے ۔ باقی نسخوں میں یہ غزل نہیں ۔
۲ : یہ شعر د اور میں ہے ۔
۳ : ۱ میں تعداد اشعار چہ د میں سات اور میں آٹھ ہے ۔

موسم بہار آمد گل بشاخسار آمد
عہد وصل یار آمد بوی آشنا برخاست
دل بشوقت از جا شد اشکی راہ پیما شد
رشک کار فرما شد آہ از قفا برخاست
بود با من محزون جنگ تو ز حد افزون
آمدی بصلح اکنون کز رخت صفا برخاست
دل از ان وفا دشمن سر نکرد گر شیون
چیست کز درون من شور ہای ہا برخاست
ای ہلای عقل و دین رو بمدعی بنشین
کز دل من مسکین نقش مدعا برخاست
گرچہ دل بسی بشکست لیکن آخر آن بدمست
پہلوی وفا بنشست از سر جفا برخاست
بسکہ گشتہ ام واقف با جہانیان یکدل
شیشہ ہر کجا بشکست از دلم صدا برخاست

۴۳

۱	ما را بتو روزگار نگذاشت	گفتیم دمی گذار نگذاشت
۲	در عشق تو باختم دل و دین	چیزی بمن این قمار نگذاشت
۳	لب تشنہ بآب خضر ما را	آن دشنہی آبدار نگذاشت
۴	دیوانہ شدم از ان خط سبز	ہوشم بسر این بہار نگذاشت
۵	ای وای کہ بخت سست عہدم	یک عہد تو استوار نگذاشت
۶	دل را چون گرمی غم او	محتاج بہ غمگسار نگذاشت
۷	صد شکر کہ سیل گریہی من	در خاطر او غبار نگذاشت
۸	میخواست کہ مہر ورزد آن ماہ	این طالع نابکار نگذاشت
۹	ہرچند کہ چون حنا شدم خون	از دست خودم نگار نگذاشت
۱۰	آن ترک کہ غارت غم او	در من صبر و قرار نگذاشت
۱۱	پای بسرم ز ننگ بنہاد	دستی بدعا ز عار نگذاشت
۱۲	ناکارہ شدیم زانکہ ما را	عشق تو بہ هیچ کار نگذاشت
۱۳	گفتم نفسی قرار گیرم	لیکن دل بی قرار نگذاشت

۱ : د میں دوسرا اور و میں دونو شعر ہیں -

۲ : تعداد اشعار ۱ میں بارہ، د میں اٹھارہ، ہ تیرہ اور و میں سترہ ہے -

۳ : یہ شعر و میں نہیں -

۴ : د اور و میں یہ سب اشعار مذکور ہیں ہ میں صرف پہلے چار نہیں -

رفتیم کہ درد دل بگویم
بیداد تو کشت عاشقان را
بی زخم خدنگ هیچ دل را
آن طفل کہ شد بہ غارت باغ
یار آمدہ بود بر سر صلح
واقف بس کن کہ اضطرابت
این دیدہی اشکبار نگذاشت
زانسان کہ یک از ہزار نگذاشت
آن غمزہی دل شکار نگذاشت
یک گل بر شاخسار نگذاشت
دوران ستیزہ کار نگذاشت
آرام درین دیار نگذاشت

۴۴

۱ دل دوش گدای سر راہی شد و برخاست
دریوزہ گر لطف نگاہی شد و برخاست
بنشین بگدایان در دوست کہ ہر کس
بنشست باین طایفہ شاہی شد و برخاست
از معجزہی حسن تو منکر نتوان شد
کز مہر رخت آیینہ ماہی شد و برخاست
تا پیش وی اثبات کند دعوی دردم
آہ اثر آلود گواہی شد و برخاست
با قامتش از جلوہ گریہای قیامت
صد کویہ تحمل پر کاہی شد و برخاست
بنشست باہل ہوس از سادگی آن طفل
چندانکہ ز خط نامہ سیاہی شد و برخاست
ہر دانہی اشکم کہ بخاک در اور یخت
از تلخی غم زہر گیاهی شد و برخاست
۲ چون سرمہ غباری کہ ازان سوختہ جان ماند
سودا زدہی چشم سیاهی شد و برخاست
تا بر سر دل سوختگان زار بگرید
درد دل من ابر سیاهی شد و برخاست
آن اشک کہ بد معتکف گوشہی چشم
از محشر ہجران تو آہی شد و برخاست

۱ : تعداد اشعار ۱ میں آٹھ د، و میں بارہ، ہ میں نو اور مطبوعہ میں گیارہ ہے۔
۲ : یہ سب اشعار د اور و میں ہیں۔ ہ میں پہلے دو ہیں، اور مطبوعہ میں تیسرا نہیں۔

عاشق نگہ من چو ز رخ پردہ برافگند
 ہر مو بہ تنم مد نگاہی شد و برخاست
 واقف کہ ز عمری بدرش خاک نشین شد
 درماندہ باحوال تباہی شد و برخاست

۴۵

۱ ترا ہرگز غم بیماریم نیست
 چہ نالم چون اثر در زاریم نیست
 چو بخت خویش در خوابم شب و روز
 بطالع یک سحر ۲ بیداریم نیست
 زدم پروانہ سان خود را بر آن شمع
 چسازم طاقت خودداریم نیست
 یکی دیوانہ ای خلوت پسندم
 بطفلان ذوق صحبت داریم نیست
 بیا ای گریہ مشغولم بخود کن
 کہ دیگر طاقت بیکاریم نیست
 بیزمت زان چو شمع از پا نشینم
 کہ دیگر تاب خدمتگاریم نیست
 بسر پیچیدہ آہم شعلہ چون شمع
 ہوای چیرہی زرتاریم نیست
 ۳ مرا زان دست و خنجر شکوہ برخاست
 کہ بر تن هیچ زخم کاریم نیست
 من آن مستم درین میخانہ واقف
 کہ چون چشم بتان ہشیاریم نیست

۴۶

۴ کی دلم از سفر عشق بسامان برگشت
 رفت نالان چو جرس این رہ و نالان برگشت

- ۱ : تعداد اشعار ۱ ، ہ اور مطبوعہ میں آٹھ اور د اور و میں نو ہ ۔
 ۲ : شب (۱) - ۳ : یہ شعر صرف د اور و میں ہے ۔
 ۴ : تعداد اشعار ۱ ، اور و میں گیارہ اور ہ میں آٹھ ہے ۔ ب اور مطبوعہ
 میں یہ غزل نہیں ۔

در دیاریکه تویی طرفه هوای باشد
رفت خندان ز برم قاصد و گریان برگشت
مرغ ما را ز قفس دور شدن نیست شگون
بارها تنگدل از سیر گلستان برگشت
در سراغ کمر افتاد سواد ۱ زلفش
هیچ معلوم نگردید پریشان برگشت
فته میخواست ۲ به چشم تو مقابل گردد
تا نظر کرد بآن لشکر مژگان برگشت
نظر لطف چو از چشم سیاه تو نیافت
سرمه سودا زده زین غم بصفاهان برگشت
آه از خشکی طالع که دل سوختگان ۳
تشنه کام از سر آن چاه زخندان برگشت
مژدهی وصل بگوشش نرسیده است اگر
بچه تقریب ز نزدیک لبم جان برگشت
خانزادان بوفاداری عشاق نیند
برنگردند گر از چشم تو مژگان برگشت
بعد عمری ز پی کشتن من آمده بود
حیف صد حیف که آن زود پشیمان برگشت
واقف آن نیست که دور از لب او آب خورد
بارها تشنه لب از چشمه‌ی حیوان برگشت

۴۷

۴ خانه پرداز و خانه دار من است
یادگاری ز خاندان دلست
چه قدرها غمت بکار من است
طفل اشکی که در کنار من است
غم رسواییم مخور ناصح
عاشقم خواری اعتبار منست
اندرین شهر هر کجا طفلی است
سنگ درکف در انتظار من است
بفلک میتوان سفارش کرد
که فلان تیره روزگار من است
این نمکی ها که ریزد از لب او ۵ همه وقف دل فگار من است

۱ : ز سودا زلفش (۱) - ۲ : بزلف (۱) -

۳ : سوخته جان (۱) -

۴ : یه غزل صرف ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ - خانه زاد (۱) ۵ : تو (۱)

قدسیان را بگریہ می آرد دود شمعے کہ بر مزار من است
آنکہ دل بردہ از برم واقف بر کنار است و در کنار من است

۴۸

۱ صفای آن رخ گلفام برطرف شد و رفت
بہار خوبی ایام برطرف شد و رفت
چنان میان من و یار راہ مسدود است
کہ رسم نامہ و پیغام برطرف شد و رفت
ز بسکہ لطف خود از ما دریغ می داری
چہ جای بوسہ کہ دشنام برطرف شد و رفت
۲ چہ منت است ز سودای پختہ بر سر من
کہ از سرم ہوس خام برطرف شد و رفت
۳ ازان زمان کہ طرف شد بر دل غم عشقت
قرار و راحت و آرام برطرف شد و رفت
۴ ز کفر زلف تو تاریک گشت روی زمین
فغان کہ رونق اسلام برطرف شد و رفت
زمانہ ساختہ افسردہ ام چنان واقف
کہ گریہ ی سحر و شام برطرف شد و رفت

۴۹

۵ آنقدر زخم کہ نتوان برداشت
دل ازان خنجر مژگان برداشت
ور توانی است کہ صد جور و جفا
میتوان از تو پی آن برداشت

- ۱ : تعداد اشعار ۱ اورہ میں پانچ ، د اورہ میں چھ ہے ۔ ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔
۲ : یہ شعر ہ میں نہیں ۔
۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔
۵ : اس غزل کے اشعار ۱ ، د اورہ میں آٹھ اورہ میں چھ ہیں ۔ ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔

۱ خویش را شہرہ بہ حالی کرد
 زین ہمہ بار کہ انسان برداشت
 با خط سبز بگلشن رفتی
 نسخہ از روی تو ریحان برداشت
 دل بجان گشت ہوادار صبا
 تا نقاب از رخ خوبان برداشت
 سرو انگشت امان پیش قدت
 تا تو رفتی بگلستان برداشت
 زلف او آمد و خط را تا دید
 بند از پای اسیران برداشت
 ۲ من پریشانی دل خوش دارم
 خردہ زان زلف پریشان برداشت
 نازک افتادہ مزاجم واقف
 نتوانم ز کس احسان برداشت

۵۰

۳ کند کار سنان در دل اگر خار است از دستت
 کہ اندک دل خراشی نیز بسیار است از دستت
 اگر در کلبہی من پا گذاری جای آن دارد
 کہ رویم سوی در پشتم بدیوار است از دستت
 نگاہ تشنہی خون چشم مست ابرو اشارت کن
 مرا جانبر شدن بسیار دشوار است از دستت
 ز دستت شکوہای گر کردم ای بیدرد معذورم
 کہ دل ریش و جگر خون سینہ افگار است از دستت
 ید بیضا ترا در آستین اما نمی دانم
 چرا روزم سبہ همچون شب تار است از دستت
 حنایی کردی از خون رقیبان پنچہ بر رگم
 مرا با گریہی خونین سروکار است از دستت

۱ : یہ شعر صرف د میں ہے - دوسرا اور تیسرا شعر ہ میں نہیں -

۲ : یہ شعر د اور و میں ہے -

۳ : تعداد اشعار الف ، ہ میں سات - د میں نو - و میں دس اور مطبوعہ میں آٹھ

ہے - ب میں یہ غزل نہیں -

۱ ہاں بہتر کہ اکنوں دست بردارد طبیب از من
کہ ہر رگ در تن من نبض بیمار است از دست
عزیز وقت خود بود است این دل لیک از چندی
خراب کوچہ و رسوای بازار است از دست
تو ام دست نوازش می کشی بر سر نمیدانی
کہ این مسکین ز جان خویش بیزار است از دست
تو واقف از ہوس دل را بزلل دلبران بستی
بزنجیر بلا اکنوں گرفتار است از دست

۵۱

۲ دل ہوای تو بسر داشتہ است
قطرہی خون چہ جگر داشتہ است
ہیچ معلوم نگردید کجا است
یار گویند کمر داشتہ است
از خیال نمکین خندہی یار
گریہ ام شور دگر داشتہ است
کلفت آلودہ رسیدم ز عدم
رخت من گرد سفر داشتہ است
نیست از تلخی کامم خبرش
دہنش تنگ شکر داشتہ است
حال دل آہ چہ پرسی از اشک
طفل ای ۳ جان چہ خبر داشتہ است
۴ سوخت از گرمی پنهان ما را
دل سنگش چہ شرر داشتہ است
اول و آخر دنیا است گزند
واقف این مار دو سر داشتہ است

- ۱ : یہ تین شعر د، ہ اور و میں ہیں - مطبوعہ میں پہلا اور تیسرا ہے -
۲ : تعداد اشعار ۱ میں سات د، ہ اور و میں آٹھ ہے - ب اور مطبوعہ میں
یہ غزل نہیں -
۳ : از جان (د، ہ، و) : یہ شعر د - ہ اور و میں ہے -

۵۲

۱ بر دل و دیدہ از غمش بسکہ بلا رسیدہ است
 اشک جدا بکوی او آہ جدا رسیدہ است
 ۲ آہ کہ عمر محنتم گاہ بسر نمی رسد
 تا شب ہجر بگذرد روز جزا رسیدہ است
 غم بدلم نہادہ روی در بکشای ای طرب
 تو سر خویشتن بگیر خانہ خدا رسیدہ است
 ای کہ باسماں رسید فرق غرور ناز تو
 ما بتو گر نمی رسیم نالہی ما رسیدہ است
 درد جدای توام مژدہی مرگ می دہد
 شکر کہ دردمند را وقت شفا رسیدہ است
 جانب ما نگاہی از گوشہی چشم میکنی
 نالہی زار من مگر گوش ترا رسیدہ است
 ۳ نی دل و چشم من بتان خوار و خراب کردہ اند
 سر زدہ فتنہ ہر کجا پای شما رسیدہ است
 ۴ جان و دلم بسوی او رفت و منم درین خیال
 کاین بہ کجا نشستہ است آن ز کجا رسیدہ است
 آفت و محنت و الم غصہ و رنج و درد و غم
 واقف مستمند را بی تو چہا رسیدہ است

۵۳

۵ گرد خط جا بروی یار گرفت
 خاطر م یک قلم غبار گرفت
 گر ز خونم کند حنا بندی
 نتوان دست آن نگار گرفت
 طفل اشک مرا بصد جوشش
 بحر تا دید در کنار گرفت
 چہ فراخ است عیش جامہی تو
 کہ ترا تنگ در کنار گرفت

- ۱ : تعداد اشعار ۱، ۵ میں سات - د اور و میں آٹھ ہے - ب اور مطبوعہ
 میں یہ غزل نہیں -
 ۲ : دوسرا ، پانچواں اور چھٹا شعر ۵ میں نہیں -
 ۳ : یہ شعر د اور و میں ہے -
 ۵ : ۵ میں ایک شعر زائد ہے -

۱ دل بآن زلف میکند بازی طفل یا رب چگونہ یار گرفت
خط ز حسن ستمگرش واقف داد این تیرہ روزگار گرفت

۵۴

۲ بحشر خط بمن ای بی و فاجہ خواہی گفت
جواب رنجش و عذر جفا چہ خواہی گفت
نمی کنیم سوی او ترا روان ای اشک
ازان جہت کہ توفلی ز ما چہ خواہی گفت
گذشت کار پریشانیم ز گفت و شنید
بزلف یار ز من ای صبا چہ خواہی گفت
گذشت عمر و نکردی بمن شبی روزی
بحیرتم کہ بروز جزا چہ خواہی گفت
ہزار نامہ نوشتم جواب ننوشتی
بگو بگو کہ جواب خدا چہ خواہی گفت
گر از تو یار بپرسد چہ مدعا داری
تو باری ای دل بی مدعا چہ خواہی گفت
۳ تو کافرانہ بہ بت خانہ میروی ای دل
اگر کسی بتو گوید کجا چہ خواہی گفت
تو خود ز محفاش آزرده میروی واقف
بخندہ گر بتو گوید بیا چہ خواہی گفت

۵۵

۴ دلم از آہ بی اثر داغست بلکہ زین غصہ ام جگر داغست
از دل تنگ من چہ می پرسی زخم بر زخم و داغ بر داغ است
من نہ تنها ز شوخیش داغم کہ پدر ہم ازان پسر داغ است
شمع با این بہار زیبایی از تو ای سرو گل بسر داغ است

- ۱ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ۱ ، د ، و اور مطبوعہ میں سات اور ہ میں آٹھ ہے - ب میں یہ غزل نہیں -
۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۴ : اس غزل میں تعداد اشعار ۱ میں دس د ، و اور مطبوعہ میں نو اور ہ میں آٹھ ہے - ب میں یہ غزل نہیں -

دل من هیچ جا نیاساید
جای شمع آنکه بر سرم شب هجر
سوختم ز اختلاط لاله رخان
پیش رویش ز شمع و لاله میسر
آن چنان دل شتاب می سوزد
لاله زار است سینه‌ی واقف
در سفر داغ و در حضر داغ است
سوزد از شام تا سحر داغ است
وصل این قوم را ثمر داغ است
کاین یکی سوخت و آن دگر داغ است
که ترا تا شود خبر داغ است
هر کجا افگنی نظر داغ است

۵۶

۲ خویشت و بیگانه بحال من بیمار گریست
هر که آمد بر سرم شمع صفت زار گریست
از پس مرگ کسی آب بخاکم افشاند
ابر غم آمد و چون یار هوا دار گریست
نعشتم آن روز که از کوی تو بیدرد برند
خواهد از درد بحالم در و دیوار گریست
در غمت کم ز کسی دید دلم خون گرمی
غیر ازین دیده که از بهر تو بسیار گریست
کبک را خنده ز غم خواب فراموش شده است
بسکه مجنون تو در دامن کهسار گریست
۳ نگرشت است هنوز از شب هجران پایی
نتوان خون دل از دیده بیک بار گریست
آنکه دی خندان کنان بر سر من آمده بود
چون مرا گریه کنان دید بناچار گریست
واقف آن شب که ازو یار نرسید احوال
کم سخن گفت ز درد دل و بسیار گریست

- ۱ : یہ شعر، د، ه، و اور مطبوعہ میں نہیں - نیز ہ میں تیسرا شعر بھی نہیں -
۲ : تعداد اشعار میں چھ، د، ه اور وہیں آٹھ، اور مطبوعہ میں سات ہے -
۳ : یہ دو شعر، د، ه اور وہیں ہیں - ہ میں اس شعر کا مصرع اول حسب ذیل ہے :

قدری از بہر شب وصل نگہدار آخر

۵۷

۱ از بسکہ فتادہ گرم خویت
یاران دارند پیک و قاصد
ششتی ای دیدہ روی مارا
تا گم شدہ گوہر دل از من
رفتہ ای سرو و آبم از چشم
۲ احوال سیاہ روزی ما
یک خار نگشت از تو سیراب
۳ درد تو گداخت استخوانم
گرد سر شوخی تو گردم
۴ جانم ای گل بہ مستی آید
واقف ز لب کہ می زنی حرف

گردید برشتہ رنگ رویت
من اشک کنم روان بسویت
خواہیم ہمیشہ آبرویت
چشمم شدہ خاک شوی کویت
گردید روان بچستجویت
خط آمد و گفت روبرویت
ای آبلہ خاک در سبویت
شرمندہ ام از سگان کویت
مژگان پرست موبمویت
ہمراہ صبا فرست بویت
خوش با نمک است گفتگویت

۵۸

۱ قدم از میکدہ مگذار برون جای خوشست
دامن پیر مغان گیر کہ بابای خوشست
پیش خیز ہوس سفلہ نمی باید بود
بندہی عشق شوای خواجہ کہ مولای خوشست
کیمیای ز وصال تو تمنا دارم
گو بسوزد سر و سامان کہ تمنای خوشست
۲ جامہی عاریت آلودہی منت باشد
خوش بفریان تنم زانکہ سراپای خوشست
سر افتادہی ما را بعزیزی دارید
گرچہ خاکست ولی خاک کف پای خوشست

- ۱ : تعداد اشعار ۱ میں آٹھ - د میں دس اور ۱ میں نو ہے - ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۲ : یہ شعر صرف ۱ میں ہے -
۳ : یہ شعر صرف ۱ میں ہے -
۴ : تعداد اشعار ۱ میں دس ، ۱ میں آٹھ اور ۱ میں گیارہ ہے - ب ، د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۵ : دوسرا ، تیسرا اور چوتھا شعر ۱ میں نہیں -

دین و دنیا دل و جان صبر و خرد تاب و توان
 بفروشید بآن زلف که سودای خوشست
 وعدهی قتل من ای شوخ بفردا دادی
 رقص شادی کنم امروز که فردای خوشست
 بر سر هر مژہ لخت جگر گرم میسوزد
 چون چراغان لب آب تماشای خوشست
 بدعا خواه دلی خالی ز اندیشهی غیر
 که وراى دو جهان گوشه‌ی تنهای خوشست
 ۱ عشق ای دل به غلامی چو سرافرازت کرد
 حاضر خدمت او باش که آقای خوش است
 جانب ساده رخان مینگری شرمست باد
 ای ترا زانوی خود آینه سیمای خوش است
 وعدهی بوسه اگر از لب خوبان خوبست
 واقف از جانب ما نیز تقاضای خوشست

۵۹

غم آباد و مصیبت خانه‌ای هست
 مرا هم بی وفا جانانهای هست
 سرت گردم عجب افسانه‌ای هست
 بزنجیرش چو دل دیوانه‌ای هست
 که آنجا نقد جان بیعانه‌ای هست
 بهر جا مسجد و میخانه‌ای هست
 ندیمت شیشه و پیمانهای هست
 که آنجا هم چو من دیوانه‌ای هست
 همانا در دلت بیگانه‌ای هست
 هنوزم لغزش مستانه‌ای هست
 که آنجا نیز آب و دانه‌ای هست

۲ بعهدت جا بجا ویرانه‌ای هست
 بیا بلبل که ما نالیم باهم
 توان یک شب شنیدن سرگزشتم
 چرا بر خویشتن زلفت نلرزد
 مرا سودا ببازاری فگند است
 ازان چشم و ازان ابرو خرابست
 کجا داری خبر زین دیده و دل
 نمی آید بشهر از دشت مجنون
 ترا نا آشنا می بینم امروز
 ز بزم میکشان رفتم ز عمری
 ۳ بما ای مرغ گلشن هم قفس باش

- ۱ : یہ دو شعرہ اور وہیں ہیں -
 ۲ : تعداد اشعار، ب، میں گیارہ د، و میں سات ہ میں بارہ ہے - مطبوعہ میں
 یہ غزل نہیں -
 ۳ : یہ شعر، د، ہ، و میں ہے -

دلم واقف خراب افتاده بہتر چہ تعمیرش کنم غمخانہ ای هست

۶۰

۱ تا دل بہ بستر غمت افتاد برنخواست
از ضعف زین ستم زدہ فریاد برنخواست
دوران چراغ کلبہی این تیرہ روز را
روشن نکرد کز ہمہ سو باد برنخواست
بایست تیشہ زد بسر خود دم نخست
عاشق بدیر فہمی فرہاد برنخواست
دامن کشید از گل و خار ایستادہ است
کس ہمچو سرو زین چمن آزاد برنخواست
محکم پی است درد تو از بسکہ در وفا
ہرگز ز پهلوی من ناشاد برنخواست
۲ در فتنہ روزگار بجای نشد بلند
کان فتنہ قامت از پی امداد برنخواست
واقف پس از گذشتن مجنون بغیر من
دیوانہ ای ز وادی ایجاد برنخواست

۶۱

۳ تا تو رفتی دامن صبر و قرار از دست رفت
دست بر سر می زنم ای وای کار از دست رفت
شد جوانی آخر و خاکی نیفگندم بجیب
گل نچیدم از جنون فصل بہار از دست رفت
اعتمادی داشتم بر طاقت سنگین رکاب
تا ترا دیدم عنان اختیار از دست رفت
از غمت در آستین سامان طوفان داشتم
جملہ از اسراف چشم اشکبار از دست رفت

۱ : تعداد اشعار ۱ ، ب میں چھ ، د ، ہ اور و میں سات ہے ۔ مطبوعہ میں

یہ غزل نہیں ۔

۲ : یہ شعر د ، ہ اور و میں ہے ۔

۳ : تعداد اشعار ۱ ، ب ، ہ میں سات د اور و میں آٹھ ہے ۔

بعد صد خون جگر وصلش میسر شد ولی
چون حنا در هفته‌ای ما را نگار از دست رفت
دامن عمر ابد گر رفت از کف سہل بود
گشت مشکل کار من تا زلف یار از دست رفت
۱ خورده‌ی جانی کہ بہرش کیسہا میدوختم
چشم تا برہم زدم ہمچو شرار از دست رفت
آن سلیمانم کہ گم شد خاتم اقبال من
تا مرا واقف رکاب آن سوار از دست رفت

۶۲

۲ جان ماند و دل من از میان رفت
تا دل در فکر آن دہان رفت
از دست جفای ناوکت ۳ دل
در راہ فنا ادب ضرور است
مردیم و ہدف شد استخوانہا
تا سرو قد تو جلوہ گر شد
آن چشم سیاہ بلای جان است
دل محو خیال آن کمر شد
۵ عاشق بہوای ناوکت مرد
تا دامن دشت یادم آمد
رفت آن بی مہر و لخت دل ریخت
در خانہ‌ی کس نہ رفتی از شرم
زلفش بزمین رسید واقف

۶۳

۶ نگار بستہ برنگی نمود جانان دست
کز آب و رنگ بخون شستہ است مرجان دست

- ۱ : یہ شعر د اور و میں ہے -
- ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - تعداد اشعار ۱ ، ب میں نو اور د اور و میں گیارہ ہے -
- ۳ : ناوک (۱) از شوق خدنگ او دل (۵) - ۴ : کشان (ب ، د ، و) -
- ۵ : یہ شعر د اور و میں ہیں - ۱ ، ب کا دوسرا شعر ان نسخوں میں نہیں -
- ۶ : تعداد اشعار ۱ ، ب میں چھ ، د اور و میں نو ، اور ہ میں آٹھ ہے - مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -

مرا بسلسلہی حسن اعتقادی هست
 دھم چو شانہ بدامان زلف خوبان دست
 بس است شمع صفت داغ دشمن جانم
 بکشتن من آتش بجان مرنجان دست
 ز بہر چیدن گل کس نکرد دست دراز
 بخواہشی کہ برم جانب گریبان دست
 کجاست همچو بیابان وسیع حوصلہی شہر
 مرید بادبہ ام میدہم بدامان دست
 ۱ بہ دامن کہ شود آشنا بگو ناصح
 گرفتم اینکہ کنم کوتہ از گریبان دست
 ستم رسیدہ بہ دامان ظالم آویزد
 کشم چگونہ ز زلفت من پریشان دست
 برای دیدن نبضم طیب آمد و من
 در آستین کنم از شرم داغ پنهان دست
 ز شانہ کاری زلف تو ماند تا محروم
 بہیچ کار نزد واقف پریشان دست

۶۴

۲ در دل نہ ہمین سہ چار درد است از دست تو بی شمار درد است
 باز آ کہ ز دوری تو مارا یک سینہ و صد ہزار درد است
 در کویتو جان سپردگان را جاروب کش مزار درد است
 ۳ در دل کہ ز اشتیاق داغ است در دیدہ ز انتظار درد است
 ای پیش تو یادگار ما ہیچ ما را ز تو یادگار درد است

۱ : یہ اشعار، د، اورومیں ہیں - ہ میں پہلا نہیں -

۲ : تعداد اشعار، ب میں چار د، ہ اورومیں چھ ھے - مطبوعہ میں سات ھے -

۳ : یہ اشعار د، ہ اورومیں ہیں -

۱ گفتی بہ دل تو چیست از من ای یار ستم شعار درد است
واقف مگسل ز درد زنہار یار تو درین دیار درد است

۶۵

۲ ستر زلفت ز صبا گر نہ پریشان می گشت
کار سودا زده ای چند بسامان می گشت
نامی از سرو درین باغ نبود است ہنوز
کہ بدل یار قد یار خرامان می گشت
آنکہ از زمزم و کوثر دل او آب نخورد
تبشہ گرد سر آن چاہ زنخدان می گشت
شد یقینم کہ کفن پوش کند عالم را
تیغ بیداد تو آن روز کہ عریان می گشت
این زمان دل بسر زلف تو خود را گم کرد
یاد آن روز کہ در ہند پریشان می گشت
شب ز بیچارگی دل جگر من خون شد
کہ بامید تو در کوچہی حرمان می گشت
من ز تحصیل فن عشق چو فارغ گشتم
بلبل آن روز باورلق گلستان می گشت
۳ خبری از دل دیوانہ نہ دارم لیکن
دیدم از دور کسی را بہ بیابان می گشت
چہ بلا شور بسر داشت دل من کامشب
کاسہی داغ بہ کف گرد نمکدان می گشت
شب چہ شمعہ بہ نظر بود کہ لخت دل من
ہمچو پروانہ بگرد سر مژگان می گشت
واقف آن شور جنون تو کجا شد کہ لب
خندہ می زد چو سخر چاک گریبان می گشت

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔

۲ : اس غزل کے اشعار ا میں آٹھ ، ب میں نو ، د اور ہ میں دس ، ہ میں سات

اور مطبوعہ میں دس ہے ۔ اس غزل کا مطلع ا ، ب کے علاوہ حسب ذیل ہے :

سرو من دوش بہ گزار خرامان میگشت از پیش سرو چمن بر زده دامن میگشت

۳ : یہ اشعار د اور و میں ہیں ۔

۶۶

۱ ندانم کدامین ادای تو خوبست
 چه گویم همه شیوہ های تو خوبست
 اگر تیر بر من زنی ور باغیار
 تو خوبی صواب و خطای تو خوبست
 مبادا چو من روز بد پشت آید
 مبین آئینہ کز برای تو خوبست
 تو سرو کدامین گلستانی ای شوخ
 کہ از روی گل پشت پای تو خوبست
 سر من کہ دارد هوای سجودی
 اگر سودہ گردد بپای تو خوبست
 ۲ فتاد است در فکر پرواز رنگم
 اگر پر زند در هوای تو خوب است
 ز واقف نمانده است جز نیم جانی
 ۳ کہ آن ہم نماید فدای تو خوبست

۶۷

۴ نیست گر حق یقین علم یقین ہم بد نیست
 گر میسر نشود آن بتو این ہم بد نیست
 زخم دندان بلب یار تماشا دارد
 گرچہ خوبست نگین نقش نگین ہم بد نیست
 سینہ بریان چکنی از پی نان گندم
 نمکی داری اگر قرص جوین ہم بد نیست
 چند در دیدہی اغیار نشیمن سازی
 گوشہی خاطر این گوشہ نشین ہم بد نیست
 ماہ من گرز در مہر در آبی خوبست
 ور قدم رنجہ کنی از رہ کین ہم بد نیست
 می برد گرچہ دل از موج تبسم لب او
 واقف انصاف بدہ چین چین ہم بد نیست

۱ : ا ، ب میں تعداد اشعار چھ اور باقی میں سات ہے ۔

۲ : یہ شعر د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے ۔

۳ : دید در هوای (د ، و) ہ میں مصرع دوم حسب ذیل ہے :

گرآن ہم دھد رونمای تو خوب است

۴ : تعداد اشعار ا ، ب میں چھ ، اور ہ اور و میں پانچ ہے ، د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔

۶۸

۱ بیا از جلوہ کن بر پا قیامت
 کہ کار خود برد بالا قیامت
 بہر جا سایہ افتد از قد یار
 نروید سرو زانجا تا قیامت
 بلاہا دیدہ ایم از قامت او
 چہ می خواہد ز جان ما قیامت
 رود برباد چندین کویہ طاقت
 قدش ہر جا کند بر پا قیامت
 مرا از وعدہی وصلش چہ حاصل
 کہ نتوان زندہ ماندن تا قیامت
 بہ تنہایی مرا بسیار مپسند
 کہ آید بر من تنہا قیامت
 ۲ ز دنیا و ز عقبی در ہراسم
 کہ این جا آفت و آنجا قیامت
 بمن ای سرو قد امروز بنشین
 کہ خواہم کرد من فردا قیامت
 ز دست آن شکار انداز واقف
 قیامت بود در صحرا قیامت

۶۹

۳ مژہ ای ریختہ خونم کہ بخنجر خویش است
 نگمی کردہ شہیدم کہ بکافر خویش است
 در سر کوی تو آشوب قیامت باشد
 آن زمینی است کہ باعرصہی محشر خویش است
 کام جانم ز عتاب تو حلاوت اندوخت
 شکر این زہر چگویم کہ بشکر خویش است

۱ : تعداد اشعار ب میں چھ ، مگر باقی نسخوں میں سات ہے ۔

۲ : ہ میں پانچ ہیں اور چھٹے کی بجای یہ دو شعر ہیں ۔

۳ : تعداد اشعار ۱ ، د میں آٹھ ، ب ، و ، مطبوعہ میں نو اور ہ میں پندرہ ہے ۔
 د اور ہ میں مطلع کا دوسرا مصرع پہلے آیا ہے ۔

قمریان گرد سر سرو چرا می گردند
 راست گویند مگر با قد دلبر خویش است
 دل تو خویشی نزدیک به خارا دارد
 دل سپردن بتو بی رحم ستم بر خویش است
 عشق سر داد تہی پای من مجنون را
 اندران دشت کہ ہر خار بہ نشتر خویش است
 می کند در حرم کعبہ کویت مستی
 این دل بی ادب ما بہ کبوتر خویش است
 ۱ من درین بادیدہ با تشنہ لبی خوش دارم
 ورنہ ہر آبلہی پای بکوثر خویش است
 چند گویی کہ بسوزد دلت از آتش غم
 غم ندارم کہ دل من بہ سمندر خویش است
 فرد شو چون سفر عشق گزیدی ای دل
 ہست بیگانہ درین راہ ہمہ گر خویش است
 خوشم از تیرگی بخت بیاد آن زلف
 دارم آن زلف سیاہی کہ بہ عنبر خویش است
 منصب آیینہ داری تو تا یافت رقیب
 دارد آن پایہ کہ گویی بہ سکندر خویش است
 نیست در دست من سوختہ را زین گلشن
 جز گل داغ کہ آن نیز باخگر خویش است
 دید تا داغ مرا آمدہ خونش در جوش
 لالہ گویا بمن سوختہ اختر خویش است
 در جہان یار وفادار ندیدم واقف
 حرف بیگانہ چگویم کہ سخن در خویش است

۷۰

۲ دلبر لعل قبا را عشق است خونی طاقت ما را عشق است
 عشق شد سوی تو ام راہنما ہادی راہنما را عشق است

۱ : یہ سات شعرہ میں زائد ہیں -
 ۲ : اس غزل کے اشعارہ میں گیارہ اور باقی نسخوں میں بارہ ہیں - مطبوعہ
 میں یہ غزل نہیں -

نالہ بر تربت مجنون کردم
خشک لب مرد نخورد آب بقا
عاشقان را رسد از غیب ندا
دوست از جور و جفا کشت مرا
هیچ پروای گل و خارش نیست
کاهش جان مرا کرد علاج
سرخ رو گشت بمیدان وفا
روی او دیدہ و دل راست بہشت
خوب برداشت نقاب از رخ یار
کرد طی وادی پر خار جنون
آمد آواز صدا را عشق است
تشنہی تیغ بقا را عشق است
ایمہا القوم شما را عشق است
دشمن مہر و وفا را عشق است
عاشق بی سر و پا را عشق است
بادہی روح فزا را عشق است
کشتہی تیغ جفا را عشق است
حسن آن حور لقا را عشق است
جرات باد صبا را عشق است
واقف برہنہ پا را عشق است

۷۱

۲ دلی کہ در سر آن زلف جا گرفت و گذاشت
وطن بسایہی بال ہما گرفت و گذاشت
بگو چسان نشوم پایمال بی قدری
کہ یار دست مرا چون حنا گرفت و گذاشت
ز دستگیری او زینہار پا نخوری
کہ یار ہمچو حنا دستہا گرفت و گذاشت
نقاب بر رخ آیینہ از کف آن خود بین
مرا چو دید ز روی حیا گرفت و گذاشت
چو عکس آیینہ شد محو نقش ہستی او
کسیکہ دامن اہل صفا گرفت و گذاشت
چہ کوچہا کہ نگردید از پریشانی
کسیکہ زلف ترا چون صبا گرفت و گذاشت
دلہ ز سوز محبت اگر نشد اخگر
سبب چہ بود کہ آن دلربا گرفت و گذاشت

۱ : یہ شعر صرف ب ، ہ اور و میں ہے ۔
۲ : تعداد اشعار ا میں آٹھ ، ب میں سات ، د ، و میں دس ۔ ہ میں گیارہ
اور مطبوعہ میں نو ہے ۔

۱ بہ چین زلف تو برگشت دل ز سوی ختن
 رہ صواب و طریق خطا گرفت و گذاشت
 ۲ تو نیز سر بده ای محتسب چه خواهد شد
 مرا کہ مست عسس بارہا گرفت و گذاشت
 سر لباس منقش مرا کجاست بہ فقر
 کہ نقش ہا تنم از بوریا گرفت و گذاشت
 نشد مقیم درین خانہ هیچ کس واقف
 چہ عکس ہا کہ در آیینہ جا گرفت و گذاشت

۷۲

۳ جز منت عاشق فدایی نیست
 ہر کرا با تو آشنایی نیست
 از طمع دریدر مکن دل را
 شمع سان داغ بر دلم مگذار
 یک کف خاک نیست در کویش
 من اسیر کسیکہ از زلفش
 بلبل بی دماغ این باغم
 بلبل طبع را جدا زان گل
 پر حذر باش ای کمان ابرو
 زاری دل بگوش او نرسید
 در دیاری کہ میرزا عشق است
 این کہ ناخن بدل زنند بتان
 برگ عیشی ز لخت دل دارم
 صد شکستم فتاد از احباب
 فاسق بر ملا اگرچہ بد است
 واقف از شغل عاشقی بگذر

حاجت آنکہ آزمایی نیست
 دردش هیچ روشنائی نیست
 جام جم کاسہی گدایی نیست
 کہ مرا ذوق خودنمایی نیست
 کہ ز خون دلی خنایی نیست
 هیچ دل را سررہایی نیست
 با کسی ذوق ہم نوایی نیست
 ساز و برگ غزل سرایی نیست
 ناوک آہ مارا ہوایی نیست
 آہ کین آہ را رمایی نیست
 عقل را قدر روستایی نیست
 دل خراشی است دل کشایی نیست
 باکم از روز بی نوایی نیست
 چشم یک جہ مومیایی نیست
 بد تر از زاہد ریایی نیست
 خاک شور یست مشکسای نیست

۱ : یہ شعر صرف ہ اور مطبوعہ میں ہے ۔

۲ : یہ دو شعر د - ۵ - و اور مطبوعہ میں ہیں ۔

۳ : تعداد اشعار ۱ میں اور مطبوعہ میں چودہ اور باقی نسخوں میں پندرہ ہے ۔
 ہ میں گیارہ ہے ۔

۷۳

۱ بعد ازینم مده آزار گذشت آنچه گذشت
 بار دیگر مکن این کار گذشت آنچه گذشت
 دوش رفتی بعیادت سر بالین رقیب
 زین الم بر من بیمار گذشت آنچه گذشت
 تیری از سینه گذر کرد و نشد کار تمام
 خنجر ناز برون آر گذشت آنچه گذشت
 ۲ ماجرای شب هجران چه دهم شرح مپرس
 بر دل از دیدہی خونبار گذشت آنچه گذشت
 دی گذشتی نمک افشان به تبسم با غیر
 جان من بر دل افگار گذشت آنچه گذشت
 چند گویی کہ بگو آنچه گذشت از سر تو
 از سرم بگذرو بگذار گذشت آنچه گذشت
 فصل گل آمد و از توبہ گذشتم ساق
 شیشہ از طاق فرود آر گذشت آنچه گذشت
 سحری بوی گل انداخت گذر بر قفسم
 بر من از حسرت گزار گذشت آنچه گذشت
 مگذاران تیر جفا از دل واقف زین بیش
 بس کن ای شوخ کماندار گذشت آنچه گذشت

۷۴

۳ بطفلی در دبستان محبت گرفتم یاد قرآن محبت
 طپیدم سوختم برباد رفتم چه ها کردم بفرمان محبت
 گلستان بوستان میخواند بلبل کہ من بودم غزلخوان محبت
 توان پی برد از انجام فرهاد کہ سر بازی است پایان محبت
 بزور همت مردانہ گردید زلیخا مرد میدان محبت
 مسلمانان چو ایمان یاد کردند ز من احکام و ارکان محبت

۱ : تعداد اشعارہ میں آٹھ اور باقی نسخوں میں نو ہے ۔

۲ : یہ شعرہ میں نہیں ۔

۳ : تعداد اشعار ۱ ، ب ، میں چودہ ، د ، اور مطبوعہ میں تیرہ اورہ میں پندرہ ہے ۔

محبت را تلف کردی باغیار چه خواهی داد تاوان محبت
 بحمدالله که کردم جان و دل را نثار مهر و قربان محبت
 نهان از من داش را مهربان کرد همین لطف نمایان محبت
 ستانم داد تا زین جامه زیبان درآویزم بدامان محبت
 دلم یک قطره ای خونست لیکن فرو برده است طوفان محبت
 زبانندان محبت هیچ کس نیست بنه بر طاق دیوان محبت
 زلیخایی و یعقوبی نمانده است میسر از مصر و کنعان محبت
 ۱ چه درد و داغ تحویل دل ما دل ما میر سامان محبت
 ۲ محبت درد جانکه است واقف چه خواهی کر درمان محبت

۷۵

۳ در شب وصل ز اندیشه‌ی هجرانم سوخت
 بخت با آنکه بمن ساخت بدینسانم سوخت
 دل نشد شاد ز سعی من و زین غم داغم
 فکر آبادی اینخانه‌ی ویرانم سوخت
 آتش افتاد بجان من و تن گرم نشد
 پاس ناموس تب عشق چه پنهانم سوخت
 چه برون میکنی از انجمن ای شمع مرا
 من چو پروانه مگر پیش تو نتوانم سوخت
 گرم و افروخته ظالم ز کجا می آیی
 که ز تاب تو نگه بر سر مژگانم سوخت
 عقل را سوختن من چه بلا مشکل بود
 گرم برجست زجا عشق تو آسانم سوخت
 ۴ همچو آن غنچه که گل ناشده پژمرده شود
 در چمن تنگدلی سر به گریبانم سوخت

۱ : یہ شعرہ میں ہے -
 ۲ : تعداد اشعار ا، ب، ہ میں نو، داورو میں آٹھ ہے۔ مطبوعہ میں یہ غزل نہیں۔ ہ میں مطلع حسب ذیل ہے :-
 پاس ناموس تب عشق چه پنهانم سوخت بی خبر ماند دل و آتش غم جانم سوخت
 ۳ : ساتوان شعرہ میں نہیں -

۱ بود محتاج بہ دامن زدنی آتش من
آمد آن شوخ بہ یک جنبش مژگانم سوخت
گرمی شعلہ سزاوار نباشد با شمع
سایہ ی لطف تو خواہد سر و سامانم سوخت
خشکی طالع دون با توجہ گویم واقف
تشنہ لب بر سر آن چاہ زرخدانم سوخت

۷۶

۲ نمی ترسد اگر زان فتنہ قامت
ز بزم می روم با صد ندامت
عجب دیوانہ ای سختی کشم من
بسرو از راستی صد بار گفتم
برای خدمت بزم تو شبہا
مریدت گشتم ای پیر خرابات
۳ فرو رفت از خجالت در زمین سرو
سبک روحانہ می گردم درین باغ
قلم در کش ز فکر شعر واقف
کہ در پیش است دیوان قیامت

۷۷

گر نباشد وعدہ ی دیدار فردا در بہشت
دوزخی باشم اللہی گر نہم پا در بہشت
عشق باز د حور با آن قد رعنا در بہشت
کی کشید است اینچنین یک سرو بالا در بہشت
روز وصل از روی او ہرگز نگاہم بر نگشت
این قیامت دیدہ افتادہ است گویا در بہشت
آرزو دارد دلم جایکہ نبود آسمان
این تمنا کی میسر گردد الا در بہشت
خاطرم گل گل شگفت است از خیال عارضش
یاد بالایش بدل ماند بطوبی در بہشت

- ۱ : یہ دو شعر صرف ہ میں ہیں -
۲ : تعداد اشعار ا ، ب ، ہ ، اور و میں سات ہے ، مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
و میں دوسرا شعر مطلع واقع ہوا ہے -
۳ : یہ شعر صرف د اور و میں ہیں -

ما غریبان را وطن در گلستان کوی یار
شد فراموش آنچنان واقف کہ دنیا در بہشت

۷۸

۱ با تو من ہشیار نتوانم نشست	می روم از کار نتوانم نشست
۲ روز و شب افتادہ مانم بر درش	با دل بیمار نتوانم نشست
غیر در بزم تو جای من گرفت	می روم لاچار نتوانم نشست
نا نشستہ می روم از بزم یار	در صف اغیار نتوانم نشست
خانہ بیزار از غم ہجران شدم	روی در دیوار نتوانم نشست
گرد غم ترسم نشیند بر دلش	یک نفس با یار نتوانم نشست
زود اگر خیزم ز بزم او رواست	از ادب بسیار نتوانم نشست
گاہ گریم گاہ نالم در غمت	جانمن بیکار نتوانم نشست
می روم واقف ز کوی گلرخان	بیش ازین من خوار نتوانم نشست

۷۹

۳ دوش بر حالم چو گل آن بی وفا خندید و رفت
خار خار من تماشا کرد و دامن چید و رفت
تند بگذشت آنچنان از من کہ باد دامنش
لخت لخت دل چو برگ گل زہم پاشید و رفت
من نہ تنها داد خواہ از جور گردون می روم
صبح از بی مہریش خون بر جبین مالید و رفت
م بعد عمری آمد و کردم سوال بوسہ ای
بی مروت سنگدل نامہربان رنجید و رفت
حرف سر کردم بیمار از بوی گل آہستہ تر
بی دماغی را نظر کن ہ شمعہ ای نشنید و رفت

۱ : یہ غزل ہ اور مطبوعہ میں نہیں - ۱ ، ب میں تعداد اشعار نو اور د اور و میں سات ہے -

۲ : دوسرا اور پانچواں شعر د ، اور و میں نہیں -

۳ : تعداد اشعار ۱ ، ب میں آٹھ ، د اور و میں سات اور ہ اور مطبوعہ میں نو ہے -

۴ : تیسرا اور ساتواں شعر مطبوعہ میں نہیں -

۵ : این ہمہ (۱) مطبوعہ میں اس شعر کا مصرع اول حسب ذیل ہے :

بوی گل می آید از حرفی کہ سر کردم باو

گفتمش مرهم بہای از تو دارم آرزو
 خندہ کرد و بر جراحت ہا نمک پاشید و رفت
 ای کہ پرسى حال مجنون از من صحرا نشین
 گردبادی بود اینجا مدتی گردید و رفت
 ۱ خاطر جمع از شبستان جہان یک کس نبرد
 ہر کہ آمد چند شب خواب پریشان دید و رفت
 راہ دولت خانہی نازش نمی یابد کسی
 ہر کہ آمد بر در او آستان بوسید و رفت
 خاکساریہای من یک رہ نہ شد منظور او
 دید در کویش غبارم را نظر پوشید و رفت
 ۲ همچو آن آبی کہ سازی بر سر راہش سبیل
 غم ز ہر جانب کہ آمد خون من نوشید و رفت
 طفل بازی کوش من واقف پس صد انتظار
 آمد و دل چون کبوتر از برم دزدید و رفت

۸۰

۳ سرو افتادہ ز پا از دستت	کرده گل جامہ قبا از دستت
خانہ آباد خراب افتادہ است	خانہی مہر و وفا از دستت
گفتی از دست کہ داغست دستت	ای ہمہ جور و جفا از دستت
پنجہ ات سخت دلم را افشرد	نکنم گریہ چرا از دستت
آن نگاری تو کہ بنشستہ بخون	دل جدا دیدہ جدا از دستت
نگذاری بدلم دست افسوس	گہ دارم بخدا از دستت
کرد وا بند قباى تو رقیب	کرده من جامہ قبا از دستت
آن بلایی تو کہ ریزد بدو دست	خاک بر فرق بلا از دستت
۴ ناگوار است ز ناسازی تو	کہ خورم آب بقا از دستت
می توان بر سر واقف آمد	کہ فتاد است ز پا از دستت

۱ : یہ تین شعر صرف مطبوعہ میں ہیں -

۲ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -

۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ہ میں تعداد اشعار گیارہ ہے - و میں دس اور باقی میں نو ہے -

۴ : یہ شعر ہ اور و میں ہے - ہ میں مطلع حسب ذیل آیا ہے :
 دل گرفتار بلا از دستت جان طلبگار فنا از دستت

۸۱

۱ غافل از حال من دیوانہ بودن خوب نیست
 آشنایم کودکان بیگانه بودن خوب نیست
 ابر می بارد حریفان فکر می پر لازم است
 بیش ازین بی گریه‌ی مستانه بودن خوب نیست
 گل مزین بر فرق و عارض بر میفروزان چو شمع
 خانه سوز بلبل ویرانه بودن خوب نیست
 این وصیت کرد مجنون در دم آخر بمن
 تا توان دیوانہ شد فرزانه بودن خوب نیست
 ۲ گشت در طفلی پدر از عشق من بیزار و گفت
 با چنین دیوانہ‌ای ہم خانه بودن خوب نیست
 ماجرای دهر واقف گوش کم کن گوش کن
 همچو طفلان مایل افسانہ بودن خوب نیست

۸۲

۳ مست آمد عتاب کرد و گذشت
 تند و پر شور بود همچون سیل
 خواستم تا حساب ازو گیرم
 زهره چشمی بکار من فرمود
 گله‌ی زلف خود شنید از من
 گرم آمد بخانه سوختنم
 گفتمش عمر من چنین مشتاب
 تاچه دید آن فرشته خو از من
 ۵ داشتم صد سوال و نازده حرف
 من سگ آن فرشته خو واقف
 جگرم را کباب کرد و گذشت
 خانه ام را خراب کرد و گذشت
 ستم بی حساب کرد و گذشت
 زهره‌ی طاقت آب کرد و گذشت
 قدری پیچ و تاب کرد و گذشت
 همچو برق اضطراب کرد و گذشت
 نشنید و شتاب کرد و گذشت
 که مرا سگ خطاب کرد و گذشت
 او مرا لاجواب کرد و گذشت
 که ز من اجتناب کرد و گذشت

۱ : ا ، ب میں تعداد اشعار پانچ اور باقی نسخوں میں چھ ہے ۔

۲ : یہ شعر ، د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں زائد ہے ۔

۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

۵ : یہ شعر ہ میں نہیں ہے ۔

۴ : یہ شعر ہ میں نہیں ۔

۸۳

۱ فتنہ آتش بچشم گل چو بینم در گریبان
 خلد در خاطرم خاری کہ گیرد طرف دامن
 بجز آلودگی رنگی ندارد صحبت مردم
 بچشمم تا نشستنی تر ز خون گردید دامن
 نمی آرد چراغ آنجا کسی نی لاله می کرد
 ندارد هیچ دل سوزی بسر خاک شہیدانت
 نباشد خالی از تاثیر آواز شکست دل
 خدا سازد کہ افتد شیشہ ام از طاق نسیان
 صفا در خانہ پیدا می شود چون می رسد مہمان
 چرا روشن نگردد چشم داغ دل ز پیکانت
 بہ تیری یاد کردی شیخ کمان چون من ضعیفی را
 گر اندک قوتی می بود می رفتم بقرابانت
 نمیدانم دگر زلف کہ از کف دادہ ای ۲ واقف
 کہ می بینم دماغ آشفته و خاطر پریشان

۸۴

۳ شب ہجر تو خانہ بی نور است
 بر در بارگاہ حضرت عشق
 راحتی نیست در قلمرو عشق
 از نوازش بنالہ می آید
 دلم افسردہ شد ز صحبت او
 بر رخ این دیدہ ی تری کہ مراست
 کارم از اشک و آہ پیش نرفت
 غم کہ آرد قیامتہ بر سر
 خانہ ای را کہ پر شد از احباب

بی تو چشم چراغ شب کور است
 کمترین چویدار منصور است
 بادہا گرم و آبہا شور است
 عاشق زار تار طنبور است
 زاهد خشک و سرد کافور است
 خون بہای ہزار ناسور است
 کہ زمین سخت و آسمان دور است
 بغم قامت، کہ محشور است
 می توان گفت بیت معمور است

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - (۱) ب میں "جسم گل" آیا ہے -

۲ : دادہ ام (۱، ب) -

۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ۱، ب اور د میں نو، اور و میں دس شعر ہیں -

۴ : یہ شعر ہ اور و میں نہیں - ۵ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -

گفت هر کس که دید اشک مرا در سر این طفل را عجب شور است
چشم از آینه بر نمی دارد واقف آن شوخ را چه منظور است

۸۵

۱ مجنون مرا بسلسه‌ی عشق وا گذاشت
خود از میانه پای کشید و مرا گذاشت
چندین هزار خانه‌ی طاعت ۲ خراب شد
روزیکه غمزه‌ی تو ستم را بنا گذاشت
پیگانگی ز مردم عالم ز بسکه دید
دل کار خود بآن نگه آشنا گذاشت
از سر هوای سوز و گدازم نمی رود
آسان نمی بود هوس کیمیا گذاشت
باشد بحکم شرع جنون مستحق دار
دیوانه‌ای که پای بدارالشفای گذاشت
در زلف او همیشه دلم عید می کند
در ساعت سعید درین کوچه پا گذاشت
انصاف نیست ورنه درین بزم کی توان
دعوی خون شمع بباد صبا گذاشت
تا دید از تو گوشه‌ی ابروی التفات
بر طاق دل شکایت جور و جفا گذاشت
نگرفت ظالم از دل خونین ما خبر
یا رب کجا خدنگ تو پا در حنا گذاشت
صحرای عشق تشنه‌ی خون همچو کربلاست
از سرگذشت هر که درین دشت پا گذاشت
لطف و عتاب یار ز ما باز داشت است
یارب چه کرده ایم که ما را بما گذاشت

۱ : ه میں یہ غزل نہیں ا، ب میں تعداد اشعار تیرہ د اور و میں پندرہ اور
مطبوعہ میں سولہ ہے - ب میں اس کے بعد کوئی غزل نہیں -
۲ : طاقت (ا، و، مطبوعہ)

۱ در راہ عشق ہمرہی از کس مجو کہ دل
خود پیش پیش رفت و مرا در قفا گذاشت
ترک علاج گفت دل خستہ را علاج
بیچارہ تنگ آمد و آخر دوا گذاشت
مسند نشین کشور ادبار گشت دل
اقبال را بسایہی بال ہما گذاشت
۲ یک بار بخت غنچہی ما وا نمی شود
چندین بہار آمد و نشگفتہ وا گذاشت
برده است کافری باسیری دل مرا
واقف نیم ازینکہ نگہ داشت یا گذاشت

۸۶

۳ شب کہ جمعی در غم آن جامہ گلگون میگریست
چشم مردم آب و چشم حسرتم خون میگریست
دور عشقم نیست امروزی کہ در طفلی دلم
می شنید افسانہی لیلی و مجنون میگریست
ہمچو من در گریہ نبود ہیچ کس رسوای شہر
کوهکن در بی ستون مجنون بہامون میگریست
۴ دود دل را کردہ ام در سینہ ضبط از حکم صبر
ورنہ بر من با ہزاران چشم گردون میگریست
بسکہ می خندند بر دانشوران بی دانشان
در زمان ما اگر بودی فلاطون میگریست
۵ سوی آن بیدرد حسرت نامہ می کردم رقم
خامہ در دستم بحال لفظ و مضمون میگریست
شب کہ واقف با دل دریا مدارش بود کار
از یکی سیحون زد دیگر چشم جیحون میگریست

۱ : یہ دو شعر ، د ، و اور مطبوعہ میں ہیں ۔

۲ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔

۳ : تعداد اشعار ۱ ، میں چار د ، و میں چھ ، ہ میں پانچ اور مطبوعہ میں سات ہے ۔

۴ : یہ دو شعر د ، اور و میں ہیں ۔ ہ میں صرف پہلا ہے ۔

۵ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔

۸۷

۱ دل خون شد و آرزو نمانده است
تا من رفتم ز آستان
در زخم دلم ز کهنگی ها
دیدیم بگلشن زمانه
غم خانه‌ی من ز دولت آه
از دولت حلقه حلقه‌ی زلف
جز زخم تو پہلوی دل من
خالی ز شکست سنگ بیداد
تر خنده زخم بگریه زین ۲ پس
خمخانه‌ی دهر سیر کردیم
واقف باز آمده است آن شوخ

دیگر بتو گفتگو نمانده است
در کوی تو آن غلو نمانده است
شایستگی رفو نمانده است
یکبار شگفته رو نمانده است
محتاج به رفت و رو نمانده است
بی طوق بلا گلو نمانده است
یک همدم خنده رو نمانده است
در عهد تو یک سبو نمانده است
با چشم تر آبرو نمانده است
یک باده‌ی مهر تو نمانده است
گر دل طلبد بگو نمانده است

۸۸

۳ سودای تو از سر رود اصلاً شدنی نیست
این است بلای که ز سر وا شدنی نیست
از پرده برون می فگنی راز درون را
طفلی چو تو ای اشک دگر نا شدنی نیست
دل تنگ تو ام نیست سر باغ و بہارم
چشم بگل و سرو و سمن وا شدنی نیست
معمورہی دلہا ز غمت رو بخرابی است
کو شہر کہ از جور تو صحرا شدنی نیست
شور عجبی از تو فتادہ است بسرہا
کو قطرہ کہ از شوق تو دریا شدنی نیست
روزیکہ باستاد سپردند مرا گفت
کین والہ عشق آمدہ ملا شدنی نیست

- ۱ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ۱ اورہ میں گیارہ د اور و میں دس شعر ہیں -
۲ : بگریہ‌ی خویش (۵) -
۳ : تعداد اشعار د میں اکیس ، ہ میں سات ، و میں بائیس اور مطبوعہ میں بیس ہے -

خود را عبث ای ناخن تدبیر مفرسا
 بگذار کہ آن بند قبا وا شدنی نیست
 مارا بخرابات ز مسجد نتوان برد
 دامن می آلوده مصلا شدنی نیست
 گردون اگر آید بسر مهر چه حاصل
 از ما چو باین سفلہ مدارا شدنی نیست
 صد رنگ غم آمیخته با خون دل من
 ظالم مخور این می کہ گوارا شدنی نیست
 گو خلق بطوفان رود از گریہی شادی
 چون کوه غم عشق تو از جا شدنی نیست
 از کار فروبستہی خود آہ چه گویم
 موقوف بوقت است مکر نا شدنی نیست
 گفتمی دہمت بوسہ زکواۃ لب شیرین
 خود وعدہ وفا کن کہ تقاضا شدنی نیست
 تا پرتو از زندگیم هست درین بزم
 چون شمع من و ترک تماشا شدنی نیست
 از شوخی آن خال کہ در گوشہی ابروست
 یک گوشہ نشین نیست کہ رسوا شدنی نیست
 واسوختن از جور و جفای کہ کند یار
 از غیر تواند شدن از ما شدنی نیست
 با ما دل بی رحم بتان صاف نگردید
 فریاد ازین سنگ کہ مینا شدنی نیست
 از نکہت پیراہن یوسف چه کشاید
 چشمم بجز از بوی تو بینا شدنی نیست
 یک مشت شرر نیست در آتشکدہی دل
 کز تربیت عشق ثریا شدنی نیست
 ای دل مکن ابرام پی بوسہ بآن لب
 خاموش کہ این عرض پذیرا شدنی نیست

گر پیش تو چون شمع بہرند سرم را
قطع نظر از روی تو قطعاً شدنی نیست
واقف بسراغ دل خود سخت ملولم
افسوس کہ این گم شدہ پیدا شدنی نیست

۸۹

۱ من ز دل دل ز من شدہ است
چہ خطا کردہ ام کمان ابرو
نہست جای شگفتن این گلشن
در غم دل چسان نگریم زار
میکنم زان بداع دل گرمی
ہست آشفته زلف یار مگر
کرده ای چشم سرخ پر خونم
شب دلم بلبلا نہ می نالید
۲ بسکہ یکسان بخاک راہ تو شد
زلف بکشابہ بین جواب این است
واقف از حال دل چہ می پرسی
ہمہ از دولت شما شدہ است
کہ ز من ناوکت خطا شدہ است
وای بر غنچہی کہ وا شدہ است
کہ جگر گوشہ ام جدا شدہ است
کہ بمن تازہ آشنا شدہ است
دلی از دام او رها شدہ است
جان من مردمی کجا شدہ است
شاید از گرخی جدا شدہ است
دیدہ ہم چشم نقش پا شدہ است
ای کہ پرسی دلت کجا شدہ است
می شود خون ز درد یا شدہ است

۹۰

۳ آنجا کہ خون ز دیدہی عاشق چکیدہ است
مردم گمان برند کہ بسمل طپیدہ است
تیغ است اینکہ یار جفا جو کشیدہ است
یا صبح سربلندی عاشق دمیدہ است
در حشر خط جواب چگوید بحیرتم
آن سادہ رو کہ نامہی عاشق دریدہ است
۴ انصاف آنکہ کمتر از اصحاب کہف نیست
ہر کس درین زمانہ بغاری رسیدہ است
عالم شود سیاہ بچشم ز دوریش
مانند شمع داغ مرا نور دیدہ است

- ۱ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ، ا ، د اور و میں نو اور ہ میں گیارہ شعر ہیں ۔
۲ : یہ اشعار صرف ہ میں ہیں ۔
۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔ ا ، ہ میں نو اور د ، و میں تعداد اشعار دس
ہے ۔ ہ میں مطلع دوم کو مطلع اول بنا دیا ہے ۔
۴ : چوتھا ، ساتواں اور آٹھواں شعر د اور ہ میں نہیں ۔

گرددن کشی اگر کند آن زلف می رسد
 زانرو که روز تیرہی خط را ندیده است
 بلبل چہا بگرد سرم چرخ می زند
 بوی وفای از گل داغم شمیمہ است
 آخر ز دست یار کشیدم پیالہ ای
 گل غیر من ز شاخ صنوبر چہ دیدہ است
 ۱ از زخم تیغ سرو قدان بعد سوختن
 خاکسترم چو قمری بسمل طپیدہ است
 آن شوخ پر نمک کہ جہان پر ز شور اوست
 شیرین ز شرم او شکر آبدیدہ است
 ۲ عمر دراز در سر زلف تو کردہ است
 نقاش صورت تو نہ آسان کشیدہ است
 در دشت بیخودی نبود بیم گم رہی
 واقف ز خویش رفتہ بجای رسیدہ است

۹۱

۳ این زبان دلبری بشان تو نیست
 سجدہ زان بر درت نمی آرم
 دل ما را میازمای بہ ہجر
 بر کنار خود اشک می ریزم
 گوشہی ابروی بتان دیدم
 بی تکلف بخواب یوسف را
 دوسہ بوسہ بہ بندہ سودا کن
 گرچہ پر نازکست رشتہی جان
 ۴ کاقتم سینہ سینہ و دیدم
 ای دل دردمند من چہ علاج
 وہ تو آنی کہ کس بآن تو نیست
 کہ سرم باب آستان تو نیست
 بی جگر مرد امتخان تو نیست
 کہ چرا محرم میان تو نیست
 لیک چون گوشہی کمان تو نیست
 بارہا دیدہ ام بشان تو نیست
 سود من می شود زیان تو نیست
 لیک نازکتر از میان تو نیست
 یک دل آسودہ در زمان تو نیست
 کہ طیبی مزاجدان تو نیست

۱ : یہ دو شعر د ، ہ اور و میں ہیں ۔

۲ : یہ شعر صرف د میں ہے ۔

۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔ ۱ ، د اور و میں تعداد اشعار گیارہ اور ہ میں آٹھ ہے ۔

۴ : یہ شعر صرف ا میں ہے ۔

۱ بت من جز خدای عالم غیب
تو مرا سرفراز کن هرچند
واقف احوال خود به آن بی مهر
هیچ کس آگه از دھان تو نیست
سر من لایق سنان تو نیست
عرض کن مهر بر دھان تو نیست

۹۲

۲ آن ماه را بکلبه‌ی تارم گذار نیست
شاید که رسم مهر درین روزگار نیست
از وعده‌ی وصال تو دل را قرار نیست
کس را بزندگانی خود اعتبار نیست
یا رب چه آفتی تو ندانم که در دلم
تا کرده‌ای قرار دلم را قرار نیست
افسرده گر شود دلت از خون من مرنج
در شیشه‌ی سپهر می بی خمار نیست
دور از لب تو جان کسی چون خورم شراب
گر آب زندگیست مرا سازگار نیست
گردید بار خاطر من جمله کارها
شادم بکار عشق که بر طبع بار نیست
دیوانه‌ای چه خوش سخن عاقلانه گفت
کانرا که عقل نیست غم روزگار نیست
گریان روم ز گلشن کوی تو تا بکی
انصاف کن که چشم من ابر بهار نیست
۳ ما را پس از وفات ز فیض بهار عشق
بی رنگ و بوی درد گلی بر مزار نیست
تا کی به خلف وعده توان ساخت بی وفا
چشم مرا که حوصله‌ی انتظار نیست

۱ : یہ دو شعر د اور و میں ہیں -

۲ : تعداد اشعار میں نو، د اور و میں آٹھ اور ہ میں دس ہے - مطبوعہ میں نو ہیں و اور مطبوعہ میں مطلع حسب ذیل ہے :

غم بیشمار دارم و یک غمگسار نیست چون من کسی بہ کام دل روزگار نیست
۳ : یہ دو اشعار صرف ہ میں ہیں -

۱ بی چشم تر مری کہ بر زندگان عشق
ا بریست مرده دیدہ اگر اشکبار نیست
واقف بچشم خلق ز بس گشتہ ام سبک
عکس مرا بخانہی آیینہ بار نیست

۹۳

۲ ہر کجا شوخ میرزای ہست
نکنید ای بتان خراب دلم
در شفاخانہی لب یار است
خواجہ بر دولت اعتاد مکن
راست گوید ای بلا زدگان
خاک گشتم بیا ببادم دہ
مکن ای توتیا قدم رنجہ
تند چون سیل از سرم مگذر
ای کہ پرسے کہ آشنای تو کیست
نکنم در جفا کشی تقصیر
شست بر ہر کہ بست میکشش
گرچہ بی برگ گشتہ ام چون فی
۳ عاشق زار را نوازش کن
۴ زادن و مردن آمد و رفت است
گر نہ جان داد دل ز غم واقف

آفت و فتنہ و بلایی ہست
آخرین خانہ را خدایی ہست
درد ما را اگر دوایی ہست
کہ غلام گریز پای ہست
کہ چو بالای او بلایی ہست
کہ ہنوزم بسر ہوایی ہست
دیدہ مشتاق خاکپایی ہست
کہ مرا با تو ماجرای ہست
دلکی درد آشنایی ہست
گر بدانم ترا وفای ہست
نگہش تیر بی خطایی ہست
شکرها می کنم نوایی ہست
کہ عجب تار خوش نوای ہست
دہر ہم کاروان سرای ہست
از چہ در سینہ ہایی ہست

۹۴

۵ دل باین وارستگی کی غافل از تدبیر ماست
ہادی ما رہبر ما مرشد ما پیر ماست

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -

۲ : تعداد اشعار ۱ میں تیرہ - د میں چودہ ، ۵ میں دس ، و اور مطبوعہ میں پندرہ ہے -

۳ : یہ ۵ ، و اور مطبوعہ میں ہے -

۴ : یہ شعر صرف و اور مطبوعہ میں ہے -

۵ : یہ غزل صرف ۵ اور و میں ہے -

قید الفت را گسستن پیش ما کاریست سخت
گر محبت یک سر مو ہم بود زنجیر ماست
از جہان دامن بیفشانیم با آزادی
بسکہ پاس گرد راه عشق دامنگیر ماست
خدمت این دشت را چشم تر ما ضامن است
خشک لب ماند اگر یک خار این تقصیر ماست
خاک گردیدن بہ پیش ما طلا گردیدن است
کیمیاسازان فقیریم و فنا اکسیر ماست
ای کہ پرسى صورت احوال ما افتادگان
نقش ما ہر جا کہ بینی کردہی تصویر ماست
پیش ازین بود است در ہر کوچہی شور جنون
صاحب آوازہ واقف این زمان زنجیر ماست

۹۵

۱ نیست یک دل کہ مبتلای تو نیست
سوختم تا شوم ہوادارت
بسکہ شرمندہ از وفا شدہ ام
پیش روی تو گل چہ رو دارد
کاسہی مہر اگر چہ زرین است
گر چہ خوشبو است طرہی سنبل
۲ دیدم آیینہ خانہی گیتی
واقف از وی چہ می کشی آزار
نیست یک جان کہ در بلای تو نیست
خنک آن کس کہ در ہوای تو نیست
می روم حاجت جفای تو نیست
روی گل ہمچو پشت پای تو نیست
شاہ من درخور گدای تو نیست
لیک چون زلف مشکسای تو نیست
ہیچ آیینہ را صفای تو نیست
ترک این بت بگو خدای تو نیست

۹۶

۳ تو گریہ ہای زار ندانستہ ای کہ چیست
درد جگر فشار ندانستہ ای کہ چیست
ای دل بملک عشق سفر میکنی مکن
احوال آن دیار ندانستہ ای کہ چیست
نگرفتہ ای ز ہمچو خودی وعدہی وصال
تو درد انتظار ندانستہ ای کہ چیست

۱ : یہ غزل ۱، د، د، اور و میں ہے -

۲ : یہ شعرو، ہ میں ہے -

۳ : تعداد اشعار ۱ میں سات، د، ہ اور و میں آٹھ اور مطبوعہ میں نو ہے -

وقت تو خوش بعالم هستی گذشته است
 خمیازہی خمار ندانستہ ای کہ چیست
 عادت برنگ گل بشگفتن گرفتہ ای
 تشویش زخم خار ندانستہ ای کہ چیست
 غافل ز فکر خویش دلا یک نفس مباح
 چون فکر روزگار ندانستہ ای کہ چیست
 ۱ پیوستہ کار تست نمک ریختن بہ زخم
 حال دل فگار ندانستہ ای کہ چیست
 ۲ ما را ہزار درد و الم می رسد ز عشق
 تو خود یک از ہزار ندانستہ ای کہ چیست
 واقف ازان خوشم بتو در عاشقی کہ تو
 خواری و اعتبار ندانستہ ای کہ چیست

۹۷

۳ گل ز وصل تو چیدنم ہوس است
 زیر تیغش طپیدنم ہوس است
 بگذارید دست من یاران
 بکشاید بند از پایم
 یا رب آتش فتد ببال و پرم
 زان بخشم آرمش کہ دشنامی
 چہ بلا وحشت است در طبعم
 چون قبا سرو جامہ زیب ترا
 میل در دیدہ می کشم واقف
 خار از دل کشیدنم ہوس است
 چقدر آرمیدنم ہوس است
 کہ گریبان دریدنم ہوس است
 سر بصحرا کشیدنم ہوس است
 از قفس گر پریدنم ہوس است
 از لب او شنیدنم ہوس است
 کہ ز خود ہم رمیدنم ہوس است
 تنگ در بر کشیدنم ہوس است
 روی مردم ندیدنم ہوس است

۹۸

۴ دل دیوانہی ما از سر دنیا برخاست
 باز مجنون پی آبادی صحرا برخاست
 گل زمین جگر من نہ پسندید افسوس
 داغم از لالہ کہ از سینہی صحرا برخاست

- ۱ : یہ شعرا میں نہیں -
 ۲ : یہ ا، اورہ میں نہیں -
 ۳ : ہ میں مطلع دوم مطلع اول واقع ہوا ہے -
 ۴ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ا، ہ میں تعداد اشعار اٹھ اور د اور و میں نو ہے -

گرد من بر رخ گل هم بنشیند از ناز
 بهواداری دامن که از جا برخاست
 نہ همین زندہ ز ہم صحبتی یار منم
 شمع بنشست چو آن انجمن آرا برخاست
 پیش چشم نتوانست شد از گریہ سپید
 بارها ابر سیہ گرچہ بدعوی برخاست
 شور سودایی زلفت کہ در سر دارم
 کہ مرا نالہ چو زنجیر ز اعضا برخاست
 می توانم ز سر گنج گہر برخیزم
 نتوانم ز سر آبلہی پا برخاست
 رشک ہم پیشہ جگر آب کند طاقت را
 دید تا چشم مرا شور ز دویا برخاست
 نہ همین دل شدہ در پهلوی واقف مجنون
 ہر چہ بنشست بعشاق تو شیدا برخاست

۹۹

۲ گدای کوی خوبان بادشاہ است
 بدستش کاسہ از خورشید و ماہ است
 ز بس در عشق احوالم تباہ است
 ز دود آہ من عالم سیاہ است
 مرا پیراہنی بخشیدہ عشق است
 کہ تار و پود آن از اشک و آہ است
 چہ داری از فلک امید سامان
 سر خورشید اینجا بی کلاہ است
 بدیدار تو مشتاقم بدان سان
 کہ ہر مو بر تنم مد نگاہ است
 ز کشتن عاشقان پروا ندارند
 کہ قربان گاہ شان را عید گاہ است

- ۱ : یہ شعر د اورو میں ہے -
 ۲ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ۱ میں تعداد اشعار گیارہ د اورو میں نو اور
 ۵ میں آٹھ ہے -

میان یار را مو گفتم از سہو
کتون ہر مو زبان عذر خواہ است
بہالم زان بپایش روی خود را
کہ دیوار تو ام پشت و پناہ است
ادای چشم او را می شناسم
بہ پیش ما تغافل ہم نگاہ است
بود گل گرچہ در خوبی سرآمد
گریبان چاک آن طرف کلاہ است
بسی دور است واقف مقصد از عقل
ز زنجیر جنون یک کوچہ راہ است

۷

۱۰۰

۱ بکوی یار چو من گرچہ خاکساری نیست
ولی خوشم کہ ز من بر دلش غباری نیست
تمام سلسلہی تیرہ طالعان دیدم
بسان زلف تو آشفته روزگاری نیست
بکوی او نکنم طفل اشک را رخصت
درین زمانہ بفرزند اعتباری نیست
بہ امتحان می گلرنگ خورده ام صد بار
خزان رنگ مرا طالع بہاری نیست
ازان ہمیشہ بوصف رخ تو مشغولم
کہ بہتر از سخن خوب یادگاری نیست
بگو کہ سوختہی عشق با کہ بشیند
بہ محفل تو کہ جز شمع داغدار نیست
۲ کدام کوچہ کہ در آرزوی دیدار است
نشستہ چشم براہت امیدواری نیست
مراست ننگ اگر عزتم کنند اغیار
ولی ز خوار شدن پیش یار عاری نیست
چرا ز گریہ مرا منع می کنی واقف
برو کہ چشم ترا درد انتظاری نیست

۱ : تعداد اشعار مطبوعہ میں آٹھ اور باقی میں سات ہے۔

۲ : یہ دو شعر صرف مطبوعہ میں ہیں۔

۱۰۱

۱ بی لبست مستی خماری بیش نیست
 بادہ آب ناگواری بیش نیست
 خانزاد دیدہی گریان ماست
 ابر زین دریا بخاری بیش نیست
 فتنہ کز گیتی برآورد است گرد
 زان صف مژگان سواری بیش نیست
 این قدر بر خود چہ می نازد عبیر
 در حریم او غباری بیش نیست
 قیس پیش عشق با تمکین من
 ہرزہ گرد بی وقاری بیش نیست
 تیشہ می بایست اول زد بفرق
 کوه کن نا کردہ کاری بیش نیست
 سر چو شد بی شور عشق آنرا ز دوش
 می توان افگند باری بیش نیست
 می دود اشکم کجا خواہد رسید
 طفلکی دامن سواری بیش نیست
 ساز پر شور است بزم شوق را
 اشک من ہر چند نتاری بیش نیست
 کاغذ بسیار خواہد شرح شوق
 پارہی دل رقعہ واری بیش نیست
 چشم بہارت بہ خونش مایل است
 افشرم دل را کہ ناری بیش نیست
 صبح از روی تو باشد پرتوی
 شام از سوی تو تاری بیش نیست
 باخت از عاشق ز معشوق است برد
 عشق بازی ہم قماری بیش نیست

۱ : تعداد اشعار ۱ میں پندرہ د میں سترہ ، ۵ میں بائیس ، ۱۰ میں چودہ اور مطبوعہ میں گیارہ ہے ۔

ابلهان را خوش ز جا برداشته است
 پایه ی رفعت که داری بیش نیست
 چشمه های گریه را کردن روان
 پیش چشم چشمه ساری بیش نیست
 ناز بر تشریف هستی می کنی
 شرم بادت مستعاری بیش نیست
 این قدر دل بستگی با او چرا
 زندگی بی اعتباری بیش نیست
 اعتاد ای خواجه بر دولت مکن
 بی ثباتی بی مداری بیش نیست
 چشم تا برهم زنی گم گشته است
 اختران مشقت شراری بیش نیست
 عرصه ی گیتی باین وسعت که هست
 جای جولان سواری بیش نیست
 کرده صید از شید خامی چند را
 شیخ شهر ابله شکاری بیش نیست
 زاستان خویش واقف را مران
 ناتوانی خاکساری بیش نیست

۱۰۴

۲ سد راه یار جز اغیار میدانم که نیست
 ورنه تا من راه این مقدار میدانم که نیست
 مردم از رشک گریبان پاره کردنهای غیر
 ورنه در پیراهن او خار میدانم که نیست
 رشک بر بستر فتادنها هلاکم می کند
 ورنه چون من مدعی بیمار میدانم که نیست
 خواری من کرد او را معتبر در پیش یار
 ورنه قدر غیر این مقدار میدانم که نیست

۱ : یہ اشعار د اورہ میں ہیں -

۲ : تعداد اشعار سب نسخوں میں برابر ہے -

رخصت دیدار زو میگیرم از بی طاقتی
 ورنه در خود طاقت دیدار میدانم که نیست
 اندکی پاس وفا از ترک الفت مانع است
 ورنه این کار آنقدر دشوار میدانم که نیست
 اضطرابی میکنم از خانه بیرون می روم
 ورنه در کویش کسی را کار میدانم که نیست
 میدهد دشمن بکف تیغش برای کشتنم
 ورنه جانان را سر این کار می دانم که نیست
 درد دل گفتن به پیش یار دارد لذتی
 ورنه با او حاجت اظهار می دانم که نیست
 کرده ام واقف بزعم عقل این ره اختیار
 ورنه راه عشق هم هموار میدانم که نیست

۱۰۳

۱ مرا تیر تو در دل جا گرفته است
 عجب نخلی درین گل پا گرفته است
 مشو منکر دم گیرای ما را
 ترا امروز یا فردا گرفته است
 نه خط است اینکه دارد بی دماغت
 ترا دود دل شیدا گرفته است
 شوم قربان دل بی رحم او را
 که باج از آهن و خارا گرفته است
 بیاب و زاغ نکشاید دل من
 اگر اینجا و گرنه آنجا گرفته است
 بیا تنها برم ای جان جانان
 که تنهایی مرا تنها گرفته است
 ز بالای که دارد شکوه آهم
 که راه عالم بالا گرفته است

102

105

۱ : یہ غزل د اور ہ میں نہیں -

۲ : ای دل (و ، مطبوعه)

۳ : یہ و اور مطبوعہ میں ہے ۔

تعداد اشعار ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸،

دست فولاد بازوان برتافت
 گونه ام زرد کرد و اشکم سرخ
 دست در زیر سر نهم خوابم
 گل سر از شاخ بر نمی دارد
 جان رسید است بر لبم بشتاب
 من بجز آفرین نخواهم گفت
 بر مزارم میا گل افشان شو
 دل ازان زلف شد پریشان گرد
 مرزی عشق را چه شرح دهم
 شیشه جانی که با تو دارد کار
 بیم صیاد نیست بلبل را
 پیش او دم ز مشک می زد باد
 شور افکنده است در عالم
 طول بیماری از خدا خواهد
 توتیا کرد استخوان مرا
 دیر پروای من بده دادش

پنجدی یار اگرچه سیمین است
 عشق بازی چه شغل رنگین است
 در سرم کی هوای بالین است
 تا سرانگشت تو نگارین است
 بی مروت چه وقت تمکین است
 زان طرف گر هزار نفرین است
 خون بهای شهید عشق این است
 گاه در شام و گاه در چین است
 ترش و تلخ است و شور و شیرین است
 چکند با دلت که سنگین است
 ناله‌ی او ز دست گلچین است
 زلف بکشد و گفت مشک این است
 حرکات تو گرچه شیرین است
 هر کرا چون تو شمع بالین است
 درد هجر تو سخت سنگین است
 واقف از مخلصان دیرین است

۱۰۶

۲ از لب دل را حیات تازه ای رو داده است
 ماهی بریان در آب زندگی افتاده است
 ساعتی بگذار سر بر پای خویشم همچو زلف
 بعد عمری دولت پابوس دستم داده است
 چون شود طاؤس در نیرنگ حسنت همقدم
 او نمی بیند که عیش پیش پا افتاده است
 سرو دلجویم ندانم از کدامین گشنی
 دیده رفتار ترا آب روان استادمانست
 پاک گوهر گر شود یکسان بخاک امروز نیست
 همچو طفل اشک تا زاد از نظر افتاده هست

۱ : یہ اشعار صرف مطبوعہ میں ہے -

۲ : یہ غزل صرف ۱ اور ۲ میں ہے - و میں صرف پہلے دو شعر ہیں - ۱ میں

مقطع مذکور نہیں -

طفل اشک یار را واقف به چشم کم مبین
کز پی جان بردنت مرد فرنگی زاده است

۱۰۷

۱ دیوانہ ایم شہر بما نا مبارکست
بیرون کشیم رخت کہ صحرا مبارکست
موی ز زلف یار بجان تیغ می کنند
ای دل بدرد شانه کہ سودا مبارکست
در قتل ما مضایقہ خوبان برای چیست
ما را مبارکست شما را مبارکست
در چشم من نشستی و کردی شکار خلق
بیرون مرو ز دیدہی من جا مبارکست
زخمی زدی کہ تا دم پیری کہن نشد
دست تو ای جوان چقدرها مبارکست
یار عزیز باعث عمر دوبارہ است
یوسف خریدن تو زلیخا مبارکست
ترکان غمزہ تو ز معمورہ دلم
گر می برند صبر بہ یغما مبارکست
عریان تنان عشق ز خاک حریم دوست
در بر اگر کنند سراپا مبارکست
ما کردہ ایم خوردہی جان را سپند تو
داری نگہ خیال سوختن نا مبارکست
با وصف فاقہ ہای پیایی ہمین ز صبر
چون ماہ روزہ روز و شب ما مبارکست
ہیچ است دیدن در ابنای روزگار
واقف گدایی در دلہا مبارکست

۱۰۸

۲ بکام غیر شوم کشتہ یار اگر این است
شوم ہلاک ز غم غمگسار اگر این است

۱ : تعداد اشعار ۱ میں گیارہ اور باقی تسخوں میں آٹھ ہے۔
۲ : یہ غزل ۲ میں نہیں - ۱، و میں دس ۵ میں چھ اور مطبوعہ میں آٹھ ہے۔

چو عشق داد زند جان که می تواند برد
 دهیم بای حریف قمار اگر این است
 خطش دمید و جهان تیره شد دگر ای دل
 بروز خوش نرسی روزگار اگر این است
 دو اسپه تاختن عمر دیدم و گفتم
 رود بباد غبارم سوار اگر این است
 بر تو قدر مرا هر که دید می گوید
 خوش است خواری از این اعتبار اگر این است
 گرفته تنگ غم یار در کنار مرا
 تو از میان برو ای جان کنار اگر این است
 ز راه دور شود پنجه تاب طاقتها
 دراز دستی مژگان یار اگر این است
 امید هست که آید مراد دل یک بار
 طپیدن دل امیدوار اگر این است
 چو دید سبزه‌ی پشت لب تو واعظ گفت
 رواست باده پرستی بهار اگر این است
 ز دست او نتوانی که جان بری واقف
 حنا ز خون تو بندد نگار اگر این است

۱۰۹

دست تا برداشتم از عشق دامن را گرفت
 برفشاندم آستین از غم گریبان را گرفت
 همچو آن آبی که سوی نرگستان می رود
 گریه‌ی من راه کوی خوش نگاهان را گرفت
 کرد سودای که سودی آن نیاید در حساب
 هر که دل داد و ز تیر یار پیکان را گرفت
 زور دیگر کرده پیدا می بدور نرگست
 محتسب نتواند اکنون نام مستان را گرفت

ای زلیخا رنگ بر رویت چه بر جا مانده است
 بوی پیراھن شمیمہ راہ کنعان را گرفت
 وقت پیری آمد آن سیب زرخدانم بدست
 میوہ ام داد آسمان روزی کہ دندان را گرفت
 چیست دانی خط بگرد آن رخ عالم فروز
 دود دلہا جمع شد آن ماہ تابان را گرفت
 واقف از دیوان من بلبل غزلخوانی کند
 خوش صفیریمہای من آخر گلستان را گرفت

۱۱۰

۲ سرگران آمد خدنگ او بہ استغنا گذشت
 عرض کردم چان و دل از ہر دوی پروا گذشت
 تیری از شست تو خوردم عالمی از رشک مراد
 واہ کہ در پہلوی من بنشست و از دلہا گذشت
 کشت آن ناعاقبت اندیش ما را بی گناہ
 خون ما بر گردن او ماند تیغ از ما گذشت
 دوش در میخانہ ہر سنگی کہ می زد محتسب
 بر سرم آمد بحمد اللہ کہ از مینا گذشت
 نقد و جنس خویش کردم در سر زلفش زیان
 وای من سودی ندیدم عمر در سودا گذشت
 در فراق روی او کان نور چشم بیمش است
 روزگارم تیرہ همچون چشم نابینا گذشت
 وقت رندی خوش کہ بیرون آمد از بند لباس
 دو گریبان چاک زد وز دامن صحرا گذشت
 ہمت سیل سرشک خویش را لازم کہ او
 رفت و دنیا را گرفت و از سر دنیا گذشت
 بر سر راہش کسی از خاک ما را برنداشت
 عمر در افتادگی مانند نقش پا گذشت

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔

۲ : ۱ میں یہ غزل نہیں ۔ ۱ میں بارہ ، ۲ میں سات و میں نو اور مطبوعہ میں
 گیارہ شعر ہیں ۔

در بساطم لایق پا مرد خود چیزی نیافت
پر مکدر سیل از ویران سرای ما گذشت
گفته بودی روزی آیم یا شبی درخانه ات
بی مروت روزها بیگه شد و شبها گذشت
واقف آن قامت قیامت بر سرم آورد آه
کار من امروز از اندیشه‌ی فردا گذشت

۱۱۱

تیغ ستمت گلو شناس است	سنگ غم تو سبو شناس است
بر لاله و گل نمی نشیند	گرد ره یار رو شناس است
در زلف تو بند شد دل چاک	این شانه بین چه مو شناس است
نشیند و جز بدیده‌ی ما	سرو قد یار جو شناس است
بوی تو ز بوی گل شناسد	آن را که دماغ بو شناس است
آن زلف بهر سرش سری نیست	چوگان کسی که گو شناس است
واقف در شهر بند هستی	سرگشته و پای کو شناس است

۱۱۲

۲ گیرم بر تو قدر محبت نمانده است
کم کن جفا به بنده که طباقت نمانده است
آبی نزد بر آتش دل دیده ای دریغ
در مردم زمانه مروت نمانده است
از گریه چون خموش شوم ناله سرکنم
شغلی گزیده ام که فراغت نمانده است
تا گوهر وصال تو از دست داده ام
در آستین جز اشک ندامت نمانده است
بوی ترا گذار فتاد است تا بباغ
رنگی بروی گل ز خجالت نمانده است
بر فرق ما دگر مفکن سایه ای هما
ما را دماغ کسب سعادت نمانده است

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ہ میں چھ اور باقی نسخوں میں سات شعر ہیں -
۲ : تعداد اشعار میں آٹھ ، د ، ہ ، و مطبوعہ میں نو ہ

دل آمد از سیاحت و آورد این خبر
 کاسودگی بهیچ ولایت نمانده است
 دل نیست کز خدنگ جفایت فگار نیست
 شکر خدا کہ هیچ شکایت نمانده است
 واقف بجز خیال دہان شکر لبان
 در روزگار هیچ حلاوت نمانده است

۱۱۳

۲ جایم بقدر جہہ بر آن خاک در بس است
 از بہر سجدہ همچو نگین این قدر بس است
 ۳ مانند شمع یک گل داغم بسر بس است
 سامان خود نمایی من این قدر بس است
 قانع اگر شویم بیک قطرہ آبرو
 ما را تمام عمر بسان گہر بس است
 چشمم باستین خود از اشک پاک کن
 از گریہ درد چند کشم درد سر بس است
 بلبل بطول و عرض مساز آشیانہ را
 مشت خسی برای توای مشت پر بس است
 تا هست خون دل نکنم فکر خوردنی
 یعنی زخوان قسمتم این ماحضر بس است
 ہر حرف ازین پیام زبانی است یک کتاب
 اینہا کہ گفتہ ام بتوای نامہ بر بس است
 یک تیرہ روز گو نکند ہمرہی بمن
 در راہ عشق سایہ مرا ہم سفر بس است
 محتاج سرمہ نیست چو یعقوب چشم من
 بوی مرا ز پیرہن آن پسر بس است

- ۱ : یہ شعر امیں نہیں -
 ۲ : تعداد اشعار ۱، ۲، ۳ و میں بارہ اور مطبوعہ میں گیارہ ہے - مطبوعہ
 میں مصرع دوم حسب ذیل آیا ہے:
 سامان خود نمایی من این قدر بس است -
 ۳ : د اور و میں یہ شعر مطلع دوم ہے -

دنبال حمل این همه زاری مکن دلا
یک ناله ات نشد چو جرس کارگر بس است
با من که مشّت خون مرا هیچ قدر نیست
لطفش بین که بسته بقتلم کمر بس است
با بنده ای که شد ز دل و جان غلام تو
تا کی تغافل ای ز خدا بی خبر بس است
در طفلیم پدر چو به مکتب نشاند و گفت
حرفی بخوان ز ابجد عشق ای پسر بس است
واقف برای سوختن خاتمان خلق
از دوزخ محبت ما یک شرر بس است

۱۱۴

۲ نه همین در سرم از زلف تو سودایی هست
که بهر کوچه ترا سلسله برپایی هست
یوسف من تو درین مصر چه شور افگندی
که بهر قصر ز شوق تو زلیخایی هست
جان عزیز است ولیکن چکنم گر ندهم
هر دم از جانب درد تو تقاضایی هست
شمع خاموش شود از نفس من روشن
بسکه از آتش عشقم دم گیرایی هست
ایکه امروز بمن میکنی این جور و جفا
در دلت می گذرد هیچ که فردایی هست
بر در یار کشم جور و بجای نروم
گر بدانم که مرا در دل او جایی هست
۳ تحفه ی خار ره عشق من سوخته را
نیست گر چشم تری آبله برپایی هست
نتوانم که نشینم بفرات چکنم
همچو دل پهلوی من وسوسه فرمایی هست

۱ : یہ شعرا میں نہیں - ۲ : یہ غزل ، ا ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -

۳ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں -

۱ زاهدان گر دل تان گشته ملول از مسجد
بخرابات پیایید که خوش جایی هست
واقف این عرصہ دگر بار کجا خواہی یافت
گریہ سر کن کہ عجب دامن صحرایی هست

۱۱۵

۲ تا غمت میہمان ما شدہ است آفت خانمان ما شدہ است
نام آزادی مبر صیاد کہ قفس گلستان ما شدہ است
بر نمی دارد از دل ما چشم داغ او دیدبان ما شدہ است
خویش را چشم روشنی گویم ما مہربان ما شدہ است
می دود در رکاب ما شادی تا غمت ہم عنان ما شدہ است
۳ چون نی از مشق نالہ جانسوز مغز از استخوان ما شدہ است
نیست ما را سر سخن واقف خامشی ہم زبان ما شدہ است

۱۱۶

آن طفل گلغزار خریدار بلبل است
گل داغ رشک گرمی بازار بلبل است
گاهی تو زاریم نشنیدی ہزار حیف
گل را ببین کہ گوش بگفتار بلبل است
ہر صبح در چمن نمکین خندہ ہای گل
از بہر خاطر دل افکار بلبل است
در عشق دفتر دل ما کار نامہ ایست
یک جزو آن سفینہ اشعار بلبل است
۴ گل را اسیر جور خزان دید و زندہ ماند
دعوی عاشقی نہ سزاوار بلبل است
واقف سزاست بستن او بر ستون سرو
گلچین بشرع عشق گنہگار بلبل است

۱۱۷

۱ ظالم بحال ما نرسیدن ز بہر چیست
 غم نامہ ام نخواندہ دریدن ز بہر چیست
 کم دولتی است اینکہ در آتش فتادہ ای
 آہ ای سپند نالہ کشیدن ز بہر چیست
 ۲ خود بینی تو خانہی دل ہا خراب کرد
 اکنون بگو کہ آیینہ دیدن ز بہر چیست
 در راہ یار وعدہ خلاف شعار من
 ای دیدہ انتظار کشیدن ز بہر چیست
 واقف چہ میکنی بفراق امتحان خویش
 این زہر قاتل است چشیدن ز بہر چیست

۱۱۸

۳ تا سرو من از میانہ برخاست
 دل از سرو جان ز آرزویت
 یا رب اثر تبسم کیست
 این شور کہ از زمانہ برخاست
 در عہد تو بسکہ آرزو مرد
 شیون ز ہزار خانہ برخاست
 ۴ آن شوخ بہ پہلویم بہ صد ناز
 بنشست بیک بہانہ برخاست
 در دام کسی مگر نشیند
 این دل کہ ز آشیانہ برخاست
 تا صدر نشین شدند اغیار واقف زان آستانہ برخاست

۱۱۹

۵ آنچہ از جرم محبت دوست با من کردہ است
 کافرم کافر اگر دشمن بدشمن کردہ است
 تا برای غارت آرام من بستی کمر
 ہر کیجا موریت قصد خرمن من کردہ است
 خامشان را صحبت اہل سخن گویا کند
 سرمہ در چشمش سواد حرف روشن کردہ است

- ۱ : یہ غزل ۱ اور وہیں ہے -
 ۲ : یہ دو شعر صرف وہیں ہیں -
 ۳ : تعداد اشعار ۱ میں پانچ ، د ، و میں سات اور وہ میں چھ ہے -
 ۴ : یہ دو شعر د اور وہیں ہیں -
 ۵ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -

۱ باوجود تنگ چشمی از لباس آسان گذشت
خار در پیراھن من رشک سوزن کرده است
لذت نظارہی پنهان او را تا شناخت
دل ز صد جا سینہ را از شوق روزن کرده است
عادت شمشیر دارد واقف آن بیدادگر
خون عاشق ریخت تا دستش بگردن کرده است

۱۲۰

۲ غم دل نہ شہری است نی روستایی است
غریب است یا رب ندانم کجایی است
شکایت ز تاریکی روز ہجران
نویسم درین دیدہ تا روشنایی است
اگر کوتہی کردہ تیغش بہ قتل
مرا از خدنگش امید رسایی است
ز غیرت سر خودکشی دارم امروز
ندانم ز خون کہ دستت حنائی است
مہ نو ز بس فطرتش ناقص افتاد
بابروی او بر سر خودنمایی است
۳ کجا سجدہی زاهد است از سر صدق
چو خاتم پی نام در جیبہ سایی است
زر قلب از سکہ رایج نگرد
چہ شد سفلہ را گر بحرف آشنایی است
شکست استخوان محنت روز ہجران
شب وصل واقف مرا مومیایی است

۱۲۱

۴ در دل من ہوس چاک گریبانی ہست
خاطر من مایل دامان بیابانی ہست

- ۱ : یہ شعر صرف ۱ میں ہے -
۲ : یہ غزل د اور ہ میں نہیں -
۳ : چھٹا اور ساتواں شعر و میں نہیں -
۴ : تعداد اشعار ۱، د میں گیارہ، و اور مطبوعہ میں چودہ اور ہ میں دس ہے -
د، و اور مطبوعہ میں مطلع حسب ذیل ہے :-
گرچہ با غیر ترا لطف نمایانی ہست شکر اللہ بہ منت عشوہی پنهانی ہست

همچو آن یار کہ باشد نگران یاری را
 چشم داغ دل من در رہ پیکانی هست
 گاہ مشاطہ گہی باد صبا گاہی دل
 دمبدم زلف ترا سلسلہ جنبانی هست
 مزن ای باد صبا گیسوی جانان برہم
 کہ درین سلسلہ دل نام پریشانی هست
 ہر کجا پای نہد بوٹہی خار آید پیش
 ہر کہ سودا زدہی شوخی مزگانی هست
 ہیچگہ دست نوازش نکشیدی بصرم
 هست بر گردن غیری اگر ت احسانی هست
 مصلحت هست کہ از گریہ کنم دل خالی
 زانکہ در شیشہی این آبلہ طوفانی هست
 نکشایند سر حقہی مرہم یاران
 داغ من منتظر گرد نمکدانی هست
 ساید از کبر کلہ گوشہ بگردون چو ہلال
 ناقصی را کہ درین عہد لب نانی هست
 اول دشت جنون کرد بزندان ما را
 ما چہ دانیم کہ شہری و بیابانی هست
 ہمدمان بوی کباب از نفسم می شنوند
 اندرین سینہ ہمانا دل بریانی هست
 بی تواز زندگی خویش چہ گویم جانان
 نیم جانی با اجل دست و گریبانی هست
 ۲ ای صبا از تن واماندہ بگو یوسف را
 گر قدم رنجہ کنی کینہی احزانی هست
 هست دنبالہ کش زمزمہ من واقف
 ہر کجا در چمنی مرغ خوش الحانی هست

۱۲۲

۳ سود سر بر قدم یار حنا یا قسمت
 سودن دست شدہ قسمت ما یا قسمت

۱ : یہ اشعار میں نہیں - ۲ : یہ شعر صرف ہ ، و میں ہے -
 ۳ : تعداد اشعار ا ، د ، ہ میں سات اور و میں آٹھ ہے -

تنگ در بر کشدت یار لباسی چو قباست
جامہ من کردہ ز دست تو قبا یا قسمت
کردہ از خندہ لب ت بر ہمہ تقسیم شکر
زہر چشمی است نصیب دل ما یا قسمت
دل کہ یک عمر بخون جگرش پروردم
عاقبت بر سرم آورده بلا یا قسمت
بوسہی مفت باغیار عنایت شد و من
از تو دشنام خریدم بدعا یا قسمت
با ہمہ قرب ز لعل تو بحرمان رقتم
تشنہ مردم بلب آب بقا یا قسمت
استخوانم ہمگی بذل سگ کوی تو بود
بعد مرگم ہمہ را خورد ہما یا قسمت
آب چشم دگران پیش تو قیمت دارد
خون ما را نبود ہیچ بہا یا قسمت
واقف آن شمع کہ روشن شدہ زو بزم رقیب
آتش افگندہ بکاشانہی ما یا قسمت

۱۲۳

۲ نو بہار آمد و شوری بگستان برخاست
دل چو بلبل ز برم مست و غزلخوان برخاست
یار چون بہر سفر برزدہ دامن برخاست
ہر کہ برخاست بخود دست و گریبان برخاست
باوجودیکہ نشستن نتوانم از ضعف
بایدم از پی تعظیم عزیزان برخاست
ای بسا خانہ کہ از گریہ دلم کردہ خراب
آہ زین قطرہ کزو این ہمہ طوفان برخاست
پیش او شمعہای از حال دل خود گفتم
رنگ از چہرہی آن سیب زنخدان برخاست

۱ : یہ شعر د، ہ اور و میں ہے۔

۲ : تعداد اشعار ۱، و میں آٹھ، د میں بارہ اور ہ میں گیارہ ہے۔ مطبوعہ میں

یہ غزل نہیں۔ د اور و میں مطلع دوم، مطلع اول واقع ہوا ہے۔

گر نہ در واقعہ شب آن لب خندان دیدہ است
گل چرا صبحدم از خواب پریشان برخاست
سیر ہرگز نشود ہر کہ بود گرسنہ چشم
شور از دیدن داغم ز نمکدان برخاست
۱ من دیوانہ چو از شہر بصرہا رفتم
ہای ہای عجب از جرگہی طفلان برخاست
بخت روزیکہ گرفتار قفس کرد مرا
شیون از نغمہ سرایان گلستان برخاست
نامہ ای کرد رقم سوی من آن آتش خو
کز دلم دود بیک خواندن عنوان برخاست
چارہی درد تو واقف چہ توان کرد کنون
کہ طبیب از سر بالین تو گریان برخاست

۱۲۴

۲ جان من امشب بلب بسیار نزدیک آمد است
ظاہرا روز فراق یار نزدیک آمد است
خواب دیدم شب کہ از ہم ریخت کوی غم چو طور
مژدہ ای دل وعدہ دیدار نزدیک آمد است
خانہی تاریک چشم باز روشن شد مگر
نکمت پیراہن دلدار نزدیک آمد است
۳ محو شد از خاطر من محنت این راہ دور
غالباً منزلگہ آن یار نزدیک آمد است
۴ می کشد امروز و فردا یار تیغ امتحان
وقت رسوا گشتن اغیار نزدیک آمد است
کرده واقف گرچہ از کوی تو دوری اختیار
گشتہ از دوری بسی بیزار نزدیک آمد است

۱ : یہ اشعار د اورہ میں ہیں ۔

۲ : تعداد اشعار ۱ ، ہ میں پانچ اور د ، و اور مطبوعہ میں چھ ہے ۔

۳ : یہ شعر ہ میں نہیں ۔ ۴ : یہ شعر د ، و اور مطبوعہ میں ہے ۔

۱۲۵

۱ دھنش نقطہ ای موہوم و گہان ہر سہ یکہست
کمر اور گ جانی راز نہان ہر سہ یکہست
زخم نا خوردہ زداست این سخن دور از کار
ہر کہ گفت آن مژہ و تیر و سنان ہر سہ یکہست
پیش نا تجربہ کاران کہ درین معرکہ اند
ابروی دلبر و شمشیر و کمان ہر سہ یکہست
تیر آن دلبر ہندو کہ جگر خونم کرد
دل من غنچہ گل بیرہ پان ہر سہ یکہست
سخنی از سر تحقیق بگویم واقف
عید و نوروز و شب وصل بتان ہر سہ یکہست

۱۲۶

۲ کس چو من حسرت کش آن لعل شکر بار نیست
زہر دارم در دہان و زہرہ اظہار نیست
۳ عقل را در کشور ما عشق بازان بار نیست
در دیار ما بغیر از عشق کس دیار نیست
ہیچ دل آسودہ در دوران چشم یار نیست
کس ندیدم کز پرستاران این بیمار نیست
نذر زلفش از دل صد چاک بردم شانہ ای
پیچ و تاب کرد و گفتا لایق سرکار نیست
نسخہ نویس ای طبیب از بہر من زحمت مکش
داروی درد دلم در کلبہی عطار نیست
ما گدایان محبت خوش قناعت پیشہ ایم
لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست
در حریم آن فرامش کن کہ یاد او بخیر
خالی از مکتوب ما یک رخنہی دیوار نیست

۱ : یہ غزل صرف ۱ اور ۱ میں ہے -

۲ : تعداد اشعار ۱ ، و میں چودہ اور مطبوعہ میں گیارہ ہے - د اور ہ میں یہ

غزل نہیں -

۳ : و میں مطلع دوم یہ شعر ہے -

عاشق زارم نوازش می توان کردن مرا
 هیچ تاری خوش نواتر جان من زین تار نیست
 گر پر کاه است دارد جذبه ای از کهریا
 در زمین عشق خیز ما خسی بیکار نیست
 تا زند تیغم به پیشش دم زخم از زندگی
 هستی موهوم ورنه قابل اظهار نیست
 بی نصیب از درد عشق است او تمارض کرده است
 مدعی را بر سر بالین مرو بیمار نیست
 حسرت بوسیدن آن شست داری عمرها است
 ای لبم خون شو ترا بخت لب سوفا نیست
 ای عزیزان گر بخواب من نمی آید شبی
 یوسف خود را چگویم بخت من بیدار نیست
 گفتمش تاری بمن از گیسوی خود لطف کن
 گفت کفر ناقصت شایان این زنا نیست
 آن سپاهی پیشه را پیوسته بر ابرواست چین
 تا نگوید کس که این شمشیر جوهر دار نیست
 چون نگرده خون نفس در غنچه ی منقارها
 عند لیبی هم صفیری ما درین گلزار نیست
 واقف از بهر خدا این گریه را موقوف دار
 طاقتم دیگر حریف این جگر افکار نیست

۱۲۷

۲ چشم و دل و جگر پی آن خوش پسر گریست
 یعقوب کی برای پسر این قدر گریست
 ناصح رسید دوش پی منع گریه ام
 احوال من چو دید ز من بیشتر گریست
 کردند خاک دیر و حرم گل ز اشک من
 تا کی توان ز دست غمت در بدر گریست

۱ : یہ اشعار و اور مطبوعہ میں ہیں -

۲ : د میں یہ غزل نہیں - مطبوعہ میں چھ شعر ہیں - اور باقی نسخوں میں
 سات -

یک بار گوش بر سخن من توان فگند
چشمم در آرزوی تو عمری گهر گریست
صد گونه گل ز خاک در او دمیده است
هر کس در آن حریم برنگ دگر گریست
کو استقامتی کہ شبی در حریم او
استاده همچو شمع توان تا سحر گریست
واقف کنون بحالت خود خندہ می زند
بیچارہ ہر چہ داشت ز دل تا جگر گریست

۱۲۸

۲ رفتی و دل ز غصہ پریشان نشسته است
جانم بچشم دست و گریبان نشسته است
یا رب ز دود آہ کدامی سپاہ روز
آن زلف در ہمشت پریشان نشسته است
از جلوہ ات کہ یک نفس از پردہ رو نمود
شد عمرها کہ آیینہ حیران نشسته است
از بسکہ آفتاب جمال تو گرم شد
نور نظر بسایہی مژگان نشسته است
باز آ کہ دل بہ پہلوی من از هجوم اشک
دیوانہ سان بہ تنگ ز طفلان نشسته است
ای گریہ ریزشی کہ ز دل عقدہ وا نشد
این دانہ چشم بر رہ باران نشسته است
ای دل برو بہزم بتان بعد ازین مرو
کانجا ہزار دشمن ایمان نشسته است
ای چشم یار طرفہ بلایی کہ فتنہ ہم
در گوشہ ای بدور تو پنهان نشسته است
۳ از بیکسی من نہ نشیند بمن کسی
نقشم بکوی یار بدینسان نشسته است

۱ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں ۔

۲ : تعداد اشعار ۱ میں آٹھ د ، ۵ میں دس و میں نو اور مطبوعہ میں گیارہ ہے ۔

۳ : یہ دو شعر صرف مطبوعہ میں ہیں ۔

رفتی چو گل تو خنده کنان غنچه سان دلم
در فکر خویش سر بگریبان نشسته است
۱ غم نیست گر نیامده تیغ تو بر سرم
در پہلویم خدنگ تو جانان نشسته است
واقف امید بخیه و مرهم نمانده است
زخمم چه دیدہ است کہ خندان نشسته است

۱۲۹

۲ تیز دستیهای مژگان ترا تا دیدہ است
از تحیر تیغ دم در خویشتن دزدیدہ است
ساز تصویرم بود در پردہ عاجز نالیم
نالہ ای دارم کہ گوش هیچ کس نشنیدہ است
ہر کہ روشن دل بود بیگانہ باشد از لباس
شمع کی پیراہن فانوس خود پوشیدہ است
طالع بر گرد سر گردیدن یارم کجاست
گرد دل گردم کہ بر گرد سرش گردیدہ است
نیست جای آرمیدن در ۳ دیار خوف عشق
حیرتی دارم کہ پای من چرا ۴ خوابیدہ است
چون ترازو قسمت ممسک بود حسرت کشی
ہر کہ سنجید از برای دیگران سنجیدہ است
آب چشمم از خیال قاست دلجوی او
بارہا رقتہ است پای سرو را بوسیدہ است
می کند آن مہ جبین در مجلس اغیار رقص
اختر من بر مراد دیگران گردیدہ است
اینکہ سر از جیب من آوردہ بیرون تکمہ نیست
بی تو دل تنگی ۵ گریبان گیر من گردیدہ است
۶ می کند حق نمک ثابت مروت را ببین
بعد عمری گر بزخم من نمک پاشیدہ است

۱ : یہ شعر صرف ۵ میں ہے ۔

۲ : تعداد اشعار ۱ ، ۵ اور مطبوعہ میں دس ، ۷ میں چھ ہے ۔ ۳ میں یہ غزل نہیں ۔

۳ : در رہ پر درد عشق (۵) ۔ ۴ : چسان (۵) ۔

۵ : دل سنگی (۱) ۔ ۶ : یہ چار اشعار صرف مطبوعہ میں ہیں ۔

از کجا آوردی ای دل این قدر دیوانگی
 کز تو چشم حلقہی زنجیر ہم ترسیده است
 خود بخود دستار بر فرقم پریشان می شود
 در سر من تا هوای زلف او پیچیده است
 من برای خدمت او بر کمر دامن زده
 او به قصد کشتن من آستین مالیده است
 غنچه اش تا ریخت رنگ خنده در اثنای حرف
 دامن نون سخن لبریز گل گردیده است
 راست گوید هر چه گوید واقف از احوال خویش
 در هوای قامت خوبان قیامت دیده است

۱۳۰

۲ شمع پیش جلوه اش آتش بجانی بیش نیست
 گل بر رخسار او برگ خزانی بیش نیست
 کی تواند شد طرف با ناوک انداز ابروش
 ماه نو در قبضه اش دیدم کمائی بیش نیست
 می کشد هر چند آهو گردن شوخی ولی
 پیش آن چشم سخن گوئی زبانی بیش نیست
 می کشد از غیرت هم دستی جانان مرا
 دسته‌ی خنجر به مشتش استخوانی بیش نیست
 در جناب عشق شورش نامه ای خواندم کزان
 قصه^۱ لیلی و معجون داستانی بیش نیست
 سخت دشوار است مردن بر گران جانان ز درد
 بر سبک روح فنا نقل مکانی بیش نیست
 دل بزلف دلبران مفروش ای ناقدردان
 سود این سودا چه می پرسی زبانی بیش نیست
 پیش تیر حادثات افتادگی باشد سپر
 هر که گردن می کشد واقف نشانی بیش نیست

۱ : یہ شعرہ اور مطبوعہ میں ہے -

۲ : یہ غزل صرف ۱ اور ۲ میں ہے -

۱۳۱

۱ از برم در جستجویت دل نہ تنہا رفتہ است
عضو عضوم در تمنای تواز جا رفتہ است
ما نمی نالیم از سنگین دلیہایت ولی
تا فلک شور شکست شیشہی ما رفتہ است
کی دہم از دست اگر صد گل مرا بر سر زنند
ذوق آن خاریکہ از راہ تو در پا رفتہ است
ہمچو شمع کشتہ گردید است روی ما سیاہ
سایہی داغ کسی تا از سر ما رفتہ است
۲ تا نگاری من تو بودی در گستان عید بود
تا برون رفتی حنا از دست گلہا رفتہ است
در قفس از بس طپیدیم از ہوای آشیان
قوت پرواز از بال و پر ما رفتہ است
بر سر کنجشک کی از چنگل شہباز رفت
بر دل من آنچه زان مژگان گیرا رفتہ است
۳ بخت من چون شمع ہر ساعت بپستی مائل است
دود آہ من ندانم چون ببالا رفتہ است
خیمہ بیرون می زند واقف جنون من ز شہر
سیل اشکم بہر رفت و روب صحرا رفتہ است

۱۳۲

۴ ز بزمش دل بسی ناشاد برخاست
ز بس نالیدم از درد اسیری
برنگی نالہ کردم از قفس دوش
چنان در عشق شیرین کار گشتم
۵ ز خاکم در ہوای کوی جانان
صدای ہرچہ بادا باد برخاست
بہ آہ و نالہ و قریاد برخاست
فغان از بندہ و آزاد برخاست
کہ رنگ چہرہ از صیاد برخاست
کہ شور از تربت فرہاد برخاست
صدای ہرچہ بادا باد برخاست

۱ : یہ غزل د اور ہ میں نہیں - و میں تعداد اشعار پانچ ہے -

۲ : پانچواں اور چھٹا شعر و میں نہیں - ۳ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -

۴ : یہ غزل ہ میں نہیں - تعداد اشعار ۱ اور مطبوعہ میں آٹھ اور د اور و میں نو ہے -

۵ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں -

ز رشک لاله می سوزم درین باغ کہ او با داغ مادر زاد برخاست
دلم بوده است در پہلو نشسته نگاہش بر تو تا افتاد برخاست
کیجا واقف برم اکنون دلی را کہ از ویرانه و آباد برخاست

۱۳۳

۱ در عشق نہ تسبیح و نہ زنا ضرور است
تاری بکف از طرہٴ دلدار ضرور است
۲ ای گریہی پر شور بیا چشم براہم
مشت نمکی بر دل افکار ضرور است
ای دل چہ خوری خون جگر زین غم پنهان
یک بار بآن بی خبر اظہار ضرور است
جان میدہم از درد تو دریاب خدا را
پرسیدن حال من بیمار ضرور است
در کوی تو از دیدہ چسان سیل برانم
ما را ادب این در و دیوار ضرور است
آسودہ دلان را نمک غم بچشائید
بر خون محبت دل افکار ضرور است
۳ آن سرمہ کہ سازند پی روشنی چشم
در وی قدری خاک در یار ضرور است
تا عشق فروشان ہمہ بندند دکان را
یک جلوہ ترا بر سر بازار ضرور است
پروای دل آزد گیم هیچ نباشد
او را کہ رضا جویی اغیار ضرور است
یک بوسہ ز لبہای شفا بخش عطا کن
از بہر علاج دل بیمار ضرور است
صبر است دوای دل بیمار تو واقف
افسوس کہ کم داری و بسیار ضرور است

- ۱ : تعداد اشعار ۱، ۵ میں سات، د اور و میں چھ ہے۔ اور مطبوعہ میں نو ہے۔
۲ : دوسرا اور چوتھا شعر مطبوعہ میں نہیں۔
۳ : یہ اشعار صرف مطبوعہ میں نہیں۔

۱۳۴

۱ شنیدہ ام کہ بدست تونازنین داغ است
 بیا و بر دل من نہ کہ داغ این داغ است
 نیاز من بدرش بسکہ ناقبول افتاد
 ز مشق سجده بی حاصل چنن داغ است
 بعشق لاله عذاران میسر - حال دلم
 کہ آنچه مانده بدستم ز دل همین داغ است
 بیا بدلدھیم کز شرر فشانی اشکی
 بسوخت گوشہی دامن و آستین داغ است
 ۲ ز شمع کعبہ و بتخانہ روشن است این حرف
 کہ در غم تو دل اہل کفر و دین داغ است
 اگر کسی نہدہ دل بسوختن چکند
 درین زمانہ کہ دلسوز و دلنشین داغ است
 چرا کباب نباشند بلبان واقف
 کہ گل چو لالہ ازان روی آتشین داغ است

۱۳۵

۳ دل همان روز ترا دشمن جانی دانست
 کہ ترا یار فلانی و فلانی دانست
 دامن پیر خرابات ز کف نگذارد
 ہر کہ کم فرصتی عہد جوانی دانست
 از سویدای دل خویش نباشی غافل
 سر بسیار درین نقطہ توانی دانست
 همچو پروانہ همان گرد سرش می گردد
 گر چہ دل گرمی آن شمع زبانی دانست

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - تعداد اشعار ۱ میں سات ، ۵ میں چھ اور
 و میں پانچ ہے -

۲ : یہ شعر و اور ۵ میں نہیں -

۳ : یہ غزل د میں نہیں - تعداد اشعار ۱ میں آٹھ و ، ۵ میں نو ، اور مطبوعہ
 میں دس ہے -

ای کہ یک عمر تو ام دوست تر از جان بودی
تا چہ کردی کہ دلت دشمن جانی دانست
سعی در راز نہان کردن خویشم عبث است
خاصہ اکنون کہ فلانی و فلانی دانست
دل ماتم زدہ روزی بگلستان بردم
نغمہٴ مرغ چمن مرثیہ خوانی دانست
۱ صد سر تیر ازان شوخ جدا میگردد
تا دل از ابروی او سخت کمائی دانست
۲ وقت آن است کزین بزم سبک برخیزم
کہ سبک روحی من بار گرانی دانست
واقف از سر دہان و کمرش ہیچ مپرس
نتوانی تو باین ہیچمدانی دانست

۱۳۶

۳ چشم من بر رخ او افتاد است
سر زلفت نتوانم پیچید
۴ آہ ازین زخم کہ تا بہ کردم
وسعت میکند بنگر کہ درو
گذری بر قفس من صیاد
آہ ازین خشکی طالع کہ دلم
واقف از یک نمکین خندہی یار

۱۳۷

کسی بسان تو بیداد گر نیامدہ است
بکینہ جویی تو تیغ پر نیامدہ است
اگرچہ زلف ز عمری بجستجو رفتہ است
ہنوز ہیچ خبر زان کمر نیامدہ است
دگر بدختر تا کم ہوای صحبت نیست
نتیجہ نیک ازین بد پسر نیامدہ است

- ۱ : یہ شعر ا میں نہیں -
۲ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -
۳ : یہ غزل ۱ اورہ میں ہے - و میں صرف پہلے دو شعر ہیں -
۴ : یہ شعرہ میں نہیں -

ز دست رفت هزاران گلم ولی صد شکر
 کہ خار راہ تو از پای بر نیامده است
 سر شک پردهی من تا درید تر شدہ ام
 کہ هیچ طفل چنین شوخ تر نیامدہ است
 نکرد فرق نگاہش میان ما و رقیب
 کسی ز میکدہ ہشیار بر نیامدہ است
 ۱ جدا ز یوسف خود مانده ام من بیمار
 از آنکہ عمر عزیزم بہ سر نیامدہ است
 برای پرسش حال دل حزین واقف
 ز تیر یار کسی تیز تر نیامدہ است

۱۳۸

۲ غمت نمی شود از من جدا قرین این است
 ز پهلویم نرود درد ہم نشین این است
 فتادہ است نظر بر ہزار شاخ گلم
 ہلاک تیر تو گردم کہ دل نشین این است
 گرفتہ دامن او روز حشر خواہم گفت
 کسیکہ زد بچراغ من آستین این است
 صبا پیام تو آورد لیک غنچہی من
 نکرد میل شگفتن دل حزین این است
 مباد منکر داغ دلم مباد کہ من
 بسینہ چاک زخم گویمت ببین این است
 نمودہ است مہ از طرف ابر پیشانی
 تو ہم نقاب برا فگن بگو جبین است
 بکوی یار بریز اشک و حاصلی بردار
 پی زراعت تخم وفا زمین این است

۱ : یہ شعر صرف ۵ میں ہے ۔

۲ : تعداد اشعار ۱، ۲، ۳ و ۴ میں سات اور ۵ اور مطبوعہ میں آٹھ ہے ۔

نشین بگوشه و معنی شکار کن واقف
کہ صید بادیهٔ قدس را زمین این است

۱۳۹

۱. نفسم سوخت ولی ذوق دویدن باقیست
پایم از کار شد و سعی رمیدن باقیست
قامتم حلقہ شد از مشق سجود در دوست
همچنان در سر من ذوق خمیدن باقیست
عرق آلودہ بیا بر سر بالین کہ مرا
ہوس شربت دیدار چشیدن باقیست
حسنت آخر شد و دل گرم طپش ہاست هنوز
شمع افسرد و ز پیروانہ پریدن باقیست
شدہ نزدیک کہ از خود بردت خواب عدم
باز میل تو بافسانہ شنیدن باقیست
ای گل از دست تو صد رنگ تظلم کردم
بی اثر رفت ہمین جامہ دریدن باقیست
ز امتداد شب ہجران مشوای دل غمگین
کہ امید سحر وصل دیدن باقیست
اشک گر کم شدہ از گریہ نباشم نومید
نوبت خون دل از دیدہ چکیدن باقیست
۲. می کند خندہ باحوال تو صبح پیری
تد هنوزت ہوس آیینہ دیدن باقیست
گر براہ تو زمین گیر شدم باکی نیست
نوبت پای ز سر کردہ دویدن باقیست
واقف از رعشہ پیری شدہ دستم بیکار
ہوس دامن دلدار کشیدن باقیست

۱ : یہ غزل د میں نہیں - تعداد اشعار ۱ میں گیارہ و اور مطبوعہ میں نو اور ۰

میں دس ہے -

۲ : نواں شعر صرف ۱ میں ہے -

۱۴۰

۱ یک کس ز اهل سوز بسر منزل تو نیست
 شمع می است داغ عشق که در محفل تو نیست
 در روزگار قطرهٔ خونی که شنگ شد
 بسیار جسته ایم بغیر از دل تو نیست
 تعمیر دل نمی کنی ای خانمان خراب
 فکر بنای خیر در آب و گل تو نیست
 بشکن خمار خویش ز خون حلال من
 خون حرام مدعیان قابل تو نیست
 عزم سفر نمودی و می نالم از فراق
 یا رب چرا دلم جرس محمل تو نیست
 ۲ ای عشق رخت در دل من می نمی منہ
 این خانه ی غم است برو منزل تو نیست
 واقف بہرزه پا نمی در طریق عشق
 غافل حریف رہ قدم کاهل تو نیست

۱۴۱

۳ گرچه از پہلوی دل صد گونه رنجم حاصلست
 کی توان پہلوتہی کردن ازو آخر دلست
 فتنہ نتواند شدن در روزگار او بلند
 پیش بالایش ہلای آسمانی نازل است
 حسن سعیت سنگ را ہم صورت معشوق ساخت
 دست شیرین کار تو ای کوهکن ہر قابل است

۱ : د ، ا میں یہ غزل نہیں ۔ تعداد اشعار ۱ ، ۵ میں چھ اور و میں آٹھ ہے ۔
 آخر الذکر میں مطلع حسب ذیل ہے :

ہر چند بوی مہر و وفا در دل تو نیست
 دل نیست در جہان کہ بجان مائل تو نیست

۲ : یہ شعر صرف و میں ہے ۔

۳ : اس غزل کا ۵ میں مطلع حسب ذیل ہے ۔ مطبوعہ میں تعداد اشعار دس ہے :

خامہ را احوال ما تحریر کردن مشکل است
 زانکہ او را بر زبان زخم است و ما را در دل است

سرو را با قاست دل جوی او نسبت مکن
 ریشہی آن در گلت و ریشہی این در دل است
 علم پیراھن دریدن جملہ از بر کردہ ام
 گر زند دم در مقابل صبح پیر جاھل است
 بر سر کویش بحال خویشتن درماندہ ام
 پای من در گل فرو رفته است دستم بر دل است
 با ہمہ شوخی ز یادم رفتنت مقدور نیست
 سرو من در سر زمین دل ترا پا در گل است
 ۱ تیرہ میسوزد بسی اشب چراغ خانہ ام
 شمع من یا رب ندانم در کدامین محفل است
 ۲ جان بحسب خواہش اغیار می باید سپرد
 عشقبازان را بہ مرگ خویش مردن مشکل است
 داد من یا رب کہ خواہد داد حیرانم بسی
 بخت در خواب گران جانان من پر غافل است
 چون درین رہ پا نہادی بایدت از سر گزشت
 در طریق عشق واقف دار یک سر منزل است

۱۴۴

۳ دگر ز جیبہ آن شوخ سطر چین پیداست
 نوشتہ است خط قلم از جبین پیداست
 ز گریہ چشم کرا پاک کردہ ای کہ ترا
 نشان خون دل از طرف آستین پیداست
 مکن ز سوزش پنهان من چنین انکار
 بیا ز روزنہ سینہ ام ببین پیداست

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔

۲ : یہ دو شعر مطبوعہ اور میں ہیں ۔

۳ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔ تعداد اشعار ا اور ہ میں نو اور و میں پانچ ہے ۔ ہ میں مصرع اول حسب ذیل ہے :

دگر ز جیبہ آن ترک مصر چین پیداست

ازان میان و دھان هیچ نیست معلوم
خبر ز ہر دو گرفتم نہ آن نہ این پیدا است
چو شعلہ سرکشی حسن یار پنهان نیست
نقاب سوزی آن روی آتشین پیدا است
مرا برون ز قفس بعد مرگ خواهد کرد
ز سخت گیری صیاد این چنین پیدا است
مشو ز قتل من ای برہمن پسر منکر
چو قشقہ خون منت ظالم از جبین پیدا است
چہ التجا سوی محضر بود بدعوی داد
مرا کہ زخم دل از جہہ چون نگین پیدا است
بماہ نسبت رویش چہ میکنی واقف
تفاوت درجات ای دقیقہ بین پیدا است

۱۴۳

۱ دل ز شغل عشق بیزاری نمیداند کہ چیست
ہر کہ شد این کارہ بیکاری نمیداند کہ چیست
یار ہرگز شیوہی یاری نمیداند کہ چیست
عمر آئین وفاداری نمیداند کہ چیست
خانہ ہا کرد است بازی بازی از شوخی خراب
گرچہ از طفلی ستمگاری نمیداند کہ چیست
نالہ اش صیاد را دل تنگ گردانید حیف
مرغ ما قدر گرفتاری نمیداند کہ چیست
دل بکوی او ز رنج روزگار آسودہ است
در بہشت افتاد بیماری نمیداند کہ چیست
بخت چشمی وا نکرد از ہای ہای گریہ ام
گویا این خفتہ بیداری نمیداند کہ چیست
خیل دلہا را بسان آہوان رم می دہد
چشم او عاشق نگہداری نمیداند کہ چیست

۱ : تعداد اشعار ۱ میں آٹھ ، د اور و میں چھ اور مطبوعہ میں سات ہے ۔ ہ میں
صرف پانچ اشعار ہیں مطلع مذکور نہیں ۔ ا کے علاوہ باقی نسخوں میں
مطلع دوم مطلع اول واقع ہوا ہے ۔

۱ بارها جان من از زاری بلب آمد ولی
دل هنوز از عشق بیزاری نمیداند که چیست
چشم او در کعبه واقف بت پرستی می کند
کافر است آئین دینداری نمیداند که چیست

۱۴۴

۲ اگر نه عاشقم احوال من خراب چراست
دل شکسته و جانم در اضطراب چراست
بزلف یار بگو ای صبا ز جانب من
گذشتم از سر دل باز پیچ و تاب چراست
۳ چو سیل اشک تو کردی روان ز دیده من
دگر مپرس ز من خانه ات خراب چراست
همیشه از سر من بی درنگ می گذاری
تو عمر اگر نه ای ای بیوفا شتاب چراست
دلا تو خود بسر آتش از غمش رفتی
سپند وار نمیدانم اضطراب چراست
میان آینه و چشم پاک فرقی نیست
ترا ز دیده واقف چنین حجاب چراست

۱۴۵

۴ گر بقدر حسرت دل دیده می گریست
ابر از کم مایه گی بر حال دریا می گریست
یاد ایامی که طوفان داشت شوق گریه ام
قطره گر میخواستم از دیده دریا می گریست
نیست امروزیکه می آید بشور از حرف عشق
دل بوقت خواندن یوسف زلیخا می گریست
کردم از هم چشمی مردم کنون قطع نظر
پیش ازین با ابر چشم من بدعوی می گریست

- ۱ : یہ شعر امیں نہیں -
۲ : د میں یہ غزل نہیں -
۳ : مطبوعہ میں یہ شعر نہیں -
۴ : مطبوعہ میں باقی نسخوں سے ایک شعر زیادہ ہے -

شب کہ درد بی کسی در بستم افکنده بود
 شمع بر بالین من استاده تنها می گریست
 بی تو شب در مجلس من بودم و بر حال من
 تا سحر گه جام می خندید و مینا می گریست
 گر امید حاصلی از گویہ عاشق داشتی
 همچو باران دیده اش از جمله اعضامی گریست
 همچو من واقف نشد در گریہ کمی رسوای شمع
 کوهکن در پی ستون مجنون بصرحوا می گریست
 ۱۴۶

۲ تاهست داغ عشق به افسر چه حاجت است
 سامان دیگر از پی این سر چه حاجت است
 بهر خراب کردن اقلیم دل ترا
 مزگان پس است لشکر دیگر چه حاجت است
 افتاده گان کوی تو شب ز بهر خواب
 با خاک و خشت بالین و بستر چه حاجت است
 دادم رضا بکشتن خود خط برون میاز
 در قتل من نوشتن محضر چه حاجت است
 از دل برای چون تو یقی ناز می کشم
 ورنه سر آجہ این دل کافر چه حاجت است
 باشد سرشک کوکب اقبال عاشقان
 این قوم را به یاری اختیار چه حاجت است
 در بزم ما معامله با دیده و دل است
 ما را دگر بشیشہ و ساغر چه حاجت است
 دل خانہی خداست در دل گرفته ایم
 رفتن با احتیاج به هر در چه حاجت است
 ظالم ضرور نیست بخونریز ما یراق
 جایکہ چشم تست به خنجر چه حاجت است

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔

۲ : تعداد اشعار ۱ میں دس ، ۲ میں پانچ ، ۳ میں آٹھ اور مطبوعہ میں چھ ہے ۔

آئینہ دار طلعت جانانہ گشتہ ام
واقف مرا بملک سکندر چہ حاجت است

۱۴۷

۱ جنگ تو صلح و صلح تو جنگ است
من بقرائنات این چہ نیرنگ است
فکر و اشد مکن چو گل زنہار
غنچہ باش ای دل این چمن تنگ است
مکن آہنگ آہون مرغ دلم
کہ عجب بلبل خوش آہنگ است
بی سرانجامی نشاطم بہن
بادہ در تاک و شیشہ در سنگ است
زیب دستار شاہد غم اوست
گل اشکم اگرچہ بی رنگ است
۲ بی تو نہ توان بہار رو کردن
گل پریشان و غنچہ دل تنگ است
می روم تا تو نشوی نامم
اگر از نام من ترانہ نگد است
بی سر زخم داغ او واقف
درمیان دل و جگر جنگ است

۱۴۸

۳ دیوانہ سختی کہ ز طفلان کشیدہ است
ز اینای روزگار دلم آن کشیدہ است
دل بی تو گشتہ ضامن ویرانی جہان
باز آ کہ کار گریہ بطوقان کشیدہ است

۱ : یہ غزل ۵ میں نہیں - مطبوعہ میں تعداد اشعار آٹھ اور باقی کسکھوں میں چھ ہے -

۲ : یہ دو شعر صرف مطبوعہ میں ہیں -

۳ : یہ غزل صرف ۱ اور ۵ میں ہے - آخر الذکر میں ایک شعر زیادہ ہے -

عمر دراز در سر زلف تو کرده است
نقاش صورت تو نہ آسان کشیده است
اندیشہ ای ز روز قیامت نمی کند
آن کس کہ محنت شب ہجران کشیده است
زین پیش خار خار جنون اینقدر نبود
عشقم پرہنہ پا پہ بیابان کشیده است
در خانہ چون قرار کند این سیاہ روز
چشم تو سرمہ را ز صفاہان کشیده است
واقف ندیدہ سینہی صیدی ز چنگ باز
از دستم آن ستم گاہ گریبان کشیده است

۱۴۹

۱ بی تو ام ذوق باغ دیدن نیست
در دیاریکہ تیرہ روزان اند
صورت او چسان کشد نقاش
شود از گردش فلک معلوم
ریخت رنگ فسردگی خونم
پیش رعنائی تو از حیرت
۲ مکن آزادم از قفس صیاد
۳ ہر کہ پیشت ز بوی گل گوید
۴ نیست پوشیدہ حال ما واقف
ساز و برگ غزل شنیدن نیست
صبح را طالع دمیدن نیست
بار را طاقت کشیدن نیست
کہ جہان جای آرمیدن نیست
در نصیبش مگر چکیدن نیست
سرو را پای قد کشیدن نیست
کہ جہان جای آرمیدن نیست
سخنش قابل شنیدن نیست
حاجت پیرہن دریدن نیست

۱۵۰

۱ ای سیل بہاران کہ ترا موسم جوش است
بگذر ز سرکبہی ما این چہ خروش است
تنہا نہ مرا با سر زلفش سر سوداست
ہر کس دل صد چاک بکف شانہ فروش است

- ۱ : یہ شعر ا میں نہیں ہے۔
۲ : تعداد اشعار ۱، د-اور و میں سات، ۵ میں چھ اور مطبوعہ میں آٹھ ہے۔
۳ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے۔
۴ : یہ شعر ۵ اور مطبوعہ میں ہے۔
۵ : یہ غزل ۱ اور میں ہے۔

مشکل که درین بحر نهد زوی بساحل
کشتی مرا حلقه گرداب بگوش است
پرکاری آن ساده عذار آه میسرید
غازتگر دل دشمن جان آفت هوش است
پیش دل روشن نونی دم ز خوشامد
گر یاد بران دم کنی این شمع خموش است
واقف نتوانم که ز دم ز اقامت
چون شمع مرا جائه احرام بدوش است

151

سرو ماناست ببالای تو همسر خود نیست
گرچه رعناست گل اندام سمن بر خود نیست
گر کند نقل حدیثی ز وفایش قاصد
نشوم گفته‌ی او قول پیمبر خود نیست
در حریم تو که چون کعبه بود جای ادب
یوالمهوس چند شود مشقت گه‌وَر خود نیست
روزی این دل حسرت زده از سرکارش
گاه گاهی نغمی هست مقرر خود نیست
ناصر از بهر جگر کاوی ما خون شده‌گان
چه کتی تیز زبَل این همه خنجر خود نیست
ای رقیب اینقدر از رشک چرا می سوزی
هست اگر داغ جنون افسر خود نیست
دل ز چشم تو روان در پی آهوست که او
گرچه شوخ است سیه باطن و کافر خود نیست
می رسیدم من دیوانه بکوی تو ولی
پا بزنجیر جنون بند شد و از خود نیست

۱: یہ غزل صرف ۱، ۲ میں ہے۔ آخر الذکر میں مطلع حسب ذیل آیا ہے:

نهیستی نیست بالاى تو همسر خود نیست

سرو رعناست گل اندام من بر خود نیست

ربط ہم نیست بما دل شدگان شادی را
 آشنا نیست گرفتیم برادر خود نیست
 دلبرا باز ز من تا چه تقاضا داری
 بود یکدل کہ بتو دادم دیگر خود نیست
 درمیان من و آن آئینہ سیما واقف
 گر غبار است چہ غم سد سکندر خود نیست

۱۵۴

۱ دل از کف رفت و تدبیری نمانده است
 چہ گویم تاب تقریری نمانده است
 دلت بر من نمی سوزد چہ سازم
 در آہ و نالہ تأثیری نمانده است
 چو مجنون آن چنان گاہیدم از عشق
 کہ از من غیر تصویری نمانده است
 کدابی سخت جان را کردہ ای صید
 کہ در ترکش ترا تیری نمانده است
 ۲ بے ما خون می دہد زان مادر دہر
 کہ در پستان او شیری نمانده است
 ۳ خرابی آن قدر ندارد دل من
 کہ در وی جای تعمیری نمانده است
 ہدامان جوانی می زنی دست
 چہاں پیر را زچیری نماندہ است
 ز زلفت شد چنان سودا جہانگیر
 کہ بی دیوانہ زنجیری نماندہ است
 سپردم کار خود واقف بہ تقدیر
 کہ حالا وقت تدبیری نماندہ است

۱ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - تعداد اشعار ۱ میں پانچ ، داورہ میں سات

اور وہیں آٹھ ہے -

۲ : یہ صرف ۵ میں ہے - ۳ : یہ تین شعر د اوزو میں نہیں ہے -

۱۵۳

۱ نقش پیشانی من بر در جانانہ نشست
 لله الحمد کہ نقش من دیوانہ نشست
 گرم خونی ز غمت در دل احباب نمازد
 شیشہ در بزم طرب دور ز پیمانہ نشست
 یار در دیدہ اغیار نشیمن کردہ است
 ما چہ کردیم کہ با مردم بیگانہ نشست
 آسان گشت بکام دل من بعد از مہرگ
 خاک من خم شد و در گوشہ میخانہ نشست
 ۲ نظر لطف توان کرد بہ طفل اشکم
 کہ بخاک سر راہ تو یتیمانہ نشست
 بی تو ای آنجمن افروز صفا پرتو شمع
 گرد کلفت شد و بر خاطر پروانہ نشست
 زین حریفان تنگ ظرف بجان آمدہ ام
 ای چہ سازید بان شیشہ چو پیمانہ نشست
 جز غم او کہ بہ دل کردہ فروکش واقف
 ما ندیدیم کہ سیلاب بہ ویرانہ نشست

۱۵۴

۳ با ما چو ہم نفس شدی از درد چارہ نیست
 یعنی ز اشک گرم و دم سرد چارہ نیست
 در باغ عشق ہم گل رعنا بود ضرور
 این جا ز اشک سرخ و رخ زرد چارہ نیست
 آن سرو قامتی کہ سروکار من باوست
 بر سر قیامتہ اگر آورد چارہ نیست

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ہ میں مطلع حسب ذیل ہے :

بسکہ دل در ہوس روی تو دیوانہ نشست

ہر کجا شمع برافروخت چو پروانہ نشست

۲ : جگر از بیکسی طفل ہر شکم خون شد (د ، و)۔

۳ : یہ غزل صرف ۱ اور ہ میں ہے ۔

رفتند ہمرہان و کلہورت بمن رسید
واماندہام ز قافلہ از گرد چارہ نیست
واقف منال عالم بیچارگی است عشق
گر یار جور کرد و جفا کرد چارہ نیست

۱۵۵

۱ شکر می گویم کہ از من خاطری دلگیر نیست
ہیچ کس نالان ازین دیوانہ جز زنجیر نیست
در دل سخت تو اشک و آہ را تاثیر نیست
بعد ازین جز صبر ورزیدن دگر تدبیر نیست
حکم اشک من روان گردیدہ بر روی زمین
چشم گریان ہیچ کم از ابر عالم گیر نیست
گر بہ احوال خراب ما نہ پردازی رواست
بیت احزانیم ما را طالع تعمیر نیست
ناصح از بند گران تدبیر من کردن عبث
کشتیم طوفانی عشق است لنگر گیر نیست
ابرویش از یک اشارت کار ما را می کند
کشتن این ناتوان را حاجت شمشیر نیست
جانب ما ہم گذاری می توان باری فگند
ای صبا آخر دل است این غنچہی تصویر نیست
نیست دست ہمت من با گرفتن آشنا
غیرتی دارم کہ خونم نیز دامن گیر نیست
۲ از تغافل صید ما را کشتی ای ابرو کان
در نصیب او مگر از ترکشت یک تیر نیست
۳ شکوہ زلفش چو دادم گوش کرد از ناز گفت
کاین چنین خواب پریشان لائق تعبیر نیست
تشنہی خونست یارم با ہمہ خوش ظاہری
ابروی بی چین او واقف کم از شمشیر نیست

۱ : یہ غزل ۱، ۲ اور ۳ میں ہے۔ ۴ میں تعداد اشعار پانچ ہے۔

۲ : یہ شعر ۴ میں نہیں۔ ۳ : یہ صرف ۵ میں ہے۔

۱۵۶

۱ یک سرو چون تو روضه رضوان نداشته است
 یک گل چو عارض تو گلستان نداشته است
 دل ساخت آنقدر به تب عشق او کہ سوخت
 بیچاره تاب ناز طبعیان نداشته است
 ای گل بگریه ام چه بلا خنده می زنی
 غیر از تو کس مگر لب خندان نداشته است
 آخر رسیده ناله بجای و کار کرد
 هو چند تیر او پر و پیکان نداشته است
 رونق بکارش از دل دیوانه می من است
 زلفش و گرنه سلسله جنبان نداشته است
 بی صرفه می کنید جفا بر سرش بتان
 عاشق مگر بزعم شما جان نداشته است
 آن کس کہ کرد چشم بخاک درش سیاه
 چشمی برای کحل صفاهان نداشته است
 جان من از نوای تو شب تازه شد ولی
 یک باغ چون تو مرغ خوش الحان نداشته است
 آن را کہ موی و روی و خط در نظر بود
 پروای سنبل و گل و ریخان نداشته است
 معذور دار واقف اگر از جفای تو
 در سینه چاک زد کہ گریبان نداشته است

۱۵۷

۲ من و اغیار یار اگر این است
 میکند زخم شانه را ناسور
 خواب در چشم کسی نخواهد ماند
 سلامت کہ می برد جان را
 برد در نرد عشق بازی نیست
 من و غربت دیار اگر این است
 طره مشکبار اگر این است
 نرگس پر خمار اگر این است
 غمزه دل شکار اگر این است
 جان بیازم قمار اگر این است

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ میں تعداد اشعار چھ ہے ۔

۲ : یہ غزل ہ اور مطبوعہ میں نہیں ۔

کی تلافی شود به لذت وصل الم انتظار اگر این است
 خانه ها را به آب خواهد داد دیدہی اشکبار اگر این است
 سر موی طاقتم نخواهد ماند گیسوی تابدار اگر این است
 شب ما ہم سحر شود واقف گردش روزگار اگر این است

۱۵۸

۲ دل نمی دانم کہ دور از من کجا افتاده است
 این قدر دانم کہ جای در بلا افتاده است
 می رسد چاک گریبانم بدامان همچو صبح
 طالع دیوانگیہایم رسا افتاده است
 ای مسلسل گیسوان رحمی بحال او کنید
 این دل دیوانہ در بند شما افتاده است
 کوچہ ها در جستجوی او پریشان گشتہ ام
 دل نمیدانم کہ از زلفش کجا افتاده است
 طفل اشک ار گرم خوبی ها کند با ما رواست
 روز اول چشم او بر روی ما افتاده است
 ۳ دل ز چین زلف او سوی ختن شبگیر کرد
 تیرہ روزی بین کہ در راہ خطا افتاده است
 م ای بہار خرمی تشریف فرما در چمن
 بی تو گل بی برگ و بلبل بی نوا افتاده است
 اول ہجر است ازان پروا نمی دارد دلم
 غنچہی من تازہ از گلبن جدا افتاده است
 ۵ نیست عیبی جز ہواگیری غیر آن ماہ را
 ہست شہری خوب اما بد ہوا افتاده است
 چشم او واقف بلایی از بلاہای خداست
 دل چہ می خواہد بدنبالش چرا افتاده است

۱ : یہ شعر د ، و میں ہے ۔

۲ : تعداد اشعار ۱ ، ۵ میں چھ ، و میں سات اور مطبوعہ میں آٹھ ہے ۔

۳ : یہ شعر صرف ۵ میں ہے ۔

۵ : یہ شعر د ، و میں ہے ۔

۱۵۹

۱ از جوش گریہ شورش جیحون نمونہ ایست
وز دور ہجر گردش گردون نمونہ ایست
دیگر میسر صورت احوال ضعف من
این پیکر گداخته میجنون نمونہ ایست
گاهی کہ راہ من سوی گلزار می فتد
بینم بغنچہ کز دل پر خون نمونہ ایست
۲ ای طالبان حکمت اشراق مژدہ ای
ہر خم بہ میکہد بہ فلاتون نمونہ ایست
واقف کہ کردہ این ہمہ سنجیدہ گو ترا
ہر مصرع تو زان قد موزون نمونہ ایست

۱۶۰

۳ بحال مرگ مرا یار دید و هیچ نگفت
وصیت من مسکین شنید و هیچ نگفت
سپند وار بدل گفتم از چہ می سوزی
ستارہ سوختہ آہی کشید و هیچ نگفت
چہ چشم رحم توان داشت زو کہ در نظرش
دل آب گشت و ز مژگان چکید و هیچ نگفت
۴ بسوز و گریہ برش عرض حال خود کردم
بسان شمع مرا سر برید و هیچ نگفت
چو گفتمش نگہ لطف کن مگو حرفی
فغان کہ سوی من از چشم دید و هیچ نگفت
امید دادرسی نیست زو کہ فریادم
ہزار بار بگوشش رسید و هیچ نگفت
۵ فتادہ است گرانتز ز کویہ تمکینش
کہ سنگدل ہمہ حالم شنید و هیچ نگفت

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر و میں ہے -

۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۱ میں مطلع کا دوسرا مصرع حسب ذیل ہے:
بسر چو عمر عزیزم رسید و هیچ نگفت

۴ : یہ تین شعر و میں ہیں - ۵ : یہ دو شعر و میں ہیں -

ز خون ناحق من گفتمش پشیمانی
غرور و ناز بزمین لب گزید و هیچ نگفت
بر تو خواست تظلم ز دست غم واقف
زبان برید و گریبان درید و هیچ نگفت

۱۶۱

۱ محبت دوستی مهر و وفا سوخت
نه تنها سوخت دل بنگر چہا سوخت
فغان کان شوخ با بیگانگان سوخت
ازان غافل کہ چندین آشنا سوخت
بکار خویش هر کس هوشیار است
دل دیوانہ ام دارالشفای سوخت
صبا بوی کباب دل رساند است
خبر گیرید یاران تا کجا سوخت
ندیدم راحتی از پهلوی دل
بحمدالله کہ این محنت سرا سوخت
بسی شبہا چراغ دیدہ ام را
براه انتظار آن بیوفا سوخت
گذشتی بر کف خاکسترم لیک
نپرسیدی کہ این مسکین چرا سوخت
نیفتاد است در من آتشی لیک
مرا آن شوخ گلناری قبا سوخت
باو یک رو کنم فارغ نشینم
توان تا چند در خوف و رجا سوخت
تبی با خویشتن بردم ز عالم
کہ گر خورد استخوانم را ہما سوخت
مرا گفتی کہ میسوزد دلت را
بزیر لب جوابم از حیا سوخت

دو روی تا بکی ای لاله رویان
دگر نتوان دل از داغ شما سوخت
مخواه از چرخ دولابی دم آب
که او صد تشنه جان در کربلا سوخت
هوس کردم وصالش مفلسم کرد
سر و سامان من در کیمیا سوخت
بشرط زندگی چون شمع واقف
۱ بدای می توان سر تا بپا سوخت

۱۹۲

۲ دلم را یار از جور و جفا سوخت
دلی در سینه‌ی من بود لیکن
بکن جور و جفا چندانکه خواهی
بدل پیرانه سر آن آتشم هست
بموسد تا بکی آن دست و پا را
مسلمانی نزد بر آتشم آب
دلم در آتش شوق نزد دم
الهی در جدایی آتش افتد
قیامت شد چو کردی جلوه بر بام
مرا از رشک در جان آتش افتد
ندانم ای تب عشقی این چه گرمیست
۳ فروزان چهره در کف تیغ می رفت
از و واسوختی واقف چه کردی

۱۹۳

۴ چون پیر گشته ام غزل عاشقانه چیست
آتش فرو نشست دگر این زبانه چیست

۱ : د میں مصرع دوم حسب ذیل ہے :

کہ از سود دلم در دیدہ نم سوخت

۳ : یہ شعر صرف و میں ہے -

۲ : یہ غزل امیں نہیں -

۴ : یہ غزل امیں نہیں -

عمریست ما ز ناله خود ذوق می کنیم
 نشناختیم چنگ کدام و چغانه چیست
 در رفتن است ابلق عمر سبک عنان
 ای نبض دمبدم زدن تازیانه چیست
 بی فکر می بنوش که فرصت غنیمت است
 کس را چه اطلاع که فکر زمانه چیست
 مکشای زلف خال منه بر عذار خویش
 مرغ دل است صید تو این دام و دانه چیست
 افسوس چشم جادوی او بسته خواب من
 منت کشیدن عبثم از فسانه چیست
 تنگ شکر شده است ز شیرینیت جهان
 در حیرتم که شور در این کارخانه چیست
 بلبل چو عشق گل زده آتش بجان تو
 دل بستنت بخار و خس آشیانه چیست
 گر چشم او نریخته خونهای مردمان
 خلقی هجوم کرده بر آن آستانه چیست
 واقف بهار آمد و تکلیف باده کرد
 به زین برای توبه شکستن بهانه چیست

۱۶۴

یار بد خوبه جبهه چین زد و رفت
 تیرهاییکه داشت در ترکش
 جامه زیبی که داغم از دستش
 گفتمش عقده دلیم بکشا
 جان من عرض کردمش که مرو
 خرمن یک جهان امید مرا
 آه از رفتنش چه می پرسی
 سجده های نیاز واقف را

بر سر مهر تیغ کین زد و رفت
 همه را بر دل حزین زد و رفت
 بر چراغ من آستین زد و رفت
 گره از ناز بر جبین زد و رفت
 پشت پای بآن و این زد و رفت
 برق از خوی آتشین زد و رفت
 که ره عقل و صبر و دین زد و رفت
 ناز او جمله بر زمین زد و رفت

۱۶۵

جلوه حسن در تقابم سوخت
 برق در پرده سحابم سوخت

خانہ در کوی بی وفایان ساخت
پرسی از من ترا کہ می سوزد
آفتاب گزنده اش دانم
من نمک خوارہی لب بودم
ای کہ پرسى کہ یار با تو چہ کرد
واقف از شرح حال خود بس کن
این دل خانمان خرابم سوخت
جان من زیر لب جوابم سوخت
بی تو از بسکہ ماہتابم سوخت
چشم مست تو چون کبابم سوخت
کشت از لطف و از عتابم سوخت
گفتی افسانہ‌ای کہ خوابم سوخت

۱۶۶

بخون نشانده مرا دلبری کہ نتوان گفت
شہید کردہ مرا کافری کہ نتوان گفت
بخونم آنکہ باو خط بندگی دادم
رقم نموده ز خط محضری کہ نتوان گفت
صلاح نیست مرا آن شکایت آوردن
کہ هست در بغلم دختری کہ نتوان گفت
ز حالت دل مجروح خود چہ شرح دہم
رسید ازان مژہ اش خنجری کہ نتوان گفت
ز جور و ای شہ مژگان سپاہ من فریاد
شکست در رگ جان نشتری کہ نتوان گفت
دلم ز نابلدیہا کجا کجا افگند
ز راہ برد مرا راہبری کہ نتوان گفت
ازین کہ شب تو باغیار بودہ‌ای محشور
گزشت بر سر من محشری کہ نتوان گفت
حدیث گم شدن دل بہ کس نمی گویم
فتادہ از کف من گوہری کہ نتوان گفت
نواى چغد بلند است واقف از ہر سو
فتادہ ایم بیوم و پری کہ نتوان گفت

۱۶۷

ای زاہد اگر ت سبجہ صد دانہ ضرور است
ما را بخدا گریہ مستانہ ضرور است

مجنوب المہیست حقارت مکنیدش
 یاران ادب این دل دیوانہ ضرور است
 گردید متاع دل و دین جمع بہر سو
 قربان تو یک غارت ترکانہ ضرور است
 در دیدہی اغیار نباید کہ نشینی
 دامن کشی از مردم بیگانہ ضرور است
 فرمود چو آشفنگی حال مرا دید
 کین زلف پریشان شدہ را شانہ ضرور است
 کیفیت از صومعہ حاصل نشدت حیف
 زاہد گذرت جانب میخانہ ضرور است
 دیوانہ مقید ب مکان نیست ولیکن
 در کوچہی زنجیر مرا خانہ ضرور است
 بر روی گل و شمع نظر را نکشایم
 پاس ادب بلبل و پروانہ ضرور است
 اینجاست کہ واقف دلم از دست فتاد است
 افتادن من بر در جانانہ ضرور است

۱۶۸

۳ نتوان ز خود بہم رہی این و آن گذشت
 توفیق گر رفیق شود میتوان گذشت
 مانند ز غفلت از گذر عمر بی خبر
 مانند ہفتہی کہ برو کاروان گذشت
 گر بگذرد ہزار ستم از تو بر سرم
 انصاف اینکہ از چو تویی چون توان گذشت
 سرگشتہی ہوا و ہوس همچو گردباد
 یک چند خاک خورد و ازین خاکدان گذشت
 در وصل بیم ہجر مرا بی حضور داشت
 فصل بہار آہ بمن چون خزان گذشت

۲ : د میں مقطع مذکور نہیں -

۱ : یہ چار شعر مطبوعہ میں ہیں -

۳ : یہ غزل ۱ میں نہیں -

آمد برحم زاری ما دیده آسمان
 بر ما چها ازین مه نامهربان گذشت
 داری اگر دلا سر سودای زلف یار
 باید نخست از سر سود و زیان گذشت
 راهی برون نبردم ازین دشت ای دریغ
 عمرم بهره گزیدی ریگ روان گذشت
 چون سایه ایم در قدم سرو یار خویش
 کی میتوان ز همراهی راستان گذشت
 در چشم یار اگر نه سبک قدر گشته ایم
 تیرش چرا ز پهلوی ما سرگران گذشت
 بهر ادای شکر تواناییم مهرس
 زان پیشتر که بشنوی این ناتوان گذشت
 بسیار مشکل است گذشتن ازان کمر
 در حیرتم ز زلف ندانم چسان گذشت
 واقف ز درد مرد در آغاز عاشقی
 داغم ازان جوان که ز دنیا جوان گذشت

۱۶۹

امروز ناوک تو ز من سرگران گذشت
 آیا چه در ضمیر تو ابرو کمان گذشت
 گرشکوه دراز ز زلفت کنم مرانج
 یک عمر جور بر من ازین دودمان گذشت
 نتوان چو سرو این همه استادگی نمود
 باید ازین حدیقه چو آب روان گذشت
 بر یک قرار ماند هوای دیار عشق
 چندین بهار آمد و چندین خزان گذشت
 آداب خانقاه چه دایم من خراب
 اوقات من بخدمت دیر مغان گذشت
 نبود دماغ ساختن آشیانه ام
 عمرم بزیر بال درین گلستان گذشت

صیاد دل شکار ندید است چونتو کس
مرغی که دید دام تو از آشیان گذشت
از پند و بند با من دیوانه دم مزن
ناصر خموش کار ازین و ازان گذشت
در عشق خاکسار تر از من کسی نبود
کز من غبار کوی تو دامن کشان گذشت
ای دلبران بترت واقف گذر کنید
مسکین بدرد و داغ شما از جهان گذشت

۱۷۰

۱ ای که پرسی از چه چشم مبتلای گریه است
از تو تا بیگانگی دید آشنای گریه است
گفتی ام از گریه بس کن خانه ها کردی خراب
خانه آبادان هنوز این ابتدای گریه است
کی شود ممنون برای صوت از آب روان
تر دماغیهای عاشق از صدای گریه است
هر کجا سیل است ویرانی تقاضا می کند
این خرابیها بحالم مقتضای گریه است
نیست خالی لحظه ای از آمد و رفت سرشک
خانه ای چشمم مگر مهمانسرای گریه است
گر رسد دستم بمالم هر کف پای نگار
در بساط دیده مشتی کز حنای گریه است
چشم تا وا مینمایم اشک عریان میشود
گویا مژگان من بند قبای گریه است
کاری از تدبیر صبر من نیامد حالیا
فکر فکر ناله است و رای رای گریه است
گر تو داری طالع دیدن بین آن ماه را
واقف این چشمیکه من دارم برای گریه است

۱۷۱

۲ هر چند بوی مهر و وفا در دل تو نیست
دل نیست در جهان که بجان مائل تو نیست

ای عشق رخت در دل من می نمی منه
 این خانه‌ی غم است برو منزل تو نیست
 روشن چسان شود بتو سوز و گداز من
 شمعی است داغ عشق که در محفل تو نیست
 در روزگار قطرهء خونی که سنگ شد
 بسیار جسته ایم بغیر از دل تو نیست
 تعمیر دل نمیکنی ای خانمان خراب
 فکر بنای خیر در آب و گل تو نیست
 بشکن خمار خویش بیخون حلال من
 خون حرام مدعیان قابل تو نیست
 عزم سفر نمودی و می نالم از فراق
 یا رب چرا دلم جرس محمل تو نیست
 واقف بهرزه پا نمی در حریم عشق
 غافل حریف ره قدم کاهل تو نیست

۱۷۲

ز بی یاری سروکارم بزار هست
 چه می پرسی ز صبر من که فوقی است
 سکندر طالعی ای دل در آن بزم
 ز آب چشم من ای پاکدامن
 اگر واقف نه بیند روی جانان
 ز بی کاری مرا صد زخم کاریست
 چه گویم از قرار خود قرار هست
 ترا گر منصب آینه دار هست
 مکش دامن که از سرچشمه جاریست
 بدانیدای رفیقان این چه خوار هست

۱۷۳

بکوی خوار گشتم از وفاداری زهی قسمت
 وفاداری مرا شد موجب خواری زهی قسمت
 تو بیزاری ز من چندانکه پشت میکنم خواری
 ز زاری حاصلم گردید بیزاری زهی قسمت
 مرا صیاد بی پروا فگنده در قفس تنها
 که تا تنها کشم رنج گرفتاری زهی قسمت

درین گلزار بد آب و هوا تا چشم وا کردم
 ندیدم همچو نرگس غیر بیماری زہی قسمت
 بآسانی دلش دادم بامید وصال آخر
 ز بیم ہجر جان دادم بدشواری زہی قسمت
 دلآرام است یار از بہر غیر اما برای من
 کمر بسته است بر عزم دل آزاری زہی قسمت
 ہوادارش شدم دردا کہ آن بیدرد من واقف
 بہادم داد از جرم ہواداری زہی قسمت

۱۷۴

۱ از توام چشم چارہ سازی نیست
 بعد ازین ما و جانگدازیا
 منشین جان من بچشم رقیب
 شکوہ زلف یار کوتہ کن
 عشقبازی ز دیگران آید
 ترکی و تازیت غلام شدند
 خاک شوری است عاشقی لیکن
 وہ چہ خوش گفت واصلی واقف
 چارہ ام غیر جانگدازی نیست
 کز تو امید دلنوازی نیست
 دامن چشم او نمازی نیست
 زانکہ جای نفس درازی نیست
 با توام عشق هست و بازی نیست
 ہیچ حاجت بترکتازی نیست
 پیش ما جز عبیر سازی نیست
 بازی همچو عشقبازی نیست

۱۷۵

۲ ساقی بیار جام شرابی کہ حاضر است
 بر آتشم توان زدن آبی کہ حاضر است
 پرسید یار حال دل از من گریستم
 یعنی کہ گریہ است جوابی کہ حاضر است
 خون دل است و لخت جگر میل اگر کنی
 در خانہ ام شراب و کبابی کہ حاضر است
 ۳ باشد عذاب از پس مردن ولی مرا
 بیدوست زندگی است عذابی کہ حاضر است

هرکس بخانه رفت بکویت کسی نماند
غیر از فقیر خانه خرابی که حاضر است
چون آمدی بقرت واقف عرق فشان
بر خاک او بپاش گلایکه حاضر است

۱۷۶

۱ به قصد کشتن من یار گر ز جا برخاست
ز موی موی تنم بانگ مرحبا برخاست
چنان ز جور تو آماده فغان شده ام
که از شکست دلم شیشه سان صدا برخاست
نشست و خاست کسی را که دست داده بیار
به مدعی بنشست و به مدعا برخاست
چو آشنا که به تعظیم آشنا خیزد
مرا چو دید سگ کوی او ز جا برخاست
گلی بریز بخاک شهید خود باری
به عهد جور تو گر رسم خونبها برخاست
بر آستان تو ای شاه حسن واقف نام
نشسته بود گدای که بینوا برخاست

۱۷۷

۲ گرچه با غیر ترا لطف نمایانی هست
شکر لله به منت عشوه پنهانی هست
همدمان بوی کباب از نفسم می شنوند
اندرین سینه همانا دل بریانی هست
بی تو از زندگی خویش چه گویم جانان
نیم جانی به اجل دست و گریبانی هست
مزن ای باد صبا طره جانان برهم
که درین سلسله دل نام پریشانی هست
گاه مشاطه گهی باد صبا گاهی دل
دمدم زلف ترا سلسله جنبانی هست

ہمچو آن یار کہ باشد نگران یاری را
چشم داغ دل من در رہ پیکانی هست
ہیچگہ دست نوازش نکشیدی بسرم
ہست بر گردن غیری گرت احسانی هست
مکشایید سر حقہٴ مرہم یاران
زخم من منتظر گرد نمکدانی هست
ابر از مزرع من آب دریغ ار دارد
گو بدارد کہ مرا دیدہی گریانی هست
اول دشت جنون کرد بزندان ما را
ما چہ دانیم کہ شہری و بیابانی هست
ہست دنبالہی او زمزمہی من واقف
ہر کجا در چمنی مرغ خوش الحانی هست

۱۷۸

۱ زینکہ درد تو آشنای دل است
کرده‌ای چشم سرخ پر خونم
یار ہر چند بی وفاست ولیک
ریختم خون دل بدشنامی
دل ز کویش کجا تواند رفت
نخورم گر غم ترا چہ کنم
درد دل روز و شب دعا بشماست
سینہی چاک چاک ما واقف
جان من جان من فدای دلست
گر کشی عین مدعای دلست
غم او یار بی وفای دلست
بوسہ‌ای دہ کہ خونبہای دلست
کوی او باغ دلکشای دلست
غم تو قوت جانفرای دلست
درد من روز و شب دعای دلست
قفس مرغ خوش نوای دلست

۱۷۹

۲ ہر چند کہ خون در دل و در دیدہ نمی نیست
تا هست غم یار مرا ہیچ غمی نیست
در عشق بیک طرز کند نالہ دل من
سازیت محبت کہ درو زیر و بمی نیست

۱ : یہ غزل ہ میں ہے -

۲ : تعداد اشعار ۱، د اور و میں آٹھ اور ہ اور مطبوعہ میں چھ ہے -

من شرح تہی دستی خود را چہ نویسم
غیر از قلم دست بدستم قلمی نیست
۱ بی وجہ درین دیر برہمن نتوان شد
زیبا بت امروز بہ بیت‌الصنمی نیست
بودہ است ازین پیش جہان را دم و دودی
از شام کنون دودی و در صبح دمی نیست
امروز قدم رنجہ بہ پرسیدن من کن
فرداست کہ از خستہی عشق تو دمی نیست
واللہ بسی تجربہ کردیم و دروغ است
ہر چند کہ یگی وعدۂ او بی قسمی نیست
واقف بر او گریہ بہر حال ضرور است
ہر چند کہ خون در دل و در دیدہ نمی نیست

۱۸۰

۲ گل بسکہ رنگ بی تو بہ پرواز دادہ است
آتش در آشیانہی بلبل فتادہ است
از پا فگندہ جلوۂ آن سرو قائم
برخاستن مرا بقیامت فتادہ است
لب تشنہ می طہم بسر وقت من بیا
تیغ ترا کسی بعبث آب دادہ است
عمریست گرچہ خون جگر میخورم ہنوز
دعوی عشق از دہن من زیادہ است
منعم ز عشق خوش پسران ای پدر مکن
مادر مرا برای ہمین کار زادہ است
۳ یا از بہشت می رسد این بوی جانفزا
یا او بہ پیش باد گریبان کشادہ است
با او نشستہ بوالہوسان گرم گفتگو
عاشق چو شمع کشتہ خموش ایستادہ است

۱ : چوتھا اور پانچواں شعر ہ اور مطبوعہ میں نہیں ۔

۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں ۔ ۳ : یہ چار اشعار مطبوعہ میں ہیں ۔

آن سرو رفت از نظر اما خیال او
چون سرو پیش دیدی من ایستاده است
آرام طفل اشک مرا نیست لحظه ای
کز خاندان دیدی بی خواب زاده است
در انتظار رخصت پابوس آن نهال
عمریست آپدیدی من ایستاده است
طفل سرشک باز نه بینم به چشم کم
کز بهر صید کردن دل ترک زاده است
واقف گر از تو یار بپرسد ز من بگو
دلدادہ ای بمردن خود دل نہادہ است

۱۸۱

۲ بعد از ہزار وعدہ نیایی خوشا دلت
یک وعدہ ہم وفا ننمایی خوشا دلت
بر آشنایی تو چو عمر اعتبار نیست
بیگاہی رسوم وفایی خوشا دلت
خلقی در آرزوی تو جان می دهند و تو
فارغ ز بندہ های خدایی خوشا دلت
با اینکه عمر در سر کوی تو باختیم
گویی تو کیستی ز کجایی خوشا دلت
من پاکباز صدق و صفایم زہی دلم
تو سر بسر دروغ و دغایی خوشا دلت
اقلیم دل خراب شد از دستت ای نگار
تو محو بندوبست حنایی خوشا دلت
ما را سپردہ ای بعذاب شب فراق
آسودہ دل ز روز جزایی خوشا دلت
ظالم رسید تا کمرت خون عاشقان
شمشیر از کمر نکشایی خوشا دلت

۱ ترسانیم ز آفت هجران و پس بنواز
پرسی چنین ملول چرایی خوشا دلت
هر خواری که بود کشیدی در عشق او
واقف هنوز باز نیایی خوشا دلت

۱۸۲

۲ دل با جفای غمزہ خوبان نزیست است
آن کس که خورده خنجر مژگان نزیست است
یعقوب از جدایی یوسف چہا کشید
خوش آنکہ در فراق عزیزان نزیست است
آن کس کہ سینه چاک بہ مہر تو زادہ است
مانند صبح بی لب خندان نزیست است
برخیز ای طبیب مدہ درد سر مرا
دل خستہی فراق بدرمان نزیست است
جان دادہ آخر شب ہجران بسان شمع
واقف کہ بی تو زیستہ چندان نزیست است

۱۸۳

۳ غزلہ عاشقانہ افتادہ است	بلیم خوش ترانہ افتادہ است
شدہ مشہور سوز پنهانم	بہ زبان زمانہ افتادہ است
جان بہ تلخی دھیم چون فرہاد	یار شیرین بہانہ افتادہ است
بلبل از رشک نالہ ام بچمن	بسمل از آشیانہ افتادہ است
در کشاکش فتادہ ام کان زلف	باز در دست شانہ افتادہ است
بسکہ در راہ اشتیاق پرید	چشم بیرون زخانہ افتادہ است
بلبل از رشک نالہ ام واقف	بسمل از آشیانہ افتادہ است

۱۸۴

۴ ہر کہ جام می مغانہ گرفت	خون بہای خود از زمانہ گرفت
دل صد چاک من بکوچہ زلف	رفت و بر رغم شانہ خانہ گرفت
بعد عمری کہ آمد آن بی رحم	نا نشستہ رہ بہانہ گرفت

۱ : یہ شعر صرف ہ میں ہے - ۲ : یہ غزل ہ اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ غزل ہ اور مطبوعہ میں نہیں - ۴ : ا میں مقطع نہیں -

خواستم در رکاب او بروم رخس را زیر تازیانه گرفت
دل که بوده است صدر خانهٔ ما جا بران خاک آستانه گرفت
صوت بلبل نداشت آهنگی از دلم یاد این ترانه گرفت
شاهباز غمت بیک انداز مرغ دل را ز آشیانه گرفت
سر و سامان آبرو آمد جیمہ زان خاک آستانه گرفت
در قفس از تغافل صیاد خاطر من ز آب و دانه گرفت
بر سرش کبش غمزہ خالی کرد یار دل را مگر نشانه گرفت
دل صد چاک واقف از سودا زلف او را ز دست شانه گرفت

۱۸۵

۲ در سر پر شور من از بس هوای گریہ است
گر خورم چون ابر آبی از برای گریہ است
مشرب مینای می دارم کہ در بزم طرب
قاه قاه خندہی من ہایہای گریہ است
دیگران را گریہ گر ضعف بصر می آورد
چشم ما چون شمع روشن از لقای گریہ است
می برد از ضعف سیلاب سرشکم ہر طرف
سیر من اکنون درین وادی بپای گریہ است
ہیچ کس از بیکسی آبی بخاک من نریخت
گریہ کن بر خاک من ای غم کہ جای گریہ است
کی دریغ از گریہ میداریم خون خویش را
گر جگر ور دل بہ پیش ما فدای گریہ است
پیش خیل دردمندانیم در میدان عشق
شمع سان در دست ما واقف لوای گریہ است

۱۸۶

۱ در سر هوای رفتن باغم نماندہ است
مشغولم آنچنانکہ فراغم نماندہ است
ای باد حرف بوی بہاران چہ می زنی
تا چند بشنوم کہ دماغم نماندہ است

یاران همه ز پہلوی داغم رمیده اند
پروانه‌ای بگرد چراغم نمانده است
من رو به لاله زار نهم با کدام رو
کز بادہ درد ہم به ایاغم نمانده است
تا کی تلاش گم شدہی خود کند کسی
واقف دگر دماغ سراغم نمانده است

۱۸۷

۱ بلب رسیدن این جان زار نزدیک است
گمانم اینکہ شب ہجر یار نزدیک است
خدای را سر بالین من بیاریدش
کہ جان سپردن این بیقرار نزدیک است
به نیم گام بسر رفت عمر خضر مرا
کہ گفتہ است رہ کوی یار نزدیک است
ز جمع اہل دل ای نور دیدہ دور مرو
بیا کہ تفرقہ روزگار نزدیک است
۲ اگرچہ دور فتادہ است دل ز من واقف
خوش است خاطر من چون ز یار نزدیک است

۱۸۸

۳ دہر پر فتنہ شد و امن و امان باید نیست
گوشہی امن و امانی بجمہان باید نیست
بر سر تربت من رنجہ نمودی قدمی
چہ نیاز تو کنم خوردہی جان باید نیست
بر سرم بار گرانی ز خمار افتاد است
تا سبکسار شوم رطل گران باید نیست
بخرابات رسیدن نتوانم چہ کنم
جذبہای از طرف پیر مغان باید نیست
عمر من در طلب پیر بسر شد واقف
ای دریغا کہ مرا بخت جوان باید نیست

۱۸۹

یار احوال دل خسته کماهی دانست
 ما نگفتیم بتعلیم الهی دانست
 زلف یار ای دل سودا زده از دست مده
 قدر این عمر نمیدانی و خواهی دانست
 دل ما گشت گرفتار بآن عارض و زلف
 دیده روزیکه سفیدی ز سیاهی دانست
 با کس از کاهش دل حرف نگفتم لیکن
 دید هر کس که مرا با رخ کاهی دانست
 نگه لطف ز چشم تو عجب می آید
 رحم یا رب ز کجا ترک سپاهی دانست
 جام جم کسهی دریوزه آن زاهد بود
 که گدای در آن میکده شاهی دانست
 این زمانت خبر از حال سیه روزان نیست
 خط چو بر روی تو گوید همه خواهی دانست
 دل سر شکوه آن زلف مسلسل نکشاد
 زانکه این سلسله را نامتناهی دانست
 ۲ واقف از نامه و پیغام تو کاری نکشود
 آنچه گفتی و شنیدی همه واهی دانست

۱ : یہ چار شعر صرف مطبوعہ میں ہیں ۔

۲ : مقطع الف میں مذکور نہیں ۔

فاتمام غزلیات

۱

۱ از شانه گر برون فتمم شانده وار دست
 هرگز نمی کشم ز سر زلف یار دست
 نه جیبها درید نه دامن او کشید
 ما را درین بهار نیاید بکار دست
 از یار نا امید شدن کار سهل نیست
 شویم مگر به خون جگر زان نگار دست
 من پا فشرده ام یوفا زینهار تو
 ای دشمن وفا ز جفا بر مدار دست
 ۲ از شوق طرف دامن آن سرو جامه زیب
 از عضو عضو رسته مرا چون چنار دست
 پیر مغان مده قلع پر بدست من
 گردیده از خمار مرا رعشه دار دست
 در گلستان کوی تو بی آبرو شده است
 مژگان من که برده ز ابر بهار دست
 آن را که ذوق جیب دریدن شناخته است
 در آستین نمی کند اصلا قرار دست

۲

۳ جلوئے مستانه کردی عاقبت
 باده خوردی شمع سان افروختی
 دل خراب از آرزوها ساختی
 خانهء من از تو عشرت خانه بود
 زهد چندین ساله ام را یک نگاه
 سیل اشک از دیده سر کردی دلا
 در دیار دل که اقلیم تو بود
 عقل را دیوانه کردی عاقبت
 روح را پروانه کردی عاقبت
 کعبه را بتخانه کردی عاقبت
 رفتی و غم خانه کردی عاقبت
 در سر پیمانه کردی عاقبت
 شهر را ویرانه کردی عاقبت
 غارت ترکانه کردی عاقبت

۱ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں -

۳ : یہ اشعار مطبوعہ میں نہیں -

۲ : یہ شعرہ میں نہیں -

۳

۱ مرا اگر همه یک استخوان ز تن باقیست
چو شمع از تب شوق تو سوختن باقیست
قفس بهشت شد از لطفهای صیادم
هنوز در دل من حسرت چمن باقیست
ز سیل گریه‌ی من در جهان غبار نماند
بخاطر تو همان گرد کین من باقیست
پندیده‌تر من آستین بکش که مرا
بهر هنوز هوای گریستن باقیست
چو شمع صبح بآخر رسید زندگیم
پیا که اندکی از فرصت سخن باقیست
۲ رسید لشکر خط صرف تشنه فرمایی
دو جرعه آب که در چاه آن ذقن باقی است
پسمو نام فراق تو بر زبانم رفت
هنور تلخی آن در دهان من باقیست

۴

۳ همه عمرم بدرد غم گذشت است
عزیزان بر کسی این هم گذشت است
بجسرت‌های پیش از پیش مردم
باین درد از جهان کس کم گذشت است
ز فوت آرزو وز مرگ امید
مرا یک عمر در ماتم گذشت است
نمک باری بپاشید ای عزیزان
که کار داغم از مرهم گذشت است
گذشت از سینه‌ام تیر نگاهی
کزو کار دلم از هم گذشت است

- ۱ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں -
۲ : یہ شعر ۵ میں ہے -
۳ : یہ اشعار صرف ۱ میں ہیں -

تو ماندی بی خبر با آن کہ اشکم
چو طوفان از سر عالم گذشت است

۵

۱ نہ کار بر دل من روزگار تنگ گرفت
چہ شکوہ سرکنم از بخت یار تنگ گرفت
ز جای خود نتواند غبار من برخاست
زمانہ بسکہ برین خاکسار تنگ گرفت
چنانکہ یار بیاری رسد پس از عمری
غمت چو دید مرا در کنار تنگ گرفت
گرفت رنگ حنا دست ار ز خون دلم
زبس بدست خودش آن نگار تنگ گرفت
۲ کند مضایقہ با من بہ نیم دشنامی
زبس بخویش دہان تو کار تنگ گرفت
بہ گل مجال شگفتن شد است تنگ چنان
رخ کہ این ہمہ بر تو بہار تنگ گرفت

۶

۳ این نسخہٴ بی ربط کہ دیوان فقیر است
مجموعہٴ احوال پریشان فقیر است
از سوز و گدازیکہ شناسد دل روشن
ہر مصرع آن شمع شبستان فقیر است
ہر چند کہ صد رنگ غم و درد دران است
کفران نکنم نعمت الوان فقیر است
یعقوبم و این غمکہ کنعان محبت
ہر بیت در آن کلبہٴ احزان فقیر است
گر ہست پریشان سخنم عذر پذیرند
سلسلہٴ عجیبی سلسلہ جنبان فقیر است

۱ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں -

۳ : یہ اشعار ا میں ہیں -

۲ : یہ اشعار و میں ہیں -

زنهار کہ شیرازہٴ آن نگسلی ازہم
در روی نخ چندی ز رگ جان فقیر است

۷

پند بسیار است بند بسیار است
ورنہ دام و کمند بسیار است
نالہ ای از سپند بسیار است
یکدل دردمند بسیار است
اوج وصلش بلند بسیار است
در جہان ہرزہ چند بسیار است

۱ عاشقان را گزند بسیار است
دل بآن زلف میکشد ما را
۲ کار ہر کس بقدر طاقت اوست
بہر تصدیع دادن شہری
نالہ بیجا کمند می سازد
صبح و گل بال لب تو میخندند

۸

گوی آتش بہ نیستان انداخت
اوز صدرم بر آستان انداخت
بلبلان را ز آشیان انداخت
بر زمینم ز آسمان انداخت
بلبل از رشک آشیان انداخت
ہر چہ آمد ز آسمان انداخت

۳ عشق سوزم در استخوان انداخت
عشق را جا بسینہ دادم لیک
در چمن ذوق نالہٴ دردم
یار تا از نظر فگند مرا
در چمن چون دلم فغان برداشت
من افتادہ ای کہ همچو زمین

۹

ور سنگ زنی گہر توان گفت
آہی کہ ہمہ اثر توان گفت
اشکی کہ ہمہ شرر توان گفت
گویم سخنی اگر توان گفت
حاشا کہ ترا بشر توان گفت

۴ گر زہر دہی شکر توان گفت
از بیم تو زیر لب شکستم
از یاد تو شب ز چشم من ریخت
پیش تو ز ناتوانی خویش
یا حوری و یا پری باین حسن

۱۰

چہ پروای غم غمگسارم نشستہ است
کہ بر آستانش غبارم نشستہ است

۵ بہ پهلوی من تیر یارم نشستہ است
صبا اندکی پا باہستگی نہ

- ۱ : یہ اشعار ۱، ۲ اور ۳ میں ہیں -
۲ : یہ اشعار ۴ اور ۵ مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ اشعار ۶ اور ۷ میں ہیں -
۴ : یہ اشعار ۸ اور ۹ میں ہیں -

رسید است از سینه اش خار حسرت دمی هر که با گلعذارم نشسته است
 ز ربط صحبت پس از مردن من سپه پوش غم بر مزارم نشسته است
 ندانم چسان خیزم از جا که از اشک جگر گوشه ها در کنارم نشسته است

۱۱

۱ سر بسودای تو دارم که تجارت این است
 شغل عشق تو گزیدم که فراغت این است
 نزدی تیر و جگر تشنه ی پیکر مردم
 مگر ای شوخ بکیش تو مروت این است
 آنقدر نیست دل آشوب اگر زو دوری
 دیر می آبی ای شوخ قیامت این است
 یار از تیغ جفا کرد دلم را بدونیم
 جرات دم زدنم نیست که قسمت این است
 دیدن ماه رخان می شکند فاقه من
 اندرین شهر مرا وجه معیشت این است

۱۲

۲ خون من جوشید تا آن دست و پا را دیده است
 ظاهرا گستاخی رنگ حنا را دیده است
 در برم دل را مسلسل گیسوان آرام نیست
 شاید این دیوانه زنجیر شما را دیده است
 با تو گل را چون دهم نسبت که از شرمندگی
 روی خود پوشیده تا آن پشت پا را دیده است
 دست و پا گم می کند از دیدن شهباز صید
 دل ز جا رفته است تا آن دلبر را دیده است
 می شناسد موج دریای تجرد را که چیست
 بر تن ماهی که نقش بوریا را دیده است

۱۳

۳ دلم از هجر رویش بس غمین است مصیبت خانه ی روی زمین است
 بیاریدش به پهلویم نشانید علاج درد پهلوی من این است

۱ : یہ اشعار ا میں نہیں ۔
 ۲ : یہ اشعار ا اور و میں ہیں ۔
 ۳ : یہ اشعار ا اور و میں ہیں ۔ پانچواں صرف ا میں ہے ۔

بسر خاکی که از کوی تو کردم مرا سرمایہ دنیا و دین است
میفشان دست را مستانه دیگر که چندین جان ترا در آستین است
ندارد زار روی سیر گلشن دل دیوانه ام گلشن نشین است

۱۴

۱ گل ز من قاعدہ جامہ دریدن آموخت
بلبل از من روش ناله کشیدن آموخت
دارم امید که آرام نہ بیند در خواب
آہوی رام مرا آنکہ رمیدن آموخت
جز بمعنت نشود پا برہ عشق روان
اشک من خون جگر خورده دویدن آموخت
دامن هیچ ہنر چون نفتادش در چنگ
دست ناقابل من جیب دریدن آموخت
چشم از گریہ بصد حیلہ نمی آید باز
چہ کنم خون دل من بچکیدن آموخت

۱۵

۲ جانانہ ہما گہ نظری گہ گذری داشت
امروز کجا شد کہ محبت اثری داشت
درماندہ باحوال نمی گشت بدینسان
گر غیر درت بندہی درگاہ دری داشت
امروز بجز جور و جفا ناید ازان ماہ
زین پیشترک منہر و وفا ہم قدری داشت
آنکس کہ بہ شمشیر تو دادہ است چنین آب
شاید کہ ز لب تشنگی من خبری داشت
بیداد تو این دم شدہ مخصوص رقیبان
تیغ تو ازین پیش ہما نیز سری داشت

۱ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں -

۲ : یہ اشعار و میں ہیں ، ا میں صرف آخری شعر ہے -

۱۶

۱ در محبت این خرایمها که من دارم بس است
 خانه پردازی چو چشم خویشتن دارم بس است
 در بهاران من نمی خواهم جنونی تازه ای
 کز سر زلف تو سودای که من دارم بس است
 کو دماغ آنکه عشرتخانه ای بر پا کنم
 ای عزیزان گوشه ی بیت الحرم دارم بس است
 بخت گو تا در نفس بوی بهاران نشنوم
 گوش پر از ناله ی مرغ چمن دارم بس است
 منکه در هر بزم همچون شمع میلرزم بخود
 اینکه پیش یار یارای سخن دارم بس است

۱۷

۲ سینه ام باغ و داغ تو گل اوست
 هر کجا هست دسته ی سنبل
 خون حسرت کشان تیغ نگاه
 هر که چون زلف تیره بخت افتاد
 بر جبین داغ بندگی دارد
 ناله ی دل صغیر بلبل اوست
 از کمر بسته های کاکل اوست
 همه بر گردن تغافل اوست
 گر ترقی کند تنزل اوست
 لاله لالای روی چون گل اوست

۱۸

۳ عیش بیرون رفت و غم در دل بسطانی نشست
 دیو را بنگر که بر تخت سلیمانی نشست
 غیر رفت از آستان یار و نقش پا گذاشت
 من اگر رفتم بجایم نقش پیشانی نشست
 آخر از پهلوی من مسکین دلا برخاستی
 من ترا اول نمی گفتم که نتوانی نشست

۱ : یہ اشعار صرف ا اور ہ میں ہیں -

۳ : ا اور و میں نہیں -

۲ : یہ اشعار مطبوعہ میں نہیں -

حاجب دولت سرای یار شد یاران رقیب
کار مشکل گشت یعنی سگ بدربانی نشست
دوستان معذورم ار گشتم ز دل پہلو تہمی
چند بتوان پہلوی این دشمن جانی نشست

۱۹

۲ نہ پرسی حال ما ای بی مروت
دو روزش بیش نبود دولت حسن
بکار مردم بیگانہ کردی
۳ مروت میکنی لیکن نہ با من
خدا پرسد ترا ای بی مروت
مروت کن بما ای بی مروت
نگاہ آشنا ای بی مروت
نمیدانم چرا ای بی مروت
کرا خواندی کرا ای بی مروت
بدر کردی مرا از خلوت دل

۲۰

۴ خوبی من اشک گلگون من است
اینکہ دارم میل موزون قامتان
آنکہ چون پروانہ می سوزد مرا
استخوانم را سگش برد از ہما
بر رخس گلگونہ از خون من است
اقتضای طبع موزون من است
در چراغش روغن از خون من است
این ہم از بخت ہمایون من است
بی تکلف خم فلاطون من است
گشتم اشراقی ز فیض باطنش

۲۱

۵ سرو من دوش در اطراف گلستان میگشت
از پیش سرو چمن بر زده دامن میگشت
امتحاناً تو اگر تیغ علم میکردی
جوہر جرات عشاق نمایان میگشت
دست شستم ز سلامت بیلا غرقہ شدم
قطرہ اشک من آن روز کہ طوفان میگشت

۱ : یہ شعرا میں نہیں -

۲ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں - ۳ : یہ شعر د میں ہے -

۴ : ا، د، و میں ہے - د میں مصرع اول حسب ذیل ہے :

خون من بین اشک گلگون من است

۵ : یہ اشعار صرف ا میں ہیں -

چه بلا شور بسر داشت دل من امشب
کاسه‌ی داغ بکف کرده نمکدان میگشت

۲۲

۱ آن را که با تمیز بود یک پیشیز نیست
ارباب جهل را کمی هیچ چیز نیست
مانند عمر یوسف من طرفه بیوفاست
با این همه مرا بجز او کس عزیز نیست
من خط بندگی بتو دادم مرا مران
چون خامه ام ز دست تو پای گریز نیست
تو بو شناس طره جانانه نیستی
ورنه کدام صبح مسا مشک بیز نیست

۲۳

۲ یار رفت و جان زاری مانده است
بسکه از سودای زلفت کاستم
شام شد دل بر نگشت از کوی او
زخم پهلویم نخواهد به شود
جان شده چشم نزاری مانده است
استخوانم شانه واری مانده است
غالباً از بهر کاری مانده است
گر خدنگش یادگاری مانده است

۲۴

۳ شب که صحبت بغم دوری احباب گذشت
آنقدر اشک فشاندم که ز سر آب گذشت
هیچ تدبیر نشد موجب آرام دلم
عمر من در هوس کشتن سیماب گذشت
دل چو از گریه خرابست ز غم پروا نیست
چه برد دزد ازان خانه که سیلاب گذشت
شمع سان عمر من از بخت سیه یک شب بود
آن هم از داغ محبت به تب و تاب گذشت

۱ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں :- ۲ : یہ اشعار ۱ ، و اورہ میں ہیں ۔
۳ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں ۔

۲۵

۱ زان شوخ دل بنامه و پیغام شاد نیست
بر گفته و نوشته‌ی او اعتماد نیست
ای کعبهٔ امید به فریاد من برس
کشتی نشین شوقم و باد مراد نیست
درد شراب را چو قدح جا دهم بچشم
چون من کسی بمیکده صاف اعتقاد نیست
پرهیز کن ز صحبت او این صلاح تست
یک قطره خون دختر رز بی فساد نیست

۲۶

۲ از تغافل های او تنها دلم ناشاد نیست
خانہ‌ی آئینه هم در عهد او آباد نیست
می روم از دشت هم دامن کشان چون گردباد
همچو من دیوانہ‌ای در وادی ایجاد نیست
تلخکامی دی رسید از بی ستون عشق و گفت
چشمه‌ی شیرین بغیر از دیدہ‌ی فرهاد نیست
می توان کردن ز دل سوزی تلاش مرهمی
ای برادر داغ من چون لاله مادر زاد نیست

۲۷

۳ شب جدایی آن رشک ماه در پیش است
مرا به بین که چه روز سیاه در پیش است
تو فارغی ز غم ای پند گو برو که مرا
دو صد معامله با اشک و آه در پیش است
فتاده در ذقش دل اگرچه من او را
هزار بار بگفتم که چاه در پیش است

۱ : یہ اشعار اور وہیں ہیں ۔

۲ : یہ اشعار اور وہیں ہیں ۔ وہیں صرف پہلے دو ہیں ۔

۳ : یہ اشعار اور وہیں ہیں ۔

۱ بداد ما برس ای خضر وادی توفیق
کہ هیچ زاد نداریم و راہ درپیش است

۲۸

۲ سرو کی همچو قدت ناز مجسم برخاست
راست گویم کہ باین ناز کسی کم برخاست
جامہ گلگون من آن لحظہ کہ برخاست برقص
شعلہ از آتش من یک قد آدم برخاست
۳ نیست ممکن کہ شود موم حریف آتش
دید تا داغ مرا دود ز مرہم برخاست
گفت ہر کس کہ ترا با رخ افروختہ دید
آہ ازین شعلہ کہ از دودہ آدم برخاست

۲۹

۴ کسی کہ روی ترا لالہ زار ساختہ است
دل مرا چقدر داغدار ساختہ است
بجوش آمدہ خون در تن من از شادی
مرا بقتل کہ امیدوار ساختہ است
ز اشک خون بدل من فتادہ کین غماز
ز روی یار مرا شرمسار ساختہ است
باتفاق بیا عاشقی کنیم ای دل
خدا مرا و ترا بہر کار ساختہ است

۳۰

۵ چرا زاہد از بزم رندان نفور است
سروکارم افتاد با طرفہ شوخی
چسازم ز بی مہری او چہ سازم
دل من مگر نالہ سر کردہ جایی
شرابش شفا لما فی الصدور است
کہ نزدیک اورفتن از عقل دور است
کہ من زار و آن ماہ از شہر دور است
بگیرید یاران خبر این چہ شور است

- ۱ : یہ شعر صرف و میں ہے -
۲ : یہ اشعار ا، و اورہ میں ہیں -
۳ : یہ شعرہ میں نہیں -
۴ : یہ اشعار ا، و اورہ میں ہیں -
۵ : یہ اشعار ا اور و میں ہیں -

۳۱

۱ شب فراق ز بس عرصه بر دلم تنگ است
 میان چشم من و خواب تا سحر جنگ است
 بدوستی که سبکتر بود چو گل بر من
 ز دست همچو تویی صد هزار من سنگ است
 ز بس خیال دهانش گرفته تنگ مرا
 جهان چو دیده‌ی سوزن بچشم من تنگ است
 ز ضعف خویش چگویم جز این قدر که مرا
 بهمرساندن مژگان هزار فرسنگ است

۳۲

صحبت غیر با او درگیر است آه ازین آه که بی تاثیر است
 کرد پامال جوان مردان را فلک پیر عجب بی پیر است
 از تو موی است مرا دام کمند تاری از زلف تو ام زنجیر است
 نفس را خاصیت سیماب است خوب اگر کشته شود اکسیر است

۳۳

۲ ز هجران در دل تنگم فضا نیست بقدر آنکه غیر ناله جا نیست
 مرا این سر فدای تیغ یار است ترا جانان سر من هست یا نیست
 فدای قهر بیجای تو گردم که پیش‌ماکم از لطف بجا نیست
 اگر صد سال خواهی شست خونم نخواهد رفت از دستت حنا نیست

۳۴

۳ ندانم عشق غارت گر کجایی است که این آفت نه ارضی فی سائی است
 کنم همت طلب از روح ایوب که هجران بر سر صبر آزمایی است
 نمیدانم کجا خون شد دل من همین دانم که دست او حنایی است

۳۵

۴ کی مرا در زندگانی پیرهن آمد بدست
 نقد جان را صرف کردم تا کفن آمد بدست

باوجود خاکساری خسروی‌ها می‌کنم
تا مرا یک بوسه زان شیرین دهن آمد بدست
در زرخدان دل سر زلف تو نگذارد ز کف
این بچاه افتاده را گویا رسن آمد بدست

۳۶

۱ یار را نزدیکم از دور آور است زاری عشقم عجب زور آور است
بی تکلف بلبل تصویر را آن گل رخسار در شور آور است
چون نگردد خاطر ویران که عشق فتنه‌ها بر ملک معمور آور است

۳۷

۲ نی همین دل خسته درد جدایی مردنی است
بر سر بالینش ارشمع است هم افسردنی است
باختم روزی که با جانان قمار عشق را
یافتم در داو اول کین حریف بردنی است
بر نموداری زمانی دست از آزار من
ای بقربانت روم عاشق مگر آزدنی است

۳۸

۳ شمشیر ناز او ز سر من گذشته است
تیر جفایش از جگر من گذشته است
از ماجرای گریه‌ی هجران چه گویمت
طوفان نوح از نظر من گذشته است
از خاک گشته است روان چشمه چشمه خون
هر جا حدیث چشم تر من گذشته است

۳۹

۴ دل از سینه‌ی من بدر رفته است ندانم کجا بی خبر رفته است
بناچار با صبر سازم کنون که از اشک و آهم اثر رفته است
ندانم کجا رفت طفل سرشک همین لحظه ام از نظر رفته است

۲ : یہ اشعار اور وہیں ہیں -

۴ : یہ اشعار ا میں ہیں -

۱ : یہ اشعار اور وہیں ہیں -

۳ : یہ اشعار ا میں ہیں -

۴۰

۱ اضطراب عشق در کارم فتور انداخت است
دل طپیدنہا مرا از یار دور انداخت است
پای رفتن از حریم یار عاشق را کجاست
گریہ از کوی تو ام بیرون بزور انداخت است
روشنم شد کز نمکدان تو گردی برده است
صبح کز یک خندہ در آفاق شور انداخت است

۴۱

۲ از بسکہ گریہ کردم نم در جگر نماند است
وقت است اگر بیایی عمر اینقدر نماند است
عشق تو کرد غارت اسباب عیش و راحت
ماییم و نیم جانی چیزی دگر نماند است
مردند خستگانت بر خاک آستانت
چون من بہ بستر غم یک محتضر نماند است

۴۲

۳ از یک توجہ پیر خرابات ما را رھانید از بند ظلمات
بیداد ہجران نتوان نوشتن خواهیم گفتن عندالملاقات
ہر چند طفل است آن شوخ لیکن گوید بابرو درس اشارات

۴۳

۴ دلا بدست ازان طرہ نیست یک تارت
اگر تو کافر عشقی کجاست زنارت
تمام شب سر بالین یار می سوزی
خدا بمن دھد ای شمع بخت بیدارت
دگر بخواب ہم آسودگی نخواھد دید
کسیکہ گشتہ پرستار چشم بیمارت

۱ : یہ اشعار امین ہیں - ۲ : یہ اشعار اورو میں ہیں -
۳ : یہ اشعار اورو میں ہیں - ۴ : یہ اشعار اورو میں ہیں -

۴۴

۱ مکن شکوه گر دیده در اشک باریست
بکن شکر کین رشحه فیض باریست
بیخاک درش تخم عجزی بیفشان
که این سر زمین قابل سجده کاریست
بدارم کشد دوست مانند دشمن
بکیشش مگر این هم از دوست داریست

۴۵

۲ درآ بخشم منت تند خو نخواهم گفت
سقط بگوی که هرگز مگو نخواهم گفت
چه شد بخوی تو گر غائبانه بد گفتم
که من بروی تو غیر از نکو نخواهم گفت
بیا و پرسش امروز کن که گر فردا
هزار بار بگویی بگو نخواهم گفت

۴۶

۳ از طپیدن دمی نیاسود است تا دلم بود اینچنین بود است
با رقیبان بباغ فرمودن من ندانم ترا که فرمود است
مزن انگشت بر لبم زنهار که حدیثم شکایت آلود است

۴۷

۴ بیا بیا که غم و غصه از حساب گذشت
چو زلف عمر درازم به پیچ و تاب گذشت
خبر ز گریه‌ی خواری کشان عشق کیجاست
ترا که عمر به پاشیدن گلاب گذشت
شگوفه ریزی اشکم ندید یار افسوس
هزار نرگس او در خمار و خواب گذشت

۱ : یہ اشعار اور وہیں ہیں - ۲ : یہ اشعار وہیں ہیں -

۳ : یہ اشعار ، اور وہیں ہیں - ۴ : یہ اشعار اور وہیں ہیں -

۴۸

۱ با ما خیال او چه قدر بی تکلف است
بازیست اینکه شام و سحر بی تکلف است
تکلیف جام باده بمن همشین مرا
ساغر زدن ز خون جگر بی تکلف است
دارد کلف بچهره و پروا نمی کند
ماه مرا ببین چقدر بی تکلف است

۴۹

۲ فی همین بی اودل گرم گداخت
موم با آتش چسان گردد حریف
گرچه با من گری بسیار کرد
جان سختی داشتم آن هم گداخت
دید تا داغ مرا مرهم گداخت
همچو شمع داغ او کم کم گداخت

۵۰

۳ ایدل زیارشکوه گزاری چه لازمست
یار از زبان تیغ بما حرف میزند
منما صفای طبع باین تیره طینتان
اظهار هستی که نداری چه لازمست
در پیش او زدن دم یاری چه لازمست
در زنگهای آینه داری چه لازمست

۵۱

۴ اگر بخار و خس آن گل قدح بدست نشست
مرا چو لاله بدل داغ ازین نشست نشست
چو زلف تن ندهم با شکستگی چه کنم
که نقش من همه از دولت شکست نشست
بکنج فقر نباید نشستن از همه کس
کسی که عهد تو ای گل درست بست نشست

۵۲

۵ من نه هر جایکه تدبیر بود خواهم رفت
هر کجا قادر تقدیر برد خواهم رفت

- | | |
|--------------------------|--------------------------|
| ۱ : یه اشعاره میں ہیں - | ۲ : یه اشعار و میں ہیں - |
| ۳ : یه اشعار و میں ہیں - | ۴ : یه اشعار و میں ہیں - |
| ۵ : یه اشعار و میں ہیں - | |

جست و جوی دل دیوانہی آن زلف مرا
گر بسر کوچہی زنجیر برد خواہم رفت
نیست ممکن کہ کنم قطع رفاقت از دل
کہ مرا بر دم شمشیر برد خواہم رفت

۵۳

۱ بصفحہ رخ او نقش خط نوشتہ درست
کجا نوشتہ کسی اینچنین شکستہ درست
بحیرتم کہ ز زلف شکستہ بند بتان
دل شکستہی مارا چرا نبستہ درست
چنین کہ از تو فراہم شود جراحتہا
ز جلوہات شود آیینہی شکستہ درست

۵۴

خاک گشتم در رہت از من غباری برنخواست
مگز از انصاف چون من خاکساری برنخواست
عمرها شد بیستون مشتاق زخم تیشہ است
کوهکن تا رفت دیگر مرد کاری برنخواست
بارہا زد بر محک از سنگ طفلانم فلک
در جنون مانند من کامل عیاری برنخواست

۵۵

۲ مرا کشت و کین از دل او نرفت چہ کین بلک چینش ز ابرو نرفت
شدم پیر و مانند زنگی مرا سیاهی ز مو رفت و از رو نرفت
شدم موی از حسرت آن مگر خیالش ز سر یک سر مو نرفت

قطعات

۱

۱ عمری گذشت رونق هامون نمانده است
گویا کسی ز دودهٔ میجنون نمانده است
معذور دار گر بکشم ناله‌های خشک
از بس گریستم به تنم خون نمانده است

۲

۲ تا دو چار غم هجران شده است
دیده سر چشمه‌ی طوفان شده است
سرو من تا تو خرامان شده‌ای
سرو رسوای گلستان شده است

۳

۳ کی ترا از بی دماغی تاب شور بلبل است
پرده‌های گوش تو نازک تر از برگ گل است
موج زد از بس پریشان خاطری از جبهه ام
چشمه‌ی آئینه از تماشال من پر سنبیل است

۴

۴ وا نگر دید دل غم زده یار آمد و رفت
گل نشد غنچه‌ی من فصل بهار آمد و رفت
نمکی لطف نفرمود لب خندانت
بارها بر درت این سینه فگار آمد و رفت

۵

۵ همیشه از غم دل برجبین من چین است
بگو چه چاره کنم سرنوشت من این است
تو خود ز کشتن من پاک منکری لیکن
هنوز دست تو از خون من نگارین است

۲ : ۱ میں ہے - و میں پہلا شعر ہے -
۴ : ۱، و میں ہے -

۱ : ۱، و اورہ میں ہے -
۳ : ۱، و میں ہے -
۵ : ۱، و میں ہے -

۶

۱ در گوشه‌ی امنی که منم حرف زدن نیست
چون گوش اصم خلوت من جای سخن نیست
در خدمت این مرده دلان صرف مکن عمر
چون شمع اگر جان دهی امید کفن نیست

۷

۲ اشک مرا پیام کسی بی قرار ساخت
این آب را نسیم عجب موج دار ساخت
فردا جواب خون شهیدان چه می دهد
آهن دلی که تیغ ترا آبدار ساخت

۸

۳ یار از برم به پیرهن لاله گون گذشت
چندان گریستم که ز سر سیل خون گذشت
از بس گریستم بر احوال کوهکن
سیلاب اشک از کمر بی ستون گذشت

۹

۴ ز چشم یار حال من تباهی است
چسازم آه این کافر سپاهی است
بیجانان شکوه بخت صیه را
نویسم تا بچشم من سیاهی است

۱۰

۵ ازینکه گل بسر بوالهوس نگارم ریخت
تمام لخت جگر دیده در کنارم ریخت
پس از وفات جگر پاره ها ز خانه‌ی من
غمتم چو برگ گل آورد بر مزارم ریخت

۱۱

۱ ہمدان درد من بیانی نیست
چون قلم زخم من زبانی نیست
دل از کف مده کہ این بلبل
قفسی هست و آشیانی نیست

۱۲

۲ بدم بخندہ کہ آن یار موسم شادیست
خوشم بگریہ کہ با من رفیق ہر وادیست
بقتل گاہ وفا پوست کندہ می گویم
کہ کار غمزہ بی رحم یار جلا دیست

۱۳

۳ انیس من غم و اندوہ بی وفای هست
جلیس من دل پیگانہ آشنای هست
بخون طپیدنم از بہر خونبہا نبود
مرا ز قاتل خود چشم مرحبای هست

۱۴

۴ نو بہار آمد بگلشن راہ پیدا کردنی است
خندہی گل گریہی بلبل تماشا کردنی است
کوہ کندن گرچہ کار سخت و سنگین است لیکن
گر شود شیرین ادای کار فرما کردنی است

۱۵

۵ بر خاطر ما گرد ستم پیختہی کیست
در ساغر ما درد الم ریختہی کیست
در عہد خطش عاقبت از دیدہ نہان شد
این گرد ندانیم برانگیختہی کیست

۱۶

۱ دوش از ما بی خبر دل از پی جانانه رفت
خیر بادت ہم نکرد این آشنا بیگانه رفت
چشم او را سرمه یاد از ما سیه روزان نداد
خویش را گم می کند هر کس که در میخانه رفت

۱۷

۲ شد فنا در گریه اش این چشم گریان عاقبت
گشت شبم محو در خورشید تابان عاقبت
گر چنین ریزند بر خاک من مجنون سرشک
شسته گردد سرمه ی چشم غزالان عاقبت

۱۸

۳ یا رب از دست قاتلی که مراست
چون برم جان باین دلی که مراست
نرم نرمک چه میدهی پندم
سخت سخت است مشکلی که مراست

۱۹

۴ تا صوت دلکش تو بگوشم رسیده است
مطرب چگویمت که چه هوشم رسیده است
جانانه دوش از بر من رفت زین الم
سیلاب اشکی تا بر دوشم رسیده است

۲۰

۵ طالع نامه من بسکه بلند افتاد است
در نواخانه ی نی نغمه به بند افتاد است
چشم بد دور که می سوزد و خوش می رقصد
آتش کیست که در جان سپند افتاد است

۲۱

۱ در داغ تو سینه باغ باغ است
از لاله و گل مرا فراغ است
ناصر خاموش کن خدا را
این لحظه کرا دل و دماغ است

۲۲

۲ دل برون از سینه کردم حسرت یاری نداشت
چشم را برکندم از سر شوق دیداری نداشت
ماند از گل چینی چاک گریبان بی نصیب
هر که از مژگان او در پیرهن خاری نداشت

۲۳

۳ از چه می رانی مرا از کوی خود جا تنگ نیست
پای من لنگ از وفا شد ورنه دنیا تنگ نیست
گر دو روزی پهلوت جا کردم ای مجنون چه شد
گر ز من تنگ آمدی رفتم که صحرا تنگ نیست

۲۴

۴ هلاک نرگس او در زمانه بسیار است
خندنگ غمزه او را بهمانه بسیار است
اگر بهشت شود خانه‌ی که من دارم
پی نیامدن او را بهمانه بسیار است

۲۵

۵ هزار زخم توانم ز تیغ او برداشت
ولیک دل نتوانم ز آرزو برداشت
بیاض رفتی و قمری چنان اسیر تو شد
که طوق بندگی سرو از گلو برداشت

۲۶

۱ هیچ رحمی بدل زار نکردی و گذشت
جان من پرسش بیمار نکردی و گذشت
فرصت یک دو سخن بود غنیمت ای دل
درد دل پیش وی اظهار نکردی و گذشت

۲۷

۲ بی تو امشب خون گریستم هم نشینم شاهد است
گوشه‌ی دامن و طرف آستینم شاهد است
سجده‌ها بر آستانت کردم امشب تا سحر
نیست گر باور ترا اینک جبینم شاهد است

۲۸

۳ آنکه با مهر و وفا کار ندارد این است
و آنکه درد دل بیمار ندارد این است
و آنکه جز جور و جفا هیچ نباشد کارش
و آنکه با مهر و وفا کار ندارد این است

۲۹

۴ رفتم ز پیش پی شهادت
گر کشته شوم زهی سعادت
عقلست و هزار شبه و شک
از عشق طلب کنم افادت

۳۰

۵ محشر آشوب و غوغا کوی تست
فتنه را بازار گرم از خوی تست
رشته‌ی جان را به پیچ و تاب داد
رشک تعویذی که بر بازوی تست

۳۱

۱ دستم ز کار رفت گریبان دریدنی است
ضعفم ز پا فگند و بیابان دویدنی است
سر برزداست آبلہ ہا از عذار او
آینہی حبابی آن حسن دیدنی است

۳۲

۲ مرا در عشق حکم دم زدن نیست
چگویم آہ یارای سخن نیست
مرا در ہر تن مواز تو دردیست
ترا خود یک سر مو درد من نیست

۳۳

۳ خال در آن گوشہی ابرو غریب افتادہ است
در حریم کعبہ آن ہندو غریب افتادہ است
میشود غربت وطن چون ہمنشینان بگزرنند
کرد تا مجنون سفر آہو غریب افتادہ است

۳۴

۴ خونبہای دل ز ابروی بتان نتوان گرفت
داد پیکان خورده نخچیر از کمان نتوان گرفت
صبح نتواند برخسار تو دم زد از صفا
شمع گر دعوی کند او را زبان نتوان گرفت

۳۵

یک خانہ ز بیداد تو آباد نماندہ است
بس کن کہ دگر هیچ ز بیداد نماندہ است
گیرم کہ بفریاد ازو داد ستانم
لیکن چہ کنم طاقت فریاد نماندہ است

۲ : و میں ہے -

۱ : یہ اورہ میں ہے -

۳ : و میں ہے -

۳ : و میں نہیں -

۳۶

۱ از دل زلف تو تاب برده است
چشم تو ز دیده خواب برده است
روی تو بزور حسن پنجه
صد بار ز آفتاب برده است

۳۷

۲ دادیم تن بهجر چو جانان بمن نساخت
با درد ساختیم چو درمان بمن نساخت
آب و هوای شهر و بیابان بمن نساخت
جای بغیر کلبه احزان بمن نساخت

۳۸

۳ نقاب سوز رخ و حسن خود نما این است
اسیر آئینه بر خویش مبتلا این است
ز گریه شب هجران دگر چه میپرسی
گزشت از سر ما سچل ماجرا این است

۳۹

۴ هزار شکر که بمنون این کی نشدم
زمانه هر چه مرا داده بود باز گرفت
وگر ز دامن دل گشته دست من کوتاه
که جای در سر آن طره دراز گرفت

۴۰

۵ دل از بر من رفته بکوی تو نشست است
در آرزوی روی نکوی تو نشست است
در آئینه از روی غروری که تو داری
تمثال رخت پشت بروی تو نشست است

۴۱

۱ چون نہ پیچد ز غصہ تاک بخود
دخترش در کشاکش افتاده است
دید چون روی خود در آئینہ گفت
وہ کہ در آب آتش افتاده است

۴۲

۲ بر سر داغہ کہ ہم با شمع ماند ہم بگل
در میان بلبل و پروانہ جنگ افتاده است
گریہ ام صد رنگ دارد زان سبب چون رنگریز
داغہا بر دامن من رنگ رنگ افتاده است

۴۳

۳ شرح تاریکی شبہای جدایی چہ دہم
تا بحدیست کہ احوال بخودم روشن نیست
سخن او کہ علاج تو بجز مردن نیست
با ہمہ خستہ دلان است ہمیں با من نیست

۴۴

۴ نظر بحال منت آنچنانکہ باید نیست
گذار مہر و وفا در دل تو شاید نیست
بہوش باش دلا تا فریب او نخوری
اگرچہ در نظرت دوست مینماید نیست

۴۵

۵ تو از جفا بدلم آنچه خواستی کردی
مرا گمان کہ ہنوزت سر وفای ہست
بعکس خواہش اغیار رو بمن بنمای
بسان آئینہ گر با منت صفای ہست

۴۶

۱ مرا این معنی از نرگس عیان شد
کہ زر گردآور سیمین بران است
من دیوانہ را ہر جا رسد سنگ
خدای من عجب روزی رسان است

۴۷

۲ نپرسیدی ترا پرسیدنی داشت
ندیدی حال زارم دیدنی داشت
تمام عمر در بازیچہ بودی
گہی از غیر ہم رنجیدنی داشت

۴۸

۳ زمان حسن تو آخر شد و ادا باقیست
نمود گرد خط اما نما باقی است
گداخت جان ہوس وصل او نرفت از سر
بسوخت حاصل و سودای کیمیا باقی است

۴۹

۴ دردا کہ غم عشق بدامان تو آویخت
دامن چو کشیدم بگریبان من آویخت
در معرکہ عشق تو طفلیست رسن باز
ہر قطرہ اشکی کہ بمژگان من آویخت

۵۰

۵ آنچنان دل شتاب می سوزد
کہ ترا تا خبر شود داغ است
لالہ زار است سینہ واقف
ہر کجا افگنی نظر داغ است

۵۱

۱ شب جدایی آن رشک ماه در پیش است
 مرا بین کہ چہ روز سیاه در پیش است
 تو فارغی ز غم ای شوخ پند گو کہ مرا
 دو صد معاملہ با اشک و آہ در پیش است

۵۲

۲ سرمایہ ای ز سوز درونم نماندہ است
 جز داغ حسرتم ز جنونم نماندہ است
 از بس فشرد همچو انارم فراق او
 در زیر پوست قطرہ خونم نماندہ است

۵۳

مفتون ترا عالم دلگیر بہشت است
 مجنون ترا خانہ زنجیر بہشت است
 آنجاست کہ کمں را سروکار بہ کمں نیست
 از حق مگذر عالم تصویر بہشت است

۵۴

نتوان سخنی از دہان گفت
 از غیب سخن اگر توان گفت
 دل داشت شکایت از شب ہجر
 اشک آمد و ماجرا روان گفت

۵۵

فتنہ برپا بہ دہر ازان بالاست
 نیست بالا مگر بلای خداست
 گرچہ یک ارزن است دانہی خال
 لیک تخم ہزار من سوداست

متفرق اشعار

۱

دل را ز سینه یار ستم گر گرفت و رفت
از آشیانه باز کبوتر گرفت و رفت

۲

شمع شب ها روز با من کرده است
تا سواد گریه روشن کرده است

۳

دل بچین زلف او گم شد صبا داند کیجاست
از پریشانی خطا گفتم خدا داند کیجاست

۴

داغ دست بوالهوس پر بیدماغم کرده است
گرمی بیجای داغ عشق داغم کرده است

۵

چشم تا وا کرده گل خود را پریشان دیده است
ظاهرا در خواب آن لبهای خندان دیده است

۶

رسید یار و گریبان من درید و گذشت
بداد کوتاهی دست من رسید و گذشت

۷

گر نوشتیم که از چشم تو نرگس چه کم است
چشم پوشی کن و بگذار که سهوالقلم است

۸

من از تب عشق می کنم زیست
تب نیست حرارت غریزی است

۹

افروخته رویت ز فروغ نظر کیست
روغن بچراغ تو ز خون جگر کیست

۱۰

این شور که در جهان فگند است
گرد نمک تبسم کیست

۱۱

رنگ گردید غباری که بروی تو نشست
پوشد آن گرد که بر دامن موی تو نشست

۱۲

مجنون که شریک غم ما بود کجا رفت
محنت زده همدم ما بود کجا رفت

۱۳

آن شوخ کمر دوش به انداز جفا بست
معلوم نشد هیچ کرا کشت و کرا بست

۱۴

پروانگی شمع رخت کار نظر نیست
قمری شدن سرو قدت طوق بسر نیست

۱۵

ای سنگ دل بحال منت این عتاب چیست
خواهد شکست شیشه‌ی جانم شتاب چیست

۱۶

دل چگویم اینقدر یا آنقدر میخواهدت
روز و شب می جویدت شام و سحر میخواهدت

۱۷

رنگ رویم زرد از دل خوردن است
خوردن دل گویا گل خوردن است

۱۸

از شیوه‌ی گرفتن خوش بی خبر فتاده است
دست شکسته‌ی منت بر گردنم نهاده است

۱۹

ترا ز خوردن خون من اجتنابی نیست
گرفتم اینکه حلال است بیحسابی نیست

۲۰

درد هجران تو ام از بس لب از گفتار بست
در نیام خامشی تیغ زبان زنگار بست

۲۱

زین خسته‌ی فراق دمی چند مانده است
تا منزل فنا قدمی چند مانده است

۲۲

شمشاد چون قد تو سرافراز برنخاست
برخاست سرو لیک باین ناز برنخاست

۲۳

درمیان هیچ از نشانش نیست
نام دارد ولی نشانش نیست

۲۴

سوز عشق که سرمایه رعنایی ماست
شمع سان شعله سرو برگ خود آرایی ماست

۲۵

اگر منکر شود کس از قیامت
دلیل از قامت خود کن اقامت

۲۶

در حریمش گریه‌های زار خواهم کرد و رفت
خیر باد آن در و دیوار خواهم کرد و رفت

۲۷

بر پای تو گر صبح و گر شام فتادست
زلفت چه بلا نیک سرانجام فتادست

۲۸

دلم پیاد دهان تو آنچنان تنگ است
که همچو غنچه مرا در نظر جهان تنگ است

۲۹

بوسه ای از لعل آن شیرین پسر خواهم گرفت
هر چه بادا باد من حق‌النظر خواهم گرفت

۳۰

نقاب سوز رخ از حسن خود نما این است
اسیر آینه جز خویش مبتلا این است

۳۱

نوبهار آمد دگر گل در چمن خواهد شگفت
من درین فکرم که آیا طبع من خواهد شگفت

۳۲

من عاشقم و شیوهی دیرین من این است
ترسم من و آئین من و دین من این است

۳۳

پیش تو عرض خوبی مه را کجا مجال است
با عارض تو خورشید در معرض زوال است

۳۴

خطش که صفحه گل از سبزه تراست
آزاد نامه غیر خط غلامی ماست

۳۵

پامال ترا کی هوس اوج گزینی است
چون نقش قدم هستیش از خاک نشینی است

۳۶

داغم سیاه پوش نشسته است در رخت
زخمم بفال گوش نشسته است در رخت

۳۷

چشم شوخت که فسون سازی او دام دلست
مژه برهم زدنش آفت آرام دلست

۳۸

برخواست تا ز گلشن آن شوخ فتنه قامت
با سرو گفت قمری قد قامت القیامت

۳۹

بغیر درد انیس دل حزینم نیست
قسم بدرد که جز داغ دل نشینم نیست

۳۰

در قفس بسکه خاطر من شاد است
ورد من ذکر خیر صیاد است

۳۱

تا یار ز چهره پرده برداشت
آمد خورشید و گرده برداشت

۳۲

عشق آن گل بر دل من باز زور آورده است
بلبل طبع مرا دیگر بشور آورده است

۳۳

چرا با تیره روزانت نگه نیست
نگه را سرمه سا کردن گنه نیست

۳۴

عشق تو رگ زین دل بیتاب کشاد است
کز دیده‌ی من چشمه سیاب کشاد است

۳۵

ز خاک دیگران گر لاله ها رست
ز خاک ما جگر پرکاله ها رست

۳۶

چون غبار او جواهر سرمه ام منظور نیست
می شناسم توتیا از خاک چشمم کور نیست

۳۷

برآر تیغ بحال منت تغافل چیست
بخون خویش رضا داده ام تامل چیست

۳۸

آن جلوه‌ای که مست و خرابم کند کجاست
آن آتشین رخیکه کبابم کند کجاست

۳۹

نظر بحال منت آنچنان که باید نیست
گذار مهر و وفا در دل تو شاید نیست

۵۰

جای بودن در میان خلق چون تقسیم شد
خانه زنجیر را مجنون بپای خود گرفت

۵۱

تا بکی خواهد بجا ماند این طلسم قیر گون
عاقبت خواهد شکستن آسمان هم شیشه است

۵۲

ز چسپان اختلاطیهای یاران خاطرت شاد است
حذر کن کز برای مرغ روح قهر صیاد است

۵۳

دوش آن شوخ گذاری ب سرم کرد و گذشت
تا خبر دار شوم بی خبرم کرد و گذشت

۵۴

ز دهان تو بوسه یا دشنام
هرچه باشد لطیفه عجیبست

۵۵

نکنی پاره نامه ی شوقم
که بخون جگر نوشته شده است

۵۶

افشان بکاغذم چو رسید می شود شرار
چون من ستاره سوخته ای در جهان کجاست

۵۷

حال این دیده مه رس آه که چون نرگس موم
دید تا آتش رخسار ترا آب شده است

۵۸

تا در غمخانه ی دل گاه گاه
می توان آمد که ره مخطور نیست

۵۹

آن دل که ز وصل زنده باشد
تاریخ وفات او جدایی است

۶۰

از صد هزار سوخته جانست یادگار
این دود خط که صبح ترا شام کرده است

۶۱

در دیاری که عشق سکه زند
درم داغ رایج الوقت است

۶۲

فلک دارد دو چشم از ماه و خورشید
یکی شب کور و دیگر روز کور است

۶۳

مکن او را جدا از طره خویش
دلم دیوانه‌ی زنجیر زیب است

۶۴

اختر تیره ام فتاد از چرخ
خوب شد روی زمین خال نداشت

۶۵

دو بوسه وعده بمن کرده بود برگردید
شکر فشان لب او صادق الحلاوت نیست

۶۶

خون درتن من شهد شد از یاد لب تو
صد بار خدنگت بسرائنگشت چشید است

۶۷

بر امید لب گزیدن های تیغش چون انار
قطره‌های خون من گردید دندان زیر پوست

۶۸

ای چرخ بی مروت از دولت تو ما را
نقدی که دست داده پول سیاه داغست

۶۹

سایل کم طالعم چون ماه نو در روزگار
نقره گردد از گدایی گر طلا آرم بدست

۷۰

سرنوشت خویش روشن شد مرا یعنی چو شمع
شور عشقت هر سرموی مرا خواهد گرفت

۷۱

بر سر داغم که هم با شمع ماند هم به گل
در میان بلبل و پروانه جنگ افتاده است

۷۲

سینه وا کرده آمدی ببرم
جان بقربان دوستیهایت

۷۳

با من از همهران درین وادی
سایه ام مد ظله ماند است

۷۴

اینکه دل می کشد به پیکانش
از ره جذب بالمشاکله است

۷۵

خال بر رخسار او دیدم بحسرت سوختم
کآتش سوزان برین هندو گستان گشته است

۷۶

شکر او را ز دل چسان گویم
حضرت عشق ولی نعمت ماست

۷۷

ابلق عمر می رود بشتاب
جنبش نبض تازیانه‌ی اوست

۷۸

قصه نازک دماغیهای او
بر حریر بوی گل خواهم نوشت

۷۹

شد سیاهی صرف از چشم غمت ننوشته ماند
آنچه باقی مانده از خون جگر خواهم نوشت

۸۰

گله طالع خود پیش که آریم که صبح
در قفای شب ما تیغ بدست افتاد است

۸۱

گر میانست را بگفتم رشته رنجیدن نداشت
این گناه سهل بر انگشت پیچیدن نداشت

۸۲

۱ میکشد دل بتو ای سرو سمن بر ما را
ورنه در باغ جهان سرو و سمن بسیار است

۸۳

در عهد خطش عافیت دیده نباشد
این گرد ندانیم برانگیخته‌ی کیست

۸۴

آنشوخ کمر دوش بانداز جفا بست
معلوم نگردید کرا کشت و کرا سوخت

۸۵

کی ترا از پیدماغی تاب شور بلبل است
پرده‌های گوش تو نازک تراز برگ گشت

۸۶

یکجا نصیب من ز جهان رنج و راحت است
آن راحتم رسیده که جزو جراحت است

۸۷

درمیان هیچ از میانش نیست
نام دارد ولی نشانش نیست

۸۸

زین خسته‌ی فراق دمی چند مانده است
تا منزل وفا قدسی چند مانده است

۸۹

بتغافل توجه یار است
که کفایت شعار سرکار است

۹۰

من نگویم که دل ندیم غم است
حاضرالخدمت قدیم غم است

۹۱

در دیاریکه بود عزت مرد از سر سودا
پای بی سلسله آنجا سر بی دستار است

۹۲

شد سیاهی ختم از چشم غمت ننوشته ماند
آنچه باقی ماند از خون جگر خواهیم گرفت

۹۳

بموش باش دلا تا فریب او نخوری
اگرچه در نظرت دوست مینماید نیست

۹۴

افکنده بود صدمه بیدردیم ز پا
خوش باد درد باز که بازوی من گرفت

۹۵

غنچه گفتم دهنتم را و بسی دلگیرم
چه توان کرد که میدان عبارت تنگ است

۹۶

ای چرخ بیمروت از دولت تو ما را
نقدی که دست داده پول سیاه داغ است

۹۷

من بپای گردباد این دشت را گردیده ام
آن قدر خاکی که بر سر میتوان کردن نداشت

ردیف جیم

۱

چنانکه تیر بود جانب کمان محتاج
 به ابروی تو بود ناز همچنان محتاج
 دمید صبح و ز بخت سیاه خود ماندم
 به شمع داغ درین تیره خاکدان محتاج
 من آن شکار ضعیفم که هست کشتن من
 بیک اشاره ابروی آن کمان محتاج
 ز رشحه قلمت آب میخورد دل من
 اگرچه بحر نباشد به ناودان محتاج
 ز سوز دل همه شب حرف می زنم تنها
 بسان شمع نیم من بهمزبان محتاج
 ز بسکه ریشه دوانید غم بسینه مرا
 برای کسب نشاطم بزعفران محتاج
 ز شوق گل بچمن بستم آشیان ورنه
 من آن نیم که شوم جانب خسان محتاج
 منم که عشق نهاد است نام من واقف
 برشته سوخته دل داده بی زبان محتاج

۲

گاهی نشد که ختم شود داستان موج
 یا رب ز زلف کیست مسلسل بیان موج
 در فتنه عالم گذران را چه اختیار
 کی داده اند در کف دریا عنان موج
 ۲ از دیدن طلاطم شور جنون من
 زنجیر آب گشت ز خجالت بسان موج
 روزی که چین بجهه ما گشت آشنا
 هرگز نبوده است بدریا نشان موج

زین بحر واقف آنچه گذشت است بر سرم
تقریر می کند بروانی زبان موج

۳

۱ تا یکی از دل ویران بستم گیرد باج
غمزه را گو که ازین غمکده کم گیرد باج
سیر کوی تو که عشرت گه ارباب دلست
گلستانست که از باغ ارم گیرد باج
چشمت از حد گذراندست ز بس شوخی را
وقت آن شد که ز آهوی حرم گیرد باج
۲ سور در کشور ما پیش عزا بازد رنگ
این دیاریست که نیلش ز بقم گیرد باج
من گدای در آن میکده واقف که ازو
هر که جان بکف آورد ز جم گیرد باج

فاتمام غزل

۱

۳ دلی در خون طمپیده را چه علاج
سگ گزیده علاج ها دارد
جای آرام در جهان کم نیست
آتش دل به آب دیده کشم
جانی بر لب رسیده را چه علاج
من آدم گزیده را چه علاج
لیک طبع رمیده را چه علاج
تو بگو آب دیده را چه علاج

۱ : یہ غزل میں نہیں - ۲ : یہ شعر د میں ہے -

۳ : یہ اشعار ب ، ہ اور مطبوعہ میں نہیں -

ردیف الجیم الفارسی

۱

دارم گلہ از خوی بد یار و دگر هیچ
خواہم کہ دہد رخصت اظہار و دگر هیچ
ما بندہ ی عشقیم بود کلبہٗ ما را
”یا عشق“ رقم بر در و دیوار و دگر هیچ
چون آیینہ بر خاطر ما گرد ہوس نیست
قانع شدہ ایم از تو بدیدار و دگر هیچ
جنسی کہ خریداری آن سود دو کون است
عشق است درین راستہ بازار و دگر هیچ
شیرازہٗ اوراق پریشان دلم را
کافی است ز گیسوی تو یک تار و دگر هیچ
در ہجر تو خون شد دل و از دیدہ فرو ریخت
اکنون منم و صبر جگر دار و دگر هیچ
جستیم نشان از کمر آن بت کافر
دیدیم ہمین رشتہٗ زنار و دگر هیچ
بردار بشمشیر خدا را سرم از تن
بر دوش مرا مانندہ ہمین بار و دگر هیچ
بردند حریفان گل ازین باغ بدامن
ماییم و ہمین سرزنش خار و دگر هیچ
باز آ کہ نماندہ است ازین دل شدہ الا
جانی ز جہان بہر تو بیزار و دگر هیچ
ز اسباب جہان آنچه بآن شاد توان زیست
شد منتخیم دفتر اشعار و دگر هیچ
آثار بزرگی شدہ با خاک برابر
مانندہ است ہمین گنبد دستار و دگر هیچ
جان کنندن من آہ چو فرہاد نباشد
بردم ز جہان حسرت بسیار و دگر هیچ

۱ : یہ غزل ۵ میں نہیں ۔ تعداد ۱، ب میں پندرہ اور باقی نسخوں میں اٹھارہ ہے ۔

گنجی و کتابی و دماغی و فراغی
 جان سیدهم از حسرت این چار و دگر هیچ
 ای عشق نفس در تنم آماده سوز است
 یکبار بزن زخمه برین تار و دگر هیچ
 خواهد بدعا این دل افکار همیشه
 گردی ز نمکدان لب یار و دگر هیچ
 مرغان هوس را همه آزاد کن از بند
 دل در قفس سینه نگاهدار و دگر هیچ
 واقف اگر آن شوخ ترا گرم بپرسد
 از سینه دم سرد برون آر و دگر هیچ

۴

۲ در زاری خود وای ندیدیم اثر هیچ
 با طالع بد اشک شب و آه سحر هیچ
 ای جان برادر بجز اندوه و غم و درد
 ما را نرسیده است ز میراث پدر هیچ
 امید بسی داشت دل غم زده از آه
 صد آه که این نخل نیاورد ثمر هیچ
 ۳ تحقیق نسب کرده ام ابنای زمان را
 معلوم نمودم که پدر پوچ و پسر هیچ
 بیگانگی از بسکه اثر کرد به مردم
 بر آتش ما آب نزد دیده تر هیچ
 بر شیشه ما سنگ چرا می زنی ای چرخ
 والله درو نیست بجز خون جگر هیچ
 هرگز نشوی نرم نه از مال و نه از جان
 با سنگدلیهای تو ظالم زر و سر هیچ
 تا داغ جدایی جگرم سوخته واقف
 در خانه من بوی کبابست و دگر هیچ

۱ : یہ تین اشعار ، اب میں نہیں -

۳ : یہ شعرہ میں نہیں -

۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

ردیف ح

۱

عاقبت گردید پیدا داغ پنهانم چو صبح
آفتابی سرزد از چاک گریانم چو صبح
صبح از مهر تو دادم شادی و غم را بهم
می کشم از سینه آه سرد و خندانم چو صبح
با سبک روحان نباید سرد مهری صرف کرد
یک نفس برخوان توای چرخ مهمانم چو صبح
شمع آسا میگدازد گریه ام وقتست وقت
گر رسی خندان بداد چشم گریانم چو صبح
در بساطم گرچه واقف غیر آه سرد نیست
دلکشای غنچه های این گلستانم چو صبح

ردیف الخاء

۴

بکوی او نبود جبهه با زمین گستاخ
 چرا تو می نهی آنجا قدم چنین گستاخ
 بروز ماتم من زینهار گریه مکن
 مباد چشم ترا بوسد آستین گستاخ
 هوس بگردد لب او دلیر می گردد
 مگس چگونه نباشد بانگبین گستاخ
 غلامی از تو ندارد قبول عارض یار
 چه داغ می نهی ای لاله بر جبین گستاخ
 سنان بدوش نشسته است در کمین صد خار
 نظاره می کن و زین باغ گل مچین گستاخ
 ز راه دیده مبادا چو شمع درگیری
 مکن نظاره آن روی آتشین گستاخ
 نصیحت من مجنون دگر مکن واقف
 مباش با من دیوانه بعد ازین گستاخ

ناقصام غزل

۱

لب ت هنوز نگردیده بود از پان سرخ
 که ما ز خون جگر داشتیم دندان سرخ
 ۲ زهی ز شرم لب ت لعل در بدخشان سرخ
 ز خجالت دهنت غنچه در گلستان سرخ
 بهر کجا که چکد اشک او دمد لاله
 کسی که چشم کند بر عذار خویان سرخ

۱ : یه دو شعرا ، ب میں نہیں -

۲ : یه شعره میں نہیں -

بیاد لعل تو خون دل آنقدر خوردم
 کہ استخوان بہ تنم شد چو شاخ مرجان سرخ
 رسید عید مرا نیست جامہٴ رنگین
 مگر ز گریہ کنم جیب سرخ و دامن سرخ
 ز بسکہ خون عزیزان گرفته بر گردن
 شدہ است یوسف ما را چو گل گریبان سرخ
 غلط کنند بعین نوشتہ از شنجرف
 ز بسکہ چشم نمودم بروی خوبان سرخ

ردیف الدال

۱

خوش آنکه برویت نظری داشته باشد
 یا از سر کویت گذری داشته باشد
 او را بجفا این همه بدنام نسازید
 شاید که وفا هم قدری داشته باشد
 ناصح چه دهی پند که از دیدن خوبان
 من صبر ندارم دگری داشته باشد
 لب تشنه‌ی تیغم نخورم آب بقا را
 ترسم بمزاجم ضرری داشته باشد
 در هر قدمی همچو جرس زار بنالد
 آن کس که چودل هم سفری داشته باشد
 بارد بسرش سنگ ستم از در و دیوار
 با سنگدلان هر که سری داشته باشد
 تا صبح شدن تاب ندارم چکنم آه
 گیرم شب هجران سحری داشته باشد
 خوبان نکنند این همه بیداد بعاشق
 این شهر اگر دادگری داشته باشد
 آن شوخ بشمشیر ستم آب ز سر داد
 از تشنگی من خبری داشته باشد
 از داغ ستم تجربه غیر مفرمای
 او کیست که چون من جگری داشته باشد
 خوبان نکنند این همه بیداد بعاشق
 این شهر اگر دادگری داشته باشد
 واقف قدری عشق بیاموز بیاموز
 خوبست که آدم هنری داشته باشد

۲

۱ عاشق مشو کہ عشق نگونساری آورد
 خواری نتیجہ می دہد و زاری آورد
 ای دل دو روز صبر کہ آن چشم مست را
 خط گوشمال دادہ ہمیشاری آورد
 گر جنس خویش عرضہ درین چار سو کنم
 آن خود فروش را بخزیداری آورد
 رخصت ندادہ پیر ادب ورنہ جذبہ ام
 او را کشان کشان ز در یاری آورد
 ۲ بار گران شدہ است سر ساقی از خمار
 رطل گران بدہ کہ سبکساری آورد
 ہر جا فسانہ ایست فسونست بہر خواب
 افسانہٴ منست کہ بیداری آورد
 مشتاق دل اگر شدہ ای طرہ را بگو
 صد دل بہ پیشت از رہ طراری آورد
 کاری نکرد در دل او اشکباریم
 آن شوخ را برحم مگر باری آورد
 ۳ آن را کہ کفر زلف تو زنار بند ساخت
 مشکل دگر کہ یاد ز دینداری آورد
 اندک تغافل تو بخونم نشانہ است
 آہ آن زمان کہ روی بہ بسیاری آورد
 از اشک و آہ بوالہوسان احتراز کن
 این آب و این ہواست کہ بیماری آورد
 آن شوخ را کہ در پی خونخواری منست
 باشد کسی کہ بر سر غمخواری آورد
 آن قاصدی کہ عرضہٴ ما بردہ در جواب
 ما راضی ایم گو خط بیزاری آورد

۲ : یہ شعر ہ میں نہیں -

۱ : یہ غزل ب میں نہیں -

۳ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں -

۱ شد تلخ زندگانیم از زهر چشم تو
لعل ترا خدا بشکر باری آورد
یا رب ز لطف مژده غفاریش بده
واقف دیکہ عذر گنہگاری آورد

۳

صبا کہ جاست کزان رو نقاب بردارد
کہ بخت خفته‌ی ما را ز خواب بردارد
بغیر پیر مغان دیدہ‌ی جوان مردی
بر آن سرم کہ زدست تو وا کشم دل را
چو آمدی عرقی سرد کن کہ تا نفسی
۲ سیاه کاری موی سفید نازیبا ست
کسی کہ پی سپر وادی توکل شد
علاج گریہ من کن و گرنہ نزدیکست
نمی کنند عزیزان بخواریم رحمی
میانہ من و او طرفہ حایل افتادی
ز بار محنت ایام گردد آسودہ
ز حسن نو خطا و بی بصیرچہ فیض برد
جگر بین کہ لب تشنہ میروم واقف

۴

۳ ہر چند او مرا بہ بدی یاد میکنند
یادش بخیر خاطر من شاد میکنند
در عشق پند گو بمن امداد میکنند
اکثر بر آتش دل من باد میکنند
شبہا بکوی او نبود شور پاسبان
مسکین دل من است کہ فریاد میکنند

۱ : یہ شعر صرف ا میں ہے ۔

۲ : چھٹا اور ساتواں شعر د ، ہ اور مطبوعہ میں نہیں ۔

۳ : مطبوعہ میں اس غزل کے تیرہ اشعار ہیں ۔

زان راحتی کہ بلبل ما کردہ در قفس
 ہر دم دعای دولت صیاد میکند
 روزی مگر تو جلوہ کنی سرو در چمن
 روزی ہزار فاختہ آزاد میکند
 ۱ از بس براہ شوق تو پایان ندید دل
 انکار از تنہی ابعاد میکند
 شیرین ہزہر غوطہ خورد گر خورد شکر
 چون یاد تلخکامی فرہاد میکند
 گم کردہ ز آشنایی زلف تو خویش را
 کی شانہ یاد طرہ شمشاد میکند
 من خاک راہ باد کہ گاہی ز بوی یار
 ویرانہ دماغ من آباد میکند
 ۲ بشنو کہ پیر دہر چہ ارشاد میکند
 می خور کہ می ترا فرخ آباد میکند
 ای بت چہ آفتی تو کہ دل بر صباہ و شام
 نام ترا چو نام خدا یاد میکند
 مشنو حدیث غیر کو از بندہ نقل کرد
 اکثر دروغ خود بمن اسناد میکند
 از بسکہ طبع یار مکرر پسند نیست
 ہر روز جور تازہای ایجاد میکند
 واقف ز عشق سرو قدان سوختم ولی
 خاکسترم چو فاختہ فریاد میکند

۵

۳ من و اشکی کزو جگر ریزد من و آہی کزو شرر ریزد
 من چو گریم دل و جگر نالد او چو خندد گل و شکر ریزد
 گر بہ بیند یتیمی ما را آب از دیدہ گہر ریزد
 می کشد آب چشم من طوفان دوسہ روزی اگر چنین ریزد

۱ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ اشعار مطبوعہ میں نہیں -
 ۳ : اس غزل کے اشعار کی تعداد د ، و اور ہ میں آٹھ ہے -

چکنم آہ حکم عشق است این
من ازین دیدہ سخت بیزارم
می چکد لخت دل ز مژگانم
طائر قدس آرزو دارد
ہرکہ سرگرم گریہ شد چون شمع
تیغ برکش کہ آن مژہ تا چند
من چو گویم لب تو بر رغمم
ہمچو گل دفتر دلم واقف ۱

کہ ز چشم دل و جگر ریزد
تا بکی اشک بی اثر ریزد
ہمچو شاخی کزو ثمر ریزد
کہ بدام تو بال و پر ریزد
اشک از شام تا سحر ریزد
خون ما را بہ بیشتر ریزد
نمک از خندہ بیشتر ریزد
بہ نسیمی ز یک دگر ریزد ۲

۶

۳ آن شوخ ز دلہا چہ خبر داشتہ باشد
طفل است ز دنیا چہ خبر داشتہ باشد
از اشک میرسید کہ در دل چہ خروشت
این قطرہ ز دریا چہ خبر داشتہ باشد
آورد دل امروز قیامت بسر من
تا از غم فردا چہ خبر داشتہ باشد
ناصر کہ کند منع من از رندی و مستی
پیداست کزینہا چہ خبر داشتہ باشد
آن کس کہ بود بی خبر از مذہب ترسا
از زلف چلیپا چہ خبر داشتہ باشد
۴ در خواب ندید آنکہ شبی جلوہ یوسف
از حال زلیخا چہ خبر داشتہ باشد
۵ از شور جنون آنکہ گریبان نکند چاک
از دامن صحرا چہ خبر داشتہ باشد
دل در بر من ہمچو جرس میطبد امروز
زان رهن دین تا چہ خبر داشتہ باشد

۱ : یہ شعر مطبوعہ میں ہے -

۲ : میں یہ مصرع حسب ذیل ہے : چون ورقہا ز یکدگر ریزد

۳ : و اور مطبوعہ میں تعداد اشعار نو ہے -

۴ : یہ شعر و اور مطبوعہ میں ہے - ۵ : یہ دو شعرا میں نہیں -

بسیار سراسیمہ رسد اشک تو واقف
از حال دل آیا چہ خبر داشته باشد

۷

آن درد کہ بی دوا نباشد	در شہر مسیح ما نباشد
بر درگہ یار خستہ ای هست	یاران دل زار ما نباشد
آمد برم آن بلند بالا	می ترسم ازو بلا نباشد
ای دل با زلف او میاویز	ای بی خبر اژدہا نباشد
جای کہ بود زلف زنجیر	دیوانہ کسی چرا نباشد
از تیر جفا کنارہ کردن	در کیش وفا روا نباشد
۲ از عالم کبریا چہ پرسی	آنجا برو و بیا نباشد
۳ در شہر کہ حکم غمزہ اوست	این جور و جفا چرا نباشد
۴ بگذار بمدعی نشیند	یاری کہ بمدعا نباشد
گفتم کہ تو بیوفا چرایی	گفتا گل را وفا نباشد
باغ است و ہ بہشت بی دماغان	جاییکہ یک آشنا نباشد
آیینہ اگر شویم واقف	او را با ما صفا نباشد

۸

۶ با حسرت من گر دگری هست بگوئید
ماتم زدہ ای نوحہ گری هست بگوئید
در شہر شما چون من بد حال نکویان
سودا زدہ ای در بدری هست بگوئید
ہم رنگ بہ آن لالہ کہ از تزیت من رست
دل سوختہ ای خونین جگری هست بگوئید
۷ پرسید کہ از شیون یعقوب عزیزان
دزماندہ بدرد پسری هست بگوئید
احوال من خستہ اگر یار پیرسد
بر بستر غم محتضری هست بگوئید

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - د میں تعداد اشعار دس ہے -

۲ : یہ شعرا اور ب میں ہے - ۳ : یہ شعر د ، و اور ہ میں ہے -

۴ : یہ دو شعر صرف د میں ہیں - ۵ : و عاطفہ صرف و میں ہے -

۶ : ب ، د ، و اور ہ میں ایک شعر زائد ہے - ۷ : یہ شعرا ، ب میں ہے -

زان باده که صد شیشه‌ی ناموس شکسته
در شیشه حریفان قدری هست بگویند
از دیده خود آب دهم نخل وفا را
گر زانکه امید ثمری هست بگویند
م خون دل ما میچکد از زلف سیاهش
زین گونه اگر مشک تری هست بگویند
ویران شده صد شهر ز سیلاب سرشکم
در دهر چنین چشم تری هست بگویند
در کوچی آن زلف نشان دل واقف
آشفته و شوریده سری هست بگویند

۹

۱ دل زمن رفت و بزلف یار ماند
آمدی غم رفت از خاطر ولی
تاری از گیسونه بخشیدی بمن
آخر از گرد کسادی خاک شد
دیگری چاکم زند در پیرهن
از چمن رفتی و هر گل را جدا
بسکه ناسازی مرا نخواستی
تیرا و ننشسته رفت از پهلویم
ما بهر حالت بمسجد آمدم
۲ وصل تو یک آب خوردن هم نبود
کس خریدارش نشد در عهد تو
باد بر آسودگان یا رب حرام
صورت دیوار شد در کوی تو

شد گرفتار بلا ناچار ماند
کم نشستی حسرت بسیار ماند
کافر عشق تو بی زنار ماند
جنس ما از بس درین بازار ماند
بی تو دست من ز بس از کار ماند
حسرت آن گوشه دستار ماند
نغمه های حسرتم در تار ماند
چشم حسرت باز چون سوفار ماند
لیک دل در خانه خمار ماند
چشم من لب تشنه‌ی دیدار ماند
گل گریبان چاک در گلزار ماند
بستر و بالین کزین بیمار ماند
واقف از بس پشت هر دیوار ماند

۱۰

۳ به بی سامانی از من نیز کاری میتواند شد
سری دارم که خاک پای یاری میتواند شد
م نمیگویم زمن در عشق کاری میتواند شد
دلی دارم که عید دل شکاری میتواند شد

- ۱ : به غزل مطبوعه میں نہیں - ۲ : یہ تین اشعار ا ، ب میں نہیں -
۳ : یہ غزل ب ، د میں نہیں - ۴ : مطلع دوم ا میں نہیں -

دل من از گلستان رخ او نسخه ای دارد
 کہ ہر بابی ازان فصل بہاری میتواند شد
 ۱ من دیوانہ چندین جمع کردم سنگ طفلان را
 کہ گر بر گرد خود چہنم حصارى میتواند شد
 ندارم گرچہ رنگی از قبول این بسکہ خون من
 سرانگشت خدنگش را نگاری میتواند شد
 ازان لبہای میگون گرچہ خط برداشت کیفیت
 هنوز از بوسہ اش رفع خماری میتواند شد
 باین دستار در شیخانہ زاهد بار کی یابی
 اگر از سر نہی این بار بارى میتواند شد
 صبا در چشم مردم میکشی خاک در او را
 مرا ہم گر بہ بخشی سرمہ واری میتواند شد
 چنین گر قطرہ ہای خون مرا در دل گرہ گردد
 برای چشم بیمار اتاناری میتواند شد
 ۲ مناسب نیست ای برق اینقدر ہاپیچ و تاب از تو
 کہ کار خرمن ما از شراری میتواند شد
 ۳ نشست از خاک من تا گرد بر روی تو دانستم
 کہ خواری رفتہ رفتہ اعتبارى میتواند شد
 کمان ابرو تامل چیست سر دہ ناوک نازی
 ہلاک بندہ در گذر و گذاری میتواند شد
 خدا را رو مگردانید خوبان زین دل حیران
 کہ در بزم شما آیینہ داری میتواند شد
 ندارد گرچہ اصلی وعدہ آن بیوفا لیکن
 تسلی گونه ای امیدواری میتواند شد
 چرا ای نالہ شور افگندہ ای در سر زمین دل
 برو بر آسمان گر از تو کاری میتواند شد

۱ : تیسرا اور چوتھا شعر ا میں ہے۔

۲ : نواں ، گیارھواں اور پندرھواں شعر مطبوعہ میں نہیں۔

۳ : ا میں یہ مصرع حسب ذیل ہے :

نشست از خاطر ما گرد بر روی تو دانستم

چه شد گر در دل او گریه ام را نیست تاثیر
کزو فی الجمله تسکین بخاری میتواند شد
بروز وصل واقف از خدا بسط زمان خواهم
که روز از قدرت او روزگاری میتواند شد

۱۱

در کشور تو درد بدرمان نمی رسد
یک سر درین دیار بسامان نمی رسد
ما را درازی شب هجر تو داغ کرد
صد شمع سوختیم بپایان نمی رسد
صبح بهار گرچه بود دلکشا ولی
هرگز بفیض چاک گریبان نمی رسد
زین تیره روز تا سر مویی بجا بود
آشفستگی بطره خوبان نمی رسد
با زلف یار بسکه درست است نسبتش
هیچ آفتی به بخت پریشان نمی رسد
مردم ز ننگ زندگی ای وای چون کنم
زین جان ناتوان که بجانان نمی رسد
ای دست شوق پاره ای انصاف لازم است
تا جیب هست چاک بدامان نمی رسد
از بهر خویش آینه ها ساخت حسن دوست
دیدم یکی بحضرت انسان نمی رسد
۱ زخمی ربوده ام ز تو لیکن ز مفلسی
داغم که دست من به نمکدان نمی رسد
واقف ز آه بی سرو سامان ما مپرس
جای چو تیر بی پر و پیکان نمی رسد

۱۲

۲ بر در یار شور نتوان کرد جای زاریست زور نتوان کرد
باید از خود خدای را جستن راه نزدیک دور نتوان کرد

۱ آن پری طبع نازکی دارد
گر جفا کرد یار حور سرشت
کی توان شد بخلوت ای زاهد
پیش او عیب از رقیب مکن
عمر زخمم چه بی نمک بگذشت
عشق نزدیک عقل من هنراست
چکنم خالق در تو می نگرند
عاشقی محنتی است ایوبی
۲ طرفه رسمی است در ولایت عشق
بی لبث چاره خمار مرا
سفر از کوی او ز جور رقیب
دولت حسن نیست پاینده
بی تو از آب دیده واقف

۱۳

ازین کز بخت ناسازم بمن جانان نمی سازد
سرم با تن نمی سازد تنم با جان نمی سازد
باین ناسازی طالع چه سازم آه حیرانم
که گرسنگ بر درش سازد بمن درمان نمی سازد
ز تعمیر دل ویران من ای پند گو بگذر
نمی سازد بمن ای خانه آبادان نمی سازد
مرا باید ز صحرای جنون هم آن طرف رفتن
که پایم هرزه گرد افتاد با دامان نمی سازد
خدا را سایه‌ی خود ای ها بردار از فرقم
سرشوریده‌ی دارم که با سامان نمی سازد
عزیزان در فراق یوسفی همدرد یعقوبم
مرا جای بغیر از کلبه احزان نمی سازد
رسد تا بر لب ما خنده همچو زخم خون گردد
بما خونین دلان هرگز لب خندان نمی سازد

۱ : تیسرا ، چوتھا اور پانچواں شعر د میں نہیں -

۲ : یہ شعرا ، ب میں نہیں - ۳ : یہ تین شعر صرف و میں ہیں -

۱ ز ذوق کشته گردیدن کفن پوشیده ام عمری
ولی بیرحم من شمشیر را عریان نمی سازد
مریض عشق او واقف مزاج طرفه دارد
بمردن میدهد تن لیک با درمان نمی سازد

۱۴

دور از تو روزگار بمن آنچه خواست کرد
دوران نابکار بمن آنچه خواست کرد
یکبار بار در حرم وصل یافتم
گردون فتنه باز بمن آنچه خواست کرد
نگذاشت آه یک سر مو تاب و طاقتم
آن زلف تابدار بمن آنچه خواست کرد
خالی نمود بر سر من کبش غمزه را
آن چشم دلشکار بمن آنچه خواست کرد
از پافگند و خست و زد و بست و کشت و سوخت
یار ستم شعار بمن آنچه خواست کرد
۲ مالید و بست دست بخونم نمود رنگ
همچون حنا نگار بمن آنچه خواست کرد
تا خط دمید گرد رخس حال ما می پرس
سودا درین بهار بمن آنچه خواست کرد
راضی بهجر تا نشدم آشتی نکرد
بخت ستیزه کار بمن آنچه خواست کرد
یک روز یار داد بما وعده وصال
شبهای انتظار بمن آنچه خواست کرد
۳ مرکب دواند و آمد و غارت نمود و رفت
ترکانه آن سوار بمن آنچه خواست کرد
واقف ستم شریکی اغیار یک طرف
انصاف اینکه یار بمن آنچه خواست کرد

۱ : یہ شعرا ، ب میں نہیں -

۲ : چھٹا ، ساتواں اور آٹھواں شعر ب اور د میں نہیں -

۳ : یہ شعرا ، ب میں نہیں -

۱۵

غنچهٔ امید من نشگفته ماند
کوچۂ آن نازنین نارفته ماند
یک دوحرفی داشتہم ناگفته ماند
طرۂ او همچنان آشفته ماند
غنچهٔ امید من نشگفته ماند

۱ عمر رفت و چشم بختہم خفتہ ماند
آہ از ہم ریخت جاروب مژہ
او نیامد من فتادم از زبان
سودہ شد از شانہ کاری دست من
وا نشد واقف دلش یکدم بمن

۱۶

خون در تنم ز گریہی بسیار کم شود
جانان اگر زلف تو یک تار کم شود
نزدیک شد کہ جوش خریدار کم شود
باشد کہ درد این دل بیمار کم شود
میترسمت کہ گرمی بازار کم شود
تا پیش یار عزت اغیار کم شود
کاری مکن کہ رونق این کار کم شود
کافر مشو کہ عزت زنار کم شود

ترسم کہ طاقتم ز غم یار کم شود
زخم مرا بدوز زبانی نمی شود
از بسکہ نرخ بوسہ گران کرد لعل یار
۲ ای مرگ بہر پرسش احوال ما بیا
یوسف لقای من ز دم سردم الحذر
۳ ای کاش سرزند زمین تیغ امتحان
ای دل رسید رونق دیوانگی ترا
واقف بسبحہ خواری بسیار کردہ ای

۱۷

اینک آن جان جہان می آید
اینک آن آفت جان می آید
اینک آن تازہ جوان می آید
اینک آن سخت کمان می آید
اینک آن غنچہ دہان می آید
یا فلان ابن فلان می آید
اینک آن موی میان می آید

۴ اینک آن سرو روان می آید
مژدہ ای دل آفت طلبم
ای کہن پیر محبت خوش باش
ای کہ مشتاقی خدنگ نازی
ہمچو گل خندہ کن ای دل بطرب
۵ دوستان یوسف یعقوبست این
واقف از بہر خدا مویہ مکن

۱۸

دیدہ ابر بہار خواهد شد

گر چنین اشک بار خواهد شد

- ۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۲ : یکبار بہر پرسش احوال من بیا
۳ : یہ دوشعرا ، ب میں نہیں -
۵ : چھٹا شعر صرف ا میں ہے -
(د ، و ، ہ ، مطبوعہ)
۴ : یہ غزل ب اور مطبوعہ میں نہیں -

رحم کن ورنہ سیل گریہ من
 جانمن غیر را مزن خنجر
 ۱ مطرب این رنگ اگر نوازد تار
 داغ او را چرا دهم از دست
 قامتش را بچشم کم منگر
 بعد مردن ز یمن داغ کسی
 ۲ وعدہ وصل میدہی لیکن
 دل نخواہد ز چشم او جان برد
 کار دنیا چہ میکنی واقف

۱۹

۳ در کوی تو دیوانہ بدیوانہ نسازد
 در بزم تو پروانہ بہ پروانہ نسازد
 مسحور تو ہرگز نہ نشیند بگل و سرو
 مخمور تو با شیشہ و پیمانہ نسازد
 ہمسایہ بارباب مصیبت نتوان شد
 تیر تو از آن پہلوی دل خانہ نسازد
 آمد شد پنہان خیال تو پری وار
 دل را چہ م خیالست کہ دیوانہ نسازد
 از پہلوی جان گر بگریزد عجبی نیست
 دیوانہ دل من کہ بجانانہ نسازد
 رم می کند از دشت بسودای تو مجنون
 در عشق تو لیلی بسیہ خانہ نسازد
 ہ سودا زدہ ام ساختہ غمگین دل صد چاک
 آشفته ی زلفیست کہ با شانہ نسازد

- ۱ : واور مطبوعہ میں یہ مصرع حسب ذیل ہے :
 مطرب این رنگ گر نوا سازد
 ۲ : یہ دو شعرا ، ب میں نہیں ۔
 ۳ : سب نسخوں میں خیال ہی مذکور ہے ۔
 لیکن تقاضای مقام یہ ہے ۔ کہ 'مجال' ہو ۔
 ۵ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔

غیر از دل واقف کہ بہ تنگ است ز دنیا
دیوانہ ندیدم کہ بویرانہ نسازد

۲۰

تا خیال زلف جانان برنخورد	دیدہ از خواب پریشان برنخورد
خشکی طالع تری کرد ای دریغ	کشتی طاقت بطوفان برنخورد
برنخورد از نخل عمر خویشتن	ہر کہ با سبب زنجدان برنخورد
در گذرگاہ خدنگ او دلم	رفت و برگشت و بہ پیکان برنخورد
در بیابان پای من بسیار گشت	حیف با خار مغیلان برنخورد
شور بختی ہای دل بنگر کہ او	زخم خورد و با نمکدان برنخورد
بر دل دیوانہ رحم آمد مرا	عمر بگذشت و بطفلان برنخورد
بخت برگردیدہ دارم زان بمن	دلبر برگشتہ مژگان برنخورد
واقف دیوانہ را جستم بسی	ہیچ جای خانہ ویران برنخورد

۲۱

۲ رسید غم بسرم بیخبر چہ خواہم کرد
باشک شام و باہ سحر چہ خواہم کرد
تو ہم بحضرت او می روی چہ میدانی
کہ من ز رشک توای نامہ بر چہ خواہم کرد
ز درد دوری آن نور دیدہ چون یعقوب
۳ جز اینکہ اشک بہارم دگر چہ خواہم کرد
در انتظار نشستم باستانہ یار
اگر ز خانہ نیاید بدر چہ خواہم کرد
ز اضطراب محبت کہ میکنم پنهان
اگر ز سینہ دل افتد بدر چہ خواہم کرد
۴ ز رشک خواری اغیار میخورم دل خویش
شوند پیش تو گر معتبر چہ خواہم

- ۱ : چوتھا ، پانچواں اور چھٹا شعر ہ میں نہیں - ۲ : د میں یہ غزل نہیں -
۳ : ا کے علاوہ باقی نسخوں میں یہ مصرع حسب ذیل آیا ہے :
اگر دو دیدہ نہارم دگرچہ خواہم کرد
۴ : یہ دو شعرا اور ب میں نہیں -

بحیرتم که باین دست و دل برفته ز کار
تو ناگهان چو در آیی ز در چه خواهم کرد
اگر بچنگ دل کافرش زدم واقف
بناله که ندارد اثر چه خواهم کرد

۲۲

می بری دل را و دانم کز نظر خواهی فگند
از نظر خواهی فگند و در بدر خواهی فگند
ثبت سازم سرنوشت خویش بر لوح مزار
گر بدانم بز سر خاکم گذر خواهی فگند
ای پسر از شعله حسن تو روشن شد مرا
کآتش اندر دودمان بوالبشر خواهی فگند
در پی من گر چنین خواهی فتاد ای سوز عشق
صد بیابانم ز مجنون بیشتر خواهی فگند
گر چنین طاقت ربا خواهی شد از تاب کمر
کوه تمکین بتان را از کمر خواهی فگند
ای کمان ابرو بچنگ واقف از شوخی مرو
پیش تیر آه او ورنه سپر خواهی فگند

۲۳

ناوی از جگرم می گذرد	یار چون از نظرم می گذرد
اشک ریزان ب سرم می گذرد	منم آن سوخته مزرع که سحاب
تیغ او کی ز سرم می گذرد	تا دمی از من مسکین باقیست
که چه بر مشت پرم می گذرد	آه صیاد نمی دانی آه
سوی او تا نگرم می گذرد	بعد عمری که رسد بر سر من
آنچه بر چشم ترم می گذرد	نیست بر مردم بیدرد عیان
آب حسرت ز سرم می گذرد	واقف از حسرت خاک درد دوست

۲۴

۲ ز دل پهلوی تهی کردم که الفت را نمی شاید
بلی هر کس که شد دیوانه صحبت را نمی شاید

۱ : یه غزل صرف ا، ب میں ہے -

۲ : یه غزل د میں نہیں -

برای پرسش احوال من گاهی نمی آیی
 دل بیمار من شاید عبادت را نمی شاید
 نیفگندی سرشک از چشم روزی بر مزار من
 کف خاکم مگر باران رحمت را نمی شاید
 تکلف بر طرف بسیار دیدم اهل عالم را
 چه جای دوستی یک کس عداوت را نمی شاید
 بشهر دلبران جنس وفا را چون برم یا رب
 متاع کاسدی دارم تجارت را نمی شاید
 نگردم مانع طفل سرشک از کوچه گردیها
 که چون فرزند ابتر شد نصیحت را نمی شاید
 ۱ چو کشتی بوالهوس را بر سر خاکش مرو جانان
 که بی عشق آنکه می میرد زیارت را نمی شاید
 خیالش از دلم ننشسته بیرون می رود واقف
 مگر این خانه یک دم استراحت را نمی شاید

۲۵

دلم نمون غمهای تو باشد	۲ سرم مرهون سودای تو باشد
که محتاج مداوای تو باشد	اجل گرید بحال دزدمندی
دران کشور که غوغای تو باشد	ندارد هیچ کس پروای محشر
بجان منت گر ایمای تو باشد	رقیبم قصد جان ناتوان کرد
بلا گردان بالای تو باشد	دلم بسیار میگردد بگردت
که در وی وصف بالای تو باشد	چه بالا خانه عالی باشد آن بیت
غلام روی زیبای تو باشد	۳ بمصر حسن هر جا یوسفی هست
چه خوش باشد اگر جای تو باشد	بجان آمد دل از آمد شد غیر
رها کردم که رسوای تو باشد	دل خود را بزدان چند دارم
ز تاثیر دعاها ی تو باشد	مرا دشنام داد آن شوخ واقف

۲۶

۴ گر نریم عاشق جهان بر من چنین تنگ از چه شد
 نام من اهل جهان را باعث تنگ از چه شد

۱ : یه شعرا ، ب میں نہیں -
 ۲ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -
 ۳ : یه تین شعرا ، ب میں نہیں ہیں -
 ۴ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -

قطرہ ۱ خون کی نامش از ازل دل کردہ اند
سخت حیرانم کہ در پہلوی او سنگ از چہ شد
گر نہ آتش در جگر افتاد دود آہ چیست
گر نہ خون گردید دل اشکم باین رنگ از چہ شد
من کہ از آوارگی یک جا نمی کردم قرار
بر سر کوی تو پای من چنین لنگ از چہ شد
باوجود آنکہ چشمش چون دہانش تنگ نیست
بر سر یک بوسہ واقف با منش جنگ از چہ شد

۲۷

۲ با من آن ماہ مہربان گردید	بر مراد من آسمان گردید
نبرد نامم آنکہ بر نامش	روز اول مرا زبان گردید
پا ز پرکار تا نیفتادہ است	گرد آن شوخ میتوان گردید
سبک از تن سر مرا بردار	بی تو بر دوش من گران گردید
دل پی جستجوی تیر کسی	رفت چندانکہ بی نشان گردید
پردہ برداشت تا ز رخ آن ماہ	پردہ طاقتم کتان گردید
تا گذشتی سوار از نظرم	اشک من مطلق العنان گردید
قامتم راست بود همچو تیر	از غم ابرویش کمان گردید
دل و جان صرف خدمتش کردم	تا غم یار مہربان گردید
۳ در ہوای ہمای ناوک یار	پیکرم مشت استخوان گردید
آن قدر لطف دیدم از صیاد	کہ قفس بر من آشیان گردید
۴ پیش پیر مغان عجب آبی است	پیرا گر خورد ازو جوان گردید
دل ز دنبال او ز پا افتاد	باتوان رفت و ناتوان گردید
۵ گفتمش راحت دل و جان شو	آفت دل و بال جان گردید
۶ راست از خانہ کمان واقف	تیر او سوی من روان گردید

۱ : خونین (و) -

۲ : یہ غزل مطبوعہ میں بھی ہے - ۳ : یہ دو شعرا میں نہیں -

۴ : یہ دو شعر صرف د میں ہیں - ۵ : یہ شعر صرف د میں ہے -

۶ : مقطع باقی نسخوں میں حسب ذیل ہے :

مددی کرد طالعم واقف با من آنماہ مہربان گردید

۲۸

روزی از روی تو من قطع نظر خواهم کرد
 مهر دیرینه ازین سینه بدر خواهم کرد
 تا یکی شام غریبان ز تو روشن بینم
 کارت ای شمع بیک آه سحر خواهم کرد
 داغم از عمر که دادم بهوایت برباد
 گر دهد مرگ امان خاک بسر خواهم کرد
 تیره احوال و پریشان ز درت خواهم رفت
 پیش هر کس گله از زلف تو سر خواهم کرد
 تا چون من کس نخورد از رخ تو بازی را
 با حریفان ز دغای تو خبر خواهم کرد
 پر مکدر شدم ای سخت کمان در نظرت
 پیش تیر دگری سینه سپر خواهم کرد
 گرچه دوری ز تو زهریست هلاهل لیکن
 بر خود این زهر گوارا چو شکر خواهم کرد
 بعد ازین گر هوس عاشقیم خواهد بود
 ناز برداری معشوق دگر خواهم کرد
 بخت بد باز بکوی تو گر آورد مرا
 بی نیازانه ز پیش تو گذر خواهم کرد
 گل نخواهم پس ازین پیش مشام آوردن
 یعنی از بوی تو بسیار حذر خواهم کرد
 سخت کاریست صبوری ز عقیقت لیکن
 من لب تشنه درین کار جگر خواهم کرد
 خشک لب می روم اینک ز درت واقف باش
 پیش هر کس به تظلم مژه تر خواهم کرد

۲۹

۱. تاب جور و جفا که می آرد جز دل مبتلا که می آرد
 گر ندارد سری بزلف تو دل بر سرم این بلا که می آرد

دیده مشتاق خاک پای کسی است بمن این توتیا کہ می آرد
خبر دل کہ گشتہ دشمن کام دوستان از شما کہ می آرد
برگ عیشی از ان نہال بہشت بہر این بینوا کہ می آرد
پیش او نام ما کسی نہ برد نامہ او بما کہ می آرد
واقف از رنج ہجر می میرد ہان نوید شفا کہ می آرد

۳۰

۲ اگر در آتش شوقش سپندم آفرین گوید
توقع نیست کان نادر دمندم آفرین گوید
تو گوشی گر بفریاد من بی برگ اندازی
چنان نالم کہ نی از بند بندم آفرین گوید
کنم فکر بلندی در ادای وصف بالایش
باندازیکہ آن بالا بلندم آفرین گوید
مرا ناصح ملامت میکند لیکن عجب نبود
کہ چون روی تو بیند جای پنہم آفرین گوید
چنان تن در دہم از یاد زلفت با گرفتاری
کہ دام احسنت خوان گردد کمندم آفرین گوید
۴ دگر تسلیم قصاب غم او میکنم خود را
چنان کز ہر سر مو گوسفندم آفرین گوید
چہ مشکل ہا کہ آسان کردہ ام بر خویشتن واقف
ولی مشکل کہ آن مشکل پسندم آفرین گوید

۳۱

یار از من مبتلا گریزد ز انسان کہ کس از بلا گریزد
از دست تو دل کجا گریزد مشکل کہ شکستہ پا گریزد
پایند شود بزلف خوبان آن کس کہ ز ازداہا گریزد
افتاد رقیب در پی ما از مرگ کسی کجا گریزد
شوخی کہ بلای جان ما شد از سایہی او بلا گریزد
از دست تو دل بجان رسیدہ است بگذار ز دست تا گریزد

۱ : یہ دو شعر صرف د میں ہیں - ۲ : یہ غزل د میں نہیں ہے -

۳ : پریشانی (ب) - ۴ : یہ شعرا ، ب میں نہیں ہے -

۵ : دوسرا ، تیسرا ، آٹھواں اور نواں شعر صرف ا اور ب میں ہے -

گر تیغ علم کنی بشوخی بیگانه و آشنا گریزد
طوفان سرشک من گرا نیست آبادی ازین سرا گریزد
مقدور نشد گر این سعادت در سایہی مرتضیٰ گریزد
۱ غیر از دل دردمند ما نیست بیمار کہ از دوا گریزد
۲ واقف از آفتاب محشر در سایہی مصطفیٰ گریزد

۳۳

سروی نگشتہ بود درین گلستان بلند
روزیکہ بود نام قدت در جہان بلند
ہر کس سری کشد ز زمینی بروز حشر
خواہد شدن غبارم ازان آستان بلند
روشن نگشت بر تو تب جانگداز من
چون شمع گرچہ شعلہ شد از استخوان بلند
آن آتشی کہ گل زدہ در جان عندلیب
روزی شود ز خار و خس آشیان بلند
اشکی ز درد مردن ما بر زمین نریخت
آہی نشد بماتم ما بیکسان بلند
جز آہ حسرتی کہ ز عمر گذشتہ ماند
دودی نشد ز آتشی این کاروان بلند
کوٹہ نگشت دست تعدی باغبان
ہر چند بست بلبل ما آشیان بلند
۳ کر ساختہ است گوش تو ای گل غرور حسن
شیون نمی کنند عبث بلبلان بلند
۴ پیرم ز زندگانی خود سیر گشتہ ام
تیغی مکن بکشتن من ای جوان بلند

۱ : یہ شعر صرف د میں ہے ۔

۲ : نویں شعر اور مقطع کے دوسرے مصرع میں بالکل معمولی فرق ہے ۔ چونکہ یہ شعر اور کسی نسخے میں نہیں ۔ اس لئے تصحیح کی کوئی صورت نہیں نکل سکی ۔

۳ : یہ شعرا ، ب میں نہیں ۔ ۴ : یہ شعر صرف د اور مطبوعہ میں ہے ۔

انجام لاف نیست بغیر از فسردگی
واقف بسان شعله نسازی زبان بلند

۳۳

آن را که قدم ز سر نباشد
مانند تو ای پسر چراغی
گفتی که فلان چه حال داری
آزاده شوم ز دام غم ها
خواهم بتو درد دل بگویم
این رنگ نداشت پیش ازین اشک
روزی برسم به خو بروی
چون اشک بچشم ما نتابد
۲ ای اشک بروی من دویدی
یک بوسه ز لعل او نخوردیم
ایمن نرود مسافر عشق
شب گریه ی زار کرد واقف

۳۴

بسرت می خورد جفا سوگند
تشنه ی تیغ آبدار تو ام
نه هراسد دلم ز تیغ جفا
چند خواهی دروغ بافی کرد
وا کنم از لب تو دشنامی
کرد بیگانه چشمت از خویشم
وعده را تو وفا نخواهی کرد
شده ناسور زخمهای دلم
همچو تو شوخ میرزای نیست
کم مدان مشمت استخوان مرا

بسر می خورد وفا سوگند
بشهیدان کربلا سوگند
بجگرداری وفا سوگند
تا بکی وعده تا کجا سوگند
بزبردستی دعا سوگند
ببنگه های آشنا سوگند
می خوری بی وفا چرا سوگند
بسر زلف مشک سا سوگند
بتو ای شوخ میرزا سوگند
که باو میخورد هما سوگند

۱ بس کن ای دل ز می پرستیها بخدا میدهم ترا سوگند
واقف از حال دل چه می پرسی دل بدادم به دلربا سوگند

۳۵

۲ ز هر کسی بجهان یادگار می ماند
یکوی یار ز ما هم غبار می ماند
نظر بلاله ز گل بیشتر ازان دارم
که پاره ای بدل داغدار می ماند
ز دیده می روی و زین دل گداخته ام
دو اشک بر مژه ها در کنار می ماند
تو آمدی و دل از سر گرفت سودا را
که روز وصل بفصل بهار می ماند
غمین مباش که گر زرد شد گل رویت
همیشه رنگ کسی بر قرار می ماند
کنند روز مرا تیره تر ز شب خوبان
باین وطیره اگر روزگار می ماند
۳ ز دستبرد پریشانی و سیه بختی
چو زلف از بدنم تار تار می ماند
بیا به پرسش من ورنه بعد ساعت چند
نه من نه شوق تو نی انتظار می ماند
بدور چشم تو یک دم ندید آسایش
دلیم بپر دم بیمار دار می ماند
۴ بزلف تو که بود کوچی پریشانی
ز دل بپرس برای چه کار می ماند
ازین که غیر به بزم تو بار یافته است
همیشه خاطر من زیر بار می ماند
شبی بکبهی واقف چرا نمی آیی
که از برای تو زار و نزار می ماند

۱ : یہ شعرا اور ب میں نہیں - ۲ : یہ غزل د میں نہیں -
۳ : یہ شعر صرف ا ، ب میں ہے - ۴ : یہ دو شعرا ، ب اور ہ میں نہیں -

۳۶

ساختی با غیر غیرت را چه شد
 نو گل من می نشینی با خسان
 گوشه گیران را نمی آری بیاد
 می کنی دندان زنی با این گدا
 سخت می لرزد چراغ من بخویش
 من ازو چشم حمایت داشتم
 هر کمالی را زوالی گفته اند
 حرص و درد و داغ پیدا کرده ای
 این همه بیگانه گردیدن چراست
 فتنه خوش قامتان از حد گذشت
 درد دل او آه من کاری نکرد
 ۳ خاک گشتم دامن افشاندی ز من
 در طریق عشق تنها مانده ام
 میدهی پندم نصیحت میکنی
 درد دل واقف بگو با او بگو

۳۷

۵ اشکم بسر دویده بمحبوب می رسد
 هر کس بلی بسعی بمطلوب می رسد
 از دیده رود نیل زلیخا روان نمود
 لیکن کجا بگریه یعقوب می رسد
 او گرچه پهلویم نه نشیند بحکم ناز
 تیرش ولی بدرد دلم خوب می رسد
 زین سان که کوتاهی بگریبان من کند
 دستم کجا به دامن مطلوب می رسد

- ۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ۲ : بداست (ب) -
 ۳ : یه تین شعرا، ب میں نہیں - ۴ : د میں یه مصرع حسب ذیل ہے -
 بی مروت مرد محنت را چه شد
 و میں مزد محنت ہے -
 ۵ : یه غزل د میں نہیں -

شکر خدا کہ روزی مجنون ما ز غیب
گہ سنگ گاہ خشت و گہی چوب می رسد
ما را ز درد دوری طاقت گداز او
آن محتئی کہ مانده ز ایوب می رسد
واقف مگو کہ قاصد جانان درنگ کرد
گر هست سرنوشت تو مکتوب می رسد

۳۸

۱ گر بہ من شب گذرانی چہ شود
تو کہ ہرگز نکنی دلداری
من گرفتم کہ دلت با من نیست
جان بلب آمدہ از شوق لب
آنچہ بر من ز غمت می گذرد
در رکاب تو عزیزان ہستند
گر کنی دیدہ ما را روشن
بی تو در بند بلا افتادم
دل مکدر شدہ ای دیدہ اگر
خواہم استادہ بہ پیشست سوزم
واقف آزرده دلم گر غزلی

۳۹

۲ یار از در چو درآمد گلہا برہم خورد
در دل از جوش طرب آبلہا برہم خورد
سفر وادی خونخوار محبت مکنید
کہ درین دشت بلا قافلہا برہم خورد
بہ سفر رفتی و خوبان ہمہ گیسو کنند
در فراق تو عجب سلسلہا برہم خورد

۱ : یہ غزل صرف ۱، ب اور مطبوعہ میں ہے۔ آخرالذکر میں مقطع حسب ذیل آیا ہے :

گر کنی دیدہ واقف روشن چہ شود یوسف ثانی چہ شود

یہی شعرا، ب میں تھوڑی سی تبدیلی سے غزل کا ساتواں شعر واقع ہوا ہے۔

۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ہے۔ میں ردیف برہم خورد کی بجائے برہم زد ہے۔

از طپش های غمت شد دل معمور خراب
 آه ازین شهر که از زلزله ها برهم خورد
 واقف از یار دل ما گله ها داشت ولی
 یار از در چو درآمد گله ها برهم خورد

۴۰

گر کنی جور و جفا می زبید	ور کنی مهر و وفا می زبید
عشوه و ناز و ادا می زبید	بتو ای شوخ چها می زبید
راست گو سرو کدامی چمنی	بتو هر رنگ قبا می زبید
پای بوس تو اگر دست دهد	خون ما را چو حنا می زبید
شش جهت آینه جلوه اوست	خود نمایی بخدا می زبید
سرو از رشک شما جامه گذاشت	جامه زیبی بشما می زبید
مهر خورشید بمحضر داری	دعوی حسن ترا می زبید
خوی بد چون تو نکو روی را	حاش لله ز کجا می زبید
همچو من گلشن رخسار ترا	بلبل نغمه سرا می زبید
قد رعنا رخ زیبا داری	بتو این ناز و ادا می زبید
شد نیازم چو قبولش واقف	گر کنم ناز مرا می زبید

۴۱

۲ من کیم تا آن قد رعنا بفریادم رسد
 مصرعی از عالم بالا بفریادم رسد
 خوش بفریاد آمدم از درد تنهایی دگر
 وه چه خوش باشد گراو تنها بفریادم رسد
 سردی دوران مرا افسرده دارد کاشکی
 آتشین روی درین سرما بفریادم رسد
 میتوانم داد داد پیشه دیوانگی
 روح مجنون گر درین صحرا بفریادم رسد
 صورت حالم ز هجرانش بسی گردیده زشت
 او مگر با چهره زیبا بفریادم رسد

دست نتوانم زدن در زلف جانان از ادب
می کنم گستاخی ار سودا بفریادم رسد
منکه ننگ دوده آدم شدم از ناکسی
جز سگ کویش که در شبها بفریادم رسد
شورزاغان کاهش جان شد درین باغم کجاست
بلبلی کز صوت روح افزا بفریادم رسد
چون سپندم فرصت یک ناله واقف بیش نیست
کارم آخر می شود تا کس بفریادم رسد

۴۲

دست از دست طیبیان میکشد	خسته اش کی ناز درمان میکشد
او بنام خط نسیان میکشد	من پیادش میکشم خط بر زمین
تیغ بر گبر و مسلمان میکشد	چشم او را کفر و دین منظور نیست
دامن از دستم چه آسان میکشد	ای که کارم مشکل است از دست او
عاقبت کارش بطوفان میکشد	گریه ما را بچشم کم مبین
سر بدامان بیابان میکشد	گریه ام روزی زدست همچو سیل
از ادب نقاش لرزان میکشد	نوبت تصویر زلفش چون رسد
انتظارت پیر کنعان میکشد	۲ ای صبا با یوسف مصری بگو
اینکه دل هر لحظه میدان میکشد	میکنند انداز جستن از برم
ناله در گشن پریشان میکشد	۳ بلبلم را بسکه خاطر جمع نیست
آنچه از دستم گریبان میکشد	دل کجا زان پنجه بزرگان کشید
سر بچیب و پا بدامان میکشد	عاقبت واقف بکنج بیکیسی

۴۳

۴ بشهر حسن حال ما غریبان را که میپرسد
همه کفر است آنجا اهل ایمان را که میپرسد
نه پردازد کسی با چاک دل در محفل خوبان
در آنجا باعث چاک گریبان را که میپرسد

- | | |
|------------------------------|-------------------------------|
| ۱ : یه شعرا ، ب میں نہیں - | ۲ : یه شعر صرف ا ، ب میں ہے - |
| ۳ : یه دوشعرا ، ب میں نہیں - | ۴ : یه غزل د میں نہیں - |

بجز تیرش که میجوید نشان استخوان ما
 سراغ کشتگان تیغ حرمان را که میپرسد
 بکوی خوش نگاهان رفتی ای دل قدر خود دیدی
 فرنگست آن دیار آنجا مسلمان را که میپرسد
 دل و جان مرا برد است چشم کافرش واقف
 اگر دین هم برد آن نامسلمان را که میپرسد

۴۴

۱ سحر یارم بغم خواری خوش آمد
 چه خوش می گفت شب در زلف او دل
 گسستم سبحه را معذور دارید
 ز چشمش زهرپاشی گرچه بد نیست
 همین بس اعتبارم در عزیزان
 بقصد خرمن دین و دل من
 بیازاری که جنس غم فروشند
 لب و چشم تو باشد عذر خواهم
 ۲ سروکاری به زلف یار دارم
 ز زاری هیچگاه بیزاریت نیست
 خوش آمد از در یاری خوش آمد
 درین داسم گرفتاری خوش آمد
 مرا آن زلف زناری خوش آمد
 ز لعل او شکرباری خوش آمد
 که در کوی توام خواری خوش آمد
 چو برق آن جامه زرتاری خوش آمد
 بنقد جان خریداری خوش آمد
 گرم مستی و میخواری خوش آمد
 مرا آشفته اطواری خوش آمد
 مگر واقف ترا زاری خوش آمد

۴۵

جانان نه سر مهر و وفا داشت ندارد
 آن گوشه چشمی که بما داشت ندارد
 گفتمی که دلت صبر ز ما داشته باشد
 قربان تو کی داشت کیجا داشت ندارد
 این بار دل از کوی تو غیرت زده رفته است
 چشمی که ز حسرت بقفا داشت ندارد
 دیربست که دشنامی از آن لب نشنیدم
 لطفی که بارباب دعا داشت ندارد

ناخن ۱ بدل من مزن ای شوخ کہ اکنون
تار نفسی بود صدا داشت ندارد
بی نکمہت گیسوی تو آشفته دماغم
برما گذری باد صبا داشت ندارد
با آہ کہ افتاد ترا کار ندانم
آیینہ روی تو صفا داشت ندارد
از نالہ و از گریہ بدل هیچ نشان نیست
غم خانہ من آب و ہوا داشت ندارد
۲ برہم شدہ سر داد مگر زلف تو دل را
دیوانہ ای زنجیر بیا داشت ندارد
۳ خوابان مکنید این ہمہ اغماض کہ واقف
امید نگاہی ز شما داشت ندارد

۴۶

۴ من چگویم کہ پیامش بدل زار چہ کرد
بوی گل آمد و با مرغ گرفتار چہ کرد
ای کہ گفتی کہ فلانی چہ بلا بی جگر است
تو چہ دانی کہ بمن عشق جگر خوار چہ کرد
ماجرای شب ہجر تو عیانست مہرس
سیل اشکم ہنگر با در و دیوار چہ کرد
نالہ اوراق دلم داد بباد آخر کار
بخت بد بین کہ بمن یار ہوا دار چہ کرد
شد فزون درد من از غیر چو حالم پرسید
لب عیسی دم او با من بیمار چہ کرد
۵ دل دیوانہ کہ زنجیر ازو می لرزید
خبرم نیست کہ با طرہ دلدار چہ کرد

۱ : ۱ ، ب کے علاوہ باقی نسخوں میں یہ مصرع حسب ذیل آیا ہے :

ناخن بدل من مزن ای شوخ کہ درین ساز

۲ : یہ شعرا ، ب میں نہیں - ۳ : ا میں مقطع مذکور نہیں -

۴ : یہ غزل د میں نہیں - ۵ : یہ تین شعرو اورہ میں ہیں -

از جگر تا دل من قطره‌ای خونی نگذاشت
دشمن خانگی این چشم تلف کار چه کرد
همنشین چشم تو بی حسن شود از گریه‌ی زار
گر بگویم کہ بمن حسرت دیدار چه کرد
من چگویم بتو واقف ستم روز فراق
روشن است اینکہ بہ بیمار شب تار چه کرد

۴۷

نالہ تا جان گداز نتوان کرد	یار را دلنواز نتوان کرد
آب و رنگیست عارض او را	کہ ز گل امتیاز نتوان کرد
مست نازی سخن نمی شنوی	بتو عرض نیاز نتوان کرد
گلہی زلف یار کوتہ نیست	جز بعر دراز نتوان کرد
مفلسانیم بہر غارت ما	این ہمہ ترکتاز نتوان کرد
گر نہ آید بسوی اہل نیاز	گلہ زان سرو ناز نتوان کرد
آخرای شوخ باز پرسی ہست	در برویم فراز نتوان کرد
تا منم غیر را بہ سنگ جفا	جان من سرفراز نتوان کرد
چہ بلایی تو ای بلا بالا	کہ ز تو احتراز نتوان کرد
۲۔ سوز عشق تو کیمیا سازی است	ترک این سوز و ساز نتوان کرد
تا رمق ہست شمع سان واقف	ترک سوز و گداز نتوان کرد

۴۸

۳۔ ز بس بدل سخت جای گیر می آید
سقط بگویی و بس دلپذیر می آید
اگر تو وعدہ کشتن دہی اسیران را
بہ قتلگاہ نخستین فقیر می آید
جہان مگر قفس آباد شد کہ از ہر سو
بگوش نالہ مرغ اسیر می آید
بخون نہ شستہ دہن حرف عشق نتوان گفت
مگو کہ از دہنت بوی شیر می آید

شبى بخواب من آمد خیال یار و هنوز
ز خاک غمکده بوی عبیر می آید
دراز دستی مژگان او بین که دلم
بهر کجا که گریزم بگیر می آید
۱ مگر صبا برساند نسیم پیراهن
بشیر ورنه به یعقوب دیر می آید
۲ بیام سرو نشیمن اگر کند قمری
بدیدن تو ز بالا بزیر می آید
کمان فتنه کشیده است ابرویش واقف
برو بگوشه که ناگاه تیر می آید

۴۹

نیاساید	تا دم واپسین	بی تو جان حزین نیاساید
نیاساید	مرده زیر زمین	هر کجا چون تو آفتی گذرد
نیاساید	کان نیاراند این	بدل و جان چه گفته ای ای عشق
نیاساید	لبش از آفرین	هر که نفرینی از لب او شنید
نیاساید	از سجودش زمین	۳ هر که آن خاک آستان دیده است
نیاساید	نام من در نگین	۴ بی قراری بنام من شد ختم
نیاساید	دست در آستین	واقف آن را که پیشه جامه دریست

۵۰

مرا محمل نشین خویشتن چون یاد می آید
جرس آسا دل من سخت در فریاد می آید
دل بی طاقتم چندانکه در فریاد می آید
دل بی رحم جانان بر سر بیداد می آید
تماشای طلسم این جهان در حسرتم دارد
که با چندین خرابی در نظر آباد می آید
۵ خیال قامتش از پا در آرد استقامت را
برد آرام از دل چون قیامت یاد می آید

۱ : یہ شعر و اورہ میں ہے - ۲ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -

۳ : یہ شعرا ، ب میں نہیں - ۴ : یہ شعر د اور مطبوعہ میں ہے -

۵ : چوتھا ، پانچواں اور چھٹا شعر صرف ا ، ب میں ہے -

مگر خواهد گرفتن سوز عشقم کوه و صحرا را
 کہ در خوابم گہی مجنون گہی فرہاد می آید
 ندانم تا چہ آمد بر سر از دستت غریبان را
 کہ از کوی تو دل غمگین و جان ناشاد می آید
 ۱ ہوس کی میتواند شد حریف عشق زورآور
 نمی آید ز خسرو آنچه از فرہاد می آید
 سراپا گوش گردید است گل از ذوق فریادت
 دلی خالی کن ای مرغ چمن صیاد می آید
 تو چون تشریف فرمایی بگشن از در گشن
 باستقبال تو سرو و گل و شمشاد می آید
 شدم در نیستی مستغرق از یاد دہان او
 مرا از ہستی موهوم خود کی یاد می آید
 ۲ مکدر گوشود جانان نسیم گوشود دشمن
 غبار من بکوبش ہر چہ بادا باد می آید
 ز وصلش آنقدر شادیست در غم خانہی واقف
 کہ آنجا عید از بہر مبارک باد می آید

۵۱

۳ با یار کہ آرمیدہ باشد	آن کس کہ ز خود رسیدہ باشد
دل گشت کباب ز آتش ہجر	بوی بتو ہم رسیدہ باشد
معشوق نمی شود بفرمان	گر بندہی زر خریدہ باشد
دستم بر دل چہ می گذاری	بگذار بخون طپیدہ باشد
در کوی تو حال دل ندانم	کارش بچنون کشیدہ باشد
۴ مجنون در خواب نیستی رفت	افسانہی من شنیدہ باشد
روزیکہ برآورم سر از خاک	جیب کفنم دریدہ باشد
۵ دامن تو ہر کہ داد از دست	انگشت بسی گزیدہ باشد

- ۱ : ذیل کے چار شعر د ، و اورہ میں ہیں -
 ۲ : یہ صرف د مطبوعہ میں ہے -
 ۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
 ۴ : یہ اور بعد کا شعر صرف ا ، ب میں ہے -
 ۵ : یہ دو شعرا ، ب میں نہیں -

جانان که بما سخن نگوید از ما چه سخن شنیده باشد
از ناوک آه خویش واقف ترسم که باو رسیده باشد

۵۲

۱ نه خط است اینکه ازان چهره برون می آید
نوبهاریست کزو بوی جنون می آید
گر بیاد تو دلم گریه نکرد است آغاز
هایهای که بگویشم ز درون می آید
می رود رقص کنان دل بدم تیغ نگاه
چه جگررداری ازان قطره خون می آید
گر دهد دست شب وصل بگویشم ۲ گویم
بر سرم آنچه ازین بخت نگون می آید
لاله را کرد چنان شوق رخت بی آرام
که نفس سوخته از خاک برون می آید
نیست سیری ز جفا شوخ مرا همچون شمع
دمدم بر سر من تشنه ی خون می آید
واقف از روی هوس دست دران زلف مزین
که ازین سلسله ام بوی جنون می آید

۵۳

سر بشمشیر قضا باید داد	تن به تسلیم و رضا باید داد
دلبران از دل صد پاره ی ما	هر چه مانده است بجا باید داد
خون دل را بقدرح باید ریخت	بغم و درد صلا باید داد
چند بیکار نشینم بر تو	رخصت گریه مرا باید داد
گر بخوبان ندهم دل ناصح	خود بفرمای کرا باید داد
چون وفا نیست ترا یک سر مو	وعده وصل چرا باید داد
کرده پابند نگاری چون تو	بوسه بر دست حنا باید داد
شمع سان در نظر یار ای دل	هستی خود بفنا باید داد

۱ : یه غزل د میں نہیں -

۲ : به زلفت (ه ، و مطبوعه) - یه نسخه قابل ترجیح ہے -

گذری کن بسر تربت ما خون بہای شہدا باید داد
خاک گشتم بہواداری یار این خبر را بصبا باید داد
بس کن ای مرغ گلستان بس کن نوبت نالہ بہا باید داد
آخر ای گریہ خدا را رحمی فرصت حرف مرا باید داد
کردہ بیمار غمت واقف را ہوسہ ای بہر ۲ دوا باید داد

۵۴

کہ بتاب جلوہ آن سرخ پوش می آرد
کہ خون دیدہی دل را بجوش می آرد
زہجر گل اگر این است شیوہی بلبل
قیامتی بسر گل فروش می آرد
بین چہ جلوہ مستانہ آن بسر دارد
کہ خون دختر رز را بجوش می آرد
۳ بحق گل دگر ای عندلیب نالہ مکن
کہ غیرت تو مرا در خروش می آرد
چہ پرستی از دل محنت کشم کہ در کویش
ہمیشہ نعش امید می آید
بسحر نرگس او ہر کرا برد از ہوش
لبش ز معجزہ واقف بہوش می آرد

۵۵

۴ او پہلوی من کجا نشیند تیرش مگر از جفا نشیند
ہر کس کہ نشست پہلوی تو پہلوی کسی چرا نشیند
۵ ضعفم بنگر کہ پیک اشکم در راہ تو جا بجا نشیند
بر ہر کہ فتاد سایہی عشق از سایہی خود جدا نشیند
برخیزد فتنہ بہر تعظیم آن شوخ بہر کجا نشیند
طوفان خیز است دیدہی ما ترسیم کہ خانہ ہا نشیند
اندوختہام سعادت از عشق در سایہی من ہما نشیند

- ۱ : یہ شعر صرف ۵ میں ہے - ۲ : بہر خدا (ا، ب) - بہر دوا قابل ترجیح ہے -
۳ : یہ دو شعرا، ب میں نہیں - ۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۵ : تیسرا، چھٹا، آٹھواں اور نواں شعر و میں نہیں -

یار آئینہ سان بخاطرم کاش
بر پیکر من خط نجات است
۱ گرسرو بہ پیش خویش برپاست
گرد رہ یار نازنین است
ای صرصر آہ این چہ تندہست
۲ گردی کہ ز کوی یار خیزد
درد تو ز پهلوی دل من
آنکس کہ ازان صنم جدا شد
در کوی تو بقراری دل
آن شاہ کہ ماہ کاسہ بر کف
برگ طربش ہمہ مہیاست
واقف از خاک آستانش
بر مسند کبریا نشیند

۵۶

۳ اگر بحکم جنون با تو جنگ خواہم کرد
ترا زیادہ برین شوخ و شنگ خواہم کرد
اگر ز دیدہ باین گونه رنگ خواہم کرد
ببین کہ خاک درت را چہ رنگ خواہم کرد
مپرس حال من ای گل و گرنہ از دوسہ حرف
جہان بچشم تو چون غنچہ تنگ خواہم کرد
گرم چنین کند آوارہ چشم و ابرویت
طواف کعبہ و سیر فرنگ خواہم کرد
مزن بجان من آتش و گرنہ از دم گرم
گل عذار ترا نیم رنگ خواہم کرد
گدای کوچہی میخانہ می شوم واقف
نہ فکر نام و نہ پروای ننگ خواہم کرد

۵۷

۴ نہ اشک شام و نہ آہ سحر تمام کند
ز لطف کار من ایزد مگر تمام کند

۱ : یہ تین شعر د اور ہ میں ہیں -
۲ : یہ چھ شعر صرف د میں ہیں -
۳ : یہ غزل د میں نہیں -
۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

اگر نہ تیشہ بسر وقت کوهکن آید
 کہ کار مشکل آن بیخبر تمام کند
 صداع عقل مرا بیدماغ میدارد
 کجاست عشق کہ این درد سر تمام کند
 شکایتی کہ ازان آب زندگی دارد
 بعمر خضر دل ما مگر تمام کند
 ز اضطراب دل بی قرار من خون شد
 نکرد صبر کہ قاصد خبر تمام کند
 دوید اشک نگہ تا بروی او کردم
 نخواست گریہ کہ چشم نظر تمام کند
 کسی کہ گشتہ ز آزار نیستی آگاہ
 چو شمع راہ فنا را بسر تمام کند
 ز گریہ در غم دل کار چشم من واقف
 بآن رسید کہ کار جگر تمام کند

۵۸

۲ بیمار غمت دوا ندارد	جز خون جگر غذا ندارد
از بہر خدا بگو کہ تیغت	دارد سر بندہ یا ندارد
دل یار قدیم ماست لیکن	چندان پروای ما ندارد
غم تنگ نشستہ در دل من	ویرانہی ما فضا ندارد
با ہجر تو تاب ہم نبردی	این صبر گریزیا ندارد
دل را کہ غریب کوچہی تست	بیجا نکنی کہ جا ندارد
من مدعی و خدا گواہ است	دل غیر تو مدعا ندارد
در روی تو عکس جان توان دید	ہیچ آئینہ این صفا ندارد
فریاد ز داغ بی وفایان	کان نیز چو گل وفا ندارد
شاد است بغنچہگی دل ما	چشمی برہ صبا ندارد
امروز منم بکوی خوبان	آن کشتہ کہ خون بہا ندارد
ای چغد خرابہ محبت	اقبال ترا ہما ندارد

۱ : ۱، میں مقطع حسب ذیل ہے :

ز گریہ داغ دل و کار چشم من واقف بآن رسیدہ کہ خون جگر تمام کند

۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۱ غیر از سگ کوی یار گیتی یک آدم با وفا ندارد
یا رب سر او مباد برتن آنکس که سر شما ندارد
واقف از بسکه بینوایم نی در بزم صدا ندارد

۵۹

۲ تا قضا عشق ترا بر سر من والی کرد
از هوس جمله زوایای دلم خالی کرد
طاقت بار امانت چو نبود انسان را
خویش را بهر چه بدنام بحمالی کرد
کرد اقبال بقتل من و برگشت آن شوخ
چون شود بخت که بسیار کم اقبالی کرد
دهنش همچو گل از خنده رسید است بگوش
چقدر زخم من از بوی تو خوش حالی کرد
۳ ریخت بر دیده من هر گهر و لعل که داشت
کیسه را بر سر این کاسه دلم خالی کرد
سالها منتظر مهدی عشقت بودم
وہ کہ آمد بدیار دل و دجالی کرد
دیدم بیحس شده بود از غم آن یار عزیز
نکمت پیرهنش آمد و کجالی کرد
تو باین گرده چنان مرد ره عشق شوی
رستم گرد درین دشت بلا زالی کرد
ناز از سادگی آئینه رویان مکنید
عنقریب است کہ خواهند نمود مالی کرد
۴ از دل گمشده گوزانکه توان یافت نشان
نیمه عمر توان در سر رمالی کرد
واقف آن شوخ کہ از دوستیم دم می زد
دی برغم تو ندیدی کہ چه خوشحالی کرد

۱ : یہ دو شعر و اور ہ میں ہیں - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر و اور ہ میں نہیں - ۴ : یہ شعر و اور ہ میں ہے -

۴۰

۱ جدا شد دل زمن یاری خوشی بود
چو مجنون مرد من از کار رفتم
چرا دل را ز زلف آزاد کردی
گذشت از سر جوانمردانه منصور
۲ گسستی رشته‌ی الفت چه کردی
ز کویت رفته واقف عاشق زار

۴۱

۳ سخن از هجر جان فرسا مگویند
سخن زان قامت رعنا مگویند
دل او خود بخود خواهد شدن نرم
ازان دردی که من در سینه دارم
گریبان می درد شور جنونم
دگر در محفل ما تلخ کامان
ملاست پیشه گان دیگر نصیحت
حدیث مهر آن مه پیش واقف
وگر گویند پیش ما مگویند
قیامت می شود برپا مگویند
سخن های درشت او را مگویند
به پیش بوعلی سینا مگویند
بمن از دامن صحرا مگویند
ازان لبهای شکر خا مگویند
باین شیدا باین رسوا مگویند
ندارد هیچ اصل اصلا مگویند

۴۲

۵ ز دل که رفت بتاراج دلستانی چند
بما نمانده بجز ناله و فغانی چند
نماند گرچه ز من غیر استخوانی چند
نشاندہ ام بره تیر او نشانی چند
دگر بکوچہی خوش ابروان مرو ای دل
کہ در کمین تو هستند شخ کامانی چند

- ۱ : یہ غزل صرف ا ، ب میں ہے -
۲ : ا میں یہ مصرع نامکمل ہے -
۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۴ : یہ مصرع ۱ میں مذکور نہیں - بلکہ اس سے پہلے شعر کے دوسرے مصرع کو دہرا دیا ہے -
۵ : یہ غزل د میں نہیں -

دلم گرفت ز نامهربانی خوبان
 به پهلویم بنشانید مهربانی چند
 روا مدار تغافل بکشتن عشاق
 تمام کن بخدا کار نیم جانی چند
 خراب حال ز مژگان یار گردیدم
 سیاه روز شدم زین سیه زبانی چند
 سواد دیده‌ی ما شسته شد ز رشک افسوس
 ز حال دل نوشتم داستانی چند
 ۱ دلم ملول شد از خانه میروم به چمن
 شود که همره بلبل کشم فغانی چند
 ۲ به بیدلان سخت نیست ای سرت گردم
 چها شنیده‌ای آیا ز بی زبانی چند
 ۳ زدست آن مژه جانبر چسان شود واقف
 گزشته است مرا از جگر سنائی چند

۴۳

حالم بر آن پسر بگویند	آهسته و مختصر بگویند
اول زین دیده حرف رانید	زان پس ز دل و جگر بگویند
گفتن بسیار نیست لازم	حرفی که اثر کند بگویند
می ریزم لعل و گوهر از چشم	در گوش وی این خبر بگویند
گر گوش نکرد از سر ناز	آن به که شما ز سر بگویند
چشم بی نور شد چو یعقوب	با یوسفم این قدر بگویند
گر پرسد ماجرای اشکم	بگذشت آبم ز سر بگویند
بشکست کمر ز کوه دردم	با آن بت خوش کمر بگویند
با او که طبیب خسته جانهاست	حال من مختصر بگویند
با من دوسه حرفی از زبانش	یاران چه شود اگر بگویند
من ترک وفا چگونه گویم	با من سخنی دگر بگویند
۴ یاران این تازه سرگزشتم	گویند بچشم تر بگویند

۲ : یه شعرا ، ب میں نہیں -

۳ : یه دو شعرا ، ب میں نہیں -

۱ : یه شعرا میں نہیں -

۳ : مقطع امیں مذکور نہیں -

چون من در شهر بیکس و کو گر هست کسی دگر بگوئید
واقف می مرد و زار می گفت حالم بر آن پسر بگوئید

۶۴

۱ دل ز پهلوی غم او شادمانی میکند
در پناه درد او جان زندگانی میکند
سالها شد مرده ام وز مهربانیها هنوز
ابر غم بر تربت من سایانی میکند
گرچه پیری بی نمک کرد است عیشم را ولی
همچنان دل در برم شور جوانی میکند
جامه‌ی عریان تنی نازک قماش افتاده است
لیک بر دوش سبک روحان گرانی میکند
آنکه یک شب شمع بالینم زدلسوزی نشد
بعد مردن کی بخاکم گل فشانی میکند
نرگس او گاه گاه از سرمه‌ی دنباله دار
با سیه روزان خود لطف نهانی میکند
۲ غمزه چشم کبود او بجانم آنچه کرد
حاش الله کی بلای آسمانی میکند
می شود واقف شبی بخت سیاه من دراز
زین تطاولها که گیسوی فلانی میکند

۶۵

۳ مهربان آن ماه را بر حال زار ما نکرد
کارها کرد آسمان افسوس کار ما نکرد
نکبت یوسف ز مصر آمد بکنعان یا نصیب
یک نسیم آشنا یاد دیار ما نکرد
گریه می کردیم و می گفتیم باهم ما و ابر
هیچ کس رحمی بیچشم اشکبار ما نکرد
یار خندان رفت و کرد از ما جدایی اختیار
هیچ شرم از گریه‌ی بی اختیار ما نکرد

روزگار ما پریشان کرد روز ما سیاه
زلف او رحمی بروز روزگار ما نکرد
آنکه روغن در چراغ حسن او از خون ماست
عمر رفت و یاد از شبهای تار ما نکرد
در هوای دامن صحرا ز بس دیوانه شد
طفلی اشک آرام یک دم در کنار ما نکرد
گرچه ما را بارها جولان او برباد داد
شکوه باری گرد از مشت غبار ما نکرد
بیکسی واقف تماشا کن که جز سیل جہل
بعد مردن کس گذاری بر مزار ما نکرد

۶۶

۲ کسی نماز در آئین ما درست کند
که مهر سجده آزان خاک پا درست کند
نمی شوند بتان ملتفت بحال کسی
دل شکسته‌ی ما را خدا درست کند
نمی شود بگل و خار بند دامانش
کسیکه عزم سفر چون صبا درست کند
گدای کوی خرابات بادشاه بود
زلای می عمل کیمیا درست کند
مکن حقارت درویش دل شکسته مکن
هزار کار بدست دعا درست کند
شکسته خاطر و آشفته من زهی انصاف
که شانه ربط بزلف شما درست کند
دل شکسته بکوبش فتاده است بسی
کرا شکسته گذارد کرا درست کند
قبای ایمان بر قد آن کس آمد راست
که اعتقاد بآل عبا درست کند

۱ : یہ دو شعر و ۲ اور مطبوعہ میں ہیں -

۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

بمن چو عہد وفا بست یار دل می گفت
چہا بجان تو این عہد نادرست کند
بہ زندگی نشدم معتکف بہ میخانہ
فلک خمی مگر از خاک ما درست کند
۱ بہ تیغ خود الف راست بر دلم ننوشت
بگو بغمزہ کہ مشق جفا درست کند
اگر بیار رسی واقف اینقدر گویی
بمن دہد دل بشکستہ یا درست کند

۶۷

۲ شب سیاہ فراقم چراغ دست نداد
دماغ سوختم و غیر داغ دست نداد
غبار ما ز پس مرگ با صبا آمیخت
فنا شدیم ولیکن فراغ دست نداد
ز رشک خندہی گل آتشم بجان افتاد
نشاط خاطر م از سیر باغ دست نداد
ہزار مرتبہ سر تا سر چمن گشتم
گلی کہ تازہ شود زو دماغ دست نداد
برنگ لالہ ز بخت سیاہ درین گلشن
تہی ز درد مرا یک ایاغ دست نداد
دل رمیدہی خود را من حزین واقف
بکویہ و بادیہ کردم سراغ دست نداد

۶۸

۳ اشک من صد محلہ ویران کرد
آہ کاین عشق ناتوان آزار
بغد ازین زلف یار بو نکنم
دل کہ بودہ است کعبہ قبلہ من
سوخت از بس دلش ز بی کسیم
قطرہای رفتہ رفتہ طوفان کرد
با دلم کرد آنچه نتوان کرد
کہ دماغ مرا پریشان کرد
غمزہ کافر تو ویران کرد
لالہ بر مشہدم چراغان کرد

۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

۱ : یہ شعرہ اور و میں ہے ۔

۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔

تا چه افسون دمیده بر تورقیب
دیده گرد ره تو از مردم
چشم من آنچنان که دل میخواست
ای خوشاکس که جای گل زین باغ
جان من صلح کرده ای با غیر
واقف از حسرت عقیق کسی
که دلت سنگ کرد و سندان کرد
در پس هفت پرده پنهان کرد
گریه در دامن بیابان کرد
دل صد پاره در گریبان کرد
چکنم با تو جنگ نتوان کرد
جگر خویش وقف دندان کرد

۶۹

۲ به کشور دل من تا غم تو والی شد
ز عیش چار حد این دیار خالی شد
چو تار ساز ز ناخن بدل زدنهایت
تمام عمر مرا صرف زارنالی شد
هزار حیف بهر جا که چینی ای بوده است
ز گرد کلفت این خاکدان سفالی شد
فتاده اند ز پرواز دیگران در دام
حصار عافیت من شکسته بالی شد
کشد دراز و همه عمر خواب ناز کند
کسیکه سایه سرو تو اش نهالی شد
مکن خوشامد همچون خودی پی روزی
برای نان نتوان گرم آتش مالی شد
هزار شوخی و برجستگی بود درکار
نه هر که یک دو غزل گفت چون غزالی شد
به زهد اگرچه سری داشت پیش ازین واقف
ز فیض پیر مغان رند لا ابالی شد

۷۰

تیرش ز دل غیر خطا شد چه بجاشد
یعنی که نصیب دل ما شد چه بجاشد

۱ : یہ شعر د ، و ، اور ہ میں نہیں۔

۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں۔

بی نام و نشان بود دل گوشه نشینم
از تیر تو انگشت نما شد چه بجا شد
بود است کف خون دلم رفتنی از دست
پامال تو مانند حنا شد چه بجا شد
دل پند مرا گوش نمی کرد ز سودا
زان طره گرفتار بلا شد چه بجا شد
این دل که ز داغت سر و سامان بقا داشت
در بزم تو چون شمع فنا شد چه بجا شد
صد شکر که شد عشق بمن دست و گریبان
پیراهن ناموس قبا شد چه بجا شد
گفتند ملایک ز تنم جان چو برآمد
زندانی یک عمر رها شد چه بجا شد
خوش انجمنان شمع صفت نور نگاهم
امشب همه شب صرف شما شد چه بجا شد
تیرش ز تنم کند و بمن باز زد آن شوخ
این عضو ز جا رفته بجا شد چه بجا شد
واقف ز رمیدن بدلارام رسیدم
سرگشتگیم قبله نما شد چه بجا شد

۱۷

وہ کہ در دست من بی سر و سامان افتاد
چاک جیبی کہ سراسر زد و دامان افتاد
بخت گمراہ بلد بود بہر جا رفتم
راہ امید بسر کوچہی حرمان افتاد
دلم از تشنہ لبی بسکہ بجان آمدہ بود
رفت و کورانہ دران چاہ زنخدان افتاد
جمع احباب ز من خاطر خود جمع کنید
کہ مرا کار بآن زلف پریشان افتاد

چون چراغ سحری بر سر جان می لرزم
تا مرا چشم بدان چاک گریبان افتاد
داغ من ، چشم سیه کرده بمرهم واقف
روسیه باد که از چشم نمکدان افتاد

۷۲

کسی معنی حسن فهمیده باشد	که چون تونکو صورتی دیده باشد
سری کز هوای تو شوریده باشد	سزاوار آن موی ژولیده باشد
مرا این منادیست در شهر خوبان	که گم کرده ام دل کسی دیده باشد
ز نازک دماغی پسندت نیفتد	که پای ترا زلف بوسیده باشد
بکش جامه ناز را از بر سرو	نخواهم که حق تو پوشیده باشد
توان کرد سرگشت سرگشته ای را	که گرد سر یار گردیده باشد
دران کوچه شور غریبی است امروز	همانا دل بنده نالیده باشد
خدا را بت من بزلفت بفرما	که با این پریشان نه پیچیده باشد
۲ مسازید بیدار بخت بدم را	گزارید این فتنه خوابیده باشد
مرا گریه کردن ضرور است واقف	اگر غیر خندیده خندیده باشد

۷۳

۳ از صبا بوی یار می آید	مگر از کوی یار می آید
دود آه کدام سوخته است	خط که بر روی یار می آید
می کشم تنگ در بغل دل را	که ز پهلوی یار می آید
زان بپای درخت گل افتم	که ازو بوی یار می آید
از پریشانی خودم واقف	بوی گیسوی یار می آید

۷۴

۴ ازان ز تیغ تو عاشق امان نمی خواهد
که داده است دل از دست و جان نمی خواهد
به نقد جان دل من بوسه می خرد ز لب
بیا بگیر و بده رایگان نمی خواهد
مکن رها دل ما را ز بند خود کاین مرغ
گرفته خو بقتس آشیان نمی خواهد

- ۱ : چشم سیاه کردن : امیدوار بودن - ۲ : یه شعر د ، و اوره میں ہے -
۳ : یه غزل د میں نہیں - ۴ : یه غزل د میں نہیں -

گرت هواست کہ در شهر قتل عام کنی
 بیا و تیغ بکش کس امان نمی خواهد
 پمہرزہ شکوہ ز بی مہری فلک چکنم
 مراد خاطر ما را فلان نمی خواهد
 ز بیم آنکہ بکویت گذر کند روزی
 زمانہ پای سرشکم روان نمی خواهد
 ۱ نیازمند ترا سر اگر بہ عرش رسد
 بغیر سجدہٗ آن آستان نمی خواهد
 ۲ چنان شدہ است بہ اغیار بدگمان واقف
 کہ خویش را بتوجان در میان نمی خواهد

۷۵

بر سر کوبش گذاری داشتم نگذاشتند
 با دل دیوانہ کاری داشتم نگذاشتند
 دل زمن بردند بازی بازی آخر دلبران
 آہ یار غم گساری داشتم نگذاشتند
 از نوید وصل او در اضطراب افتاد دل
 طاقتی صبری قراری داشتم نگذاشتند
 عاقبت کار دل و چشم بنومیدی کشید
 اشتیاقی انتظاری داشتم نگذاشتند
 زخم پهلوی مرا کردند بیدردان علاج
 از خدنگش یادگاری داشتم نگذاشتند
 آتش در آشیان بی رحم صیادان زدند
 در گستان مشت خاری داشتم نگذاشتند
 خارهای غم کشیدند از دل من دوستان
 یادگاری گلعداری داشتم نگذاشتند

۱ : یہ شعرا ، ب میں نہیں ۔

۲ : ا ، ب میں یہ مقطع نہیں بلکہ اس سے پہلے شعر میں تھوڑی سی تبدیلی سے مقطع بنا لیا گیا ہے ۔

زبیم آنکہ بکویت گذر کند واقف زمانہ پای سرشکم وفا نمی خواهد

گوشہ ی دامن کشیدند از حسد بر روی من
بر رخ از کویش غباری داشتم نگذاشتند
عشق روز و روزگارم تیرہ و تاریک ساخت
وہ کہ روز و روزگاری داشتم نگذاشتند
آخر افگندند از چشم تو ام اہل غرض
پیش مردم اعتباری داشتم نگذاشتند
رفت واقف از کفم سررشتہ اقبال حیف
تاری از گیسوی یاری داشتم نگذاشتند

۷۶

با زاہد بیکار نشستن کہ تواند
با صورت دیوار نشستن کہ تواند
۲ با یار ستمگار نشستن کہ تواند
پہلوی دل آزار نشستن کہ تواند
جای کہ شود لعل تو از خندہ نمک ریز
بی سینہ افکار نشستن کہ تواند
آنجا کہ بدل داغ نہد شعلہ خویت
بی صبر جگردار نشستن کہ تواند
حسن تو کم از آتش سوزندہ نباشد
نزدیک تو بسیار نشستن کہ تواند
برخاست ز جا طور بیک برق تجلی
یا ہیبت دیدار نشستن کہ تواند
از سلسلہ زلف تو خواہم کہ کشم دست
یک عمر گرفتار نشستن کہ تواند
۳ بی گل کہ تواند الم خار کشیدن
بی یار باغیار نشستن کہ تواند
برخاست چو از پہلوی من یار دلم نیز
برخاست کہ بی یار نشستن کہ تواند

۱ : یہ شعرا ، ب میں نہیں ۔

۲ : د ، و ، ہ اور مطبوعہ میں یہ شعر مطلع واقع ہوا ہے ۔

۳ : یہ دو شعر د ، و ، ہ میں نہیں ۔

واقف چکنی عیب من از رندی و مستی
مانند تو بیکار نشستن کہ تواند

۷۷

مفروش عشوه با تو سر یاریم نماند
پر چین دکان کہ شوق خریداریم نماند
مردند جملہ ہمنفسانم ہزار حیف
یک تن شریک درد گرفتاریم نماند
با روی همچو شمع بمجلس درآمدی
پروانہ وار طاقت خود داریم نماند
در کوی یار قدر سگ از من زیادہ است
رفتم کہ آبروی وفاداریم نماند
جز خون دل کہ ہست گلوگیرم از ازل
ذوقی بہیچ چیز ز بیماریم نماند
۱ رفتم کہ مشک پاشی زخم جگر کنم
کز ہیچ کس امید رفوکاریم نماند
۲ خود را کنون بدشمن خونخوار بسپرم
کز دوستان توقع غم خواریم نماند
واقف بہانہ ای کن و دل را خموش ساز
دیگر سر شنیدن این زاریم نماند

۷۸

۳ بالش ناز زیر سر دارد کی ز درد سرم خبر دارد
ای خروس این ہمہ خروش مکن شب ہجران کجا سحر دارد
غیر زلف دراز طال بقاء کہ دلم را ز خاک بر دارد
دود آہم کشیدہ گیسو را چہ کند ماتمی اثر دارد
زین پس ای دل بلند ترمی نال فلک پیر گوش کر دارد

۱ : یہ اور بعد کا شعر ا، ب میں ہے۔

۲ : د اور مطبوعہ میں یہ شعر حسب ذیل مذکور ہے :

ای غم بیا بخاطر جمعہ بخور کنون کز ہیچ کس توقع غمخواریم نماند

۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں۔

صلح کن با قشون غم زدگان
۱ سرمه گشتیم و همچنان ما را
بوسه ای ده که زاد راه کند
روزی آرد بلا بجان پدر
نیست آن عاشق از سلیمان کم
بدل من سیاه پوش نشست
بزم سوز و گداز را شمع است
اتفاقاً اگر رسد بکنار
۲ همچو او نیست گرد دلشویی
۳ بی تکلف بعالم خوبی
از سر شام تا سحر واقف

جنگ کشیده‌ای دو سر دارد
چشم شوخ تو در نظر دارد
دل ز کویت سر سفر دارد
وضع شوخی که آن پسر دارد
که یکی مرغ نامه بر دارد
داغ من ماتم جگر دارد
هر که از داغ گل بسر دارد
کشتی ما همان خطر دارد
گریه هر چند درد سر دارد
خوب من عالم دگر دارد
ناله‌ام نوحه پر اثر دارد

۷۹

۴ کسی کز مصحف دل فال بهر وصل او گیرد
بآب دیده و خون جگر اول وضو گیرد
چو گل خواهم شگفتن در کفن آن روز از شادی
که خار از تربت من روید و دایان او گیرد
نیارم گریه پر زور هجران را فرو خوردن
بلا تند است این می آه می ترسم گلو گیرد
چه از لطف زبانی میدهی ظالم فریب من
رها کن تا دل و چشمم باشک و آه خو گرد
۵ ز مخموری درین میخانه سخت افتاده‌ام از پا
مگر پیر مغان گوید که دستم را سپو گیرد
دل سوداییم با آنکه دارد زخم ها بر تن
برنگ شانه میخواهد که زلف مشکبو گیرد
بخاک انباشتم آخر دهان زخم دل واقف
نمی خواهم که پیش من دگر نام رفو گیرد

- ۱ : یہ شعرا ، ب میں ہے -
۲ : یہ شعرا ، ب میں نہیں -
۳ : یہ شعر صرف د میں ہے -
۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۵ : یہ شعر ہ میں نہیں -

۸۰

۱ دلم ز کوی تو در خون نشسته می آید
 چه نیشها برگ جان شکسته می آید
 ۲ کجاست رخصت پابوس این جگر خون را
 بهضرتش که حنا دست بسته می آید
 مرا خدنگ تو امروز می دهد آزار
 مگر ز پهلوی غیری نشسته می آید
 فکنده برق مرا در جگر ز شوخیها
 خیال او که بدل جسته جسته می آید
 مرا بسخت کمانیست گوشه‌ی خاطر
 که ناوکش سوی دل دسته دسته می آید
 بعهده ما نرسد کس بحال کس واقف
 مگر اجل که ببالین خسته می آید

۸۱

داد بیداد چه می باید کرد	هجر رو داد چه می باید کرد
دل نه شد شاد چه می باید کرد	وصل هم گشت میسر لیکن
نشد آباد چه می باید کرد	سعی ها کردم و ویرانه دل
گفت شمشاد چه می باید کرد	در چمن رفتی و آهسته بسرو
مرد فرهاد چه می باید کرد	کوه غم را نتوان تنها کند
عقده نکشاد چه می باید کرد	سوده شد ناخن تدبیر و هنوز
گریه رو داد چه می باید کرد	خواستم با تو بگویم غم دل
بکن ارشاد چه می باید کرد	گر بخوبان ندهم دل ناصح
گفت صیاد چه می باید کرد	در قفس دید چو بیتابی من
رفت برباد چه می باید کرد	در هوا داری زلف عمرم
خانه آباد چه می باید کرد	نکنم گر ز غمت خانه خراب
شوخ صیاد چه می باید کرد	۳ ریخت چون بال و پر آزادم ساخت
مشکل افتاد چه می باید کرد	زیستن در غم دوری واقف

۸۲

در کوی تو جز فتنه و آشوب نباشد
 اینها بتو ای شوخ پسر خوب نباشد
 گویند که در مصر عزیزست بزدان
 بینید جگر گوشه^۱ یعقوب نباشد
 هر حلقه‌ی زنجیر کند ناله بطرزی
 فریاد اسیران بیک اسلوب نباشد
 نگذاشته در کلبه^۲ ما ناله غباری
 این غمکده را حاجت جاروب نباشد
 صد شکر که در محنت هجران تو دارم
 صبری که کم از طاقت ایوب نباشد
 گم گشته درین شهر دل طفل مزاجم
 در پیچ و خم طره^۳ محبوب نباشد
 افتاده بچشمی سروکارم که ز شوخی
 می نوشد و خون ریزد و معجوب نباشد
 ای دیده^۴ نادیده ز من گوش کن این پند
 دیدن سوی فرزند کسان خوب نباشد
 واقف ز سلیم این سخن تازه شنیدم
 ”خوب است که معشوق بکس خوب نباشد“

۸۳

۳ ز مهر روی تو آئینه ماه میگرد
 ز دیدن تو نمد پوش شاه میگرد
 قضا چه سربه بچشمت کشید حیرانم
 که از نگاه تو روز سیاه میگرد
 همین نه از پی سامان منم خراب که مهر
 برهنه سر ز برای کلاه میگرد

۲ : یه شعرا، ب میں نہیں -

۱ : یه شعرا، ب میں ہے -

۳ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -

ازین کہ صدق و صفایم ترا شود روشن
نفس چون صبح مرا صرف آہ میگردد
۱ بکوی یار روان گر کنیم قاصد آہ
ز ضعف طالع ما خرج راہ می گردد
۲ تو غافل و ز دستت پی امیر و وزیر
دل ستمکش من داد خواه می گردد
دران دیار کہ واقف گذار من افتد
تمام آب و هوا اشک و آہ میگردد

۸۴

۳ دلم اول بجان خویشتن کرد
چہ احسان کردہ بر دل یوسف من
بعشق آن کس کہ شد دست و گریبان
فنا گشتیم و عشق از روی تعظیم
وفا تا چند ورزی بس کن ای دل
عجب نبود کہ باشد حرف من تلخ
۴ چہ ظلم است اینکہ چون میداد انصاف
غریبان را شنیدم دوست داری
گل داغی کہ بر سر داشت واقف

در آخر آنچه با خود کوهکن کرد
کہ در زندانش از چاہ ذقن کرد
لباس زندگانی را کفن کرد
ز خاک ما عبیر پیرهن کرد
دگر نتوان جفا بر خویشتن کرد
کہ ہجران تو زہرم دردہن کرد
بدشمن آنچه بایستی بمن کرد
مرا آوارہ این حرف از وطن کرد
چو شمعش روشناس انجمن کرد

۸۵

بر بام جلوہ گر چو شد آنماہ بامداد
خورشید گرم آمد و او را سلام داد
گر ماہ نو با بروی او می شود طرف
نتوان جواب دعوی آن ناتمام داد
۵ شیرین بکام خسرو و فرہاد تلخ کام
ای چرخ این چہ معدلت است این کدام داد

۲ : یہ شعر صرف د میں ہے۔

۴ : یہ دو شعرا ، ب میں نہیں۔

۱ : یہ شعر د ، و اور ہ میں ہے۔

۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں۔

۵ : یہ شعرا ، ب میں ہے۔

مکشا دهان شکوهام ای غنچه لب چو گل
این زخم را دگر نتوان التیام داد
۱ قمری بسرو گفت تو بنشین بجای خویش
در باغ داد جلوه چون آن خوشخرام داد
قطع امید کرده ام از زندگی که یار
تیغی بدست غمزه پی قتل عام داد
آن بلبلم که بهر گل از آشیان پرید
نادیده روی گل پر خود را بدام داد
واقف کشید رخت ز مسجد بمیکده
تقوای دیرساله بمینا و جام داد

۸۶

۲ دل باخت دین و دانش در عشق خوار هم شد
با وصف مفلسیها بی اعتبار هم شد
ایام وصل آمد دل همچنان گرفته
نشگفته غنچه من فصل بهار هم شد
زین پیش داشتم من روزی و روزگاری
آن روز گشت بیگاه آن روزگار هم شد
یک عمر ترس و بیم تنهایی ام بدل بود
با او نشستم آخر صحبت برآر هم شد
گفتی بخانه تو شبهای تار آیم
یک شب نیامدی حیف شبهای تار هم شد
نه جیب خود دریدم نه دامنش کشیدم
کارم ز دست رفت و دستم ز کار هم شد
صد شکر دل بمطلب شد عاقبت ظفریاب
یعنی بصیدگاهش رفت و شکار هم شد
واقف نسوخت یک شب بر حال ما دل او
ما را چراغ بالین شمع مزار هم شد

۸۷

دلم از کوچهٔ آن زلف هراسان گذرد
 همچو مجروح که از مشک فروشان گذرد
 از صف سوختگان بگذرد آن آفت جان
 آنچنان تند که صرصر ز چراغان گذرد
 انس با گوشه‌ی دامن که گیرد یا رب
 دست من گر ز ملاقات گریبان گذرد
 شورش گریه گر ایشست که من می بینم
 بر دل و دیده ندانم که چه طوفان گذرد
 حیرتم کشت که چون زین دل مومین نگذشت
 تیر الماس شگافش که ز سندان گذرد
 خارهای دلم از بسکه ز خاکم رسته است
 آن گل از تربت من برزده دامن گذرد
 یار می آید و ننشسته بمن می گذرد
 وای حالم اگر آینده بدینسان گذرد
 چند واقف شوی آشفته‌ی زلف خوبان
 حیف ازین عمر که در فکر پریشان گذرد

۸۸

سرو را با قد رعنا تو دعوی نرسد
 این سخن بسکه بلند است بطوبی نرسد
 چکنم زاری بیفایده در پیش طیب
 حکم عشق است که دردم بمداوا نرسد
 من خود امید کشایش همه زین در دارم
 آه اگر زاری من تا در دلها نرسد
 نه پسندی که کسی غصب کند منصب من
 تا منم خدمت بزم دگری را نرسد
 می کشم آه ز بیطاعتی و میگویم
 یا رب این آه بآن آینه سیما نرسد

مطلب این است کہ دشمن نخورد پیکانت
تیر نازت بمن ای دوست رسد یا نرسد
نکنی شکوہ کہ اونیز پریشان کسی است
گر بحال تو گل ای مرغ چمن وا نرسد
می کنم گریہ چو آن پیر پسر گم کردہ
از دل گم شدہی من خبری تا نرسد
۱ قدری خون دل خود بشارب آمیزم
کہ دماغ من مخمور بہ صہبا نرسد
۲ مصریان فکر خریداری یوسف مکنید
کہ خریداری او جز بزیخا نرسد
دلشکاران دگر ہم بکمینش بودند
بردی آن دل کہ ز واقف بتو تنہا نرسد

۸۹

۳ سرشک بیقرارم پای در دامن نگہدار
عنان خویش را گر گوہر غلطان نگہدار
ز دردت راحتی دارم کہ در گفتن نمی آید
خدا این درد را از آفت درمان نگہدار
بدرد رشک آن بیمار می میرم کہ از غیرت
تپ شوق ترا در استخوان پنهان نگہدار
سیاہی کردہ باشد گو غنیم خط کہ چشم او
سواد ناز را با لشکر مزگان نگہدار
چسازم ابر شد با من طرف در اشکباریہا
مگر عشق آبروی دیدہی گریان نگہدار
الہی آفت افتد در نقابش تا یکی بینم
چراغ رنگ او را در تہ دامن نگہدار
بجانم دشمنی دارد گر آن شیطان پسر سہل است
گذشتم من ز جان واقف خدا ایمان نگہدار

۱ : یہ شعر ۱، ۲ میں نہیں - ۲ : یہ شعر صرف ۵، ۶ میں ہے -

۳ : اس غزل کے پہلے تین شعرہ میں نہیں -

۹۰

عشق کارم تباہ خواهد کرد	روزگارم سیاه خواهد کرد
آنچه از عمر فانیم باقیست	صرف در اشک و آہ خواهد کرد
کار من گر نکرد گریہی شام	نالہی صبح گاہ خواهد کرد
سرو اگر قامت ترا بیند	چہ قدر واہ واہ خواهد کرد
نقش پای ترا چو مہر نماز	عالمی سجدہ گاہ خواهد کرد
چشم مردم کشی کہ او دارد	کارم از یک نگاہ خواهد کرد
بنشان آتشم کہ دود دلم	روز خلقی سیاه خواهد کرد
روشنم شد ز حسن روز افزون	کہ ترا رشک ماہ خواهد کرد
کبک بر خویش پیش رفتارت	خندہ قاہ قاہ خواهد کرد
ماہ نو گو برون میا کاشب	جلوہ آن کج کلاہ خواهد کرد
عشق سودای نوخطان واقف	نامہ ام را سیاه خواهد کرد

۹۱

چرا آن مہ ز نزدیک خودم مہجور می سازد
 دل قانع مزاجم با نگاہ دور می سازد
 باحوال خرابم گر بدین سان عشق پردازد
 باندک فرصتی اقلیم دل معمور می سازد
 ندارد هیچ کس کیفیتم در بزم می خواران
 کدوی بادہ را شورم سر منصور می سازد
 چہ فیض از صحبت اہل صفا گیرند خودبینان
 بتان را دیدن آیینہ پر مغرور می سازد
 ۲ بیاد مطلع ابروی او شب مصرعی گفتم
 چو ماہ نو مرا در شہرہا مشہور می سازد
 بوصف چشم خوبان تا قلم را آشنا کردم
 بہر جا چشم نرگس را بہ بیند کور می سازد
 ۳ لب شیرین جانان بر من آن حق نمک دارد
 کہ آب زندگی را در مذاقم شور می سازد

۱ بداغ دیگران شوخی کہ مرہم می نہد واقف
اگر دستش رسد زخم مرا ناسور می سازد

۹۲

۲ کرد دل تا در سر کویش وطن یادم نکرد
بیوفایی بین کہ آن یار کہن یادم نکرد
تلخ شد عیش من آن شیرین دهن یادم نکرد
مردم از زهر غم آن شکر شکن یادم نکرد
در قفس از زار نالی گرچہ حشر انگیزم
ہیچ کس از ہمنوایان چمن یادم نکرد
نور چشمم یعنی آن مصر دل و جان عزیز
تا نگشتم کور در بیت الحزن یادم نکرد
باوجود آنکہ طرز نالہ یاد از من گرفت
در قفس افتادم و میرغ چمن یادم نکرد
بود روشن دیر و مسجد همچو شمع از خدمتم
مردم و یک بار شیخ و برہمن یادم نکرد
۳ چشم من با آنکہ چون دستار شد از دوریش
یوسفم گاہی ببوی پیرہن یادم نکرد
روزگاری شد کہ واقف مبتلای غربتم
کس بہ مکتوبی ز یاران وطن یادم نکرد

۹۳

در حریم او چو نتوانست قاصد زاہ برد
نامہ ما را بسوی یار پیک آہ برد
حال دل از من چہ می پرسی کہ شبہا از غمش
کرد اندازی و آن را از کفم ناگاہ برد
خاک ما دور از غم جانانہ در خون می طپد
یاد لطفی کرد و آن را حسبہ اللہ برد

۱ : د میں مقطع مذکور نہیں -

۲ : مطلع اول صرف ا، ب میں ہے - مطبوعہ میں غزل کے صرف پانچ شعر ہیں -

۳ : یہ شعر ا، ب میں نہیں -

ای کہ صبح و شام در بزم وصالش محرمی
نام ما ہم می توان آنجا گہ و بیگاہ برد
کمر بایی جامہ شوخی جلوہ گر گردید و رفت
رنگ از رخسار من مانند رنگ کاه برد
تا بساط دلبری گسترد آن غالب حریف
رخ نمود و باز بازی از گدا و شاہ برد
با من معجون نماند انس تو ای وحشی غزال
من نمیدانم کداسی سگ ترا از راہ برد
بر ذقن دل را گذار افتاد در شبگیر زلف
بخت گمرہ بود از راہش بسوی چاہ برد
داد فریاد تو تصدیع سگ این آستان
درد سر باید مرا واقف ازین درگاہ برد

۹۴

۱ رفتی و یک دم دل ما از طمپدن بس نکرد
آہ از بالادوی اشک از چکیدن بس نکرد
شب کہ بودم مضطرب از اشتیاق صبح وصل
تا سحر چشمم چو اختر از پریدن بس نکرد
تا جدا از گوشہی دامن یار افتادہ است
دست بیتابی ز پیراہن دریدن بس نکرد
بسکہ بار ہجر او بر دوش ما سنگین فتاد
حلقہ گشتیم و قد ما از خمیدن بس نکرد
عمر را واقف بافسون رام نتوان ساختن
حیلہ ہا کردم ولی یار از رسیدن بس نکرد

۹۵

۲ تا چند بر من از تو بیداد رفته باشد
یک مشت خاک تا کی برباد رفته باشد

- ۱ : یہ شعر صرف ا، ب میں ہے -
۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - سب نسخوں میں چرخ آیا ہے - لیکن چونکہ سکتہ پڑتا تھا - اس لئے یہ نقص رفع کرنا پڑا -

بعد از وفات بفرست بر روح من درودی
 میسند کز حریمت ناشاد رفته باشد
 خونم بشست از دست ، شاید که وعده قتل
 آن یار بیوفا را از یاد رفته باشد
 آنجا که قامت او برپا کند قیامت
 صد کوه صبر و طاقت برپاد رفته باشد
 از اضطراب واقف در دام مرد صیدم
 دلگیر از سر من صیاد رفته باشد

۹۶

ماندیم در بلا و دعا را خبر نشد
 مردیم ما ز درد و دوا را خبر نشد
 بی شیون است گریه‌ی من همچو ابر لیک
 نگریستم که خلق خدا را خبر نشد
 چشم فسونگر تو ز شوخی بکار من
 کرد آنچنان نگه که حیا را خبر نشد
 غیرت ببین که دل بکف پای آن نگار
 زد بوسه‌ی که رنگ حنا را خبر نشد
 از گریه‌ام چه بی خبرید آه دوستان
 آہم ز سرگذشت و شما را خبر نشد
 عشق آن مشعبدیست که از آتش تبم
 تن سوخت آنچنان که قبا را خبر نشد
 مشت غبار من ز هوایش بیاد رفت
 شکر خدا کنم که صبا را خبر نشد
 ۲ ما داشتیم یکدو سه پیغام گفتنی
 دل رفت سوی دلبر و ما را خبر نشد
 واقف هزار حیف ز صدق و صفای من
 آن سربسر دروغ و دغا را خبر نشد

۱ : دست کی 'ت' تقطیع میں گر جاتی ہے - جو نادرست ہے -

۲ : یہ شعرا ، ب میں نہیں -

۹۷

۱ یعقوب اگر بہ بیت حزن گریہ میکند
 دل از غمت بسینہ من گریہ میکند
 برقی بجان من زده عشقت کہ زیر خاک
 بر حال من چو ابر کفن گریہ میکند
 بلبل ز بسکہ یافتہ ہمدرد خود مرا
 ہرگہ برون روم ز چمن گریہ میکند
 با من کسی شریک غم از بیکسی نشد
 جز دل کہ او بہ پہلوی من گریہ میکند
 گفتی کہ بر دلت بنہم داغ تازہ ای
 او خود ز دست داغ کہن گریہ میکند
 ۲ واقف ز درد حسرت بوسیدن لبش
 مینا صفت ز راہ دهن گریہ میکند

۹۸

۳ پند گویان دو سہ حرفی بن ارشاد کنید
 ترسم افسردہ شود آتش من یاد کنید
 تلخ شد عیش من از حسرت خواب شیرین
 ہمدمان پیش من افسانہی فرہاد کنید
 چند در بند شما خون شوم دل خوبان
 چون قبا را بکشایید مرا یاد کنید
 ۴ کی بود صورت آن شوخ کشیدن آسان
 قلم مژگان ز موی پرزاد کنید
 تنگدل مردہام از دست شما غنچہ لبان
 بگل فاتحہای روح مرا شاد کنید

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ۲ : و میں مقطع مذکور نہیں -

۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۴ : یہ شعر و میں نہیں - دوسرا مصرع ساقط الوزن ہے - اگر حسب ذیل تبدیلی
 کر لی جائے تو دقت رفع ہو جاتی ہے :

موقلم تا نہ ز مژگان پری زاد کنید

۱ خوبرویان چہ شود گر نفسی آیینہ وار
خانہ ی واقف حیرت زدہ آباد کنید

۹۹

بلا زان چشم فتان می گریزد
دلہ از سنگ طفلان می گریزد
ازین کز گریہ دارم دامن تر
بدور عشق من مجنون ز خجالت
بجنگ ہجر نتوان رفت با صبر
بر ما مرد میدان جنون نیست
شود گر فتنہ با چشمش مقابل
دل از تیغش مگر زخمی خریدہ است
بدور جادوی آن چشم کافر
۳ بسان بی جگر از پیش شمشیر
خدا را از طیب ما بپرسید
نمیداند گر آدم خوارہ یارم
۴ نمیدانم کہ می آید بجنگم
گریزد ہر کس از آفت ولیکن
۵ بگو از عشق حرفی تا رمد عقل
۶ چہ پرسی از پیروی کہ دارم
بشہر ما عجب رسمی است واقف

۱۰۰

۷ بتگران چون صنم تراشیدند
خط کشیدند بر جریدہٴ مہر
عشق بالاتر از مقولات است
صنمی چون تو کم تراشیدند
نوخطان چون قلم تراشیدند
عقلان کیف و کم تراشیدند

- ۱ : مقطع و میں مذکور نہیں - ۲ : تازان (ب) - یہ شعرا ، ب میں ہے -
۳ : یہ شعر صرف ا ، ب میں ہے - ۴ : یہ شعر صرف ا ، ب میں ہے -
۵ : یہ شعر د ، و ، ہ اور مطبوعہ میں نہیں - ۶ : یہ شعرا میں نہیں -
۷ : یہ غزل صرف و میں ہے - ۸ اور ب میں اس غزل کے تین شعر نہیں -
د میں پانچ شعر ہیں -

دل سخت تو کعبه دلهاست که ز سنگ حرم تراشیدند
اصل عیش جهان بجز غم نیست فریبی از درم تراشیدند
پارهای از سفال میکده بود که ازان جام جم تراشیدند
مهر او را ز کین برآوردند لطف او از ستم تراشیدند
دردمندان او ز خوبی طبع لذتی از الم تراشیدند
کملک واقف بوصف چشم بتان طرفه جادو رقم تراشیدند

۱۰۱

دلم در سینه کز داغ غم جانانه می سوزد
چراغ تیره را ماند که در غمخانه می سوزد
بجانم آتش افکند است و خاکستر نمی سازد
مرا آن طفل آتش خوچه استادانه می سوزد
نیازردم دلی تا درد عشقت کرده ام پیدا
همین داغست کز دست من دیوانه می سوزد
ز بیتاب محبت راز پوشیدن نمی آید
دلی دارم که پیش محرم و بیگانه می سوزد
ز عشق خان و مان سوزاست بزم کفر و دین روشن
ز یک آتش چراغ کعبه و بتخانه می سوزد
اگر نزدیکم از شمع جمال او و گر دورم
بهر حالت دل بی صبر چون پروانه می سوزد
بدل تا آتش افتاد از غم او دیده گریان شد
بلی ریزند مردم آب هر که خانه می سوزد
چراغ عشقبازان گر شود روشن طفیلی دان
کسی کی شمع بهر خاطر پروانه می سوزد
دل ما سوخت لیکن بر کسی روشن نشد واقف
چراغ بیکسان در گوشه ی ویرانه می سوزد

۱۰۲

۲ دوش پیکان خود از سینه ی من یار کشید
دل وامانده چگویم که چه آزار کشید

گر خدا خیر کند با تو بگویم روزی
 کہ ز داد تو چہا این دل بیمار کشید
 ناصح از جامہ دری منع مفرمای کہ من
 نتوانم بخدا دست ازین کار کشید
 آفت مردم ہمسایہ بہمسایہ رسد
 آنچه اندوخت دلم چشم تلف کار کشید
 نیست در عشق مرا فرصت سر خاریدن
 مفت آن کس کہ درین راہ ز پا خار کشید
 همچو مرغ قفس از یاد گلستان وصال
 نالہا این دل در سینہ گرفتار کشید
 گر گذاری بدلم دست بفریاد آید
 من ندانم کہ ز دست تو چہ آزار کشید
 دل نہ بندی بسر زلف بتان بہر خدا
 نتوان دانہی تسبیح بہ زنار کشید
 چہ خیال است کہ ترسد ز جفای اغیار
 واقف آنست کہ عمری ستم یار کشید

۱۰۳

۱ در چمن چون بیدلان آہ فغان برداشتند
 بلبلان از رشک یکسر آشیان برداشتند
 سخت جانانی کہ جور آسمان برداشتند
 طور بیداد تو دیدند الامان برداشتند
 ۲ دوستداران را نمی دانم چہ پیش آمد چہ شد
 نقش من از آستانش دشمنان برداشتند
 تشنہی خون خود اند از بس شہادت دوستان
 منت شمشیر قاتل را بجان برداشتند
 ۳ دیدہی باریک بین هیچ از میان او نیافت
 بارہا دیدم کہ زلفش از میان برداشتند

۱ : د میں یہ غزل نہیں - مطبوعہ میں مصرع اول حسب ذیل ہے :

در چمن چون بیدلان او فغان برداشتند

۲ : یہ شعرا، ب میں ہے - ۳ : یہ شعر و، ہ اور مطبوعہ میں نہیں -

آن فسونسازان که با مار سیه بازی کنند
 زلف او را دیده یکسر دل ز جان برداشتند
 دولت پابوسیش آنرا که یا رب دست داد
 سر ز پای او نمیدانم چسان برداشتند
 ۱ بر نمی دارند خوبان تیغ بر قصد سرم
 حیف آیین مروت از جهان برداشتند
 روز مرگم این چنین اندوه ورنج و درد و غم
 در پی تابوت من واقف فغان برداشتند

۱۰۴

۲ این چنین گریستم از دست تو بر دل برود
 روزی از گریه‌ی من پای تو در گل برود
 سالها ماند دران دست نگار از خونم
 این حنا نیست که زود از کف قاتل برود
 غرق دریای محبت نکند میل نجات
 مرده‌ی او چه خیالست بساحل برود
 رو بهر کوچی که سودایی زلف تو نهد
 پیش او چند قدم شور سلاسل برود
 ای که راندی بگلو خنجر بیداد مرا
 آن قدر باش که جان از تن بسمل برود
 ای که از دیده‌ی من می روی آسان می دان
 که ز دل حسرت دیدار تو مشکل برود
 از تو فریادیم ای عشق جرس نیست دلم
 تا بکی ناله کنان همراه حمل برود
 واقف آن دم که ره وادی مجنون گیرد
 پیش پیشش دل دیوانه دو منزل برود

۱۰۵

با تو نا آشنا کسی چکند چکند ماجرا کسی چکند
 بلبلان داد گریه می خواهند گل ندارد وفا کسی چکند

تو کہ نازکتری ز لالہ و گل
دل بصد رنگ می برید از دست
گر روم جا بجا مکن عییم
۱ بہ اداہای دلربای بتان
می برد بوی یار را ہر سو
۲ بہ بلای کہ زلف دارد نام
۳ چون شوی گرم دادن دشنام
۴ گر نہ زنجیر زلف او باشد
طعن عشقم چہ میکنی واقف
خود بفرما ترا کسی چکند
دلبران با شما کسی چکند
میروی جا بجا کسی چکند
ای خدا ای خدا کسی چکند
چہ کند با صبا کسی چکند
نشد مبتلا کسی چکند
نکند گر دعا کسی چکند
دل دیوانہ را کسی چکند
با قضای خدا کسی چکند

۱۰۶

۵ چشم او عربدہ ساز است چہ می باید کرد
نگہش بر سر ناز است چہ می باید کرد
یار اغیار نواز است چہ می باید کرد
دوستان دوست گذار است چہ می باید کرد
رقم عافیتی نیست در اوراق دلم
نسخہٴ سوز و گداز است چہ می باید کرد
بحدیث سر زلفت نکند عمر وفا
آہ این قصہ دراز است چہ می باید کرد
من کنم گریہ تو بر گریہٴ من خندہ زنی
عالم ناز و نیاز است چہ می باید کرد
۶ نیک و بد سرزدہ چون آیینہ آمد بر رو
خانہ ام یک در باز است چہ میباید کرد
۷ آشنا را ننوازد بہ نگاہی گاہی
یار بیگانہ نواز است چہ میباید کرد
نتوانم کہ برم پی بہ حقیقت واقف
دل گرفتار مجاز است چہ می باید کرد

- ۱ : یہ شعرا ، ب میں ہے -
۲ : یہ شعرا ، ب میں ہے -
۳ : یہ شعر صرف د میں ہے -
۴ : یہ شعر مطبوعہ میں ہے -
۵ : یہ غزل د میں نہیں -
۶ : یہ شعرا ، ب میں ہے -
۷ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -

۱۰۷

۱ دل دگر از یاد سروی گریه پیرا می شود
 باز کار اشکی چون فواره بالا می شد
 ۲ گر نمایی جلو چشم داغ بینا می شود
 و ر بپرسی حال طفل اشک گویا می شود
 همچو یعقوبم رسد آن نور چشم آخر بداد
 ای عزیزان عاقبت این دیده بینا می شود
 از که دارم چشم دلسوزی درین ظلمت سرا
 شمع گر روشن کنم پروانه عنقا می شود
 کی درآید از درم بی پرده طفلی کز حیا
 بر زبان آید اگر نامش معما می شود
 از دهان زخم گویم حرفهای خونچکان
 بعد عمری گر باو راه سخن وا می شود
 آن سہمی قامت بزور ناز دست از سرو برد
 راست می گویند دست زور بالا می شود
 عاقبت پامال رقص او شدی واقف بزم
 من نمی گفتم کہ اینجا فتنه برپا می شود

۱۰۸

۳ ناتوانی کہ طلبگار تو باشد چه کند
 بی زبانی کہ گرفتار تو باشد چه کند
 نیم نازی تو بجان دو جهان بفروشی
 نیم جانی کہ خریدار تو باشد چه کند
 حرف ناصح کہ کشد حلقه بگوش گوهر
 گوش آن کس کہ بگفتار تو باشد چه کند
 ذره ذره همه در راه تو رفتیم برباد
 خاکساری کہ هوادار تو باشد چه کند

۲ : یہ شعر ہ میں نہیں -

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

نمی لطف نکردی بجراحتهایم
 شور بختی که دل افکار تو باشد چه کند
 جان ز پهلوی دل آمد بلم ناله کنان
 هر که هم خانه‌ی بیمار تو باشد چه کند
 می فروشم ز کسادى به پیشیزی خود را
 آن که رد کرده بازار تو باشد چه کند
 جان پسندت چو نیفتاد بمن باز بده
 بنده چیزیکه نه درکار تو باشد چه کند
 عمرو عیار گرفتم به جهان باز آید
 هر کجا طره طرار تو باشد چه کند
 واقف سوخته جان خانه خراب غم عشق
 گر نه در سایه دیوار تو باشد چه کند

۱۰۹

۲ بهواداری زلفت چو صبا برخیزد
 آه سودا زدگان هم ز قفا برخیزد
 من هم از روی ادب از سر جان برخیزم
 گر پی کشتن ما یار ز جا برخیزد
 طالع عقده کشا نیست مرا ورنه ترا
 چین ز ابرو گره از بند قبا برخیزد
 فتنه در دهر ز بالای تو گردد برپا
 چون ضعیفی که بامداد عصا برخیزد
 خاک کویت بود اکسیر سعادت آنجا
 گر همه چغد نشیند چو هما برخیزد
 می شود ابر و بروز سیه ما خندد
 دود آهی که ز غم خانه ما برخیزد
 پیش از آن روز بما صلح کن ای ساده عذار
 که ز آینه‌ی روی تو صفا برخیزد

زخمی آن قدر انداز نگاهم واقف
چون کس از ره گذر تیر قضا برخیزد

۱۱۰

آن چشم را بین بچه ناز آفریده اند
خونریز و مست و عریده ساز آفریده اند
سنگین دلان بذوق شکستن دل مرا
مینا صفت گداخته باز آفریده اند
اصل سخن شنو که همان یک حقیقت است
کز وی هزار گونه مجاز آفریده اند
از چشم صید گیر تو دل کی توان گرفت
مژگان او ز چنگل باز آفریده اند
ما ظرف ضبط عشق نداریم کاین شراب
مینا شکن پیاله گداز آفریده اند
دوران ز آستان تو بردند خاک را
از شوق سجده مهر نماز آفریده آند
ای دل مکن شکایت خوبان حسن را
دشمن گداز و دوست نواز آفریده اند
پیچیده است پنجه‌ی مردم ز راه دور
مژگان او چه دست دراز آفرید اند
در چشم آنکه واقف سر محبت است
محمود را غلام ایاز آفریده اند

۱۱۱

۲ ندانم تا چها از تیغ ابروی تو می آید
که بوی خون ناحق ظالم از کوی تو می آید
ز مو زنجیر در پای دل دیوانه افگندن
ز گیسوی تو می آید ز گیسوی تو می آید
برنگی با خیالت عیش در یک پیرهن دارم
که از چاک گریبانم چو گل بوی تو می آید

مسلمان را ز دین وز کفر کافر را برآوردن
 ز جادوی تو می آید ز جادوی تو می آید
 کسی کز کعبه آید باید استقبال او کردن
 ز خود رفتم شنیدم قاصد از کوی تو می آید
 تو ای شوخ کمان ابرو چنان در خانه‌ی نازی
 که بردل تیر چون مزگان ز هر موی تو می آید
 زبان از شعله باید وام کردن بهر تقریرش
 و گرنه کس چه گوید آنچه از خوی تو می آید
 نمیدانی که جانان طرح چوگان باختن ریزی
 چو گو آنجا بسر غلطان دعا گوی تو می آید
 نوید تازگی دادست تیغش کهنه زخم را
 بخند ای دل که آب رفته در جوی تو می آید
 تنباهی غافل از دود دل سودایی واقف
 که روزی همچو خط ای شوخ بر روی تو می آید

۱۱۲

۲ دل دیوانه‌ی من جان سپردن آرزو دارد
 ز طفلان سنگ بی اندازه خوردن آرزو دارد
 نه تنها بی تو از سر رفت ذوق زندگی ما را
 چراغ کلبه‌ی ما نیز مردن آرزو دارد
 تو برگ عیش گرداری برو ای بوالهوس نانخور
 که عاشق بر جگر دندان فشردن آرزو دارد
 چسان افتد بدستم دامن یوسف که از پیشم
 نسیم پیرهن تشریف بردن آرزو دارد
 کجا در طینت عاشق بود از خرمی بویی
 گلی کز خاک ما روید فشردن آرزو دارد
 به تسبیح کواکب کاش دست من رسد واقف
 جفاهای فلک را دل شمردن آرزو دارد

۱۱۳

۱ اگر نبی شرمی سر می توان کرد
 دران محفل که تو گیسو کشایی
 دماغ کیمیا سازی ندارم
 سرت گردم جفا بر بنده تا کی
 خدا را خشک و خالی مگذرازم
 بیاد چشم خوش دنباله ی یار
 چنان می سوزم از یاد رخ او
 دل من بی جگر افتاده ورنه
 ۲ ازان دامن درازم شکوه ای هست
 صبا گاهی ز بوی کاکل او
 نیامیزد چه خوش شعر تو واقف
 چها با آن ستمگری می توان کرد
 ز موم شمع غنبر می توان کرد
 وگرنه خاک را زر می توان کرد
 وفا هم بنده پرور می توان کرد
 بخون من لبی تر می توان کرد
 جگر را نذر خنجر می توان کرد
 که شمع از داغ من بر می توان کرد
 به پیشش گریه ای سر می توان کرد
 که تا دامن محشر میتوان کرد
 دماغ ما معطر می توان کرد
 غزلهای تو از بر می توان کرد

۱۱۴

۳ نی درد دین نه راحت دنیا بما رسید
 حرمان این و آن همه یک جا بما رسید
 صد بار کرده ایم گریبان خویش چاک
 تا گوشه ای ز دامن صحرا بما رسید
 داری سز عیادت ما خستگان اگر
 تنها بیا که درد تو تنها بما رسید
 در بزم عیش گشت کدورت نصیب ما
 دردی که مانده بود ز صمبها بما رسید
 در باغ دهر نیست بحرمان ما کسی
 چون فصل گل گذشت تماشا بما رسید
 قسمت ببین که باعث رشک رقیب شد
 دردی که از گدایی دلها بما رسید
 در بستر وصال تو آسوده دیگران
 خمیازه همچو صورت دیبا بما رسید

- ۱ : د میں اس غزل کے صرف پہلے چار شعر ہیں -
 ۲ : یہ دو شعر صرف مطبوعہ میں ہیں -
 ۳ : یہ غزل د میں نہیں -

بردند وارثان دگر نقد عیش را
جنس غمی ز آدم و حوا بما رسید
از بخت شور شد سبب گریه های تلخ
آییکه همچو ابر ز دریا بما رسید
تیریکه شست یار بما وعده کرده بود
واقف بصد هزار تقاضا بما رسید

۱۱۵

دنبال دل خویش دوانم چه توان کرد
برداست دل از دست عنانم چه توان کرد
در وصل سراسیمه ام از هجر پریشان
من با تو چنین بی تو چنانم چه توان کرد
گر تیغ کشی جز سر تسلیم ندارم
عهد تو بریدن نتوانم چه توان کرد
با کشمکش عشق چه سازم که نسازم
در قبضه او همچو کمانم چه توان کرد
در گلشن فردوس دل من نکشاید
دل تنگ از آن غنچه دهانم چه توان کرد
با دفتر من نسبت شیرازه محال است
همطالع اوراق خزانم چه توان کرد
ای شیخ ازادت بتو ام نیست چه سازم
من معتقد پیر مغانم چه توان کرد
با کعبه روان هست مرا رخصت رفتن
من معتکف کوی فلانم چه توان کرد
که دست زخم بی تو بسر گاه بزانو
بیکار نشستن نتوانم چه توان کرد
واقف کشدم گریه بیابان به بیابان
چون سیل ز کف رفته عنانم چه توان کرد

۱۱۹

۱ کردم وداع یار به بینم چه می شود
 رفتم ازین دیار به بینم چه می شود
 هرچند بردن است ازو باختن ز من
 تا آخر قمار به بینم چه می شود
 او را پیاده دیده ز کف داده ام عنان
 چون بینمش سوار به بینم چه می شود
 این اشک نیم رنگ پسندش نمی فتد
 ای دیده خون ببار به بینم چه می شود
 افتاده است همچو من آزرده را دگر
 با هجر کارزار به بینم چه می شود
 نوید وصل نیستم از امتداد هجر
 هستم امیدوار به بینم چه می شود
 زر کردمش فدا دل او مهربان نشد
 سر می کنم نثار به بینم چه می شود
 ۲ خواهم کشید بر در آن بیحساب کن
 فریاد بیشمار به بینم چه می شود
 ۳ دل مضطرب ز پهلوی من پیش یار رفت
 جان مانده بیقرار به بینم چه می شود
 چشم به هیچ سرمه نشد روشن ای صبا
 خاک درش بیار به بینم چه می شود
 آغاز عاشقی است بسر خاک می کشم
 واقف مال کار به بینم چه می شود

۱۱۷

۴ اگر دل تو شبی از برای من سوزد
 هزار شمع طرب از برای من سوزد

۱ : یہ غزل د میں نہیں -

۲ : سب نسخوں میں یہ مصرع اسی طرح مرقوم ہے - لیکن 'بی حساب کن'

کی ترکیب محل نظر ہے - احتمال ہے - کہ 'بی حساب کش' ہو - بہر

حال متن میں کوئی تبدیلی مناسب نہیں سمجھی گئی -

۳ : یہ دو شعرا، ب میں نہیں - ۴ : یہ غزل د میں نہیں -

بداغ بی کسی خود چو شمع خود سوزد
وگر نه کیست که دل در فَنای من سوزد
براه عشق ز بس گرم میروم چه عجب
بسان داغ اگر نقش پای من سوزد
طیب دست کشید از علاج من تا کی
عبث دماغ بفکر دوی من سوزد
به محفل تو دل خود ازان گذاشته ام
که من اگر نرسم او بجای من سوزد
۱ ز بزم او به تب رشک می روم یا رب
اگر کسی بنشیند بجای من سوزد
مرا درون و برون داغ داغ شد واقف
بحیرت است غم اکنون کجای من سوزد

۱۱۸

۲ ز پهلوی تو دارم آنچنان درد
که از پهلوی من آمد بجان درد
بیا دیگر ببالینم که بینی
همان بستر همان پهلوی همان درد
نمی سوزد چراغ داغ روشن
مگر روغن کشد از مغز جان درد
کنی این پیر را گر دستگیری
نخواهد کرد دست ای جوان درد
من آن معجون عشقم کاندین دشت
بفرقم بسته چون مرغ آشیان درد
دلا از آشنایان بهره بردار
گدایی کن ازین داغ و ازان درد
۳ نی تیرت به پهلویم بنالید
ترا ظالم نشد خاطر نشان درد

۱ : ۵ میں یہ شعر کچھ اس طرح مرقوم ہے -

ازان بتی کہ ز خون گرمی عجب دارم چو شمع ہر کہ نشیند بجای من سوزد

۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۳ : یہ دو شعر ۱، ۲ میں نہیں -

مرا افکنده عشقت در نیستی
که می بارد در آنجا زاسمان درد
دم آخر همین می گفت واقف
که رستم از جهان با یک جهان درد

۱۲۹

دلها کباب جلوه مستانه‌ی تو اند
جانها خراب گردش پیمانه‌ی تو اند
خورشید طلعتان پی دزدیده دیدنت
گرم تلاش روزن کاشانه‌ی تو اند
خوبان که رو بکس نمایند هر سحر
آئینه وار رو بدر خانه‌ی تو اند
جمعیکه از جهان دل بیدار برده اند
در خواب مرگ گوش بافسانه‌ی تو اند
کردیم سیر سلسله حسن موبو
زنجیر گیسوان همه دیوانه‌ی تو اند
آنانکه جام صافی مشرب کشیده اند
در آرزوی دردی پیمانه‌ی تو اند
دریا دلان که از دو جهان دست شسته اند
غواص شوق گوهر یکدانه‌ی تو اند
واقف خموش باش که یاران هم تلاشی
کی آشنای معنی پیگانه‌ی تو اند

۱۳۰

۳ زشادی می گریزد طبع من با غم نمی سازد
دلم وحشی است با پیگانه و محرم نمی سازد
درین محفل چو شمع از اختلاط شعله رخساری
بدست آورده ام داغی که با مرهم نمی سازد

نگیرد خاطر من گر با سگ او انس معذورم
 مزاج نازکی دارم که با آدم نمی سازد
 تو آدم چون نی نوازش می کنی من زار می نالم
 نمی سازد بمن لطف تو ای همدم نمی سازد
 غم محرومی چشم ترم بسیار می سوزد
 حیا پرور گلی دارم که با شب نم نمی سازد
 بصد خون جگر پرورده در عالم دلی دارم
 که از ناسازی طالع بمن آن هم نمی سازد
 اگر صد پاره گردد جامه‌ی مصحف چه نقصانش
 پریشانی کمال اهل عرفان کم نمی سازد
 نه تنها با تو ناسازبست واقف آن پیرو را
 ز شوخی عالمی دارد که با عالم نمی سازد

۱۴۱

۱ در هوایت کی دلم از زندگانی شاد بود
 شمع جانم هر نفس در رهگذار باد بود
 دود آهی از دلم اکنون نمی گردد بلند
 یاد ایامیکه این ویرانه هم آباد بود
 گر نفس آهن کنی از سخت گیری پاک نیست
 بلبلم عمری اسیری بیضه فولاد بود
 پشی ازین زلفش بحال خود نمی پرداخت هیچ
 بی خبر از شانه همچون طره‌ی شمشاد بود
 پا ز سرکرد و طریق عشق را سرکرد و رفت
 طفل اشک من بکار خود عجب استاد بود
 عالمی در پوست چون کرم کتاب افتاده است
 در بغل آن را که واقف جزو استعداد بود

۱۴۲

۲ بمن تاب و توان این دیده‌ی خونبار نگذارد
 که طاقت در بدن چون رفتن بسیار نگذارد

اگر از گریه فارغ می شوم در ناله می آیم
 دلی دارم که یک ساعت مرا بیکار نگذارد
 باین طالع اگر خود را بکویش افکنم روزی
 مرا مهر از حسد در سایه‌ی دیوار نگذارد
 مکن ای باغبان بیرون ز گلزارم که از حسرت
 کشم آهی که گل را رنگ بر رخسار نگذارد
 غم دوری که آمد بهر تاراجم یقینم شد
 که خونی در تنم از گریه های زار نگذارد
 ز غفلت ضامن تیمار دل گشتم ندانستم
 که یک ساعت مرا آسوده این بیمار نگذارد
 ۱ برای حال پرسی بر سرم آن روز یار آید
 که در من ضعف هجران طاقت گفتار نگذارد
 دران گلشن که گردد قامت او جلوه گر واقف
 بسرو استادگی در آب جو رفتار نگذارد

۱۲۳

۲ بدل سیل غمی دیگر بچندین زور می آید
 بویران کردن این کشور معمور می آید
 جدا زان دلنواز از بس نسازد نغمه با طبعم
 مرا آواز خر در گوش از طنبور می آید
 نزاکت بین که چون در دیده از دل میکنند منزل

کشد رفیع سفر گویا ز راه دور می آید
 نشینم گر در آتش از رقیبان نیستم ایمن
 سپند آنجا که می باید خبر در شور می آید
 کجا پر دیده واقف بگذرد از برف بیداری
 که بر داغ دلم از مرهم کافور می آید

۱۲۴

۳ دل بصد درد و غم از دار فنا می گذرد
 بر سر خسته‌ی خود زود بیا می گذرد

۱ : یه شعر مطبوعه میں نہیں ۔ ۲ : یه غزل مطبوعه میں نہیں ۔

۳ : ۵ میں ردیف 'می گذرد' کی 'بجائی می آید' مذکور ہے ۔ جو کاتب کی کارستانی معلوم ہوتی ہے ۔

پارہای از دل صد پارہ فرستیم بیار
گر بدانیم کہ بر رقعہ ما می گذرد
پیش این سخت کمانان سپر انداختہ ایم
گرچہ ما را ز فلک تیر دعا می گذرد
وادی عشق اگر نیست کمینگاہ خطر
بی جرس قافلہ گریہ چرا می گذرد
جانم می گذرانی برقیبان شب و روز
از دل ما خبرت نیست چہا می گذرد
گذری بز سر بالین من زار فگن
ورنہ بیمار تو امشب بخدا می گذرد
تا پس از مرگ ہم آسودہ نباشم آن شوخ
با رقیبان ز سر تربت ما می گذرد
گریہ ہا بر دل درویش خودم می آید
کہ ز درگاہ تو بی برگ و نوا می گذرد
من کہ باشم کہ کسی را گذر افتد بسم
گاہ گاہ از سر من تیغ جفا می گذرد
واقف از دیدن این آیینہ رخساری چنہ
۲۔ الحمد کہ وقتم بصفای می گذرد

۱۲۵

۳۔ دلم جز بکویش نشیمن ندارد سر سیر صحرا و گلشن ندارد
چگویم کہ مضمون وصف میانہی ز بس نازکی تاب بستن ندارد
ز آہن دلاں چرب و نرمی مجوید کہ بادام زنجیر روغن ندارد
ز عاشق نیاز است در پیش معشوق نصازی کہ وقت معین ندارد
ز خار و گل این چمن گشتہ فارغ خوش آن کو گریبان و دامن ندارد
بحسن آفتاب است آن ماہ لیکن گذاری بویرانہی من ندارد

۱ : یہ شعر ۱، ب میں نہیں -

۲ : اس مصرع کے رکن اول میں سکتہ پڑتا ہے - ممکن ہے کہ باری الحمد ہو -

۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۱. نشد هر که پروانه‌ی شمع رویش توان گفت او طبع روشن ندارد
کند پیش او واقف آتش زبانی که چون شمع پروای کشتن ندارد

۱۲۶

۲. بدخوبی نهان تو معلوم می شود
از چین ابروان تو معلوم می شود
خواهی زبان دعوی عشاق را برید
از خنجر زبان تو معلوم می شود
ای دل بزلزله او که پریشان دایمی است
سودا مکن زبان تو معلوم می شود
رازیکه دیده بود سکندر در آینه
از سنگ آستان تو معلوم می شود
۳. دریانم مضایقه در بوسه می کنی
از تنگی دهان تو معلوم می شود
خواهد گذشت تیر تو از جان سخت من
از سختی کمان تو معلوم می شود
۴. ناوک چو خوودی ای دل زارم چه می کنی
خون میچکد نشان تو معلوم می شود
واقف چه طالع است ندانم که امشبم
آن ماه مهربان تو معلوم می شود

۱۲۷

۵. از دوستان امید وفا داشتم نشد
در خاطر شکسته چها داشتم نشد
آن دانه ام که خاک مرا پاک خورده است
در سر خیال نشوونما داشتم نشد
در سر هوای نکبت پیراهن تو ماند
چشمی براه باد صبا داشتم نشد

- ۱ : یہ شعر و اورہ میں ہے - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعرہ میں نہیں - ۴ : یہ شعر و اورہ میں ہے -
۵ : یہ غزل صرف اء د میں ہے -

بیمار داشت نرگس یارم تمام عمر
از لعل او امید دوا داشتم نشد
ننواخت هیچگاه بدشنامی آن لبم
اندک توقعی ز دعا داشتم نشد
بی برگ و یشوا ز گلستان برآمدم
واقف امید برگ و نوا داشتم نشد

۱۲۸

۱ درد من منت دوا نکشد
ساخت دشنام باز کار دلم
دیگران را پنامه پاد کند
خانه دارد بکوچہی آن زلف
دل کہ بلبل طبیعت افتاده است
تشنه لب جان سپرده ایم و کسی
دل بدریا فکندہ ام چکنم
خاک راہی بچشم من بفرست
از تو دامن کشان رود واقف
نکشد از تو بی وفا نکشد
تا دگر منت دعا نکشد
خط نسیان بنام ما نکشد
چہ کند دل اگر بلا نکشد
ناز این گل رخاں چرا نکشد
دم آبی پیاد ما نکشد
کشتیم ناز ناخدا نکشد
کہ دگر ناز توتیا نکشد
دامنشی را اگر وفا نکشد

۱۲۹

۲ بی تو ام بسکہ ز دل آہ حزین برخیزد
ہر کہ بنشست بمن شاد غمین برخیزد
سرمہ گشتم ز سبہ بختی و رفتم بر باد
ہر کہ از چشم تو افتاد چنین برخیزد
می شود ابرو کند گریہ برین خاک نشین
ہر غباریکہ بکویت ز زمین برخیزد
خال آن گوشہی ابرو چو بدیدم گفتم
ای بسا فتنہ کزین گوشہ نشین برخیزد
ہر کسی را نفقت چون تو غزالی در دام
یہ کہ صیاد دل ما ز کمین برخیزد

جوہر و تیغ بہم نسبت ذلتی دارند
 نیست ممکن کہ ز ابروی تو چین برخیزد
 خستہی عشق ترا غم چقدر دلسوز است
 کہ ز بالین نفس باز پسین برخیزد
 ہر کہ بر خاک درش نقش سجودش بشست
 می تواند ز سر تخت و نگین برخیزد
 زار نالیدن مرغ قفس از خویشم بود
 بی اثر نیست نوایکہ حزین برخیزد
 ۱ گر چنین غم شود از صحبت ما دیوانہ
 شور از سلسلہ چین جبین برخیزد
 ۲ برگرفتم کہ بر آتشی بنشینم لیکن
 تو ندانی کہ دلت از سر کین برخیزد
 واقف از خوی بدش این ہمہ دل تنگ مباش
 احتمال است کہ چینش ز جبین برخیزد

۱۳۰

۳ گاہی نگفت آہ کہ حال فلان چہ شد
 ای مہربان چہ شد چہ شدای مہربان چہ شد
 از رفتنت چہ شرح دہم حال خویشتن
 رفت آنچه رفت بر دل و جانم شد آنچه شد
 عمری گذشت روز نکردی شب مرا
 آخر بگو کہ مہر تو ای آسمان چہ شد
 ماندم بکوی او تن تنها اسیر غم
 در حیرتم کہ دل بکجا رفت و جان چہ شد
 ۴ آخر بدرد بی کسی ما رسد خدا
 بردید اگر شما دل ما ای بتان چہ شد

۱ : یہ شعر صرف ب میں ہے - ۲ : یہ شعر صرف و میں ہے -

۳ : یہ غزل ہ اور مطبوعہ میں نہیں -

۴ : د میں اس غزل کے پہلے چار شعر مذکور نہیں - البتہ بعد کے پانچ شعر مرقوم ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ درمیان کے چند ورق غائب ہیں -

بردند نعمی ما ز در یار و کس نگفت
 کان ناتوان شکسته دل و بی زبان چه شد
 بسیار اعتماد باغیار می کنی
 بیدرد داشتی دلکی بدگمان چه شد
 دیوانه ای که بود دلشی نام روزهاست
 زین ره گذر نمی گزود کودکان چه شد
 ۱ می پرسم از تو رنجه مشو جان من بگو
 دلجویی قدیم ترا این زمان چه شد
 واقف اگر نه درد جدایی کشیده ای
 صبر و قرار و طاقت و تاب و توان چه شد

۱۳۱

۲ می زنی بر دل من سنگ جفا شرمت باد
 سنگدل می شکنی عهد وفا شرمت باد
 بهر آزدن من در نظر بوالهوسان
 چند از پرده برآی ز حیا شرمت باد
 چند بر بوالهوسان تیر خطا اندازی
 ترک من چند کنی مشق جفا شرمت باد
 باختم در طلبت صبر و قرار و دل و جان
 با من از باختن نرفد دغا شرمت باد
 زلف او را که بصد رشته ی جان پیوند است
 چند برهم زنی ای باد صبا شرمت باد
 دل مسکین که بزلف تو سپردم آن را
 ساختی بند بزنجیر بلا شرمت باد
 گرچه دامن تو پاکست ولی چون خورشید
 همه جای همه بجایی همه جا شرمت باد
 ۳ چون تو با درد دلا عهد محبت بستی
 بعد ازین گر بیری نام دوا شرمت باد

بت پرستی تو واقف شدہ رسوای جہان
برہمن نیستی ای مرد خدا شرمست باد

۱۳۲

۱ تن من از تب و جانم ز تاب می سوزد
ز دل میپرس کہ در اضطراب می سوزد
بحیرتم کہ ز من چون نہفتہ می داری
رخی کہ شعلہی رنگش نقاب می سوزد
فتادہ است دو جا آتشم چہ چارہ کنم
قرار در دل و در دیدہ خواب می سوزد
دلہم در آتش و تو مست بادہی نازی
خبر بگیر و گر نہ کباب می سوزد
فروغ روی تو آتش زدہ است در دل من
ستارہ سوختہ از مہتاب می سوزد
ازین گناہ کہ شد چہرہ با تو آیینہ
بہ پیش روی تو در آفتاب می سوزد
در آ بخانہی من شہسوار من روزی
ز انتظار تو چشم رکاب می سوزد
۲ مرا ز حسرت پیکان او جگر داغ است
چو تشنہ کز پی یک قطرہ آب می سوزد
۳ دلہم خوش است بہ ناز و عتاب او ہر چند
ز ناز می کشد و در عتاب می سوزد
کباب شد دل من واقف از غم عرفی
'کہ توبہ کردہ و بہر شراب می سوزد'

۱۳۳

۴ دلہم سخت بیزاری از خانہ دارد مگر خانہ در کوی جانانہ دارد
سروکارم افتادہ با خورد سالی کہ چندین ادای بزرگانہ دارد

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۲ : یہ شعر صرف و ، ہ میں ہے - مصرع اول میں دل داغ مرقوم ہے - لیکن چونکہ سکتہ پڑتا تھا - اس لئے جگر کرنا پڑا -

۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے - ۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

بر آتش زند خویش را بی محابا دلم رشک از سوز پروانه دارد
زدل شست و سواس صد ساله زهدم عجب خاصیت آب میخانه دارد
مرا جاده زنجیر باشد همانا درین دشت لیلی سیه خانه دارد
دو صد تشنه سیراب سازد بیکدم عجب جوهری تیغ جانانه دارد
ندارم سروکار با گل چو بلبل مرا رنگ و بوی تو دیوانه دارد
شود تلخ بر مردمان عیش واقف ز زهریکه چشمش به پیمانه دارد

۱۳۴

۱ زارنالی من زار شنیدن دارد
نغمه‌ای هست درین تار شنیدن دارد
سخن عشق سراپا مژه باشد همدرد
بیش و کم اندک و بسیار شنیدن دارد
گرچه نتوان سخن تلخ شنیدن ز کسی
لیک ازان لعل شکر بار شنیدن دارد
ای که بسیار شنیدی سخن بیدردان
درد دل میکنم اظهار شنیدن دارد
کرده آهنگ نوی درد تو تعلیم مرا
ناله‌ای میکنم این بار شنیدن دارد
هست ناصاف مشام طلب ما ورنه
بوی یار از در و دیوار شنیدن دارد
۲ ماجرایست کزان جمله نمک میریزد
سرگزشت دل افگار شنیدن دارد
واقف آزرده نباشی ز ملامت گویان
هر چه گویند بناچار شنیدن دارد

۱۳۵

۳ در عشق خوار و زار تر از من کسی نبود
بی قدر و بی وقار تر از من کسی نبود

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۳ : یہ غزل صرف د میں نہیں -

۲ : یہ شعرا ، ب میں نہیں -

اول مرا ز جمله اسیران زدی به تیغ
 گویا گناہگار تر از من کسی نبود
 بردی نخست گرد من از کویش ای نسیم
 شاید کہ خاکسار تر از من کسی نبود
 صرف جراحت دگران ساختی نمک
 با آن کہ دلفگار تر از من کسی نبود
 زلف تو شاہد است کہ پیش از زبان خط
 آشفته روزگار تر از من کسی نبود
 امروز کس بخواری من نیست پیش یار
 دی صاحب اعتبار تر از من کسی نبود
 گشتم بسی بگرد مصیبت رسیدہ ہا
 دیدم کہ سوگوار تر از من کسی نبود
 کردی تو سست عہد مرا ورنہ پیش ازین
 بر عہد استوار تر از من کسی نبود
 جا در میان بزم تو کردم ز فیض ۲ عشق
 رفت آنکہ برکنار تر از من کسی نبود
 واقف تمام نامہی اعمال خلق را
 دیدم سیاہ کار تر از من کسی نبود

۱۳۶

۳ در بندر دل ز بینوایی شد
 جام جم کاسہی گدایی شد
 دل ز سنگ جفا درست شکست
 فارغ از مومیایی شد
 گل داغ بفرق من چون شمع
 سروسامان خود نمایی شد
 واقف امروز بر کشم رنگی
 دستش از خون من حنایی شد

۱۳۷

۴ در آمد عشق از در عقل را نام و نشان گم شد
 چہ دزد است اینکہ تا گردیدہ پیدا پاسبان گم شد

۱ : یہ شعرا، ب اور مطبوعہ میں نہیں -
 ۲ : شور (و) سوز (ہ) -
 ۳ : یہ غزل صرف ا، ب میں ہے -
 ۴ : یہ غزل صرف ا میں ہے -

کند ذوق حدیث گنگ را گویا زہی قسمت
 تو از من حال پرسیدی زبانم در دہان گم شد
 زد دل نامد خبر تا سوی زلفت باز شد راہی
 گمان دارم کہ مسکین در رہ ہندوستان گم شد
 تو کی داری دماغ جستن گم گشتگان ورنہ
 ز ذوق این اگر خضر است ہمہ می توان گم شد
 نگہ می افگنی سوی من و دل رفتہ است از جا
 خدنگ یار سر دادن چہ لازم چون نشان گم شد
 رقیب از سادگی می زد برش لاف جگر داری
 دسی کان شوخ عریان کرد تیغ امتحان گم شد
 نمی آید بگوش سینہ ام امشب صفیر دل
 مگر این بلبل دستان سرا از آشیان گم شد
 بمحفل از کنار او حدیثی در میان آمد
 دل بیتاب برجست از کنارم در میان گم شد
 ازان سرمایہ ی خود را بکار زلف او کردم
 کہ از سودا مرا اندیشہ ی سود و زیان گم شد
 پی دفع بلای دل دعای نیم شب کردم
 ز بخت نابلد در نیم راہ آسمان گم شد
 مرا گویی چسان گم شد دلت یکرہ بگو واقف
 نبودم ہمہ دل من چہ میدانم چسان گم شد

۱۳۸

۲ دل من در سراغ تیر آن ابرو کمان گم شد
 روان شد جان برای جستش زو ہم نشان گم شد
 نیم غمگین اگر دل در کنارم دوستان گم شد
 بحمد اللہ کہ دیرین دشمن من از میان گم شد
 نزد بر آتش دل چشم من یکبار ہم آبی
 ہزار افسوس رسم مردمی از خاندان گم شد
 ز داغش تا شدم تسلیم عشق آن قدردان من
 سیہ پوشید از ماتم کہ شمع دودمان گم شد

ز درگاہش اگر رفتم چه نقصان کبریایش را
 شہان را نیست پروای گدا از آستان گم شد
 عزیزان دست از خود شستہ ام کین چرخ دولابی
 مرا در چاہ افگندست و راہ کاروان گم شد
 نمیدانم کجا از فتنہی چشم تو بگریزم
 کہ در عہد تو از ہر گوشہ ای امن و امان گم شد
 اگر پیر طریقت پرسد احوال مرا یاران
 بگویندش کہ در کوی جوانی آن جوان گم شد
 من از تاریخ دانی یاد دارم این سخن یعنی
 مروت مرد آن روزیکہ عنقا از جہان گم شد
 سخن را ختم کن واقف بلب مہر خموشی زن
 کزین گپہا ۲ حضور خاطر صاحب دلان گم شد
 ۱۳۹

۳ بس کن ای دل کہ ازین گریہ و زاری چہ شود
 بعد ازین گر نہ کنی این ہمہ زاری چہ شود
 شدہ نزدیک کہ اسباب مرا آب برد
 دیدہ گر بار دگر اشک نباری چہ شود
 سخت افسردہ ام ای نالہ بمن گرمی کن
 چون سپند از دل من دود برآری چہ شود
 تیرہ شد چشم من از حسرت خاک در او
 سرمہ واری بمن ای باد بیاری چہ شود
 بر دل من کہ ز دست تو طمیدن دارد
 لطف فرمانی و دستی بگذاری چہ شود
 دست برد تو دران قطرہ ای خونی نگذاشت
 دگر ای گریہ دلم را نفشاری چہ شود
 دل دیوانہی من ہرزہ دو افتاد بتان
 گر کند زلف شما سلسلہ داری چہ شود

۱ : نہایت عمدہ شعر ہے - ۲ : یہ لفظ معیار غزل سے گرا ہوا ہے -
 ۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۱ میں مصرع اول ، مصرع دوم واقع
 ہوا ہے -

۱ این قدر کار بمن تنگ گرفتن چه ضرور
لحظه ای گردلم از دست گزاری چه شود
جان من سوخت ز واسوختن تو واقف
باز دیگر بکسی دل بسپاری ۲ چه شود

۱۴۰

۳ از کلبه ام آن سیل جفا را که خبر کرد
آن خانه برانداز وفا را که خبر کرد
برپا شده از نوحه قیامت بسر من
از مردن من اهل عزا را که خبر کرد
گردید و بال سر من سایه ی بالش
از بخت بدم آه هما را که خبر کرد
گر سیل سرشکم ندوید است بعالم
از گریه من خلق خدا را که خبر کرد
گم گشتگیم بود دلیل ره مقصود
از گم شدنم راه نما را که خبر کرد
نگذاشت ز خاکستر من هیچ بکویش
از سوختنم باد صبا را که خبر کرد
از طاقت من دود برآورد نگاهی
از خرمنم آن برق بلا را که خبر کرد
زین درد که من پیش کس اظهار نکردم
ای گریه و ای ناله شما را که خبر کرد
واقف به بلا وقت چه خوش میگذرانید
از حال وی ارباب دعا را که خبر کرد

۱۴۱

۴ با تو کی جنگ میتوانم کرد گر خورم بنگ میتوانم کرد
دیده ام گونه گونه درد و الم گریه صد رنگ میتوانم کرد
گر تو ام حکم ناله فرمایی بصد آهنگ میتوانم کرد

- ۱ : یہ شعر و اورہ میں ہے -
۲ : نسپاری (و، ه) -
۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

۱ دارم از گریه مثقب الماس رخنه در سنگ میتوانم کرد
 ۲ گرچه نی خشک گشت و پشت خمید ناله چون چنگ میتوانم کرد
 من بیاد دهان یار معاش با دل تنگ میتوانم کرد
 صبر از لعل او کنم واقف گر دل از سنگ میتوانم کرد

۱۴۲

۳ دل ریش شد و سینه فگار است به بینید
 با عشق هنوزم سروکار است به بینید
 داغی که بدل بردم ازین لاله عذاران
 امروز همان شمع مزار است به بینید
 گفتند عزیزان که بخون از چه طپیدی
 شمشیر کسی بر سر کار است به بینید
 از تیزی آن خنجر مژگان چه دهم شرح
 این سینه و این دل که فگار است به بینید
 تا چشم به بندید و کشایید گذشت است
 این عمر عجب برق سوار است به بینید
 خط آمد و آن زلف سر خویش گرفت است
 آن مور که برهمزن مار است به بینید
 طفلی که مرا کرده فراموش به یادش
 اشکم چه قدر سبزه شمار است به بینید
 ۴ مشغول بیازیست دران سلسله زلف
 دیوانه دل من بچه کار است به بینید
 ۵ تلخ است بگل عیش ز دود دل لاله
 در سوخته‌ی او چه شرار است به بینید
 ۶ دارد ز گاستان رخش نسخه دل من
 هر بابی ازان فصل بهار است به بینید
 یک روز بیایید بتان بر سر واقف
 از بهر شما زار و نزار است به بینید

- ۱ : یہ شعر و میں نہیں -
 ۲ : یہ شعر و اورہ میں نہیں -
 ۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۴ : مشغول نیاز است (۵) -
 ۵ : یہ شعر و ، اورہ میں نہیں - ۶ : یہ شعرا ، ب میں نہیں -

۱۴۳

۱ دل بی تو ام ز سیر چمن وا نمی شود
چشم بروی سرو و سمن وا نمی شود
دلگیر زندگی شگفت از نسیم مرگ
این غنچه جز بصبح کفن وا نمی شود
بخت سیه که سایه بفرقم فگنده است
ابر بلاست کز سر من وا نمی شود
از عقده که در دل من از فسرده گیت
چون ژاله جز به آب شدن وا نمی شود
صد زخم خورده ایم ز تیغت ولی هنوز
ما را بشکوه تو دهن وا نمی شود
۲ آن گل که وقف برخس و خار است خنده اش
یارب چه کرده ام که بمن وا نمی شود
این غنچه را هوای چمن سازگار نیست
واقف دلم بخاک وطن وا نمی شود

۱۴۴

اینای جنس ما را فرزانه آفریدند
ما را ز عشق طفلان دیوانه آفریدند
در عشق این خرابی امروز نیست دل را
این خانه روز اول ویرانه آفریدند
این سرگزشت مجنون کان عشق راست افسون
این طفل طبع مردم افسانه آفریدند
چون دل فرود ناید در عیش خانه ما را
از بهر خاطر ما غم خانه آفریدند
روز نخست واقف از گلخن دل ما
خاکستری گرفتند پروانه آفریدند

۱۴۵

مرا آن روز گریان آفریدند
 ز روز من سیاهی وام کردند
 قبا شد صبح را پیراهن آندم
 زلیخا را به مصر ایجاد کردند
 شکست قلب دلها بود منظور
 فنا گردیدم و از شور بختی
 خراب آن روز شد معموره دل
 ز دل خونی چکید از یاد لعلش
 چو میگردند خوبان را چنین شوخ
 چه میپرسی ز من حال دلی را
 ز مستوری نظر آن لحظه بستم
 بشیرینی خود جان ناز میکرد
 قتاد از چشم بلبل غنچه و گل
 به شور از گریه آوردند دل را
 چو قید عشق را کردند ایجاد
 ۱ به عالم هر کجا کان نمک هست
 ۲ ز مویت شام کفر ایجاد کردند
 مرا گویی چنین غمگین چرایی
 ۳ خلل در کشور دل چون نیفتد
 چگویم شکراین واقف که غم را

که دامان بیابان آفریدند
 شب تاریک هجران آفریدند
 که آن چاک گریبان آفریدند
 چو یوسف را بکنعان آفریدند
 ازان صفهای مژگان آفریدند
 ز خاک من نمکدان آفریدند
 که عشق خانه ویران آفریدند
 ازان یاقوت و مرجان آفریدند
 چرا شرم نگهبان آفریدند
 که حیران و پریشان آفریدند
 که چشم مست جانان آفریدند
 ترا شیرین تر از جان آفریدند
 چو آن سوفار و پیکان آفریدند
 ازیں یک قطره طوفان آفریدند
 چرا زنجیر و زندان آفریدند
 برای سینه ریشان آفریدند
 ز رویت صبح ایمان آفریدند
 چه گویم چو بدینسان آفریدند
 غنیمی همچو شیطان آفریدند
 بمن دست و گریبان آفریدند

۱۴۶

م یار صاحب مذاق می آید
 دل چو سیماب می طپد هردم
 آن سپاهی پسر بکشتن من
 چه فریبی مرا بوعده وصل

بعبب طمطراق می آید
 شاید آن سیم ساق می آید
 طرفه حاضر یراق می آید
 کز تو بوی فراق می آید

۱ : یہ شعر صرف ا، ب، د میں ہے - دبیں مصرع اول حسب ذیل ہے :

’نمکهای که میریزد ازان لب‘

۲ : یہ دو شعر د اور مطبوعہ میں ہیں - ۳ : یہ شعر صرف د میں ہے -

۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ۵ : بہرم (ب) یہ شعر صرف ب میں ہے -

تیر او چون خورد بسینہی غیر بر دل بندہ شاق می آید
 برق بازی بعرصہ افلاک از سوار براق می آید
 از بر خود مران دل ما را کہ بصد اشتیاق می آید
 بی تو در بزم شیشہی می را چنان بلب از فراق می آید
 شب خیالش بخواب من واقف بعجب طمطراق می آید

۱۴۷

۲ بروی بستر افگندی نزارم اینچنین باشد
 نیفگندی نظر بر حال زارم اینچنین باشد
 کشیدی سرمہ در چشم و کشادی زلف مشکین را
 سیہ کردی بدین سان روزگارم اینچنین باشد
 بتاراج من درویش خوش دستی برآوردی
 ربودی طاقت و صبر و قرارم اینچنین باشد
 تلاش خاکساریهای من برباد رفت آخر
 فشانندی دامن از مشت غبارم اینچنین باشد
 کہ خالی می نماید بر سر یک صید ترکش را
 تمامی عشوہ ہا کردی بکارم اینچنین باشد
 عرق شد اشک بر رخسارم از پر خندہی نازت
 ز روی گریہ کردی شرمسارم اینچنین باشد
 ۳ بزم قدر نشناسان چراغ روز میگردی
 نداری رحم بر شبہای تارم اینچنین باشد
 نمائد از بیم خویت در جگر سرمایہی آہی
 بدل نگذاشتی یک نالہ زارم اینچنین باشد
 ز دردت گرچہ من کویہ گران تمکین غم بودم
 چوپرگ گاہ کردی بیوقارم اینچنین باشد
 دواندی در رکابت شہسوار من رقیبان را
 ز کف بردی عنان اختیارم اینچنین باشد
 من از دست تو زیر خاک صد داغ جفا دارم
 ۴ تو کشتی بیوفا شمع مزارم اینچنین باشد

- ۱ : برق تیزی (د) - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
 ۳ : بردم (ب) - ۴ : یہ شعر صرف ۱ ، ب میں ہے - کشتی بضم اول ہے -

ز حال زار من با آنکه واقف بوده‌ای لیکن
نیفگندی نظر بر حال زارم اینچنین باشد

۱۴۸

۱ آه یار اجر جفای من ناشاد نداد
من ز فریاد بجان آمدم او داد نداد
نا امید از لب شیرین بتان شو کین لعل
با همه کوهکنی دست بفرهاد نداد
خواستم داد زخم از ستم مژگانت
شرم چشم تو مرا رخصت فریاد نداد
دل از شانه‌ی زلف تو ز بس ناخوش بود
در چمن گریه‌ی من آب بشمشاد نداد
خوب کردی بقفس تن زده مردی واقف
ناله ات شکر که درد سر صیاد نداد

۱۴۹

۲ ای دل ز سوختن اثری داشتی چه شد
با داغ همچو شمع سری داشتی چه شد
ای تیغ یار بهر چه از ما بریده ای
با ما دور روز شد که سری داشتی چه شد
پهلوی نشین غیر شدی ای خدنگ یار
گاهی بسوی ما گذری داشتی چه شد
اکنون بسنگ آمده تیر تو پیش ازین
ای ناله در دلش اثری داشتی چه شد
با من که سرمه ساخته بخت سیه مرا
ای نور چشم من نظری داشتی چه شد
۳ بیتابی از دو روز ز حد میبری دلا
زین پیش صبر هم قدری داشتی چه شد
واقف چرا بخوش پسران مبتلا شدی
از اشک طفل سیمبری داشتی چه شد

۱۵۰

۱ ز دیرین محرمان کس درد پنهانم نمیداند
چنان در دیده می گیریم که مژگانم نمیداند
مبادا هیچ کس در عشق چون من نابلد یا رب
که دست شوق من راه گریبانم نمیداند
بدرگاهش وطن دارم ز عمری غربتم بنگر
که سگ شناسدم آنجا و دربانم نمیداند
چو بوی گل من از پیراهن رنگ آمدم بیرون
جنون مشکل پسند افتاده عریانم نمیداند
گذارش چون فتد بر کلبه‌ی من راه گرداند
مگر آن سیل آفت خانه ویرانم نمیداند
بکنعان غم یعقوب وقت خویشتن لیکن
نسیم مصر راه بیت احزانم نمیداند
پریشان خاطر من چون یارمیداند که دل جمع
دلش جمعست از من چون پریشانم نمیداند
چنان حیران دست و تیغ آن خونریز دلم‌ایم
که گر صد زخم بر جسمم زند جانم نمیداند
گریبان گیر شد اشکم هوای کوچه گردیها
دگر این طفل آسایش بدامانم نمیداند
علاج درد من کن تا توانی ورنه خواهم گفت
چه یعنی آن مسیح وقت درمانم نمیداند
۲ بشهر ما خبر همسایه از همسایه کی دارد
گریبانم بغارت رفت و دامانم نمیداند
چو بلبل پیش گل واقف بر آن بیوفا نالم
زبان تالهی من گرچه میدانم نمیداند

۱۵۱

۳ اگر زاریم میشنیدی چه میشد
بدرد دلم میرسیدی چه میشد

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر و اورہ میں نہیں -
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

من از هستی خود به تنگم الهی
 مرا گر نمی آفریدی چه میشد
 تو آهوی من با رقیب آرمیدی
 ازان سگ اگر میرمیدی چه میشد
 دمی پیش نشست یارم به پہلو
 دلا گر تو کم می طمپیدی چه میشد
 بیک عشوه از دست جور زمانه
 اگر بنده را میخریدی چه میشد
 بد من به پیش تو می گفت دشمن
 زبانش اگر میپریدی چه میشد
 دل از خاک برداشتن داشت اجری
 اگر اندکی می خمیدی چه میشد
 دلا در قفس سخت افسرده مردی
 صفیری اگر میکشیدی چه میشد
 به پیش تو شب این غزل خواند واقف
 چه میشد اگر میشنیدی چه میشد

۱۵۲

شب همچو بلبلم همه شب کار شور بود
 ای عشق باز بر دل زار این چه زور بود
 دارد همیشه جانب اهل هوس نگاه
 از مردمی چشم تو این شیوه دور بود
 از بهر جمع کردن اسباب گریه دوش
 در کارخانهی دل من طرفه شور بود
 ای شور گریه خوب رسیدی بداد ما
 مشتی نمک پی گزک دل ضرور بود
 باز از نوید وصل تو بر اضطراب زد
 دل بر جدایی تو وگرنه صبور بود
 ناکرده التفات گذشت از دل کباب
 جانانه بسکه مست شراب غرور بود

روشن شد از قدوم تو ای نور چشم من
غم خانه‌ام که تیره تر از چشم کور بود
از پا فگنده‌ای تو درین انجمن پر است
همچو شراب کار تو پیوسته زور بود
۲ ای قاصدی که میرسی از محفل حضور
خوش آمدی بیا که دلم بی حضور بود
واقف چه گویمت که شب هجر چون گذشت
نی دیده نور داشت نه دل را سرور بود

۱۵۳

۳ دلم از جلوه اش خراب شود	موم در آفتاب آب شود
ترسم از خوق گرم خویش مباد	ماهی خنجرت کباب شود
بر سرم چون قیامت آرد هجر	زندگی سربسر عذاب شود
آنچه دیدم ز نقطه خالاش	گر دهم شرح یک کتاب شود
بسفر میروی و میترسم	خانه‌ی چشم و دل خراب شود
پر ملولم ز زلف او تا چند	عمر من صرف پیچ و تاب شود
هر که بردست خانه آن بت را	ای خدا خانه‌اش خراب شود
۴ شب چو یاد آورم بناگوشش	خانه‌ام پر ز ماهتاب شود
نامه ام میدرد ولی در حشر	واقف آن شوخ بی جواب شود

۱۵۴

خوبان که دواى دل بیمار فروشند
چون نوبت ما می‌رسد آزار فروشند
گل مفت بریزند بسر اهل هوس را
عاشق چو خریدار شود خار فروشند
صد نافه‌ی تاتار به بیعانه توان داد
آنجا که ز گیسوی تو یک تار فروشند
سودا زدگان سر بازار محبت
کنونین بیک وعده دیدار فروشند

۱ : پر : بسیار -

۲ : غرور (و) به شعرا ، ب منین نہیں - ۳ : به غزل مطبوعه میں نہیں -

۴ : به شعر صرف د میں ہے -

جاییکہ کشایند دکان عشوہ متاعان
 ناز ہمہ عالم بخردار فروشند
 پر تجربہ کردیم کہ داروی غم دل
 چیزست کہ در خانہی خمار فروشند
 با نسیہ و نقد دو جہان قدر شناسان
 کی سینہی چاک و دل افگار فروشند
 گر مغ بچہ این رنگ کند بادہ فروشی
 ارباب ورع جبه و دستار فروشند
 سجاده نشینان اگر آن زلف بہ بینند
 صد سبحہ بیک رشتہی زنار فروشند
 معشوق کہ تمکین بودش مانع شوخی
 باید کہ چو تصویر بہ یکبار فروشند
 ۱ آنانکہ خریدار متاع غم یار اند
 سرمایہی شادی ہمہ یکبار فروشند
 ۲ در شہر بتان طرفہ رواج است کہ آنجا
 چون گل دل صد پارہ ببازار فروشند
 ۳ باشد ز خرد دور مر با طلبیدن
 زین رو ترشی چند کہ آچار فروشند
 برخیز برو واقف ازین شہر خدا را
 جاییکہ غم عشق بخروار فروشند

۱۵۵

۴ با صبا گرد کوی یار رسید
 وہ کہ در عین انتظار رسید
 برو ای غم کہ غمگسار رسید
 تو بیا ای طرب کہ یار رسید
 نیست معلوم حال دل پرسم
 آہ خود را گر آن دیار رسید
 پشت لب سبز کرد یار ای دل
 فکر زنجیر کن بہار رسید
 ظاہرا عرصہ تنگ شد بر دل
 قاصد اشک بقرار رسید
 دل بریان و چشم گریانست
 آنچه ما را ز روزگار رسید

۲ : یہ شعر صرف د ، ہ میں ہے ۔

۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

۱ : یہ شعر و اور ہ میں ہے ۔

۳ : یہ شعر صرف د میں ہے ۔

۱ طفل اشکم فتاد در شط غم خون خود خورده ۱ تا کنار رسید
۲ تو کجا قدر دل کنی معلوم بتو این تحفه داغدار رسید
۳ نیستم ابر از چه رو واقف بمن این گریه های زار رسید

۱۵۶

۳ تا بکی از تو برین غمزده بیداد رود
تا کجا یک کف خاک این همه برباد رود
بسکه او را غم نامحرسی چشم تو سوخت
عجیبی نیست اگر سرمه بفریاد رود
کی فراموش شود آن حرکات موزون
مصرعی نیست قد یار که از یاد رود
حکم فرما که من از دیده بر آن آب زنم
خاک کویت نتوان دید که برباد رود
پا به زنجیر کنم این دل بی غیرت را
چند در کوی تو شاد آید و ناشاد رود
دل بسی گشت و سراغ کمرش هیچ نیافت
وقت آنست که سوی عدم آباد رود
۴ بلبلم مرد ولیکن ز وفاداریها
پر افتاده ی او جانب صیاد رود
آب چشمم ز خیالش بگلستان واقف
بهر بوسیدن پای گل و شمشاد رود

۱۵۷

۵ عشق ویرشک و آه و اشک و داغ و درد
کرد با جان و دل من آنچه کرد
سوزش داغ مرا تسکین نداد
شد دلم از مرهم کافور سرد
خاک کویش هر کجا آرد نسیم
میرود صد چون عبیر آنجا به گرد

۱ : خون دل کرده (و، ۰) -

۲ : یہ شعر د، ۰ میں ہے - ۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۴ : یہ شعر و اورہ میں ہے - ۵ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

سیر دفتر خایه‌ی حق را بکن
خوب بنگر نیست بباطل هیچ فرد
رنگ و بوی آن ذقن نازم که سب
می شود پیشانی ز خجلت سرخ و زرد
یا بیایا تا چو بگرادم گرد تو
یا بیایا برو گرد دلم دیگر مگرد
رفت مجنون من گوفتم بجای او
جانشین مرد نبود غیر مرد
جبر و قدر از من چه میورسی مهرس
نیشتم واقف من از شطرنج و نرد

۱۵۸

۲ دادیم سر بتیغش کاریکه - بود این بود
بر دوش ما از هستی باریکه بود این بود
دل رفتم از یو من دنبال دلبر من
بی یار ماندم آسوس یاریکه بود این بود
لختر جگر ز مژگان یکبارگی فلو ریخت
ای وای نخل ما را باریکه بود این بود
۳ سر رشته‌ی امیدم از دست شد دریغا
از زلف او بدستم تاریکه بود این بود
صد شکر گشتم آزاد از قید نام و ناموس
در کیش عشق بازی عاری که بود این بود
۵ ویراف نفس کندم غم آسودم از گزندش
بز گنج کنت کنزاً ماری که بود این بود
واقف چو رفت زان کو مانند گل شگفتند
در دیده‌ی زقیان خاری که بود این بود

۱۵۹

۶ بخونریزی از غم دل ما تشیند - گر امروز کنشست فردا نشیند

- ۱ : یه دو شعر صرف د میں ہیں -
۲ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -
۳ : یه شعره میں نہیں -
۴ : یه شعر ب میں نہیں -
۵ : یه شعر صرف ا، ب میں ہے -
۶ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -

۱ خوش آن نیست که ز خلق تنها نشیند
اگر دل تمنا کند زیست بی تو
نشسته است در سینه با داغ او دل
خوش آن دم که پیکان او پہلوی من
نگردد تب خستہ ی مہر زایل
فرو کش درین کوچه از عقل دور است
من از جذبہ عشق فہمیدہ بودم
توانم بہر بزم بالا نشستن
بر قامت استقامت محال است
چہ استادہ ای ای بت جامہ گلگون
چہ خوش نقش افتادہ داغ محبت
سر ہم نشینی یاران کہ دارد
کسی کو بزندان نشستست یکبار
۲ نرفت از دل سخت او کینہ من
رسیدست شادی مرا تا در دل
۳ سیاہ است خالہی کہ درد دل خیالہی
بتنگ آمد از شہر واقف همان بہ

خوش آن کس کہ فارغ ز دنیا نشیند
الہی بہرگ تمنا نشیند
بدوقی کہ مجنون بہ لیلی نشیند
برای دلاسا دل آسا نشیند
چو خورشید اگر با مسیحا نشیند
مگر دل ز زلفت بسودا نشیند
کہ یوسف بروز زلیخا نشیند
اگر با من آن سرو بالا نشیند
ترا سرو چون بیند از پا نشیند
تو بنشین کہ تا آتش ما نشیند
کہ بر جا نشیند بہر جا نشیند
ضرور است یک چند تنہا نشیند
چہ امکان کہ با شیخ و ملا نشیند
چون قشی کہ بر سنگ خارا نشیند
چہ حکم است ای غم رود یا نشیند
تقدم کند بر سویدا نشیند
کہ آسودہ چندی بصحرا نشیند

۱۶۰

۴ شوخ من عالم دلہا نہ بشکر گیرد
گیرد آیینہ بکف ملک سکندر گیرد
چون صدف چشم بفیض فلک سفلہ مدار
گر دہد قطرہ ای آبی بتو گوہر گیرد
از برای من دیوانہ نگہ میدارد
ہر کہ سنگی ز سر رہگذری برگیرد
تب شوق تو بجانم زدہ آتش چہ عجب
شمع خاموش اگر از نفسم درگیرد

۱ : یہ شعرا ، ب میں ہے ۔ ۲ : یہ شعرا ، ب میں ہے ۔
۳ : یہ شعرا ، و ، ہ میں ہے ۔ ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں ۔

نامه را با که سپارم مگر از جادوی شوق
 رنگم از چهره پرد شکل کبوتر گیرد
 نتوان در قفس حسرت پرواز گداخت
 کاش صیاد سرم در عوض پر گیرد
 ابر آبی که خورد میزند آخر بزمین
 الحذر چرخ گر از خاک ترا برگیرد
 واقف از همدمی اهل خرد بیزارم
 نیست مجنون که باو صحبت من درگیرد

۱۹۱

پیک اشکم دویده می آید	خبر دل شنیده می آید
خواب دیدم که چشم روشن شد	مگر آن نور دیده می آید
ای دل خون گرفته مزده که یار	مست و خنجر کشیده می آید
گل ز باغ تو گر نچید رقیب	از چه بر خویش چیده می آید
غالباً میرسد ازان سر کوی	دل که در خون طپیده می آید
مرغ روحم بسوی شهبازش	چون کبوتر پریده می آید
گر من از خدمت تو مهجورم	طفل اشکم بدیده می آید
واقف از بهر خانه رفتن ما	سیل اینک دویده می آید

۱۹۲

۲ داریم یوسفی که بخوابش کسی ندید
 و ز دید بر گرفته نقابش کسی ندید
 چندین هزار خانه ی دل را خراب کرد
 و ز بیدلان خانه خرابش کسی ندید
 ناصح چه میکنی تو ز افسانه ام بخواب
 برداست خوابم آنکه بخوابش کسی ندید
 معلوم شد که مستیش از یاد چشم تست
 نرگس که در پیاله شرابش کسی ندید
 دل در بلای دوزخ هجران افتاده است
 آسوده لحظه ای ز عذابش کسی ندید

از بس که خوی یار بلفظ است آشنا
چینی بجه وقت عتابش کسی ندید
آن بیونا گذشت و ندانم چسان گذشت
مهر است از درنگ و شتابش کسی ندید
دنیا که عالمی است ازو غرق در بلا
دریای طرفه ایست که آتش کسی ندید
واقف دلم بسان خمیری ز هجر او
در آتش است و دود کبابش کسی ندید

۱۶۳

۱ با من میثلا چه خواهی کرد
عهد شکستی و جفا کردی
خاک می رفتم از درش گفتا
میزی دل و دشت بوالهوسان
۲ تا رمق هست در تنم دریایه
خاک واقف ز کوی او بردی
یا وفا یا جفا چه خواهی کرد
دیگر ای بی وفا چه خواهی کرد
این قدر توتیا چه خواهی کرد
گل افسرده را چه خواهی کرد
چون بمیرم دوا چه خواهی کرد
بعد ازین ای صبا چه خواهی کرد

۱۶۴

۳ گذارش گرسوی گزار با آن چشم مست افتد
ز حیرت نرگس مخمور و ساغر ز دست افتد
الهی راضی راضی ز دستم هر چه هست افتد
مبادا دل ز دست افتد مبادا دل ز دست افتد
مزن ای دشمن ایمان برادر و چمن چنین دیگر
که میترسم به طاق کعبه دلها شکست افتد
به خیط ملک دل چشمت نمی پردازد از مستی
بقرما زلف را شاید به فکر بندوبست افتد
سر بالین من آید چو آن بیدرد میگوید
چرا در عاشقی کس این قدر بالین پرست افتد
من از کیفیت چشمی خمار آلوده ام واقف
که بیمارش به بستر تا صبح حشر مست افتد

۱۶۵

۱ نازک دلم شکایت سنگ جفا نکرد
این شیشه همچو اشک شکست و جدا نکرد
تا یار تیغ کرد علم مردم از نشاط
عمرم بقدر خوردن آبی وفا نکرد
دُر دیده‌ی سگان درش دَر نیامدم
تا دزد ابله‌خوان مرا توتیا نکرد
آنکس که از برای تو ترک نسب بگفت
در عشق کار بر حسب مدعا نکرد
۲ در کار زندگانی ما موافقی نشد
تیغ جوشم تا سرم از تن جدا نکرد
واقف نبود قابل دشمنی از لبت
آن بی نصیب ورنه کمی در دعا نکرد

۱۶۶

۳ تا مرا در بدر نگرداند
تا قیامت فلک ز بی مهری
میرویم از دُرت اگر ما را
سر بالین من نیاید یار
خبر از حال من نمی‌گیرد
نکند سوی من نگاه آشوخ
نه‌هد ره بخانه‌ی خویشم
غرض گر نه حوار کردن ما ست
چشم مرهم مدار ازو واقف
خوی خود آن پسر نگرداند
شب ما را سحر نگرداند
بخت برگشته بر نگرداند
تا مرا محضّر نگرداند
تا مرا بی خبر نگرداند
که هم از راه بر نگرداند
تا مرا دُر بدر نگرداند
غیر را معتبر نگرداند
تا دلت ریش‌تر نگرداند

۱۶۷

۴ غم هجر تو چگویم که چه با جانم کرد
این غم آخر باجل دست و گریبانم کرد

۱ : یه غزل مطبوعه مین نهی -
۲ : یه شعر صرف د مین نهی -
۳ : یه غزل مطبوعه مین نهی -
۴ : یه غزل مطبوعه مین نهی -

پرده برداشت ز روی تو بوجه احسن
 باد شرمندہی این لطف نمایانم کرد
 دوش از سادگی آئینہ بدست دادم
 آنقدر محو تو گردید کہ حیرانم کرد
 گر بگویم بتو چون شمع عرق خواہی کرد
 آنچه شبہا تب ہجران تو با جانم کرد
 بود درکار مرا برگ سفر در رہ عشق
 دیدہ لخت جگر آورد بدامانم کرد
 بوی دل سوختگی میدمد از پیرہنم
 شمع گویی کہ گل خود بگریبانم کرد
 از سر زلف تو امشب دل سودا زدہ ام
 آنقدر گفت پریشان کہ پریشانم کرد
 واقف از داغ غم عشق شکستم گل گل
 گلی افتاد بدستم کہ گلستانم کرد

۱۶۸

۱ ہجر خونخوار شد چہ باید کرد
 چشم وا کرد مست من از خواب
 دل کہ از جان عزیز تر بود است
 سر بدوشم ز دوری خدمت
 دل رہ کوی یار را دانست
 پیش آن بیوفا وفاداری
 آنکہ من گفتمی دل آرامش
 آنکہ می گفتمی کہ یار من است
 ۲ سینہ گر ریش شد چہ باید گفت
 بسکہ عمری بسر زدم واقف
 کار دشوار شد چہ باید کرد
 فتنہ بیدار شد چہ باید کرد
 بر درش خوار شد چہ باید کرد
 جان من بار شد چہ باید کرد
 خانہ بیزار شد چہ باید کرد
 ننگ شد عار شد چہ باید کرد
 چہ دل آزار شد چہ باید کرد
 یار اغیار شد چہ باید کرد
 ور دل افگار شد چہ باید کرد
 دست از کار شد چہ باید کرد

۱۶۹

کی ز جور حبیب مینالد
 گوش کن گوش زاری دل من
 دل من از نصیب مینالد
 کہ غریبی غریب مینالد

خار خار گلی مگر دارد دل کہ چون عندلیب مینالد
طرفہ دردی ز دست او دارم کہ ز دستم طیب مینالد
سرو باشد بہانہ قمری را بہر آن جامہ زیب مینالد
مرو از رہ بنالہ ہای رقیب کز برای فریب مینالد
سروکارم فتادہ با طفلی کہ ز دستش ادیب مینالد
خواہ در وصل و خواہ در ہجران واقف ہی شکیب مینالد

۱۷۰

۱ ز بزم غیر چومست و خراب می آید بیزم ما ز در اجتناب می آید
ز ذرہ ذرہ من اضطراب گل کردست بحیرتم کہ کدام آفتاب می آید
خیال قامت او بسکہ شد بلای دلم مرا ہمیشہ قیامت بخواب می آید
غم توازد دل ویران من بہ تنگ آمد چو حا کمی کہ بملک خراب می آید
۲ هنوز خوب نفہمیدہ ہی وفاپی را دہد چو وعدہ وصلم بخواب می آید
کدام سوختہ را نام بردہ ای واقف کہ از دہان تو بوی کباب می آید

۱۷۱

۳ گر دلت از جفا نمیگذرد دل من از وفا نمیگذرد
از سر گریہ نگذرم ہرگز از سرم آب تا نمیگذرد
۴ تا گذشت است تیرش از دل غیر از دل ما چہا نمیگذرد
نیست یک شب کہ از سر زلفت بر سر من بلا نمیگذرد
خانہ ام برد سیل اشک و ہنوز از سر ما جرا نمیگذرد
وہ چہ بیگانہ ای کہ در بزمست سخن آشنا نمیگذرد
جان من ننگ نیست نام وفا بر زبانانت چرا نمیگذرد
ہمہ جا سرگزشت من خوانند این حکایت کجا نمیگذرد
نیست یک ساعت از شب و روزم کہ بیاد شما نمیگذرد
گاہ دشنام دادن تو مرا بر زبان جز دعا نمیگذرد
جز بلا کس ز بیکسی واقف بر من مبتلا نمیگذرد

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعرا ، ب میں ہے -

۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - نیز اس غزل کے بعد میں ردیف دال کی اور

کوئی غزل مرقوم نہیں - اس غزل کے بھی صرف چھ شعر مذکور ہیں -

مقطع مذکور نہیں -

۴ : یہ شعرا ، ب میں ہے •

۱۷۲

۱ دل حاصل ازین سیر و سفر هیچ ندارد
جز ناله جرس وار دگر هیچ ندارد
از نالہی من شمع صفت اشک کند گل
۲ این نخل مگر بید ثمر هیچ ندارد
مانند سحر خنده زند بر شب تارم
از شام خط آن شوخ خبر هیچ ندارد
چندانکہ درین میکده گشتیم چو ساغر
دیدیم کہ جز خون جگر هیچ ندارد
۳ این سوخته دل در گره از بہر نثارت
جز خوردہی جان همچو شرر هیچ ندارد
واقف چو حنا بہر نگار کف پایت
دارد دل خون گشتہ لہ گر هیچ ندارد

۱۷۳

عنبرین موی مرا دیوانہ کرد
ای مثلانان بفریادم رسید
باطل السحری بیار ای ہم نشین
ماہ آہو را دیدہ می آیم بہ شور
فکر زنجیری کنید ای عاقلان
لئس با مردم نمیگیرد دلم
از حرم لبیک گویان میروم
پیش ہر بیگانہ گویم ہواز خود
میزنم خود را بر آتش بیدریغ
دل نیامیزد عجب دیوانہ ایست
واقف از میخانہ و مسجد نیم

یاسمن بوی مرا دیوانہ کرد
طفل ہندوی مرا دیوانہ کرد
چشم جادوی مرا دیوانہ کرد
طاق ابروی مرا دیوانہ کرد
بوی گیسوی مرا دیوانہ کرد
چشم آہوی مرا دیوانہ کرد
جذیبہ کوی مرا دیوانہ کرد
آشنای روی مرا دیوانہ کرد
آتشین خوی مرا دیوانہ کرد
کامشب از ہوی مرا دیوانہ کرد
چشم و ابروی مرا دیوانہ کرد

- ۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ہے : ۲
۲ : دین مصرع دوم حسب ذیل ہے : 'این نخل دار دگر هیچ ندارد'
و میں یہی مصرع حسب ذیل ہے : 'این نخل مگوید ثمر هیچ ندارد'
نسخہ مندرجہ متن شعر میں مگر کے لیے موقع استعمال سے تعقید پیدا ہو گئی ہے ۔
۳ : یہ شعر د میں نہیں ۔

۱۷۴

۱ از چشم یار عاشق اصلاً حذر ندارد
گر آینه تند گزید ماهی خبر ندارد
کس بر نداشت هرگز از باغ دهر حاصل
اینها شکوفه چون اشک گوی ثمر ندارد
گر شکر لب را سهواً نمک بگشتم
شیرین شمایل من شتور اینقدر ندارد
گفتی دلت چو لاله سوزم بیداغ همچوان
۲ ای گل مگو خدا را این دل جگر ندارد
از تیر ناله واقف دارم هزار ترکش
دردا کہ هیچ تیری پیکان و پر ندارد

۱۷۵

میل پیکان تیر او دارد دل من سخت آرزو دارد
چون تو سروی مگر کند پیدا آب در باغ جستجو دارد
روی صحرا شده است گرد آلود گریه ام فکر شست و شو دارد
راز ناگفته گشته ام رسوا عشق نمانند مشک بو دارد
زان کنم گریه ای دراز که دل سروکاری بزلزل او دارد
گاه دیوانه گاه هشیار است من ندانم که دل چه خو دارد
ناصر از آرزو پیکان غمیم هر که دل دارد آرزو دارد
کار زخم ز هم گذشت و هنوز چشم بر مرهم و رفو دارد
درد دل پیش او مگو واقف یار طبع بهانه جو دارد

۱۷۶

۳ دل را رهایی از غم عشقت هوس مباد
فریادی تو منتظر بدار رس مباد
۴ شیرین لب تو روزی اهل هوس مباد
بر تنگ شکر تو گذار مگس مباد

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں۔

۲ : د میں یہ مصرع حسب ذیل ہے : ای دل بگو خدا را دل این جگر ندارد۔

۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں۔

۴ : د اور و میں مطلع دوم ، مطلع اول واقع ہوا ہے۔

۱ عاشق اسیر صحبت اہل ہوس مباد
مرغ چمن بزاغ و زغن ہم قفس مباد
ناخوش گذشت عمر ز نالیدن دلم
یا رب بہیچ قافلہ ای این جرس مباد
مستم رعایت ادب از من نمی شود
جانان بدامن تو مرا دسترس مباد
اجزای دل ز تفرقہ یا رب نگاہ دار
زین دفتر وفا ورقی پیش و پس مباد
در دوریت بہ بی نفسی ہمنفس شدم
نالید و گفت با تو کسی ہمنفس مباد
آزادگی ز دام تو گر آرزو کند
جای برای مرغ دلم جز قفس مباد
در ہند تیرہ جاذبہی روزیم فگند
واقف بہ تیرہ روزی من ہیچ کس مباد

۱۷۷

۲ دل را جفای عشق کشیدن ضرور شد
خون گشتن وز دیدہ چکیدن ضرور شد
عقل از محلہی خودم اخراج کردہ است
در کوی عشق خانہ خریدن ضرور شد
ناصح دوشب گذشت کہ خوابم نمی برد
لطفی بکن فسانہ شنیدن ضرور شد
صبح امید ما بدمیدن نمی رسد
تا چار جیب صبر دریدن ضرور شد
ای دل اگر نہ مردہ ای آسودہ ای چرا
۳ اکنون کہ یار رفت طمیدن ضرور شد
حسن تو از دمیدن خط شد یکی ہزار
بر خویش آن یکاد دمیدن ضرور شد

۱ : یہ شعر ذمیں مذکور نہیں - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : ۱ میں مصرع دوم وہی ہے ، جو تیسرے شعر کا دوسرا مصرع ہے -
(لطفی بکن فسانہ شنیدن ضرور شد)

تیغ تو دم ز دوستی غیر زد مرا
آب از گوی خویش بریدن ضرور شد
بیداد یار و رنج فرلق ، انتظار وصل
باید کشیدن آنچه کشیدن ضرور شد
با آنکه پشت خم شد و گردید همچو نی
ما را کمان عشق کشیدن ضرور شد
۱ بی اختیار از غم پیری دوتا شدم
بارم بسر فتاد خمیدن ضرور شد
صیاد دام چیده برای اسیریم
واقف ز آشیانه پریدن ضرور شد

۱۷۸

۲ تابه هجر تو کار زار افتاد دست من گیر و دلدهی فرما
از میانش کسیکه یافت خبر عرق انفعال شد اشکم
رقتی و بر نگشتی از کویش بر سر کوی او ز بیتابی
۳ میشود خون دلش برنگ حنا صد جگر تشنه را بکام رساند
تا قیامت نخیزد از بستر واقف از تیغ غمزه خویان
کار با گریه های زار افتاد که مرا دست و دل ز کار افتاد
از همه خلق بر کنار افتاد بسکه پیش تو شرمسار افتاد
آه ای دل ترا چه کار افتاد دل ز دستم هزار بار افتاد
هر که در دست آن نگار افتاد خنجرش بسکه آبدار افتاد
هر که بیمار چشم یار افتاد همچو من کشته صد هزار افتاد

۱۷۹

۴ دل از پهلوی نشینهای این غمگین بتنگ آمد
زهی قسمت زمن هم صحبت دیرین بتنگ آمد
بسر و قتم بیارید آن طبیب درد دلها را
که از بیماری من بستر و بالین بتنگ آمد

- ۱ : یہ شعر و میں مذکور نہیں -
۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۳ : ساتواں اور نواں شعر د اور و میں نہیں -
۴ : یہ غزل صرف ۱ میں ہے -

نگه را کار فرما باش شوخی را بکار آور
 نغافل جان من بیزار شد تمکین به تنگ آمد
 قبا از پرده های چشم خونبارم کجا پوشد
 بتی کز جامه ی بزرگ گل و نسوین تنگ آمد
 دلا تا کی دعای بی اثر شمرمت نمی آید
 دگر بس کن ملک از گفتن آسین بتنگ آمد
 تو از نظاره من روی درهم نمیکشی ترسم
 کسی گوید که این شاخ گل از گلچین بتنگ آمد
 هجوم تلخکامی آنقدر شد بر من واقف
 که از شیرینی خوردن لب شیرین بتنگ آمد

۱۸۰

فصل گلست و این دل محزون همان که بود
 چون لاله در پیاله ی او خون همان که بود
 از حرف خویش خامه ی او برنگشت آه
 آمد هزار نامه و مضمون همان که بود
 با ما هنوز خاطر او بی غبار نیست
 گشتیم محاک و کینه گردون همان که بود
 سحر نگاه اوست که باطل نمیشود
 خطش دسید و چشم پر افسون همان که بود
 هجر توام اگر چه بسی گوشمال داد
 ساز محبت است بقانون همان که بود
 دیوانه گشت عاقل و شد مست هوشیار
 دل بهر آن دو سلسله مجنون همان که بود
 شد زار صد هزار گل سرخ این چمن
 اشکم بیاد روی تو گلگون همان که بود
 پر شد درین چمن قلع عیش دیگران
 چون نرگسم پیاله ی واژون همان که بود

آسود گردباد ولی، ہر مہشت خاک ما
آوارہ گرد دامن ہامون همان کہ بود
از یاد رفت مصرع برجستہ صد ہزار
در دل خیال آن قد موزون همان کہ بود
با آنکہ واقف از غم ہجر تو خون شد دست
درد تو در کمین شبیخون همان کہ بود

۱۸۱

۱	دل ترا نوش خند میگوید	سخنی همچو قند میگوید
	حال بی طاققان دران محفل	جستہ جستہ سپند میگوید
	نیشکر زان شمایل شیرین	سخن از بند بند میگوید
	حضرت عشق بی کم و کیف است	عقل از چون و چند میگوید
	در جنون کار میگذشت از کار	ناصح از بند و پند میگوید
۲	قمری از دیدن قد تو بسرو	خیرباد بلند میگوید
	شب تاریک بست تاریکی است	صبح را ہزرہ خند میگوید
	گرچہ دیوانہ است واقف بنا	حرف دیوان پسند میگوید

۱۸۲

۳	همچو روی تو رو نمیباشد	همچو موی تو مو نمیباشد
	با تو گل را چسان کنم نسبت	گل باین رنگ و بو نمیباشد
	اشک را گر ہمہ گہر سازی	پیش او آبرو نمیباشد
	ناصح از آرزو مکن عییم	دل بی آرزو نمیباشد
	من بشہری قتادہ ام بیمار	کہ درو پرس و جو نمیباشد
	این سخن گفت دوش بخیہ گری	چاک دل را رفو نمیباشد
۴	صورت حال من چہ میپرسی	بی تو ہرگز نکو نمیباشد
	میکنند درد این ہمہ طوفان	گریہ را این غلو نمیباشد
	گرد خود ہم ز کوی او رفتم	بیش ازین رفت و رو نمیباشد
	میکنم جستجوی سروقدان	کس چو من فتنہ جو نمیباشد
	نتوان گشت گرد او واقف	کس چنین شعلہ خو نمیباشد

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ۲ : چھٹا اور ساتواں شعر د میں نہیں -
۳ : یہ غزل صرف ا، ب میں ہے - ۴ : صورت دل ز من چہ میپرسی (ب)

۱۸۳

۱ به رغبتی که خورم خون کسی شراب نخورد
چنان خورم دل خود را کہ کس کباب نخورد
به کیش اهل وفا در حساب داخل نیست
کسی کہ تیر جفای تو بی حساب نخورد
هلاک مشرب آن شوخ ناخدا ترسم
کہ خون بیگنہان تا نریخت آب نخورد
پس از فراق شود ربط دوستی محکم
گسسته زود شود رشتہی کہ تاب نخورد
چہ فیض می طلبی از سخنوری واقف
کہ هیچ تشنہ لب از بحر شعر آب نخورد

۱۸۴

ای عشق مژدہ نو گل خندان ما رسید
فصل بہار چاک گریبان ما رسید
یک باغ گل نصیب گریبان یار شد
یک دشت خار حصہ دامن ما رسید
آن شوخ شور گریہی من چون شنید گفت
گردی مگر بہ او ز نمکدان ما رسید
دل جمع کردہ ایم کہ زلف تو عاقبت
خواہد بدرد بخت پریشان ما رسید
واقف مکن حکایت ازان سخت دل کہ دوش
حرفی زدیم سنگ بدندان ما رسید

۱۸۵

۲ از صبا نکمت گیسوی کسی می آید
زخم دل مژدہ کہ مشکین نفسی می آید
خبری هست کہ امروز کسی می آید
رقص ای نالہ کہ فریاد رسی می آید

گرم خوی بغم بی کسیم رحم نکرد
دارم از گریه خجالت کہ بسی می آید
دعوی مهر بود صادق ازان کس کہ چو صبح
پیرهن چاک کند تا نفسی می آید
نہ همین خاک درت گشته مرا دامگیر
رفتن از کوی تو جانان ز کسی می آید
آہ ازین بخت کہ گر طرح کنم مجلس عیش
از قضا محتسبی یا عیسی می آید
کوتہی در طلب محمل لیلی فکنم
میروم تاکہ صدای جرسی می آید
میپرد چشم من امروز مگر ہمہ باد
پر کاهی ز سر کوی کسی می آید
۲ ساربان ناقہ لیلی بخدا تند مران
کہ چو مجنون ز قضا باز پسی می آید
واقف آن بلبل دلگیر درین گلزارم
کہ چمن در نظرم چون قفسی می آید

۱۸۶

۳ از لعل یار بوسہ کجا میتوان خرید
دشنام با ہزار دعا میتوان خرید
ما را طواف کعبہ کوشش نشد نصیب
این حج برای ما ز صبا میتوان خرید
خاک قناعت است کہ دل زندہ میکند
این خاک را بآب بقا میتوان خرید
تنگ آمدم ز بندگی خویش دوستان
از خود مرا برای خدا میتوان خرید
۴ جانان بہای خون دلم پای بوس تست
۵ دادم بدست مشت حنا میتوان خرید

- ۱ : یہ شعر و میں نہیں -
۲ : یہ شعر اور مقطع صرف و میں ہے - ا، ب میں بھی مقطع مذکور نہیں -
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - م : یہ شعر د اور و میں نہیں -
۵ : الف میں یہ مصرع حسب ذیل مذکور ہے : دادم بدست مشت حنا میتوان خرید -

دل را مدہ ز دست گزانمایہ گویہرست
کی میتوان فروخت؟ کجا میتوان خرید؟
نہانند من کجاست وفادار بندہ ای
ما را برای جور و جفا میتوان خرید
گویند یار را سر آدم خرید نیست
ای من سگش نخست مرا میتوان خرید
دل را عزیز دار کہ این نقد تا بجاست
صد نوع جنس بیش بہا میتوان خرید
واقف تو سیروی بدکان دوا فروش
دردی برای خاطر ما میتوان خرید

۱۸۷

۱ بہر علاج من نہ دوا میتوان خرید
ای درد مند خاکی شفا میتوان خرید
آبی کہ خضر خورد و سکندر سراغ کہد
از تشنگان آبلہ یا میتوان خرید
گر نقد وقت را نکند دل بہرزه صرف
از چار سوی دہر چہ ہا میتوان خرید
۲ امیدہای ما ہمہ مردند نوجوان
نظمی برای درخت عزا میتوان خرید
در کشوری کہ عشق دہد درد را رواج
و رنگ شکستہ را بہ طلا میتوان خرید
ہستم زمتاع کاسد این چار سو ولی
بر سر و غم روزگار سرا میتوان خرید
گر مشیت استخوان شدہ ام کم میدان مرا
انفس قیمتم ہزار ہا میتوان خرید
کوی است کوی فقر کہ ہر گوشہ ی دران
اسباب سلطنت ز گدا میتوان خرید

۱ : یہ غزل د اور خطبہ میں نہیں -

۲ : چوتھا اور ساٹواں شعر و میں نہیں -

آن دل کہ چرخ میزند از شوق ابرویش
واقف بسان قبلہ نما میتوان خرید

۱۸۸

۱ دیدہ را گریہ ناک خواہم کرد دامن خویش پاک خواہم کرد
می زند دم بزلف مشکینت شکم نافہ چاک خواہم کرد
مست درکار خویش ہشیارم گریہ در پای تاک خواہم کرد
زخم من میزند دم از مرہم دہنش پر ز خاک خواہم کرد
۲ بیکسم درد خویشتن واقف رب مالی سواک خواہم کرد

۱۸۹

۳ گر قدسیان دہان تو یکبار بو کنند
دیگر کجا بہ غنچہی فردوس رو کنند
۴ گر یک نظر بقامت رعناۃ او کنند
شمشاد و سرو سر ز خجالت فرو کنند
رنگ قبول سوختگان را ندادہ اند
جای شنیدہای کہ گل شمع بو کنند
خلقی ستادہ بر در او رنگ باختہ
تا از می وصال کرا سرخرو کنند
سر رشتہ گم کنند چو بینند زخم من
آنانکہ چاک سینہی گل را رفو کنند
یک شب ز بزم سوختگان گم شوم اگر
پروانہ ہا بہ شمع مرا جستجو کنند
۵ اکسیر را بخاک ندامت نشانده اند
جمعیکہ خاک کوی ترا رفت و رو کنند
کی در جہان نمک بنماید حلاوقی
موران خط چو بر شکر او غلو کنند

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

۲ : د اور و میں یہ مصرع حسب ذیل مذکور ہے :
' درد خود واقف از بن دندان

۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ ب میں ، مطلع اول مذکور نہیں ۔

۴ : د اور و میں یہ شعر مطلع اول واقع ہوا ہے ۔

۵ : اس غزل کا ساتواں تا دسواں شعر صرف ا میں ہے ۔

تا چند غایبانه زند لاف از صفا
ای کاش با تو آینه را روبرو کنند
گوید مرا کہ بوسہ بخاک درش مزین
باید کہ خاک در دهن پندگو کنند
در باغ خون سوختہی داغ لالہ را
سودائیان زلف تو چون مشک بو کنند
آنانکہ از عتاب تو لذت گرفتہ اند
دشنامی از لبت بدعا آرزو کنند
آنجا کہ رنگ میپرد از روی آفتاب
واقف چہ ذرہ ایست کزو گفتگو کنند

۱۹۰

۲	خود نمایی ز من نمی آید	بی حیایی ز من نمی آید
	نشوم شعلہ سان زبان آور	ژاژ خایی ز من نمی آید
	روستایی وادی عشقم	میرزایی ز من نمی آید
	خاک شور خرابہی خویشم	مشک سایی ز من نمی آید
۳	چون بگویم کہ من سگ یارم	خودستایی ز من نمی آید
	نکشم سوی خود خسیسان را	کمربایی ز من نمی آید
	شمع افسردہ ام درین محفل	روشنایی ز من نمی آید
	با چنین خلق خلق بیگانه	آشنایی ز من نمی آید
	دورم از خاک آستانہی یار	بادپایی ز من نمی آید
	واقف از خانہ بر نمی آیم	خود نمایی ز من نمی آید

۱۹۱

۴ ماہ نو ابرو کشید و این اشارت میکند
مصرعی کز طبع عالی زاد شہرت میکند

۱ : یہ دو شعرا میں نہیں - ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

۳ : ا میں یہ مصرع حسب ذیل مرقوم ہے :

چون بگویم کہ من سبک یارم

۴ : یہ غزل صرف ا، ب میں ہے - ب میں ابرو نمود ہے -

نیشکر را تلخ میگوید نی قلیان ز ناز
بسکه هردم از لب ت کسب حلاوت میکند
کیست از خوبان که سرخ از شرم رخسار تو نیست
پیش تو گل خنده بهر دفع خجالت میکند
نیست خون گرمی که شوید گرد غم از خاطر
گریه گاهی از دلم رفع کدورت میکند
چون صدف گر قطره آبی خورد گوهر میشود
صاف باطن هر کرا فیض قناعت میکند
این دل دیوانه چون در فکر شیون می افتد
ناله را از خانه ی زنجیر غارت میکند
طالع رسوا کنی داریم همچون ماه نو
زخم ناخن گر خورم در شهر شهرت میکند
تا شود دامانش از چنگ پریشانی رها
زلف او واقف بدست شانه بیعت میکند

۱۹۲

۱ حال مرا چه داند این غم ندیده ی چند
محنت چه میشناسند راحت گزیده ی چند
رفتی و دیده ی چند بی نور شد ز هجران
باز آی مردمی کن ای نور دیده ی چند
دیوانه گان دنیا آدم نمیشناسند
گر آدمی حذر کن زین سگ گزیده ی چند
مژگان او چو دیدی ایمن مباش ایدل
دارند قصد جانت خنجر کشیده ی چند
۲ از داغهای عشقم آتش فتاد در دل
دید ی بمن چه کردند این شوخ دیده ی چند
واقف مباش دیگر دنباله گرد خوبان
ورنه بخون کشندت این قد کشیده ی چند

۱۹۳

۱ سرو مهر من دل از لطف تو لرزان میشود
 بر سر من سایهات ابر زمستان میشود
 در بهاران توبه از می کردم و نادم شدم
 حرف بیجا هر که میگوید پشیمان میشود
 جابجا از گریه تخم افشانی گل کرده ام
 عندلیبان مژدهای عالم گلستان میشود
 آخر از بیداد تو کارم به بیدردی کشید
 دل چو بیند محنت بسیار سندان میشود
 هر کجا سر میشود حرفی ز اشک و آه من
 برق می آید نخستین ابر و باران میشود
 یک قلم بر دفتر بیداد خط خواهد کشید
 عاقبت آن زرگس کافر مسلمان میشود
 من برای خدمت او از دل و جان حاضرم
 غم اگر در کلبه ام ناخوانده مهمان میشود
 اجرها دارد فراهم کردن اوراق دل
 جمع چون گردید این سیمپاره قران میشود
 ۲ هر که دارد پخته مغزی در جنون از بخت سبز
 گر خورد سنگش بسر چون پسته خندان میشود
 ۳ بسکه دل تنگی نصیبم زین گستان غنچه سان
 گل مرا در پیرهن چاک گریبان میشود
 میشود نوروز واقف چون زمستان بگذرد
 زاهد بارد چو میرد عید مستان میشود

۱۹۴

۴ شانه چون دست آن بت چین را به گیسو میزنند
 او ز روی بیدماغی چین به ابرو میزنند

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر و میں نہیں -
 ۳ : یہ شعر صرف و میں ہے - ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

من بآن ابرو کمان جان بی تامل میدهم
 تیرش از بہر چہ انگشتم بہ پہلو میزند
 از کجا آورده باشی این غرور ای سادہ رو
 پشت دست آئینہ را حسن تو رو میزند
 میکنند در طرفہ العینی جہانی را ہلاک
 طعنہ مزگان تو بر فوج ہلاکو میزند
 باوجود آنکہ دلی یک مشت خاکستر شدہ است
 قمری آسا در غم آن سرو کوکو میزند
 بسکہ شوخی دارد آن ترک شکار انداز من
 چشمش از ابرو کمان بر فرق آہو میزند
 نیست حد سادہ رویان با تو ہم زانو شدن
 ماہ در پیش رخت از دور زانو میزند
 ۱ خط برون آورد و غافل تر شد از احوال من
 ۲ چار ابرو گشت و خواب چار پہلو میزند
 واقف این دست ز دامن تو دور افتادہ را
 گاہ بر سر گاہ بر رو، گاہ بزانو، میزند

۱۹۵

۳ ندارد همچو من یک آشنا درد
 نکویان دست بردارید از درد
 تو نشناسی ازین رہ درد دل را
 سرت گردم چہ گردی گرد دلہا
 مکن ای چارہ جو تدبیر دردم
 ۴ ازین وادی سفر تا کرد مجنون
 ز بس شد نالہی دردم هوا گیر
 ۵ دران صحرا کہ روید از زمین داغ
 مرا نام و نشان کم بود واقف
 نشیند روز مرگم در عزا درد
 کشد تاکی دل از دست شما درد
 کزان دل راہ بسیار است تا درد
 درین غم خانہ یا داغست یا درد
 کہ دارد با دل من کارہا درد
 دچار من نشد یک مرد با درد
 عجب نبود کہ بارد از هوا درد
 دران وادی کہ بارد از سما درد
 نمیدایم مرا جست از کجا درد

۱ : یہ شعر و میں ہے۔

۲ : چار پہلو : نو خیز محبوب - چار پہلو : خوب جی بہر کر سونا

۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں۔

۴ : غزل مطبوعہ میں نہیں۔

۵ : دل (۱، ب)

۶ : یہ اشعار مع مقطع کے صرف د، و میں ہیں۔ ا، ب میں مقطع مذکور نہیں۔

۱۹۶

۱ از دلم تیر یار میگذرد آہ کارم ز کار میگذرد
نام هجران چو درمیان آید اشک من از کنار میگذرد
هر که نو میکند بروی تو ماه همه سالش بهار میگذرد
اشکم از پی دود گسسته عنان یار هر گه سوار میگذرد
زان جفاها که کرده بر جانم از دلم شرمسار میگذرد
چشم بر راه وعدهی او را عمر در انتظار میگذرد
بر من از یاد روی و موی کس طرفه لیل و نهار میگذرد
۲ قصه‌ی عمر خضر کوتاه کن سخن از زلف یار میگذرد
روزگاری بهم رسان واقف زود شو روزگار میگذرد

۱۹۷

۳ می خورده شوخ من عرق آلود میرسد
آن فتنه که بیم ازو بود میرسد
قسمت بین که از لب شیرین نوخطان
حلوا بدیگران و بما دود میرسد
اعضای او ز بسکه ملاحات سرشته اند
زخمم ز دست یار نمک سود میرسد
در عشق اگرچه هست زبان بر سر زبان
دل جمع دار سود بر سود میرسد
رفتم ز خود ز آمدن سرو قاستی
پنداشتم قیامت موعود میرسد
گرم است مجلس کسی امشب ز ناله ام
مطرب در آتش ار فگند عود میرسد
وقت است واقف از رخ او آب چشم ده
می خورده شوخ من عرق آلود میرسد

۱ : یہ شعر و میں نہیں -

۲ : یہ شعر اور مقطع د اور و میں ہے -

۳ : یہ شعر اور مطلع صرف و میں ہے -

۱۹۸

۱ رفتن او سبب رفتن جان میگردد
 جان بهمراہی آن سرو روان میگردد
 از برم ای دل دیوانہ کیجا رفتی آہ
 طفل اشکم بسراغ تو دوان میگردد
 تا در آفاق کند مثل تو ماہی پیدا
 سالہا شد کہ فلک گرد جہان میگردد
 شیخ از دختر رز این ہمہ پرهیز از چیست
 صحتی هست کزو پیر جوان میگردد
 میشود آفت جان شوق چو مستولی شد
 دل طمیدن چو فزون شد خققان میگردد
 ۲ چون شدی پیر مدہ درد سر ہم نفسان
 گوشہ ای گمیر چو گوش تو گران میگردد
 ۳ واقف از نکتہ موہوم سخن میگوید
 در حدیث دہنش ہیچمدان میگردد

۱۹۹

۴ اگر بزم تو نالیدنم ہوس باشد
 سپند وار کشم نالہی کہ بس باشد
 بجز دلم کہ گرفتار سینہی پاک است
 کہ دیدہ است کہ پروانہ در قفس باشد
 شنیدم این سختی خوش ز بلبل قفسی
 خوش است خانہی خود گرچہ مشہت خس باشد
 ز بیضہ ہم قفسی تنگ تر نصیب شود
 اگر ز دام تو آزادیم ہوس باشد
 ز رشک رنگ حنا چند خون شود جگرم
 پیاہ بوس تو ام کاش دسترس باشد

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر و میں ہے -
 ۳ : آنکہ (ا، ب) - ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

قدح ز خون دلم میکشید محنت و غم
چو شیشہی کہ درو بادہی دو کس باشد
باوج بیخودیم دل اگر کشد واقف
کمند نالہ مرا چون سپند بس باشد

۲۰۰

۱ عاشقی ہر کہ اختیار کند محنت خود یکی ہزار کند
ناصر از عشق میکنند منعم کس چسان ترک روزگار کند
دل زدست بخویش درماندہست خون خورد جان کند چکار کند
لالہ از داغ رشک خواہد سوخت گل داغم اگر بہار کند
۲ زخمہا جملہ بوی گل گیرند چون خیالش بدل گذار کند
۳ صبح ز اقلیم تیرہ دورانش خانہ را بر خروس بار کند
۴ صرف گردد سیاہی دیدہ گر چنین واقف انتظار کند

۲۰۱

۵ در عشق خواست غیر کہ چون ما شود نشد
بسیار سعی کرد کہ شیدا شود نشد
۶ برخاست سرو تا یقد تو شود نشد
بسیار قد کشید کہ رعنا شود نشد
۷ رفتی بہ سیر گلشن و از رشک روی تو
گل چہرہ بر فروخت گہ زیبا شود نشد
عمرم بیزم یار سرآمد بہ خامشی
گفتم کہ راہ حرف باو وا شود نشد
خوناب دل بہ سطر نخستین تمام شد
شرح غم تو خواستم انشا شود نشد

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر د میں مذکور نہیں -

۳ : یہ شعر د میں ہے -

۴ : ۱، ب اور د میں مصرع دوم حسب ذیل مرقوم ہے - اگر اس کو درست

تسلیم کیا جائے - تو یہ عزل بغیر از مقطع ہوگی

گر چنین مشق انتظار کند

۵ : پہلا مطلع صرف ۱، ب میں ہے -

۶ : مطلع دوم د، و اور مطبوعہ میں ہے - ۷ : یہ شعر ۱، ب میں نہیں -

با ما نگشت در سفر عشق کس رفیق
 دل عهد بسته بود که هم پا شود نشد
 بسیار کردم ای دل گم گشته جستجو
 کز هیچ جا سراغ تو پیدا شود نشد
 در عشق عمرها نفسی آتشین زدم
 شاید کد یک نفس بتو گیرا شود نشد
 در بزم او چو شمع شب آتش زدم بخویش
 گفتم که یار انجمن آرا شود نشد
 در چار سوی وصل دلم نقد جان بکف
 هر سو بسی دوید که سودا شود نشد
 شد کوچه گرد شهر پس از مرگ خاک من
 گفتم غبار دامن صحرا شود نشد
 چاک زدم به سینه ز بس دل گرفتگی
 گفتم دری بروی دلم وا شود نشد
 گوهر شد از فسرده افسوس قطره ام
 من داشتم امید که دریا شود نشد
 واقف دوباره دیدن یارم نه داد دست
 این درس خواستم که مثنی شود نشد

۲۰۲

از کوی تو رفتن نتوانم چه توان کرد
 از بار غم و درد گرانم چه توان کرد
 در مصر وفا گرچه عزیز است خطابم
 خواری کش اخوان زبانی چه توان کرد
 چون نیست مرا بهره ای از خوان وصالش
 از دور بحسرت نگرانم چه توان کرد
 جای نتوانم که نکو نام برآیم
 در عشق تو رسوای جهانم چه توان کرد
 بی فکر دهان و کمر یار نباشم
 مستغرق این وهم و گمانم چه توان کرد

یار آمد و حال دل بیمار پرسید
 گردید چنان بند زبانم چه توان کرد
 گفتم چو خورد باده دهد کام دل آن شوخ
 آتش شد و افتاد بجانم چه توان کرد
 عمریست که واقف ز برم عیش رمیدست
 اوقات بغم میگذرانم چه توان کرد

۲۰۳

چسان زخم نفسی خوش که همدمان رفتند
 مرا گذاشته تنها یگان یگان رفتند
 نه سرو ماند درین گلستان نه آب روان
 دروغ و درد که پاکان ز آستان رفتند
 ز صوت زاغ و زغن گوش شد خراشیده
 هزار حیف کزین باغ بلبلان رفتند
 کنون به تیرگی حال خود بساز ای دل
 که روشنان همه زین تیره خاکدان رفتند
 سخنوران که بهم گرم گفتگو بودند
 چو شمع کشته ازین بزم بی زبان رفتند
 تو بر زمین ز خرد بار خویشتن ماندی
 مجردان چو مسیحا بر آسمان رفتند
 خزان رسید و من آزاد گشته‌ام ز قفس
 ولی چه سود که گلها ز بوستان رفتند
 نشستن تو درین انجمن دلا بیجاست
 کناره گیر که احباب از میان رفتند
 پیام دوست ز جا برد بیقاران را
 ندای ارجعی آمد بگوش شان رفتند
 هدف شد از پس مرگ استخوان من واقف
 خوشا بحال کسانی که بی نشان رفتند

۲۰۴

خاک در تو همراه باد صبا رسید
 چشم مرا ز غیب عجب توتیا رسید

از مدعی خطا شد و تیرش بما رسید
 شکر خدا که بر حسب مدعا رسید
 هر چند دورم از تو من ای سنگ دل ولی
 آنجا تو دل شکستی و اینجا صدا رسید
 سیماب رشک می برد از بی قراریم
 این اضطراب آه بمن از کجا رسید
 بوی گل بهشت پسندش نمی فتد
 بنگر که بی دماغی او تا کجا رسید
 با آنکه ناشگفتیم غنچه ساخته است
 باید مرا بحال دل تنگ و رسید
 شکر تو ای بهار چمن چون ادا کند
 گل از تو برگ یافت به بلبل نوا رسید
 در بزم او که سوخته ای دم نمی زند
 از نالدای سپند بفریاد ما رسید
 دشنامی از لبش نه شنیدیم ای دریغ
 وز ما هزار بار بگوشش دعا رسید
 لطف نهان یار بنازم که تیر او
 دل را جدا رسید و جگر را جدا رسید
 پروای ما نمی کند آن شیخ کمان ولی
 ما را رسید ناوک او هرکرا رسید
 منت پذیر مردم بیگانه ام نساخت
 چشم بدادم از نگه آشنا رسید
 از فیض فقر این همه شیرین سخن شدم
 واقف مرا شکر ز نی بوریا رسید

۲۰۵

ای دریغا که خوی او گردید	یار دل جو بهانه جو گردید
سر موی ز دل نیافت نشان	جان در آن زلف موبو گردید
محض از روی بی حیائی ها	با تو آینه روبرو گردید
دید تا چاک آن گریبان را	زخم من دشمن رفو گردید
چون تو سروی نیافت آب روان	گرچه در باغ جواجو گردید

وصف خط ترا رقم کردم سطر چون زلف مشکبو گردید
در سراغ تو ماه من خورشید در بدر رفت و کوبکو گردید
واقف از دیدن نکو رویان صورت حال من نکو گردید

۲۰۶

بر سرم گل زده از زخم نمایانی چند
هست بر گردنم از تیغ تو احسانی چند
دیده دادست بمن وعده طوفانی چند
میروم دور ازین شهر بیابانی چند
داغم این گرسنه چشمی ز کجا آوردست
که نه شد سیر و تهی گشت نمکدانی چند
غم یار آمد و از جیب دل تنگم ریخت
گل چاک که نه گنجد بگریبانی چند
بود نزدیک که افسرده شود آتش من
زد بر آن جنبش مژگان تو دامانی چند
خاطر خویش چسان جمع کنم چون هستند
در کمین دل من طره پریشانی چند
من سبک روحم و رفتم نتوانم دید
که مصاحب به تو باشند گرانجانی چند
با همه سادگی آیینی چه تسخیرت کرد
نه گذارد که کنی روی به حیرانی چند
خبری از دل دیوانه نه دارم دیراست
که ز من دور افتاده است بیابانی چند
بچه عنوان گذرد از نظرش نامهی ما
ما گرفتیم نوشتهیم به عنوانی چند
از پی خون جگر خوردن خود آمده اند
این که جمع اند درین غمکده مهمانی چند
ای پری چهره ترا حاضر خود باید بود
فکر احضار تو دارند پری خوانی چند
واقف این آتش جان سوز که زد در دل من
که زد درد دل من سوخته شد جانی چند

۲۰۷

ز چشم خون نه اکنون میتراود
 کزین زخم از ازل خون میتراود
 ندانم تا چه آمد بر سر دل
 که اشک امشب دگرگون میتراود
 چه پنهان می زنی ساغر بخونم
 کزان رخسار گلگون میتراود
 درون خانه می گریم ولیکن
 غم از دیوار بیرون میتراود
 دل از تیغ تو زخمی در ازل خورد
 هنوز از چشم من خون میتراود
 به بین کز یاد آن زلف نگارین
 ز چشم خون دل چون میتراود
 چه چشم است این که از هرگوشه‌ی او
 بلا و سحر و افسون میتراود
 ازان واقف به پای خم نشستم
 کزان روح فلاطون میتراود

۲۰۸

نوید وصل تو باد سحرگهی آورد
 گدای کوی ترا مژده‌ی شهی آورد
 بلند تر زدم از ماه خرگه طالع
 ز مژده‌ی که ازان ماه خرگهی آورد
 ز نغمه‌ای که ازان زلف مشکبار رسید
 شب دراز غم رو به کوتاهی آورد
 یقین بدان که تهی دست قسمت ازلی است
 کسی که کاسه ز کوی مغان تهی آورد
 ز راه می‌کده گردید شیخ روگردان
 بحیرتم که چرا رو به گمراهی آورد
 پی عیادت من یار با رقیب آمد
 برای بنده چه مرگی بهمراهی آورد

چه گویمت ز رفیق طریق یعنی دل
که هم‌رهیش بلا بر سر رهی آورد
نسیم می رسد از گرد راه بیا واقف
که او ز یار سفر کرده آگهی آورد

۲۰۹

دل‌م را در ره عشقت سر شادی نمی باشد
گرفتار ترا پروای آزادی نمی باشد
به تعلیم و تعلم هیچکس عاشق نمی گردد
بلی در عشق شاگردی و استادی نمی باشد
مرا در آتش افگندی و دم دزدیده میسوزم
سپند مجمر شوق تو فریادی نمی باشد
بداست آمدن اغماض فرمودی سرت گردم
ز صید خود تفافل رسم صیادی نمی باشد
ز لخت دل مهیا ساختم برگ سفر زین ره
که در دشت خراب عشق آبادی نمی باشد
مکن ای شوخ نرم اندام با من سخت گیریم
که سیمین پیکران را پنجه فولادی نمی باشد
نیارم تا بچشم او را دماغ تازه کی گردد
کسی چون من بزهر چشم او عادی نمی باشد
توای دل دست و پا گم کرده‌ای باخضر میگوی
درین وادی بجز لطف خدا هادی نمی باشد
ز کوی ما بکش رخت ای که ذوق عافیت داری
که این جا زهر نوشاندن فسادی نمی باشد
دل‌م صد پاره و هر پاره مجنونی است سرگردان
چون آواره‌ای واقف درین وادی نمی باشد

۲۱۰

بر من دواسپه تاخته غم یا علی مدد
ای صاحب لوا و علم یا علی مدد
گم کرده راهم و بجانب تو ملتجی
ای هادی و امام امم یا علی مدد

از لطف داد من بستان زین غریب کش
تا کی کشم ز چرخ ستم یا علی مدد
محرومیم بین و ترحم نمایم
ای محرم حریم حرم یا علی مدد
درمانده‌ام به مفلسی و عجز و احتیاج
دریای جود و بحر کرم یا علی مدد
خاطر مرا ز صحبت مردم گرفته شد
گردیده ام ندیم ندم یا علی مدد
بی بهره ام مدار ز فیض نوال خویش
ای قاسم رحیق و نعم یا علی مدد
تنها نه نام پاک تو ورد زبان ماست
بر دل نموده ایم رقم یا علی مدد
راهم نما بسوی سرور و حضور خویش
سرگشته ام بواژی غم یا علی مدد
خوش گفت دوش واقف آزاده از دو کون
من بنده و غلام تو ام یا علی مدد

۲۱۱

دردا که شرم چشم ترا بیش و کم نماند
در نرگس تو رنگ حنا یک قلم نماند
شد فوت فرصت و تو بهالین نیامدی
این خسته را ز عمر بجز یک دودم نماند
ای چشم بخت گریه بحالم مکن که من
وقتی گدا شدم که نشان کرم نماند
بود است دل مرا گه و بیگاه غمگسار
آخر ز دستبرد تو آن نیز هم نماند
خون دل و جگر همه از راه دیده رفت
در چشمه سار گریه کنون نیز نم نماند
ناخن زدی مرا بدل آواز برخواست
ساز شکسته ام که درو زیر و بم نماند

واقف دل تو گم شده غمگین مشو بین
آینه‌ی سکندری و جام جم نماند

۲۱۲

تا خط و چهره‌ی جانان بنظر می آید
کی مرا سنبل و ریحان بنظر می آید
در مصیبت کده‌ی دهر ز بس غم دیدم
روز و صلم شب هجران بنظر می آید
خاطر آشفته‌ی آن زلفم و هر صبح مرا
در وطن شام غریبان بنظر می آید
با خیال سر زلف تو چو شب خواب کنم
تا سحر خواب پریشان بنظر می آید
هر کرا چشم ز اشک شب هجران تر شد
گر بود قطره که طوفان بنظر می آید
دل غمدیده‌ی ما دید ز بس قحط نشاط
زخم ما را لب خندان بنظر می آید
کشتی ای شمع ستمگار جهانی و هنوز
تیغ بیداد تو عریان بنظر می آید
آتش خرمن آرام که خواهی گشتن
رویت از باده فروزان بنظر می آید
رفتن عمر کند در نظرم جلوه گری
هر که آن سرو خرامان بنظر می آید
شوخی دختر رز بین که ز مینا در بر
پیرهن دارد و عریان بنظر می آید
یکدم آن شوخ اگر تیغ برآرد ز غلاف
جوهر جرات یاران بنظر می آید
یوسف من چکنم سیر گلستان بی تو
زانکه دلگیر چو زندان بنظر می آید
واقف از خانه‌ی تو یار برون رفته مگر
دوسه روز است که ویران بنظر می آید

۲۱۳

چشم او رهزن ایمان بنظر می آید
آفت دین و دل و جان بنظر می آید
آن غباری که ز من یار بخاطر دارد
زان برافشاندن دامن بنظر می آید
بعد ازین چاره صبوریت که بیدرد مرا
گریه بازیچه‌ی طفلان بنظر می آید
میکنم ذوق بصد رنگ ز خون خوردن دل
کی مرا نعمت الوان بنظر می آید
کین پنهان ز صفای که ترا بخشیدند
همه چون لطف نمایان بنظر می آید
بسکه آن کان ملامت بجهان شور افکنند
دور گیتی چو نمکدان بنظر می آید
عشق کاریست که دشوار تر از هر کاریست
مشکل این است که آسان بنظر می آید
در جهان لشکر طاقت بگریز آرد رو
چون مرا آن صف مزگان بنظر می آید
چشم و ابرو خط و خالت همه کس می بیند
در تو آنی است مرا آن بنظر می آید
مردم از رشک و ندانم ز پی ماتم کیست
اینکه آن طره پریشان بنظر می آید
نی همین گل ز چمن بر سر راه سفر است
سرو هم بر زده دامن بنظر می آید
داغهای تو مرا سوخت ز خجلت واقف
که شب هجر چراغان بنظر می آید

۲۱۴

شب بر سر کوی تو کسی گرم فغان بود
چون نیک بدیدیم دل سوخته جان بود
افتاده مرا راه بدر پیر خرابات
این دولتم از مهری بخت جوان بود

در ناله و فریاد نه کردیم قصوری
 بیدار نشد بخت که در خواب گران بود
 امروز پر آشوب شد از دولت عشقت
 در کشور دل ورنه عجب امن و امان بود
 امشب که دلم زان مژه‌ها داشت شکایت
 صد نشتر الماس مرا در رگ جان بود
 فریاد که چون ریش برآری تو و گویند
 این است فلانی که ز خوبان جهان بود
 گویم که زکی ناوک نازش بدلم خورد
 روزی که به طفلیش بکف تیر و کمان بود
 کو خوش پسری تا بکشم بار غمش را
 خواری کش ابنای زمان چند توان بود
 در عشق جوانی شده بازیچه‌ی طفلان
 این دل که نظر کرده‌ی پیران جهان بود
 واقف چه شد امروز که شد آفت جانم
 آن شوخ که دیروز مرا راحت جان بود

۲۱۵

غم مرا افکند از پا غمگساران را چه شد
 دست بر من یافت دشمن دوستداران را چه شد
 برگ برگ گلبن اسیدم از لب تشنگی
 با زبان حال میگوید که یاران را چه شد
 میدهم جان از پی یک صوت دلکش ای دریغ
 شور زاغان است در گلشن هزاران را چه شد
 آشنا روی نمی بینم همه بیگانه اند
 جمله اغیار اند در این بزم یاران را چه شد
 شادی روز وصال او غم از دل برد
 غنچه ام نشگفت تاثیر بهاران را چه شد
 ما سپند آسا بیک جا جمله پیشش سوختیم
 او نمی پرسد که مست و بیقراران را چه شد

بیخود از مستی بچاه آن ذقن افتاده ایم
عذر ما این است باری هوشیاران را چه شد
از برای ناوکی پر میزند دل در برم
غمزه صید افکن این دل شکاران را چه شد
بر سر کوی تو خاک عاشقان برباد رفت
بر زبانت نگذرد این خاکساران را چه شد
واقف از غمخانه ام گرد تکلف کس نه رفت
گریه مستانه و سیل بهاران را چه شد

۲۱۶

یارم از لطف بلب کار مسیحا میکرد
کشتگان ستم خویشان احیا میکرد
سود و سرمایه زیان کرد پریشان شده دل
آه زان روز که با زلف تو سودا میکرد
ما به پیش دل سختن سپر انداخته ایم
کوه کن بود که او جنگ به خارا میکرد
درد تنهاییم ای شوخ کمان ابرو کشت
کاشکی تیر تو در پهلوی من جا میکرد
امشب از سوختن خویش مرا ذوقی بود
در پس پرده مگر یار تماشا میکرد
این زمان غیر درین لطف بمن گشته شریک
یاد روزی که ستم با من تنها میکرد
شب که از سنگدلیهای تو مینالیدم
ناله ام رخنه درین گنبد مینا میکرد
شکر آن غمزه چه گوئیم که دلجویی کرد
دل گم گشته ی ما ورنه که پیدا میکرد
همچو آن کس که ز تب در هذیان می افتد
شمع با روی تو شب دعوی بی جا میکرد
دید چون دام ترا تن به گرتاری داد
آنکه آزادی کونین تمنا میکرد

زنده ام داشت به این حیلۀ بی جور و جفا
او که هر روز بمن وعده فردا میکرد
واقف آن شوخ که عمری بدلم زد ناخن
گرهی کاش ز کار دل من وا میکرد

۲۱۷

ای خوشا طالع پیری که جوانی دارد
از جهان گذران سرو روانی دارد
تا کرا تیر کمان ابروی من بنوازد
که بهر گوشه چو من دل نگرانی دارد
ای که گویی که مرو در پی آن شاه سوار
با کسی گوی که در دست عنانی دارد
نخورد قطره آبی و صفیری نکشد
در کمین مرغ دلم سخت کمانی دارد
ذکر خیرت نه همین ورد زبان است مرا
می کند وصف ترا هر که زبانی دارد
نیست یکدل که خراشیده مزگان تو نیست
هر کس از ناوک ناز تو نشانی دارد
ای که از جور فلک می طلبی راه گریز
رو به میخانه که خوش امن و امانی دارد
میکشی تیغ پی قتل من ای شوخ مگر
عاشق دلشده در زعم تو جانی دارد
دم ز سودای سر زلف تو باید نزند
هر که اندیشه ای از سود و زیانی دارد
هر کجا تنگدلی سر بگریبان بینم
رشکم آید که غم غنچه دهانی دارد
لاغرم گرچه حقارت مکنیدم یاران
یار باریکتر تر از سوی میانی دارد
گل رخسار تو گر زرد شد افسرده مشو
زانکه هر باغ بهاری و خزانی دارد
واقف از فکر دهانت شده معدوم هنوز
بر خود از هستی موهوم گمانی دارد

۲۱۸

خنجر بکف او را گذری بر سرم افتاد
 دل در طپش افتاد چنان کز برم افتاد
 پرواز نمود از دلم امید رهایی
 در کنج قفس بسکه طپیدن برم افتاد
 قمری شد و گردید بگرد سر آن سرو
 او را چو گذر بر بکف خاکسترم افتاد
 گفتم چو خورد باده دهد کام دل آن شوخ
 ساغر زد و آتش شد و در بستم افتاد
 می خواست که بیرون رود از کوی تو واقف
 برخاست ز صد ضعف ز جا لاجرم افتاد

۲۱۹

دل در شط غمت بقرار آشنا نشد
 دردا که کشتیم بکنار آشنا نشد
 برباد داد خاک جهان را هوای تو
 با دامن تو هیچ غبار آشنا نشد
 تا دامن وصال تو از دست داده‌ام
 دستم ز کار رفت و بکار آشنا نشد
 تنها نه ننگ دوده آدم شدم ز عشق
 با من سگ در تو ز عار آشنا نشد
 راز درون پرده چسان برملا افتاد
 در بزم ما که زخمه بتار آشنا نشد
 بی او قلع قلع می گزنگ می خورد
 رنگ خزانیم به بهار آشنا نشد
 سرشار مهر تو نکشد رنج درد سر
 مست محبت تو خماری آشنا نشد
 بیگانه ماند بلبلم از فکر آشیان
 این گل پرست با خس و خار آشنا نشد
 صد چاک در دلم زدی ای شوخ وای من
 این شانه گر بطره یار آشنا نشد

خونم تمام گریه‌ی خونین بخاک ریخت
 آه این حنا بدست نگار آشنا نشد
 رفتم من از میان به امید وصال او
 وان آرزوی دل بکنار آشنا نشد
 واقف بگو چه چاره کنم بعد ازین که من
 بیگانه گشتم از خود و یار آشنا نشد

۲۲۰

او میرود از رفتنش آرام جانم میرود
 صبر و قرارم میرود تاب و توانم میرود
 دردا که آن پیدادگر بهر سفر بسته کمر
 داد دل خونین جگر از وی ستانم میرود
 از رفتن آن دل شکن ای مهربان غمخوار من
 با من مگو چندین سخن من نیز دانم میرود
 خاطر مرا دلگیر شد از زندگانی سیر شد
 خواهم ازین غم پیر شد رعنا جوانم میرود
 من گرچه افتادم ز پا از ضعف کافر ماجرا
 صد شکر او را از قفا اشک روانم میرود
 گفتم که دیگر در رکاب اصلا نخواهم رفتنش
 لیکن چو می آید سوار از کف عنانم میرود
 من شرح این درد والم واقف چسان سازم رقم
 هرگاه می گیرم قلم خون از بیانم میرود

۲۲۱

بتان که گفت ازین گونه ترکتاز کنید
 به حق ناز که ضبط عنان ناز کنید
 بر آستانه‌ی او بیدلان نیاز کنند
 نیاز او چو قبول اوفتاد ناز کنید
 ز حال زار برون ماندگان بیاد آرید
 چو با حبیب نشینید در فراز کنید
 بلا ز گوشه‌ی آن چشم می کند فریاد
 که عافیت طلبان از من احتراز کنید

دم سپردن جان گفت این سخن محمود
 که در لحد رخ من جانب ایاز کنید
 زند چو دست اجل چاک حله جانم
 طراز دامن آن سرو سرفراز کنید
 شکایت سر آن زلف مختصر میکنید
 حکایتی است خوش از بهر ما دراز کنید
 ز واقف این غزل تازه مطربان ببرید
 سرود مجلس آن یار دل نواز کنید

۲۲۲

نه فکر بوس نه ذکر کنار باید کرد
 شب وصال دل و جان نثار باید کرد
 برو ز یادم و ورنه مرا بیاد آور
 ازین دو کار یکی اختیار باید کرد
 دلی که بعد تردد بدستش آوردی
 ترا که گفت کزین سان فگار باید کرد
 شگفته است عجب داغها ز سینه‌ی من
 یکی نظاره این لاله زار باید کرد
 اگر نه چاک کنم جیب همچو گل ناصح
 دگر چه کار به فصل بهار باید کرد
 ز کوی یار میرای صبا غبار مرا
 ترحمی به من خاکسار باید کرد
 جواب غمزه مردم شکار خوبت چیست
 دلی نماند که دیگر شکار باید کرد
 چنین که خون دلم جوش می زند واقف
 اگر نه گریه کنم پس چه کار باید کرد

۲۲۳

آن کسانیکه دل از زلف تو بر می آرند
 مهره را از دهن مار بدر می آرند

من گرفتم که ز غم سوختم و سر به شدم
 کی مرا چشم سیاهان به نظر می آرند
 در زمین دل من تازه نهالان امید
 پا گرفتند به بینم چه ثمر می آرند
 خواب دیدم که شبستان غم روشن شد
 مژده وصل ازان ماه مگر می آرند
 بر کمر توشه‌ای از یخت جگر می بندد
 بینوایان تو چون رو به سفر می آرند
 یک شب ای ماه به جاسوسی عشاق بیا
 تا ببینی که چسان شب به سحر می آرند
 آفرین بر پدر و مادر تو می گویم
 که چسان تاب تو ای شوخ پسر می آرند
 سخن تلخ تو آنانکه رسانند به من
 طرفه زهریست که از تنگ شکر می آرند
 هیچ سرمایه به سودا زدگان تو نماند
 اشک در دیده بصد خون جگر می آرند
 چشمه‌ی آب حیاتی و ازین شرمست باد
 کز برت خشک لبان دیده‌ی تر می آرند
 جان من گوش مگیر از سخن دل شدگان
 گاهی گاهی گله پیش تو اگر می آرند
 بادهای که ز خاک درت آلوده رسند
 دیده داند که همه کحل بصر می آرند
 واقف از طور نکویان نخوری بازی را
 عاقبت بر سرت این قوم حشر می آرند

۲۲۲

بهار آمد ز خویش و آشنا بیگانه خواهم شد
 که گل بوی تو خواهد داد و من بیگانه خواهم شد
 نخواهد از سرم سودای گیسوی بتان رفتن
 خدا ناخواسته گر چوب گردم شانه خواهم شد

شراب صاف گر پیر مغان دارد دریغ از من
 قناعت پیشه ام دردی کش میخانه خواهم شد
 چه مشکلمها بخود آسان پسندیدم نمی دانم
 که خواهم شد پسند خاطر او یا نخواهم شد
 بامیدیکه بوسم لعل یاری میگزاری را
 شوم چون خاک و خاکم گل شود پیمانه خواهم شد
 زلیخا دید چون در خواب یوسف را نهان میگفت
 کزین خوابی که دیدم عاقبت افسانه خواهم شد
 نه ای دیوانه چون من ای نصیحت گو مگو پندم
 گمان داری که از پند تو من فرزانه خواهم شد
 ز یک لطفی که فرمودی بخود همسایه ام کردی
 امیدم هست کز لطف دگر همخانه خواهم شد
 مآل من خدا داند ولی در شانه می بینم
 که از زنجیر گیسوی کسی دیوانه خواهم شد
 شدی چون شمع بزم غیر دل واسوخت از عشقت
 نه خواهم کرد رو سوی تو گر پروانه خواهم شد
 هوای شاهیم واقف ز جا کی می برد لیکن
 به تقریب گدایی بر در جانانه خواهم شد

۲۲۵

به هجران ذکر وصل یار جانی خوش نمی آید
 به پیری یاد ایام جوانی خوش نمی آید
 من از نادیدنت راضی بمردن گشته ام ورنه
 کسی دیدی که او را زندگانی خوش نمی آید
 نیم ناخوش اگر نامهربانی میکنی با من
 ولی با غیر داری مهربانی خوش نمی آید
 توخوش بنشین که من باروی زردی شاخ گل رفتم
 ترا از من اگر رنگ خزانی خوش نمی آید
 برای غمزه چشم کبودش میتوان مردن
 که می گوید بلای آسمانی خوش نمی آید

ز حرص دل ستانیها کس از نا کس نمی دانی
 ز هر کس جان من دل می ستانی خوش نمی آید
 مبادا یاد گیری جان من عاشق پرانی را
 تو کز طفلی کبوتر می پرانی خوش نمی آید
 چه میپرسی ز ضعفم هم نفس بگزار خاموشم
 سخن گفتن مرا از ناتوانی خوش نمی آید
 خطی بنویس تا بوسم بمالم بر سر و دیده
 مرا ای دوست پیغام زبانی خوش نمی آید
 مزاج ما غرور دلبران را در نمی آید
 سبک روحم مرا این سرگرانی خوش نمی آید
 چرا میداد اول منصب پروانه ام واقف
 ز من آن شمع را اگر جانفشانی خوش نمی آید

۲۲۶

جانم زین درد بر لب آمد	کان ماه نیامد و شب آمد
رحمی که کبوتر دل ما	لب تشنه بچاه غیغ آمد
دیوانه شدند جمله طفلان	آن روز که او به مکتب آمد
تا صبح دهد سلام او را	خورشید آمد شبشب آمد
چندان برخورد گرم با من	کز گرمی او مرا تب آمد
یا رب جانان رسد به سروقت	جانم بر لب ز یا رب آمد
بر شیشه‌ی ما چه میزنی سنگ	کز خون جگر لبالب آمد
ای اختر بخت چشم روشن	کان ماه خجسته کوکب آمد
دل گفت بمن چو دیدش از دور	کان دشمن دین و مذهب آمد
یک جا دادیم جان و دل را	اکنون به کدام مطلب آمد
واقف چه شنیده و چه دیده	کز محفل او مذهب آمد

۲۲۷

به کف پیمانه گل بر سر چها رنگ دارد
 نگار من برای غارت هوشم چها دارد
 باین ضعفم خیال سرو رعنای بیا دارد
 جوان بخت است آن پیری که در دست این عصا دارد

جدایی دیده ام هر جزو من درد جدا دارد
 همان مانند من مجموعهٔ دردی کجا دارد
 به بستر هر که افتد سر ز بالین بر نمی دارد
 دیار دردمندانش عجب آب و هوا دارد
 چرا باید تغافل کرد خوش چشمان مشتاق
 که با صد آرزو چشم نگاهی از شما دارد
 ز کس حرف وفای او مرا باور نمی آید
 من او را آزمودم حاش الله کی کجا دارد
 چو آن تیریکه از ترکش جدا افتاده گم گردد
 فلک زین سان مرا از دشمنی یاران جدا دارد
 ز درد مفلسی از ما صدای بر نمی خیزد
 خوشا احوال نی با وصف بی برگی نوا دارد
 بیفکن قرعهٔ فالی به بین ای هم نشین تا من
 کنم فکری بحال خود اگر دردم دوا دارد
 دلم خون گشت او نامد بسروقت دلم واقف
 نمیدانم نگار من کجا پا در حنا دارد

۲۲۸

غم ندارم گر به غربت روزگارم میکشد
 میکشد این هم که دور از کوی یارم میکشد
 نی همین اندوه بیزاری یارم میکشد
 زاری دارد دل زارم که زارم میکشد
 غیرت معشوقیت ای شوخ عاشق کش چه شد
 بی حمیت تیغ برکش روزگارم میکشد
 وعده‌ای دادی که می آیم برای کشتنت
 زود شو گر دیر گردی انتظارم میکشد
 درد عشق و داغ حسرت رشک غیور و جور یار
 چون شوم جانبر که هریک زین چهارم میکشد
 در دیارش بودم و با من سگ او یار بود
 وان که اکنون یاد آن یار و دیارم میکشد

نیست امشب التفاتی سوی من آنماه را
 حسرت کم التفاتیهای یارم میکشد
 ای رخت خورشید و ماه من بفریادم برس
 روزهای تیره و شبهای تارم میکشد
 گرچه یارم کشت لیکن از دلش کینم نرفت
 حالیا بی رحم من شمع مزارم میکشد
 حسن او را واقف از عشق من آید ننگ و عار
 حاضرم گر بهر دفع ننگ و عارم میکشد

۲۲۹

آخر دلم بدست نگاری اسیر شد
 این خون گرفته همچو حنا دستگیر شد
 دارد ز بسکه هجر عزیزان ضرر به چشم
 یعقوب از جدای یوسف اسیر شد
 آینه دار طلعت جانان شدی دلا
 شکر خدا که کار تو صورت پذیر شد
 رو داد بسکه ضعف مرا دور ازان جوان
 تمثال من بخانه‌ی آینه پیر شد
 تنها نه تیر چله نشین گشت زان مژه
 در دور ابروی تو کمان گوشه گیر شد
 خونم که بود خوار تر از خاک بر درش
 چسپید چون بدامن نازش عبیر شد
 بیدرد من ز حالت واقف چه پرسم
 آن خسته جان سپرد بداغ تو دیر شد

فاتمام غزلیات

۱

وفا در خاطرش باری ندارد	محبت با دلش کاری ندارد
چو من زلفت گرفتاری ندارد	چو من چشم تو بیماری ندارد
که زیر خرقة زناری ندارد	مسلمانی بعهده زلف او نیست
که پروای گل و خاری ندارد	فدای بی سروپایی توان شد
مگر جز من گنهگاری ندارد	بود تهدید من پیوسته کارش
فلک چون من دل افکاری ندارد	نمک بر زخم من آن لب نزد حیف
چو من زلفت گرفتاری ندارد	بدور خط همان در بند اویم
خراب عشق معماری ندارد	به احوال دل من کس نه پرداخت
گر او بر دل ز من باری ندارد	مرا یاری چرا افکنده از چشم
که معشوق دل آزاری ندارد	ازان عاشق چه پرسى لذت عشق
که غاری دارد و یاری ندارد	بکوه غم منم آن بیکس و کو
چو من چشم تو بیماری ندارد	طبيب اول علاج درد من کن

۲

دانی محیط فتنه چرا موج میزند
 بهر شکست کشتی ما موج میزند
 بر زلف یار باد وزیدن گرفت باز
 ای دل کناره گیر بلا موج میزند
 در هر زمین که نقش قدم ماند زان نگار
 از خاک خون رنگ حنا موج میزند
 نتوان طپید تشنه بخاک فنا دگر
 از تیغ یار آب بقا موج میزند
 نقشی حصیر نیست بخاک سرای ما
 فقر از زمین کلبه‌ی ما موج میزند
 آینه‌ی رخ تو ز خط رنگ بسته شد
 از سینه‌ام هنوز صفا موج میزند
 شرم گداز خویش دهد دل به صد زبان
 این قطره را بین چه بلا موج میزند
 هر یک بطور خویش دهد عرض خویشتن
 دریا جدا سراب جدا موج میزند

ای توبه کشتی تو چسان نشکند کنون
طوفان گل شده است هوا موج میزند

۳

بشهرم خرد چند رسوا نماید
نمودم بدلدار تملیک دل را
چه غم چشم او کشت اگر بیدلان را
ز دیدار حق ناامیدی چه لازم
بهر لحظه میترسد از اشک چشمم
بجای که جانان تو ابرو نمایی
زدنیا مخور باژی ای تشنه ی حرص
بسی عقده پیش آمد از زلف یارم
ندارم بیزم بتان آشنایی

۴

بند ز بند من جدا کرد، که کرد؟ یار کرد
بر سر بنده این جفا کرد، که کرد؟ یار کرد
سنگ ستم بکسه ام ریخت، که ریخت؟ یار ریخت
لطف بحال این گدا کرد، که کرد؟ یار کرد
دفتر دین و دانشم سوخت، که سوخت؟ یار سوخت
فضل و کمال من هبا کرد، که کرد؟ یار کرد
زهد و صلاح من بیاد داد، که داد؟ یار داد
حاصل عمر من فنا کرد، که کرد؟ یار کرد
تهمت بی وفایم بست، که بست؟ یار بست
این همه بر من افترا کرد، که کرد؟ یار کرد
دل به شط بلا غریق ساخت، که ساخت؟ یار ساخت
دیده به گریه آشنا کرد، که کرد؟ یار کرد
خاک مذلتیم بسر ریخت، که ریخت؟ یار ریخت
در عوض وفا جفا کرد، که کرد؟ یار کرد
سیل بلا ز دیده ام راند، که راند؟ یار راند
با من زار ماجرا کرد، که کرد؟ یار کرد

۵

رسید یار و در غصه‌ام فراز کنید
 سرود عیش به چنگ و چغانه باز کنید
 بحکم یار جوانان مرا میازارید
 دعای پیر اثر دارد احتراز کنید
 ز کوتاهی شب فرصت اگر خبر دارید
 ضرورت است که دست دعا دراز کنید
 تونگرید بحسن ای بتان چه افتاده است
 که بهر غارت درویش ترکناز کنید
 چه خوب گفت سحرگاه عارف آگاه
 جهان تجلی حسن است دیده باز کنید
 ز غنچه دل ما گلرخان پیاد آرید
 گره چو باز ز بند قبای ناز کنید
 به دامنی که ز اشک ندامت آلود است
 قبول درگه حق است گر نماز کنید
 ادای حسن مکرر نمی شود خوبان
 همان جفا که بمن کرده اید باز کنید

۶

در دل آن پر عتاب می‌گردد	زهره طاق آب می‌گردد
مست عشق تو هر کجا نالد	مرغ و ماهی کباب می‌گردد
ابرویش را اگر کنی محراب	هر دعا مستجاب می‌گردد
خانه‌ی دل حباب را ماند	که بآهی خراب می‌گردد
هر که سودای زلف یارش سوخت	خون او مشک ناب می‌گردد
در دهان جای ذکر بر لبها	جای آبم سراب می‌گردد
عرق آلوده چون روی به چمن	گل ز خجلت گلاب می‌گردد

۷

گل عیشی نجیدم گرچه عهد وصل یار آمد
 زهی قسمت شدم دیوانه چون فصل بهار آمد

چو گل خندان نیامد بر سر بالین من روزی
 چه شد گریان اگر مانند شمع من بر مزار آمد
 برای خاطر من باخت جان روز مصاف غم
 ازین پهلوی نشینانم همین یک دل بکار آمد
 قفس پرورده مرغی شد مگر آواره گلشن
 که در گوشم صفیر طرفه‌ای از شاخسار آمد
 من از جان دست شستم بر کنار چشمه‌ی حیوان
 که آب زندگانی بی تو ام ناسازگار آمد
 ز درد دوریت پیمانه را شب لب بجان دیدم
 مرا چون شیشه‌ی می گریه‌ی بی اختیار آمد
 بلاهای سیاهم بر سر آورد ای مسلمانان
 چو در سرکار او هندوی خط بر روی کار

۸

سر پر شور جنون بر تن من می باید
 سر که بی این بود از دشمن من می باید
 چند در پا کشی این سلسله مشکین را
 سر زنجیر تو در گردن من می باید
 نشود عشق بیک جیب دویدن راضی
 چاک بسیار به پیراهن من می باید
 طبعم از بسکه بگل چینی درد است حریص
 اشک خونین همه در دامن من می باید
 هر قدر زخم که در خنجر بیداد تو هست
 لطف کن بر دل و جان و تن من می باید
 گفت چون ناله‌ی من مرغ گرفتار شنید
 این مصیبت زده هم شیون من می باید

۹

چو هاروت از چاه بابل برآید	مرا ز زخندان او دل بر آید
چو سیماب از دیده اشکم برآید	دل از تیغ او خورده زخمی که اشکم
ز صد طفل یک طفل قابل برآید	نه هر اشک مقبول درگاه افتد

بروی تو صبح از صفا میزند دم که از عهده پیر جاهل برآید
 بنازی بیرون آید از باغ آن شوخ که سرو از قفا دست بر دل برآید
 بهر کوچه برپا شود شور دیگر چو مجنون ما با سلاسل برآید

۱۰

چشم من چون پیش آن نادرمدندان تر شود
 آبرو اینجا ندارد اشکی اگر گوهر شود
 عمر رفت و دل نکردی صاف با عاشق مگر
 بی غبار آینه آب از دامن محشر شود
 با دم آبی قناعت کرده ام مانند تیغ
 تنگی قسمت نصیب صاحب جوهر شود
 کی رود بیرون هوای بزم مستان از سرم
 بعد مرگم دیده و دل شیشه و ساغر شود
 تاری از گیسو تلف کن از پی شیرازه اش
 چند ای بی رحم اوراق دلم ابتر شود
 هر که از فیض قناعت صاف باطن گشته است
 چون صدف گر قطره‌ی آبی خورد گوهر شود

۱۱

دوستی روزی دشمن نشود تا چو من سوخته خرمن نشود
 معتبر نیست خط خوبی مهر تا به مهر تو مزین نشود
 نشود قابل تشریف جنون تا گریبان تو دامن نشود
 شیخ گر چون تو بیتی را بیتند نیست ممکن که برهنم نشود
 تیره حالیست مرا از هجران وای من گر بتو روشن نشود
 بدلت پرتو فیضی نفدت سینه‌ات تا همه روزن نشود

۱۲

گل به آن عارض زیبا نرسد سرو با آن قد رعنا نرسد
 نیست یک شب که زیماری دل زاری من به مسیحا نرسد
 میکشم ناله و میگیرم زار که بگوش تو مبادا نرسد
 وعده بوسه بیادت ندهم که مرا با تو تقاضا نرسد
 گرچه ناز کتری از شیشه ولی بدل سخت تو خارا نرسد
 از لب خویش تلف کن بوسه درد من گو بمداوا نرسد

۱۳

محنت کش هجرم خبرم هیچ مپرسید
 خون گشت دلم از جگرم هیچ مپرسید
 دیوار و درم را همه افتاده به بینید
 کرد آنچه بمن چشم ترم هیچ مپرسید
 دل منزل یار است مجوید نشانش
 در راه طلب دیر و حرم هیچ مپرسید
 نسبت نتوان داد باو رشته جان را
 از نازکی آن کمرم هیچ مپرسید
 بینید که خون میرود از دیده من آب
 از حسرت آن خاک درم هیچ مپرسید
 یار از نظرم رفت چگویم که چها رفت
 رفت آه چها از نظرم هیچ مپرسید

۱۴

زان کماندار بحالم نظری بود نماند
 تیر او را بدل من گذری بود نماند
 بعد ازین ما و گوارایی زهر حرمان
 از لب یار امید شکری بود نماند
 گریه سرمایه بیتابی من داد به آب
 سرمه در چشم من از خاک دری بود نماند
 خشکی طالع من کارگر افتاد آخر
 در غم یار مرا چشم تری بود نماند
 بینوا ساخته این عشق جگر خوار مرا
 برگ عیشم دو سه لخت جگری بود نماند
 شب بزلغش دل آشفته دماغم میگفت
 که مرا با تو ازین پیش سری بود نماند

۱۵

راندی مرا ز خدمت تقصیر من چه باشد
 درمانده ام درین غم تدبیر من چه باشد

جای کزان لب و خط گویند یا نویسند
تقریر من چه باشد تحریر من چه باشد
تاری ز زلف لیلی بسته است دست و پایم
مجنون ناتوانم زنجیر من چه باشد
هستم خیال باطل تحقیق من چه حاصل
خواهم بسی پریشان تعبیر من چه باشد
کردی ز غمزه کارم فارغ نشین ز فکرم
چون صید تیر خورده تسخیر من چه باشد
بعد از وفای عمری سگ خوانده یار دوشم
تعظیم خویش دیدم تحقیر من چه باشد

۱۶

بغیر از جفا یاد کاری ندارد
چرا میرود دامن افشان ز خاکم
اگر بیقراری کنم غدرم این است
بجز خون دل نیست ما آسودیم
مرا دید سیماب در لرزه افتاد
ندیدم درین باغ یک گل ندیدم

۱۷

هر سبزه که در بهار روید
آن سلسله های عنبرین را
دل سوختگان داغ عشقت
تو درد کسی نمیکنی گوش
نتوان شدن از لب تو نومید
عالم شب تار شد ز زلفت

۱۸

اشک عشاق تو ممتاز بود
بی نوایم به غم خانه‌ی ما
خون بدل آب بچشم نگذاشت
چون کنم ناله ازین بخت سیاه
چشم این قوم گهر ساز بود
گر بود نغمه خدا ساز بود
گریه یک خانه برانداز بود
سر مه گیرنده‌ی آواز بود
آن نیازیکه همه ناز بود
با تو دارم ز ره یک جهتی

۱۹

تیغ بیداد برآهیختنش را نگرید
 حمله آوردن و خون ریختنش را نگرید
 آن ببینید که برخاسته از جا بی رقص
 همدمان فتنه برانگیختنش را نگرید
 با صف دل شدگان مکر و فریبش بینید
 جنگ آوردن و بگریختنش را نگرید
 آن گل تازه که دامن کشد از صحبت من
 با خس و خار درآمیختنش را نگرید
 از دل آویزی آن زلف میرسید مرا
 از سر زلف دل آویختنش را نگرید

۲۰

درد دلم ز رنگ رخم گرد میکند
 دیگر چگویمت که سرم درد میکند
 آمیخته است عشق بخونم هزار غم
 این می مخور که رنگ ترا زرد میکند
 بیبای تو کم نشد از گوشال خط
 خونها که چشم مست تو میکرد میکند
 با آنکه ناله داد غبار مرا بباد
 کینم هنوز از دل او گرد میکند
 ای شمع سرکشی چکنی اینقدر که صبح
 هنگامه ای ترا بدمی سرد میکند

۲۱

ارباب قرب را که جگر آب میشود
 از هیبت قضا و قدر آب میشود
 از حال دل میسر که بیچاره در غمت
 صد بار آب گشت و دگر آب میشود
 جایکه حرف از لب و دندان او زنند
 خون میشود عقیق و جگر آب میشود

آهن دلی بکار نیاید براه عشق
اینجا دل جرس ز خطر آب میشود
از خجالت عذار تو گل میشود گلاب
پیش لب ز شرم شکر آب میشود

۳۲

طلعت روی تو آفتاب ندارد
نکمت موی تو مشک ناب ندارد
چشم تو دارد بخواب میل و ندانم
از چه بدور تو فتنه خواب ندارد
جان بلب آمد ز تشنگی شهادت
تیغ تو شاید یک دم آب ندارد
آه چگونه کشم مقابل تیرش
مصرعه برجسته اش جواب ندارد
آه که در حضرتش چو نامه ی اعمال
عرضه ی من طالع جواب ندارد

۳۳

آنچه با دل آن ستمگر میکند	گفته گر آید که باور میکند
گرد در کوی تو میدانی که چیست	داد خواهی خاک بر سر میکند
ساقی دوران چو دور من رسید	جای صہبا خون بساغر میکند
از ی آن بت برهمن گشته ام	آدمی را عشق کافر میکند
یار خونین دست با دل آنچه کرد	گر بگویم خون دل سر میکند

۳۴

چه شد گر او بمن خسته خشمگین افتاد
مرا دلی است که فارغ ز مهر و کین افتاد
بکوی یار ز دستم دل حزن افتاد
کجا روم چه کنم کار با چنین افتاد
نمی نمی قدم ای غم ز خاطرم بیرون
ترا خرابه من سخت دلنشین افتاد

شدیم خاک و ز ما گرد بر نمی خیزد
فتاده هر که بکوی تو این چنین افتاد
ز فتنه خط نارسته تو در خطرم
ندیده روز خوش آنکس که دورین افتاد

۴۵

حرف از مهر و وفا میگوید آه آن شوخ چها میگوید
چون در آینه بینه خود را بت من نام خدا میگوید
آنچه بر من ز جدایی رفته است دل جدا دیده جدا میگوید
این سخن ها که بمن میگوئی من ندانم که ترا میگوید
جانمن این همه دشنام مده بنده ای را که دعا میگوید

۴۶

تا چها بر سرش از پهلوی اغیار آمد
کامشب از بزم تو دل آمد و یزار آمد
گر دلم خون شده در گریه ملامت مکنید
که جگر گوشه ی من بود مرا کار آمد
نالهی مرغ گرفتار شنیدم سحری
گریه بر حال دلم آمد و بسیار آمد
آن چنان مهر رخت ساخته آواره مرا
که ز همراهی من سایه بزهار آمد
همچو گیسوی خود آشفته شوی گر شنوی
بر سرم آنچه ازان طره طرار آمد

۴۷

ره بجانان نمی توانم برد زین الم جان نمی توانم برد
مبتلایم بدرد بی دردی نام درمان نمی توانم برد
ضعف بنگر که دست بیتابی بگریبان نمی توانم برد
نگه شوقم و ز غایت شرم ره بمزگان نمی توانم برد
اگر این است شمع سان تب عشق شب بپایان نمی توانم برد

۴۸

چو رفتم پیش او چین بر جبین زد
غرور حسن او موج این چنین زد

قبای ناز چون پوشید آن شوخ
 نخستین بر چراغم آستین زد
 ترا گر آسان از خاک برداشت
 مشو ایمن که خواهد بر زمین زد
 ز تیر ناز این ابرو کمانان
 توان یک عمر حرف دلنشین زد
 ز چشم شوخ او بر خویش لرزم
 که این آهو ره شیران دین زد

۲۹

اشکم از دیده بصد شور چکیدن دارد
 ماجرای دل شوریده شنیدن دارد
 کرده‌ای با رخ او دعوی خود آرای
 امشب ای شمع زبان تو بریدن دارد
 نرود نقش تو مژگان زدن از نظرم
 ساخت در دیده چنان خانه که دیدن دارد
 سر انگشت ندامت نگرفتی به دهن
 مگذر از شهد تاسف که چشیدن دارد
 ای گل از چاک گریبان چه پریشان شده ای
 خنده کن جیب تو حظی ز دریدن دارد

۳۰

آن دل که ز چشم دلبر افتاد
 بیمار شد و به بستر افتاد
 ای کان ملاحات از کجایی
 شور تو بهفت کشور افتاد
 افسوس که رسم مهربانی
 در عهد تو ماه من بر افتاد
 لخت جگرم که داشت دل نام
 دردا که بدست کافر افتاد
 مردیم ز حسرت وصالش
 شاید که بعمر دیگر افتاد

۳۱

تنها نه چشم از غم هجران سفید شد
 هر مو در آب دیده چو مژگان سفید شد
 بنگر سیاه بختی داغم که چشم او
 در انتظار صبح نمکدان سفید شد

خورشید و مه ز شرم تو رفتند در حجاب
یعنی که پیش روی تو نتوان سفید شد
داغ خجالت آه ز شستن نمیرود
گیرم ز گریه نامه عصیان سفید شد
یعقوب وار چشم سیه روزگار من
از گریه در فراق عزیزان سفید شد

۳۲

نمود از وعده قتل دلم شاد
ترا آخر بروز ما نشانید
بسوی ما نمی افتد گذارت
پدر بیزار شد از وضع من گفت
مرا افتاد خون در دل ز دست
خدا آن شوخ را توفیق بخشاد
الهی خانه ی آینه آباد
نمیدانم ترا در دل چه افتاد
ترا ای کاشکی مادر نمی زاد
چه باید کرد با این رنگ افتاد

۳۳

طالب وصل اگر باید بود
نتوان بود کم از آبله ای
بعد ازین خون جگر باید خورد
از همه قطع نظر باید کرد
تیری از شست قضا چون بجهد
همدم آه سحر باید بود
همه تن دیده ی تر باید بود
تا یکی خون جگر باید بود
تا کجا دست نگر باید بود
سینه وا کرده سپر باید بود

۳۴

فغان کز گشته ی اغیار با من خوب من بد شد
امید صد یکی گردید نویدی یکی صد شد
دلم می خواست یک ساعت بهشت وصل را دیدن
ولی از بخت بد در دوزخ هجران مغلط شد
ره کوی ترا روزیکه دانستم ندانستم
که پایم تا بزانو سوده خواهد شد ز آمد شد
دوبلا گشت آهم تا دوتا شد پشتم از پیری
قد خم گشته ی من از برای این الف مند شد
مسلمانان مسلمانی همین عشق است پیش ما
بکیش ما کسی کز عشق بر گردید مرتد شد

۳۵

ز امید وصالش گرچه دل خوشنود میگرد
ولی از بیم هجران تو جان نابود میگرد
بیوسی زان لب شیرین مرا بنواز پیش از خط
که این جلوه پس از چندی سراسر دود میگرد
دم فرصت غنیمت دان و کام تلحکامان ده
که خط چون سبز شد این شیشه زهر آلود میگرد
سر و سرمایه خود را زیان کرد از سر زلفش
هنوز این دل ز سودا در هوای سود میگرد

۳۶

یک یوسه گر ز نوش لبان میتوان خرید
با نقد و نسیه دو جهان میتوان خرید
خاک که سرخ گشته ز خون شهید عشق
کبریت احمر است بجان میتوان خرید
در دست روزگار اسیر آدم مرا
قطع نظر ز سود و زیان میتوان خرید
جان صرف کن گرت سر سودای عاشقی است
این جنس را بنقد و زیان میتوان خرید

۳۷

جامه زیان بما چها کردند
جامه ی صبر ما قبا کردند
من و دل را ز هم جدا کردند
دل ربایان بین چها کردند
شکر از لب بدیگران دادند
زهرچشمی به کار ما کردند
کی بهر کس رسد شهادت عشق
این سعادت نصیب ما کردند

۳۸

غم دل دلبری دارد ندارد
ترحم کافری دارد ندارد
جواهر خانه ی صنع الهی
به از دل گوهری دارد ندارد
تن تنها زدم بر قلب مژگان
چنین دل دیگری دارد ندارد
ربودم زخم از شمشیر نازش
چون کس جوهری دارد ندارد

۳۹

کی خسته ی غمت بمسیح التجا برد
حاشا که دردمند تو نام دوا برد
روزی بر آستان تو یابند مرده ام
هرکس که داد دل بتو جان را کجا برد
ما را خبر ز منزل مقصود خود کجاست
از خویش میرویم بهر جا خدا برد
بسیار میرود دل من از پی بتان
ترسم که رفته رفته مرا هم ز جا برد

۴۰

رفت در زهد عمر من برباد
کردی آخر خراب خانه ی من
گفتمش رفتم از درت گفتا
کنند جان من چو دید از عشق
میکشم باده هر چه بادا باد
ای غم عشق خانه ات آباد
سر آوارگی سلامت باد
تیشه از دست کوهکن افتاد

۴۱

دلبران شوخ و میززا مشوید
ما جفا دوستیم لیک شما
ای هلال ابروان بهر خدا
بیوفایی چو عمر کار شماست
بهر جان و دلم بلا مشوید
این چنین دشمن وفا مشوید
چون مه عید کم نما مشوید
چون بگویم که بیوفا مشوید

۴۲

طاقتم برد هجر تاب نماند
یار آمد به پرسشم آندم
خوردنم غصه بیخودی خواب است
یا چنین روی و موی باغ شدی
در دلم چون نگینه آب نماند
که مرا طاقت جواب نماند
بی توام ذوق خورد و خواب نماند
به گل و سنبل آب و تاب نماند

۴۳

راز درون پرده ز اشکم بدر فتاد
این طفل بی زبان چه بلا پرده در فتاد

روزیکه عشق آتش بیداد بر فروخت
در پنبه زار طاقم اول شرر فتاد
نزدیک شد دلا که برای پیام وصل
یعنی کمند ناله بر اوج اثر فتاد
ما را ز غافلانه نگاهی بخون نشاندا
طفل است تیر او چه قدر کارگر فتاد

۴۴

کس چرا دل به چنین شوخ جفا جو بندد
که ز ابرو کشد آن را که به گیسو بندد
کشتگان تو چسان داد ستانند به حشر
که زبان همه آن نرگس جادو بندد
استخوان ریزه من چون بدرهم جان ز وفات
سگ کوی تو چو تعویذ به بازو بندد
بهر صید افگنی افتد چو بصره گذرت
حیرت چشم تو پای رم آهو بندد

۴۵

ز دولت تو دلم درد و داغ پیدا کرد
ز کار و بار دو عالم فراغ پیدا کرد
دل از غرور بمن وا نمی شود نفسی
ز پهلوی که دگر این دماغ پیدا کرد
دلم نداشت سر اختلاط این مردم
ز ناله راه بمرغان باغ پیدا کرد
ز بسکه طالع بیدرد بود نرگس را
ز خواب چشم کشود و ایام پیدا کرد

۴۶

هر کرا سودای زلف او گریبان گیر شد
تا بگردن غرق آب آهن زنجیر شد

بیش ازین بی حاصلی نبود که در باغ جهان
هر کجا انجیر بنشانیم بیدانجیر شد
خاطر دلگیر از زخم تو ام گل گل شگفت
غنچه من عاقبت وا از دم شمشیر شد
دل بسی آزرده بود از بهر آب زندگی
خضر را هم عاقبت آن سبزه‌ی شمشیر شد

۴۷

ببالای او هر که دل داده باشد
برای بلا باید آماشه باشد
چو دل گوهری آه از دستم افتاد
ندانم بدست که افتاده باشد
به بزمش ادب باید از شمع آموخت
که بعد از نشاندن هم استاده باشد
توان شست از لوح دل نقش غم را
بجاییکه یک ساده و باده باشد

۴۸

از دوا درد دلم روی به بهبود نه کرد
پند ناصح من سودا زده را سود نه کرد
خنده کن خنده که آید دل افسرده بشور
گریه ریش جگرم خوب نمک سود نه کرد
صد بهار آمد و جز ناله به گلزار جهان
از جگر سوختگان هیچ کسی دود نه کرد
رفتم از کوی تو و دل بهمان درد که بود
خسته درد ترا نل مکان سود نه کرد

۴۹

من ز دل ز من جدا افتاد من تو دل را بین چها افتاد
سر زلفش نداشت دل لیکن بازی - بازی درین بلا افتاد

دل که بود از غزاله وحشی تر در گمند تو از کجا افتاد
نمک خوان درد تا خوردیم مرهم از چشم داغ ما افتاد

۵۰

ز من برگشت آن مه مهربان من که خواهد شد
درین بی طالعیها قدردان من که خواهد شد
عزیزان جمله پوشیدند چشم از یاس-احوالم
به جز داغ محبت دیدبان من که خواهد شد
دران محفل زیان دودمندان کس نمی داند
به پیش یار یا رب ترجان من که خواهد شد
شود خاموش شمع آنجا که حرف از سوزدل گویم
نمیدانم بیزمش هم زبان من که خواهد شد

۵۱

دیده گردید و بت عهد شکن پیدا کرد
خوش بلای ز برای دل من پیدا کرد
در سفر داغ غریبی دلم آورد بدست
تحفه ای بهر عزیزان وطن پیدا کرد
قدر لغت جگر من شناسی حیف است
این عقیق است که نتوان به یمن پیدا کرد

۵۲

بشنو که پیر دیر چه ارشاد میکند
از بسکه طبع یار مکرر پسند نیست
می خور که می ترا فروغ آباد میکند
هر لحظه جور تازه ای ایجاد میکند
مشنوح دیت غیر گراز بنده نقل کرد
اکثر دروغ خود بمن اسناد میکند

۵۳

چو غنچه مانده ای ای دل کنون که یار آمد
چو گل بپزند که یار آمد و بهار آمد
به بیخودی سر راهی ده چار یار شدم
هزار شکر ز خود رفتنم بکار آمد

کسیکه ناصح من گشته بود دوش امروز
ز کوی او بگریبان تار تار آمد

۵۴

بنمای رو که صورت عالم نکو شود
بکشای مو که خاک جهان مشکبو شود
عشقم چه عقده ها که نیاورده است پیش
ترسم که گریه نیز گره در گلو شود
پیمانه گر کنی ز توای چرخ دور نیست
از مشّت خاک با که نه خم نی سبو شود

۵۵

کسی امید چه نفع از توای فلک دارد
بزخم هر که تو مرهم نهی نمک دارد
رقیب سوخته را بار اختلاط مده
حذر ز صحبت او کن که آتشک دارد
ز جور چرخ چه پرواست دردمندان را
که طفل اشک کجا بیم از فلک دارد

۵۶

جان ضعیف من که بیجانان نمی رسد
موریست ناتوان به سلیمان نمی رسد
دور از تو دل اگر نخورد خاک چون کند
ای وای قطره ای که به عمان نمی رسید
یار است و گیسوی که پایان رسیده است
ماییم و شکوه ای که پایان نمی رسد

۵۷

تنگ تنگ از دهن یار شکر میریزد
شکر از تنگ دهانش چه قدر میریزد
کارم از گریه و دست تو گذشت است کنون
جای اشک از مژه ام لخت جگر میریزد

هر که در بزم توره یافت گهر چینی کرد
لعل خوش حرف تو از بس که گهر میریزد

۵۸

ره نمی یابد سکندر هم بدولت خانه اش
حیرت دارم که چون آینه را رو میدهد
مصرعی گر بعد ماهی میکند موزون هلال
یار در آنی جوانش را به ابرو میدهد
گر دماغی تازه خواهی جرعه‌ای بر ما فشان
آب چون بر خاک میپاشد کسی رو میدهد

۵۹

گر او دل میدهد جان میستاند کسی این شیوه را یا رب چو داند
جواب نامه ام کی مینویسد ترا ای نامه بر او میدواند
بود منظور او عاشق پرانی بظاهر گر کبوتر میپراند

۶۰

تند خویی ز من نمی آید سرکه رویی ز من نمی آید
گریه بر این فسرده‌گان چکنم مرده شویی ز من نمی آید
نکنم جستجوی سرو قدان فتنه جویی ز من نمی آید

۶۱

دارد افسانه ییثایی من تاثیری
که در گوش ترا قطره سیماب کند
بی تو چون صورت نرگس مژه برهم نزنم
دهر هر مو به تنم گرچه رگ خواب کند
حسن دارد اثری طور دگر در همه حال
آب را آینه و آینه را آب کند

۶۲

نه همین عالم ازین زلف دگر گون گردید
عقل کل دید چو این سلسله مجنون گردید

شد ترازو دو سه تیرم بدل از شست کسی
مصرعی چند به این واسطه موزون گردید
سرو گل رنگ قیام ز کدامین چمنی
بسکه دنبال تو گردید دلم خون گردید

۶۳

داغت پس از فنا بمزارم بهار کرد
چندانکه مشقت خاک مرا لاله زار کرد
گفتی که بعد ازین نیزم تیر خود بغیر
حرفی که گفته‌ای بدل بنده کار کرد
زلف تو گشت درهم و برهم چو خط رسید
این شور مور بین چه قدر تارومار کرد

۶۴

مرا اگر تب عشق استخوان بجنباند
کجا پیرشش من او زبان بجنباند
بیا و دست بنه بر دلم که می ترسم
ز اضطراب دل من جهان بجنباند
بعرض سوز و گدازم ز داغ بی‌کسی ام
که غیر شمع بزمش زبان بجنباند

۶۵

بجز چاک که آن از جیب تا دامن نمی آید
دگر کاری ز دست فلزای من نمی آید
چه می پرسی ز من نادمندیهای یاران را
شدم بیمار و کسی هرگز به پرسیدن نمی آید
اگر مرد رهی از فکر زن برهم مزین خود را
ز یک زن آنچه می آید ز صد رهزن نمی آید

۶۶

سجری مرحمتی عشق تو در کارم کرد
خفته بودم سرکوی تو که بیدارم کرد

آسان دست ز آزار دل من برداشت
بخت روزی که بدست تو گرفتارم کدود
دیدن ساده رخان نامه‌ی من کرد سیاه
روی این دیده سیاه باد سیاه کارم کرد

۶۷

اگر ز خاک مزارم غبار برخیزد
ز شوق گوشه‌ی دامن یار برخیزد
ز بی مرقی چشم او عجب نبود
که رسم مردمی از روزگار برخیزد
ز گریه‌ی که بدل دارم از گل روی
ز دامن مژه ابر بهار برخیزد

۶۸

غم افزون شد نپرسیدی چرا شد
دلخون شد نپرسیدی چرا شد
سرشکم بود بس بی رنگ اکنون
جگرگون شد نپرسیدی چرا شد
فغان من که بد زندانی دل
بگردون شد نپرسیدی چرا شد

۶۹

تا ستانم ز بتان داد تن خون آلود
بر سر چوب کنم پیرهن بخون آلود
شکوه تیغ کسی خامه شنجرفم ساخت
می تراود ز زبانم سخن خون آلود
صبح محشر چو گل از غنچه شهید تو کند
سر برون خنده زنان از کفن خون آلود

۷۰

چشم ترا که رخصت خون ریز داده اند
خنجر بدستش از مژه تیز داده اند
در خنده اختیار نداری برنگ گل
جام طرب بدست تو لبریز داده اند

آویخته است از سر هر موی او دلی
جانان ترا چه زلف دل آویز داده اند

۷۱

غنچه سان تنگی دل از سر من وانشد
تا چو گل پیراهن من پاره از صد جا نشد
قطره خود را گمیز تا کردم از کسب صفا
عقده افتاد در کارم که هرگز وانشد
کسب دانش داشت ما را بی نصیب از سوز عشق
قطره کم بخت ما گوهر شد و دریا نشد

۷۲

خیال تند خوی در دل من خانه می سازد
که چون سیلش گذر هر جا فتد ویرانه می سازد
ندارم شکوه از زنجیر زلفت لیک ازین داغ
که این دیوانه را با مدعی هم خانه می سازد
درین ظلمت سرا از شوق شمع می پرد چشم
که مژگان را خیال او پر پروانه می سازد

۷۳

دشمنان خانه ی من سوخته بودند نشد
آتشی از حسد افروخته بودند نشد
آفرین باد به تاثیر وفاداری من
بی وفایی بتو آموخته بودند نشد
پنجه ی شوق نیازم که بسر وقت رسید
دوستان جیب مرا دوخته بودند نشد

۷۴

ز وصلت ناامیدیها همه امید میگرد
که شام ماتم از روی تو صبح عید میگرد
چه شد ای کعبه جان گرتوا من روی گرداندی
بآن ذوقی که دل گرد تو میگردید میگرد

به پیش او مکن زندهار عرض دوستی ای دل
که بهر دشمنی آن شوخ را تمهید میگردد

۷۵

نه همین بادیه گلزار هوادار تو بود
آب میگشت سراسیمه طلبگار تو بود
لطف کردی که فرود آمده ای در دل من
ورنه این منزل ویران نه سزوار تو بود
در چمن دوش خرامیدی و نرگس از شوق
چشم خود دوخته بر گوشه‌ی دستار تو بود

۷۶

چگویم که حال من از عشق چون شد
دلی داشتم آنهم از درد خون شد
برآشتگی بود لیکن ز چندی
ز سودای زنجیر زلفت جنون شد
ز آزار من دست بردار ای عشق
که سرپنجه‌ی طاقت من زبون شد

۷۷

دامان من از شومی این چشم تر آلود
شستن نکند سود که خواهد دگر آلود
معلوم شود بر تو جگرداریم امروز
کز دیده فشانم دو سه اشک جگر آلود
گفتی که ندارد اثر آه فلانی
بنشین که کشم پیش تو آه اثر آلود

۷۸

بی تو با این همه زاری بلبم جان نرسد
تا تو بر سر نرسی عمر بیایان نرسد
می رود تند چنان شوخ وفا دشمن من
که بگردد قدمش عمر شتابان نرسد

رخنه‌های قفسم بسته سراسر صیاد
که بمن ناله‌ی مرغان گلستان نرسد

۷۹

مینه ام از داغها معمور باد تا ابد آن داغها ناسور باد
دل که می‌آرد قیامت بر سرم با قیامت قامتان محشور باد
خوبی عالم ز خوبانست و بس چشم بد یا رب ز خوبان دور باد

۸۰

آن روز که یار خواهد آمد صد فصل بهار خواهد آید
گر دل نرود ز کار در عشق دیگر بچه کار خواهد آمد
میرم از ذوق اگر بدانم یارم بمزار خواهد آمد

۸۱

دوش بر بالینم آمد یار و غم خواری نکرد
خواستم درد دلی گویم زبان یاری نکرد
خاطر محمل نشین من نشد مایل برحم
ورنه دل همچو جرس تقصیر در زاری نکرد
چشم او با مردم آزاری ز بس خو کرده است
دست کوتاه ازستم در عین بیماری نکرد

قطعات

۱

بجا ز پیکر من گو یک استخوان باشد
برای تیر کمان ابروان نشان باشد
ز هر کسی نتوان یافت اعتقاد درست
که این متاع بر دل شکستگان باشد

۲

دل در سواد زلف تو داغی بهم رساند
صد شکر تیره روز چراغی بهم رساند
زلف تو گشت درهم و برهم ز عرض حال
هندو بین که طوفه دماغی بهم رساند

۳

در گریه دوش یک مژه ام خواب برده بود
تا چشم باز گشت مرا آب برده بود
امشب بیاد گوهر گوشش ز بس طپید
اشکم کزو ز قطره سیماب برده بود

۴

او ز همراهان به حمل خفته غافل میرود
در پیش جان در پی جان دل پی دل میرود
جنس نازی گر بما سودا کنی وقت است وقت
نقد فرصت میرود از کیسه عاقل میرود

۵

هر کجا آن قد و قامت باشد
راستی را که قیامت باشد
نیست ما را سر گزار بهشت
سر کوی تو سلامت باشد

۶

کجا زمانه غم روزگار من دارد
ز صبح خنده به شبهای تار من دارد
هزار مرتبه دیدم قماش جامه ی گل
کجا لطافت دامن یار من دارد

۷

مرگ در هجر دوست از من باد
زندگانی نصیب دشمن باد
ماه بی مهر من ز دوری تو
تیره شد حال بر تو روشن باد

۸

بغیر ناله که آن نیز بسته برآید
کدام کار ز دست دل شکسته برآید
پس از وفات ز خاکم بهر بهار چو نرگس
خندنگ ناز تو خوش چشم دسته دسته برآید

۹

داغت پس از فنا بمزارم بهار کرد
چندانکه مشت خاک مرا لاله زار کرد
گفتی که بعد ازین نزنم تیر خود بغیر
حرفیکه گفته‌ای بدلم سخت کار کرد

۱۰

بغم عشق شاد باید مرد
گر همه نامراد باید مرد
عشق دین است عشق ایمان است
به همین اعتقاد باید مرد

۱۱

در گلشن کویش که صبا راه ندارد
غم نیست اگر ناله‌ی ما راه ندارد
ما خود همگی مهر و وفایم ولیکن
در خاطر او مهر و وفا راه ندارد

۱۲

رفتی از گلشن و گلها همه دلگیر شدند
در فراق تو جوانان چمن پیر شدند
کرد سودای تو دیوانه خردمندان را
زلف بکشا که همه قابل زنجیر شدند

۱۳

جور چشم یار را ناچار میباید کشید
همچو ناز مردم بیمار میباید کشید
مسند عشاق را جز آستان حسن نیست
صورتم بر خاک کوی یار میباید کشید

۱۴

دل شرح آتش شتم او نمیدهد
یعنی کباب میشود و بو نمیدهد
شهری سلام نمیکندش همچو ماه نو
آن کج که جواب بابرو نمیدهد

۱۵

دل بیدرد مرا میسوزد

دوزخ سرد مرا میسوزد

داغ بر دست نهاد است آن گل

آنچه او کرد مرا میسوزد

۱۶

دل یک نفس در آتش هجران طپید و ماند

همچون سپند ناله‌ای گرمی کشید و ماند

شاید نوید وصل ز جای شنیده است

جان فراق دیده که بر لب رسید و ماند

۱۷

مریض عشق او بسیار بر بستر نیمی ماند

اگر ماند شبی ماند شب دیگر نیمی ماند

چه میگردانی ای گل اینقدر اوراق خوبی را

که ناگه میوزد بادی که این دفتر نیمی ماند

۱۸

ز بخت خرمیم در نظر نمی آید

زمین چو شور بود سبزه بر نمی آید

ز طور رفتن آن شوخ طفل دانستم

که همچو اشک بچشمم دگر نمی آید

۱۹

بوعده ای دل من شاد اگر کنی چه شود

خرابه ای تو هم آباد گر کنی چه شود

مده به خسرو ای چرخ مفت شیرین را

نظر به محنت فرهاد اگر کنی چه شود

۲۰

شب هجران اومی با دماغ من نمیسازد

چراغ تیره روز عشق را روغن نمیسازد

بصحرا رفته ام لیکن قرارم نیست در یکجا

که پای هرزه گرد عشق با دامن نمیسازد

۴۱

نتوانم نفسی صلح به پیراهن کرد
با گریبان که چنین دست مرا دشمن کرد
آه صیاد چنان تنگ گرفته است بمن
که دلم را چو جرس در قفس آهن کرد

۴۲

بخت چون شمع بغیر از تب و تپم ندهد
رخصت اینکه برد یک مژه خوابم ندهد
اینچه ظلم است ندانم که باین تشنه لبی
تیغ دریا دل خوابان دم آبم ندهد

۴۳

چنان دوست در پهلوی من نشیند
که دشمن به پهلوی دشمن نشیند
کشد رشک ما را ز خاکی که باشد
غباری ترا گرد بدامن نشیند

۴۴

سرمه ناز ازان چشم سیه میریزد
یک جهان فتنه ازان طرز نگه میریزد
برگ گل قابل آن سرو کجاست
بسته ی خویش عبث غنچه ز ته میریزد

۴۵

اگر نقاب ز روی تو شود چه شود
نگاه اگر بنگاه تو آشنا شود چه شود
اگر چو آینه بر عکس خواهش اغیار
خیان ما و تو روزی صفا شود چه شود

۴۶

ز بس کاری ز دست نارسای من نمی آید
اگر چاک افکنم در جیب تا دامن نمی آید
چه میبری ز من نادانندیهای یاران را
شدم بیمار و هرگز کس به پرسیدن نمی آید

۲۷

دیده گریا نست سیراب چمن خواهیم کرد
اشک خود صرف گل و سرو و سمن خواهیم کرد
این زمان مزدور شیرین کاری یار خودیم
کار خود را بعد ازین چون کوهکن خواهیم کرد

۲۸

بود در کویت دل زاری نپرسیدی چه شد
تن بمردن داد بیماری نپرسیدی چه شد
بارها جانم بلب آمد ز درد بیکسی
حال ما را ای دل آزاری نپرسیدی چه شد

۲۹

هزار حیف که کار دلم بکام نشد
غلام عشق نگردید و نیکنام نشد
فلک بمرکز آسودگی قرار گرفت
هنوز دایرهٔ گردش تمام نشد

۳۰

کشور حسن و خط زیر و زیر خواهد شد
دود نخوت ز دماغ تو بدر خواهد شد
این زمان حسن تو هرچند که روز افزونست
خط سیاهی چو کند روز بتر خواهد شد

۳۱

شاید آن بیوفا نمی آید
که دل من بجا نمی آید
دامن یار داده ایم از دست
کاری از دست ما نمی آید

۳۲

جان جدا شد ز تنم لیک بجانان نرسید
آه از درد جدایی که بدرمان نرسید
کلمهٔ زلف تو بسیار دراز افتاد است
عمر آخر شد و این قصه پایان نرسید

۳۳

تا یار راند گلگون اشکم ز پی روان شد
صبر گران رکابم آخر سبک عنان شد
یک عمر حرف سخت سنگیندلان شنید است
عذرم توان پذیرفت گوشم اگر گران شد

۳۴

چنان دل از برای سرد مهر افسرده می آید
که از هر داغ او بوی چراغ مرده می آید
ز تاراج گلستان میرسد سرشار رنگ و بو
تو پنداری که خون لاله و گل خورده می آید

۳۵

دلبران چون نقاب بردارند
فتنه ها سر ز خواب بردارند
گل و سنبل ز روی و موی کسی
در چمن آب و تاب بردارند

۳۶

سفر از کوی یار نتوان کرد
ترک یار و دیار نتوان کرد
عشق اگر صد هزار حیلہ کند
غیر عشق اختیار نتوان کرد

۳۷

شب که رویش ز می افروخته بود
شمع زو روشنی آموخته بود
آتشی در دلم افتاد امشب
تا خردار شوم سوخته بود

۳۸

دل بگوشش چه سخن میگوید
حال چشم تر من میگوید
گل زبان گشته همه تن گویا
وصف آن غنچه دهن میگوید

۳۹

تلخ عیش جدایی او را
 شهد در کام زهر میگردد
 گریه من بین که از فیضش
 در همه شهر نهر میگردد

۴۰

دل از اندیشه دارین غم پهلوی غم دارد
 ز فکر این دو خانه چون کمان پشتم دو خم دارد
 گرفتار تو هر جا پا گذارد شور برخیزد
 چو شخص پای در زنجیر شیون در قدم دارد

۴۱

ز صبح عید دلم بی تو شام ماتم دید
 من آنچه دیده ام از دوریت کسی کم دید
 فغان که زخم دل ما ز قحط چاره گران
 نه نام بخیه شنید و نه روی مرهم دید

۴۲

دل چگویم که کجا دور ز من میگردد
 تشنه گرد سر آن چاه ذقن میگردد
 من ز زنجیر زدم حرف تو از طره خویش
 که سخن سلسله جنبان سخن میگردد

۴۳

چرا از تنگی دل خاطر اندوهگین باشد
 برنگ غنچه شاید خاطر جمع درین باشد
 بود در حلقه اهل قناعت نامور آن کس
 که او را خانه بر اندازه تن چون نگین باشد

۴۴

آتش شوق تو ام بسکه جگر سوخته بود
 شمع همسایه شب از داغ من افروخته بود
 در هواداری سیمین بدنان رفت بیاد
 هر زر رنگ که رخسار من اندوخته بود

۴۵

دل خون گشته میترسم که از مژگان فرو ریزد
 بیالاید کنارم را و در دامن فرو ریزد
 گدازد سیم اگر یابد خبر ز اندام نرم تو
 وگر بیند دل سخت ترا سندان فرد ریزد

متفرق اشعار

۱

مژه گیرا تر از سرپنجه‌ی شهباز می آید
 شکارم تا کند ظالم باین انداز می آید

۲

ز روی عالم افروزی دلم آتش بجان دارد
 که چون خورشید منت بر زمین و آسمان دارد

۳

نه عاشق است که از دوست کام دل گیرد
 بریده باد زبانی که نام دل گیرد

۴

در کوی تو ناکام مرا نام نهادند
 محنت کش ایام مرا نام نهادند

۵

بیخنده لب بکشا تا دلم شگفته شود
 مپرس حال مگر یک دو حرف گفته شود

۶

کی صبا خاطر دلگیر مرا بکشاید
 نیست دل غنچه که از کسب هوا بکشاید

۷

ماندست ز بیمار فراق تو دمی چند
 وقت است اگر رنجه نمایی قدیمی چند

۸

تا شیون مرا ز قفس گوش کرده اند
 مرغان باغ نغمه فراموش کرده اند

۹

در غم هجران او بر لب من جان رسید
یار نیامد بسر عمر بپایان رسید

۱۰

دلم از کوچهی زلفش پریشان حال می آید
هزار آشفتهگی همراه بدین منوال می آید

۱۱

ازان لیلی نسب هنگامه ای در باغ برپا شد
که مجنونی دگر از سایهی هر بید پیدا شد

۱۲

عاشقان در عهد ما افسوس ناپیدا شدند
قمری و پروانه و بلبل همه عنقا شدند

۱۳

مصور از پی نقشم چو خامه بردارد
بچشم من چو رسد جا سفید بگذارد

۱۴

دل آزرده از پیغام وصل او کجا خندد
مگر این غنچهی افسرده بر سعی صبا خندد

۱۵

از نظر رفتی و شد این دیدهی گریان سپید
حیرتی دارم که کرد این خانهی ویران سپید

۱۶

در دلم پیکان جانان جای خود وا میکند
چون رسد در خانه مهمان جای خود وا میکند

۱۷

بتان بکشتن من غمزه را اشاره کنید
وگر مضایقه ای باشد استخاره کنید

۱۸

هر که ابروی آن صنم بیند
ماه نو را بچشم کم بیند

۱۹

خبر هر چند از حال من آن غافل نمی گیرد
مرا از ناله و فریاد هرگز دل نمی گیرد

۲۰

بی تو امشب دستگاه عیش از بس تنگ بود
باده در مینا چگویم آتشی در سنگ بود

۲۱

در سراغ تو دل بسر گردید
کوبکو رفت در بدر گردید

۲۲

در چمن گر بهار نیست چه سود
ور بهار است یار نیست چه سود

۲۳

نگاه از چشم زه گیرش بحال ما کجا افتد
مگر سویم گذار تیر آن ترک از خطا افتد

۲۴

تا جلوه کرد قامت او اشک من دوید
یعنی قیامت آمد و طفل از پدر رسید

۲۵

زین سرا رفتیم ولیکن نقش ما تا دیر ماند
سایه ام از ضعف بر دیوار چون تصویر ماند

۲۶

جامه زیبی آمد و سوز دل من تازه کرد
آتشم افسرده بود از باد دامن تازه کرد

۲۷

ز خاک دیگران گر لاله روید
ز خاکم داغ چندین ساله روید

۲۸

خالی از درد دل من بچه تدبیر شود
گریه گر سرکنم آن نیز گلوگیر شود

۲۹

زلف خط سبز جانان را پرستش میکند
همچو هندوی که ریحان را پرستش میکند

۳۰

مرا گر میکشد دستش مگیرید
دریغ از نرگس مستش مگیرید

۳۱

گوهر سر ازل در گره دل بستند
لیک صد حیف که بستند و چه مشکل بستند

۳۲

زیر لب دشنام آن شیرین دهن می پرورد
زهر در شکر برای جان من می پرورد

۳۳

از نگاه تو تغافل تا دید
سرمه پیراهن کاغذ پوشید

۳۴

زمانه شور عزا دارد و بهم دارد
فلک خمی است که هم نیل و هم بقم دارد

۳۵

هم نشین دیدی که با من هجر یار من چه کرد
با دل بی صبر و جان بی قرار من چه کرد

۳۶

هر کرا شوق قدیموس تو در سر باشد
شرط راه است که با خاک برابر باشد

۳۷

درین عهد کس از که دارد امید
که دلها سیه گشت و خونها سفید

۳۸

پیری رسید بر سر وین ناتوان دو مو شد
در حیرتم که یا رب یک مو چسان دو مو شد

۳۹

نی همین در شرح شوق خامها فرسوده شد
دست در تحریر حسرتنامها فرسوده شد

۴۰

دست و پای من برای آن جفا جو سوده شد
تا ببازو دست و پایم تا بزانو سوده شد

۴۱

با خدنگی کرد یادم خاطر او شاد باد
آن کمان را خانه یا رب تا ابد آباد باد

۴۲

از گلستان رفتی و گل رنگ و بو برباد داد
زلف خود را کنده سنبل موبمو برباد داد

۴۳

بمن جانان سر پرخاش دارد
محبت شاید این پاداش دارد

۴۴

من ندانم ز کدام آب و گلت ساخته اند
که چنین دل شکن و سنگ دلت ساخته اند

۴۵

ز رفتن تو نه دل نی دماغ می ماند
مرو که خانه‌ی من بی چراغ می ماند

۴۶

اضطراب شب بیاد یار سیم اندام بود
لخت دل چون پاره‌ی سیماب بی آرام بود

۴۷

یاد تو چگویم بدل تنگ چها کرد
آن کرد که با غنچه بگزار صبا کرد

۴۸

دلم درگریه در عشق بتان یاری طمع دارد
زهی نادان که از سیلاب معماری طمع دارد

۴۹

صد دل شده دوش از پیش بود
پروای کسی کجا کیش بود

۵۰

چشمه بروی خلق در فتنه باز کرد
مژگان شوخ دست تطاول دراز کرد

۵۱

جلوه فرما بر سر خاکم خزان گل میشود
ریزه‌های استخوان منقار بلبل میشود

۵۲

اندرین باغ که هر مرغ نوای دارد
نالهی بلبل ما طرز جدای دارد

۵۳

چون تو گرسنگدلی دل شکنی ساخته اند
جور بردار تو مانند منی ساخته اند

۵۴

داغم که همدمان همه گرم سفر شدند
چون ماه رفته رفته نهان از نظر شدند

۵۵

یار آمیخت باغیار خدا خیر کند
خوب من رفته باغیار خدا خیر کند

۵۶

چو تنها میشوم تاب شکیبایی نمی ماند
تو چون از در درآیی درد تنهایی نمی ماند

۵۷

دماغش از نزاکت نکمت گل بر نمی تابد
مزاجش از لطافت شور بلبل بر نمی تابد

۵۸

وصف رخسار تو گفتم سخنم رنگین شد
از لبث حرف نوشتم خط من شیرین شد

۵۹

شب از یاد تو شوری در در و دیوار پیدا شد
چو نی از کوچه ما ناله‌های زار پیدا شد

۶۰

آن روز که در زلف تو نه پیچ و نه خم بود
در گردن دل سلسله درد و الم بود

۶۱

گر نه پیکان یار فرماید
که بجا خالی دلم آید

۶۲

رفتی و رفت از پیت دل و جان
این چنین رفتن از تو می آید

۶۳

خندان نیامد از درم آن شوخ و شب رسید
زخم مرا ز شوق نمک جان بلب رسید

۶۴

دلم تا کی ز کوی او ز جان بیزار بر گردد
خدا سازد که از خوی بد خود یار بر گردد

۶۵

دماغش از نزاکت نکمت گل بر نمی تابد
مزاجش از لطافت شور بلبل بر نمی تابد

۶۶

یار خوش کام من ناکام داد
نام پرسیدم ازو دشنام داد

۶۷

همین نه عاشق بیتاب کشته می‌گردد
ز زهر چشم تو سیماب کشته می‌گردد

۶۸

نیست در مکتب وحدت سبقان حرف دویی
یک سخن از دو زبان همچو قلم می آید

۶۹

سخت خون ریز ابروی داری
با تو شمشیر بر نمی آید

۷۰

مست عشق تو هر کجا نالد
مرغ و ماهی کباب میگردد

۷۱

چمن پیشانی شیرازه نیارم دیدن
دفترم را بگزارند پریشان باشد

۷۲

جان بجای نامه دادم قاصد او را ولی
بود چندان بار جان سنگین او جانبر نشد

۷۳

شده نزدیک گرفتاریت ای مرغ چمن
کز پر و بال تو بوی قفسی می آید

۷۴

کندن جان من چو دید از عشق
تیشه از دست کوهکن افتاد

۷۵

شکوه حسن تو جایی رسیدست که مهر
بر تو همچو کف ریشه دار می لرزد

۷۶

ای صبر دلم سوختن آغاز نمود است
مگذار که از آتش من دود برآید

۷۷

با من از بسکه دل اهل وطن صاف نبود
به سفر رفتم و کس آب بر آینه نزد

۷۸

بیاغ غارت ترکانه کردی و رفتی
هنوز گل بسر شاخسار می لرزد

۷۹

ره نمی یابد سکندر هم بدولت خانه اش
حیرتی دارم که چون آینه را رو میدهد

۸۰

شود چون ز می آتشین چهره او
سپندانه جاننش به جستن درآید

۸۱

دگر مرا بکجا می برد نمی دانم
جهان بگشتم و پایم هنوز می خارد

۸۲

لذتی دارم ز آزارش که گویم صبح و شام
هیچ کس یا رب بغیر از من گرفتارش مباد

۸۳

چنان گم گشته ام از خویش در فکر دهان او
که هیچ از هستی موهوم خود یاد نمی آید

۸۴

باید که چو داغ برصش عیب شمارد
در دست فقیری که درم داشته باشد

۸۵

ز ربط سوخته جانی بعرصه محشر
بصبح دعوی خون چراغ خواهم کرد

۸۶

بجز سراغ میان تو کز میان رفت است
چه یافت است دل من که خویش را گم کرد

۸۷

من کیستم که سجده نیارم به پیش تو
در حضرت تو زلف زمین بوس میکند

۸۸

تمام نور نظر را براه یوسف باخت
چراغ دیده‌ی یعقوب تا کجا سوزد

۸۹

بیداد خط و خال بتان را ز من مپرس
من زنده دیده ام که مرا مور می خورد

۹۰

درین زمان ز غلو سگان عجب نبود
که استخوان ز برای هما بهم نرسد

۹۱

چاره از خوردن ندارد آدمی
نیست گر روزی غم روزی خورد

۹۲

بمحفلیکه شود کوک ساز ناله من
خرت بچند بطنبور کس نمی گوید

۹۳

آن عندلیب تشنه ی ذوق اسیریم
کز کوزه ی قفس دل من آب می خورد

۹۴

زود دل برنگردد از کویش
دیر آید کسی که دور رود

۹۵

دل بارها گداخت ولیکن نشد درست
این شیشه را بساعت سنگین شکسته اند

۹۶

بتی بی رحم و خونین دست قصابی که من دارم
به قیمت میخورد دل را و آخر قیمه می سازد

۹۷

کسی مثل تو بر روی زمین نیست
مگر در خانه ی آینه باشد

۹۸

در سراغ یوسف گم گشته دل
رفت در چاه فراموشان قتاد

۹۹

لعل خوش حرف تو از بسکه گهر میریزد
هرکه در بزم تو ره یافت سخن چین گردد

۱۰۰

مرد یاران رقیب کافر مرد
همه فی النار والسقر گویند

۱۰۱

خوش چشم صورتی پسران ادا فروش
دل‌های مردمان به دو بادام می‌خرند

۱۰۲

ما خوار شدیم ای عزیزان
آن یار را عزیز گویند

۱۰۳

چشم شوخش بعین بیماری
حکمت‌ه العین درس می‌گوید

۱۰۴

کمان عشق کشیدن اگرچه آسان نیست
تو گر اشاره ابرو کنی کشیده شود

۱۰۵

دل بزلف یار می‌جستم بخود پیچید و گفت
دست بردار از دل اکنون داخل سرکار شد

۱۰۶

بمن از بسکه دارد خار صحرای جنون الفت
یکی گر میگذارد دامنم را دیگری گیرد

۱۰۷

قیمت خویشتن شناخته‌ام
خود فروشی نمی‌توانم کرد

۱۰۸

خوش آن روزی که آن روی جهان افروز می‌آید
خدا آن روز بنماید خدا آن روز بنماید

۱۰۹

کوهکن را به یاد عارض یار
بی ستون باغ چهل ستون دارد

۱۱۰

ای دل از دامن آه سحری دست مدار
کاین کلید است که هر قفل ازو باز شود

۱۱۱

هوای ملک محبت همیشه یکسان است
درین دیار بهار و خزان نمی باشد

۱۱۲

خانه‌ی صیاد می بایست نزدیک چمن
تا بمن آواز مرغان گلستان می رسد

۱۱۳

غرور حسن کی حکم خمیدن میدهد او را
مگر دل را رساییهای زلف از خاک بردارد

۱۱۴

قانون نشاط می نوازد
آن کسی که زمانه ساز باشد

۱۱۵

چون بگویم بما جفا کم کن
یار بسیار خوب میگوید

۱۱۶

کوته نگشت قصه سوز و گداز من
مانند شمع گرچه زبانم دراز بود

۱۱۷

دلم شکسته رسید از سفر پس از دیری
که گفته است که دیر آید و درست آید

۱۱۸

یکره به یار سرکش من ای صبا بگو
گاهی سری بجانب ما میتوان کشید

۱۱۹

گر همه سنگ است آرد سجده پیش جلوه ات
چون تو در بتخانه آبی بت برهن میشود

۱۲۰

نتوانم ز یاد او رفتن
ناتوانی بکار من آید

۱۲۱

معتبر نیست خط خوبی مهر
تا به مهر تو مزین نشود

۲۲۱

ازان عاشق چه پرسی لذت عشق
که معشوقی دل آزاری ندارد

۱۲۳

سخت خونریز ابروی داری
با تو شمشیر بر نمی آید

۱۲۴

سیر گردیده ام ز دیدن او
اتفاقاً مگر دوچار شود

۱۲۵

فلک چون دردها میکرد تقسیم
جدایی را برای من جدا کرد

۱۲۶

دل جانان ز عالم دگر است
سنگ و آهن چنین نمی باشد

ردیف الراء

آشک من ستا دامن محشر نمیگیرد قرار
 بسکه غلطان است این گوهر نمیگیرد قرار
 بر سر بالین من زو آ که این بیمار را
 زهر سر بالین بالین سر نمیگیرد قرار
 رفتی و هرهم زدی ظالم قرار جان و دل
 بی تو جان در جسم و دل در هر نمیگیرد قرار
 تا بدار افتادم از جعد خواب آ باد خویش
 خاطر من در هیچ بوم و یار نمیگیرد قرار
 از طبعش چاره نبود در جهان افتاده را
 چون سپند افتاد در مهر نمیگیرد قرار
 گرد بر گردانیم سر گشته داغ عشق را
 بر سر سر گشتگان افسر نمیگیرد قرار
 از دیار ما بغارت برده اند آرام را
 هر که می آید درین کشور نمیگیرد قرار
 تا چوای کلبه باراست نور زندگی
 از وزیدن لحظه ای صوصو نمیگیرد قرار
 بی تو دل گر بیقراری میکند مغذور دار
 جز تو در دل فلتر دیگر نمیگیرد قرار
 ناصح از بند گران تدبیر من کردن عبث
 کشتی طوفانی از ملنگر نمیگیرد قرار
 خواب آسایش مگر در خاک کوی او کند
 این دل بیمار بر بهتر نمیگیرد قرار
 کی می آید کشته چشم او شود مایل بخواب
 تا بریزد خون من این کافر نمیگیرد قرار
 دل که باشد تشنه ی چاه زندانی کس
 گر فتد در زمزم و کوثر نمیگیرد قرار

تا بود طول امل دل را فراغت مشکل است
تا رسن برجاست بازیگر نمیگیرد قرار
هر که چون شمع است روشن دل درین ظلمت سرا
تا نه سازد صرف سیم و زر نمیگیرد قرار
ماه من از بسکه واقف تشنه‌ی خون منست
همچو ماهی در کفش خنجر نمیگیرد قرار

۲

مینهم بر پای دل از زلف او بندی دگر
میکنم تدبیر این دیوانه یک چندی دگر
هست در هر حلقه زلفت گرفتار نوی
هست در هر گوشه چشم نظر بندی دگر
خاطر ما گر شکستی هست عهد ما درست
با تو ای پیمان گسل داریم پیوندی دگر
یک شکر خندی که گردد کام جان شیرین هنوز
تا برد شوری ز بخت من شکر خندی دگر
دل سخن نشنوشدست از عشق خوبان ورنه من
میدهم هر لحظه این بدبخت را پندی دگر
کوهکن مغرور این نازک تراشیها مباش
عشق در هر گوشه ای دارد هنرمندی دگر
از زلیخا ای صبا با حضرت یعقوب گوی
مهر یوسف را بکن در کار فرزندی دگر
لا علی التعین باو واقف دل خود را میند
هر یک از اجزای حسن اوست دلبندی دگر

۳

دور از تو آنچه خواست بما کرد روزگار
حق جفا و جور ادا کرد روزگار
او را بما نداد مسم کرد روزگار
ما را به او سپرد جفا کرد روزگار
هر ناوک ستم که خطا شد ز دیگران
بر جان این ضعیف قضا کرد روزگار

بر تیغ غمزه تو امید تمام هست
 ما را که نیم کشته رها کرد روزگار
 در هیچ سرزمین اثر عاقبت نماند
 تا فتنه قد تو بیا کرد روزگار
 در روز تیره و شب تاریک ما فزود
 چندانکه زلف یار رسا کرد روزگار
 از جرم اینکه من سر زلف تو داشتم
 سرگشته ام بسان صبا کرد روزگار
 آمد شد غم از دل ما کم نمیشود
 این خانه را چه وقت بنا کرد روزگار
 واقف اگر روی بر جانان ز ما بگو
 دور از تو آنچه خواست بیا کرد روزگار

۴

ز بسکه آمده در بند من به جان زنجیر
 کند ز مهریم هر قدم فغان زنجیر
 حریف سلسله عشق کی توانی شد
 که نازکست ترا گردن و گران زنجیر
 ز بس ثبات قدم دیده در جنون از من
 ز دست بوسه بپایم بصد دهان زنجیر
 جهان شدست ز مجنون و کوهکن خالی
 و گرنه هست همان تیشه و همان زنجیر
 دواند ریشه بغمزم ز بس گرفتاری
 نهان چو نال قلم شد در استخوان زنجیر
 خط تو سلسله زلف را چه برهم زد
 نماند آه کنون حلقه ای ازان زنجیر
 مگر شوم باسیران زلف او محشور
 بران سرم که برم با خود از جهان زنجیر
 کمند گردن اغیار گشت گیسوی یار
 نداشت واقف دیوانه بخت آن زنجیر

۵

آنکه دل را یاد او بخشد سرور از راه دور
 دیده را چون ماه کنعان داده نور از راه دور
 از کجا آوردی این دست دراز ای آسمان
 میکنی با ناتوانان عشق زور از راه دور
 دم چسان دزدم بخود در کوی این سنگین دلاں
 منکه چون سیل آمدم لبریز شور از راه دور
 و رسیدم چون باو دیدم چراغ غول بود
 هرکرا کردم تصور شمع طور از راه دور
 از برای دوربینی در تلاش عینکم
 تا بینم سوی آن حسن غیور از راه دور
 زاهد بازدار اگر ماند بارباب صفا
 دور نبود مینماید بهج بلور از راه دور
 اندران وادی که من دیدار جویان میرسم
 میکنند واقف سیدنی کوه طوز از راه دور

۶

خون من بر طرف دامنش نگر	با من این لطف نمایانش نگر
کند بنیاد دلم دیش بین	کعبه ویران کرد ایمانش نگر
باوجودش خنده می آید ترا	ای سحر چاک گریبانش نگر
خط باطل میکشد بر نام من	در حق من مد احسانش نگر
خون عاشق زنگها دارد بسی	گر ندیدی خاک میدانش نگر
دل که شد دیوانه آن چشم وزلف	حقا ابد هست و پیریشانش نگر
تشنه لب مانند یوسف خد عزیز	بر سر چاه زرخدانش نگر
با لب او حرف شیرینی مزن	ای غسل تو کیستی شانش نگر
چون فشاند دست در رقص آن صمیم	دل برد از دست دستانش نگر
سینه ام را چاک کن ای هم نشین	جای دل بنشسته پیکانش نگر
نی همین کشت آن کمان ابرو مرا	خد چو من هر گوشه قربانش نگر
خون کشید از گوشه های چشم من	کنج ناکویمهای مژگانش نگر
قدر من واقف نمیدانی اگر	خون من بر طرف دامنش نگر

۷

در محبت بی سرانجامیم نام ما مبر
 سوختیم و همچنان خامیم نام ما مبر
 همچو ما رد کرده‌ای در کعبه و بتخانه نیست
 عار کفر و ننگ اسلامیم نام ما مبر
 ناصحا اهل صلاحی ذکر ما موقوف دار
 رند شاهد بلز و بدنامیم نام ما مبر
 زاهد ما را چه خوانی قابل صحبت نه ایم
 همنشین شیشه و جامیم نام ما مبر
 نوش کن صوفی شراب صاف عرفان را بدوق
 ما که بقد درد آشامیم نام ما مبر
 ما کجا صیاد و اقبال امیری از کجا
 ما کجا شایسته دامیم نام ما مبر
 همراهان این راه طی کردند واقف لیک ما
 همچنان در اولین گامیم نام ما مبر

۸

ما قفس پرورده مرغانیم اسپر یکدگر
 خاطری خوش می نمایم از صفیر یکدگر
 دلبران در قتل عاشق مشورت باهم کنند
 پادشاهانند این قوم و وزیر یکدگر
 چون جوانان تیر بیرحمی بعاشق سر دهند
 هر زمان گویند صد رحمت به تیر یکدگر
 چون دو آینه که داری روبرو اهل صفا
 آگهی دارند از ما فی الضمیر یکدگر
 یاد آن شبها که در کوی کسی از فرط ضعف
 ما و دل بودیم واقف دستگیر یکدگر

۹

صبا ز چشم من آن خاک پا درین مدار
 به مردمی ز من این توتیا درین مدار

تو قاصد آنچه شنیدی ازو بگو با من
 ز آشنا سخن آشنا دریغ مدار
 شنیده ایم تو ای عشق کیمیا دلی
 بیا و از مس ما کیمیا دریغ مدار
 تمام چشم براهند همچو آینه
 قدم ز خانه‌ی اهل صفا دریغ مدار
 ز من که ساکن بیت الحزن شدم بی او
 نسیم پیرهنش ای صبا دریغ مدار
 دواستر آن لب و ما جمله دردمندانیم
 عنایتی کن و از ما دوا دریغ مدار
 تو شاه حسنی و ما کمترین گدای تو ایم
 نگاه لطف بحال گدا دریغ مدار
 بآن نهال بهشتی صبا بگو از من
 که برگ عیش ازین بینوا دریغ مدار
 مرا ز دولت خود بی نصیب نگذاری
 وفا اگر نتهانی جفا دریغ مدار
 ز لطف بنده خود خوانده‌ای چو واقف را
 ز بنده لطف برای خدا دریغ مدار

۱۰

هر شام میفروزم شمع مزار دیگر
 کاید بکلبه ما آن ماه بار دیگر
 گر زین دیار رقتم من در دیار دیگر
 حاشا که برگزیند دل بر تو یار دیگر
 دستی بکن نگارین از خون ما و گرنه
 میخواهد این جفا را از من نگار دیگر
 با آنکه اشک و آهم بر عاشقی گواهست
 پیش تو مدعی را هست اعتبار دیگر
 جز پیرهن دریدن کاری نیامد از من
 کاین دست آشنا نیست اصلا بکار دیگر

از در درآ که دارد هر لحظه از برایت
 دل اشتیاق دیگر چشم انتظار دیگر
 یک روزگار کردم با درد هجر او صرف
 افتاد وصل دردا بر روزگار دیگر
 امشب تو با که خوردی بر بستر که خفتی
 کامروز چشم مستت دارد خمار دیگر
 از چند روز صیاد بی اعتناست با من
 در دامش اوفتاده شاید شکار دیگر
 از پیشگاه نازش گردیده است ماسور
 مژگان بکار دیگر ابرو بکار دیگر
 تو بر قرار خویشی وز حسرت وصال
 هر لحظه می سپارد جان بقرار دیگر
 نقش تو کی نشیند یا آن نگار واقف
 تا هست در دل تو نقش نگار دیگر

۱۱

ما را کجاست حوصله جنگ روزگار
 ناچار سر دهم سرچنگ روزگار
 ای آنکه بر شکسته دلان خنده میزنی
 بر شیشه‌ات نخورده مگر سنگ روزگار
 دلها سیاه گشته و خونها سفید شد
 این است در زمانه ما رنگ روزگار
 با صد هزار عجز ترحم نمیکند
 کافر دل است آه چه سرهنگ روزگار
 دون پرور است سفله پرست و سفیه دوست
 تف کن بریش و دانش فرهنگ روزگار
 بوی مروتی نشمیدم ز هیچ کس
 مردم گرفته اند همه رنگ روزگار
 عالم تمام گر به مثل گلستان شود
 مشکل که بشگفت دل دلتنگ روزگار
 ناخن مزن به ساز طرب عرض من شنو
 یعنی فتاده است بد آهنگ روزگار

یا مرتضیٰ علی تو به فریاد من برس
 عار زمانه گشته ام و فنگ روزگار
 گر یک اشاره ابروی مردانه اش کند
 ز آینه ات زدوده شود زنگ روزگار
 گشتیم سطر سطر پی معنی وفا
 هرگز نیافتیم بفرهنگ روزگار
 عیاروش کلاه و کمر منی ربایدش
 هشیار باش تا نخوری سنگ روزگار
 بگر رستم زمانه ور افراسیاب دهر
 آخر شکست میخورد از چنگ روزگار
 از سر نکرده برهنه رو بمشاندت بخاک
 سو بزم مکش بافسر و اورنگ روزگار
 واقف به امن شه مردان علی ولی
 دستی بزَن که واهی از چنگ روزگار

۱۲

آنی که نیست جز ستمت پیشه دگر
 هر دم دلت به سنگ زند شیشه دگر
 از دل خیال خال تو اصلاً نمیروود
 این دانه کرده در دل من ریشه دگر
 من کوه درد عشق چون فرهاد میخورم
 هر لحظه از طپیدن دل تیشه دگر
 برباد داده پیشه عشق ابروی من
 آن به که اختیار کنم پیشه دگر
 واقف ز کوی یار بهمراهی دلی
 رفتم که دل دهم به جفا پیشه دگر

غزلیات ناتمام

با اهل هوس نشستی آخر پیمان وفا گسستی آخر
 با زلف تو جمعی کونه اندیش کردند دراز دستی آخر

بستی عهد که نشکنم دل غمگین دل من شکستی آخر
 تا چون تو بتی به عرصه آمد شد دور خدا پرستی آخر
 هر سرو بلند پیش قدت مائل گردد به پستی آخر
 گفتی خون ترا بریزم کارم کردی ز مستی آخر
 میدانستم گلت ولیکن خارم بجگر شکستی آخر

۴

دور از در او فنادم آخر سر در عالم نهادم آخر
 از بهر دلی ز دست داده جان نیز ز دست دادم آخر
 این است اگر هوای عشقت خواهد دادن ببادم آخر
 این است اگر رمیدن تو خواهی رفتن ز یادم آخر

۵

نماندیم در هجر او زنده بسیار
 نه گشتیم صد شکر شرمنده بسیار
 توان بست شیرازه از تار زلفی
 که اوراق دل شد پراکنده بسیار
 چو گل در دهانت مگر زعفران است
 که بر گریه ام میزنی خنده بسیار
 خدا را ز من دل مکن ای بت من
 که این بنده بهر تو جان کنده بسیار

۴

بیا عیادت من کن قدم دریغ مدار
 مسیح دم ازین خسته دم دریغ مدار
 بگو صبا ز من آن یار بی عنایت را
 گذشت از سر لطف و ستم دریغ مدار
 مساز محو ز لوح ضمیر نام مرا
 نوازشی بزبان قلم دریغ مدار

۵

درآ بمیکده و ترک نام و ننگ بگیر
 چه میشود ز خم باده نیز رنگ بگیر

تبارک الله ازین چشم و ابروی که تراست
یکی خروج کن از کعبه تا فرنگ بگیر
دلا بیاد دهانش چو غنچه می خسی
ترا که گفت که بر خویش کار تنگ بگیر

۶

تا بکی صرف حنابندی نمایی روزگار
فکر بندوبست ملک دل ضرور است ای نگار
میکند هر چند اشک من ادا حق نیاز
چون نماز طفل پیش او ندارد اعتبار
تا به چشم شوخ خوابانده نسبت او شد درست
شاخ ذوالقرنین را آهو نگیرد در کنار

قطعات

۱

هر دم به جگر خون کندم دلبر دیگر
هر لحظه به من جور کند کافر دیگر
کارم بشد ای شوخ بیک خنجر نازت
قربان جفای تو شوم خنجر دیگر

۲

کرا دماغ که سوزد چراغ در شب هجر
همین بس است که سوزیم داغ در شب هجر
بساده لوحی من خنده کن که میجویم
ز صبر گم شده خود سراغ در شب هجر

۳

من کیم نالان غریبی از وطن افتاده دور
بلبل حسرت نصیبی از چمن افتاده دور
نی دل از حالم خبر دارد نه من از حال دل
من ز دل افتاده دور و دل ز من افتاده دور

اشعار متفرق

۱

گریه من خلعت بیتابی دارد به بر
طفل اشکم جامه سیمایی دارد به بر

۲

در چمن رفتی شکست از جلوهات شان بهار
گل که میخندید شد چاک گریبان بهار

۳

نظر بخاک در یار سرمه بی سنگ است
کشیده ام به ترازوی دیده چندین بار

۴

اسیر کافری گشتم ز تقدیر
چه تدبیر ای مسلمانان چه تدبیر

۵

دلبران دارند گر ذوق نگاه از یکدگر
بیدلان را هم بود حظی ز آه یکدگر

۶

فی بسرو این گلستان فی بگل الفت بگیر
بر لب آب روان بنشین دمی عبرت بگیر

۷

یار می آید شنیدم پیش رفتن شد ضرور
ناتوانم چون کنم از خویشتن رفتن ضرور

۸

صبا ز چشم من این خاک پا دریغ مدار
به مردمی ز من این توتیا دریغ مدار

۹

قطره های گریه مستانه چون بشدد قطار
سبحه صد دانه را آنجا که آرد در شمار

ردیف الزاء

۱

دلش از درد محبت نه طویدست هنوز
 رنگ معشوق ازان نه پریدست هنوز
 زلف او زان نکند دست تطاول کوتاه
 که شب فتنه بپایان نرسیدست هنوز
 خبر از تیره شب عاشق بد روزش نیست
 قند بادی بچراغش نوزیدست هنوز
 همچو گل خنده کنان از سر من میگذرد
 خار در پای دل او نه خلیدست هنوز
 آن شکر لب نکند تلخی عیشم باور
 همچو من زهر تعافل نچشیدست هنوز
 بر پریشانی من رحم ندارد که شبی
 خواب آشفته چو عشاق ندیدست هنوز
 گر سلام من افتاده نگیرد برجاست
 پیش کسی سرو بلندش نخمیدست هنوز
 نشنود گر سخن دل نگرانی گویم
 انتظار چو خودی را نکشیدست هنوز
 حرف آشفته دماغی نکند گوش از من
 نکبت سنبل زلفی نشمیدست هنوز
 واقف آن شوخ ندارد غم آوارگیم
 دو سه گامی ز پی دل نه دویدست هنوز

۴

سخن از هجر مگو بنده نواز	نیست این فال نکو بنده نواز
من همان بنده که بودم هستم	لیکن آن لطف تو کو بنده نواز
میخوری می برقیبان تو و من	میخورم گریه فرو بنده نواز
گفتی آیم بکشم زار تو	این سخن باز بگو بنده نواز
چند دلجویی اغیار کنی	دل ما نیز بجو بنده نواز

دل اهل هوس از دست بنده	گل افسرده بپو بنده نواز
گریه آب رخ من ریخت بخاک	پشت آیم بچه رو بنده نواز
چند آلودگی از خون رقیب	دامن و دست بشو بنده نواز
بر سر بنده ز سودای شما	نیست خالی سر مو بنده نواز
رحم کن رحم که فردا واقف	میرود زین سر کو بنده نواز

۳

دل صد پاره ام ای شوخ جفا کار مسوز
دفتر مهر و وفا این همه یک بار مسوز
دوزخی نیستم ای شوخ مرا زار مسوز
بخدا سوختم نیست سزاوار مسوز
دل نه آنست کز آوارگیش داغ کنی
شمع بزم است بهر کوچه و بازار مسوز
قرسم از دود تو آن چهره مخطط گردد
بعد ازین ای دل حسرت زده زنهار مسوز
این همه داغ شدن در غم آن چشم چرا
نیستی شمع دلا بر سر بیمار مسوز
عرض این است که بر قول بداندیش مکن
من نگویم که مرا زار بکش خوار مسوز
بخدر باش ز دود دل بلبل واقف
در چمن ناله بکش این گل و گلزار مسوز

۴

سوختی دل را و در جانی هنوز	دشمن جانی و جانانی هنوز
حال دل کان روز و شب در پیش تست	گرچه میدانی نمیدانی هنوز
ویختی خون عزیزان را بخاک	یوسف من پاک دامانی هنوز
کعبه و بتخانه ویران ساختی	دشمن گبر و مسلمانی هنوز
گرچه کردی کعبه دل و آخواب	بی تکلف قبله جانی هنوز
چون گل از دست قبا شد جلوسها	غنچه سان سر در گریبانی هنوز
خار حسرت سبز شد از تریتم	گل بخاک من نیفشانی هنوز
حشر خط دیدی و از جور و جفا	نامسلمان ناپریشانی هنوز

حشر خط دیدی و از جور و جفا نامسلمان ناپشیمانی هنوز
حال واقف را چگویم پیش تو طفلی و بسیار نادانی هنوز

۵

کشتی و سرزنش کندم طعنه زن هنوز
سر رفت و وا نشد ز سرم درد سر هنوز
شمشیر ناز را منه از کف که در تنم
خالیست جای یک دوسه زخم دگر هنوز
رانندی اگرچه تیغ سیاست بفرق من
هرگز نکرده ام ز تو قطع نظر هنوز
با آنکه عمرها همه شد صرف خدمتش
ما را نخوانده است غلام و نفر هنوز
سرگشتگی ز طالع من وصل هم نبرد
یار از درم درآمد و من در بدر هنوز
گل گل شکفته ای تو ز آب و هوای حسن
از خار خار عشق نداری خبر هنوز
از قهر مهر بر لب ما میکنی مکن
باقی است یکدو آه مرا در جگر هنوز
با آنکه من غریب دیار فنا شدم
کینم نمیکند ز دل او سفر هنوز
یک شب خیال آن مژه در خواب دیده ام
واقف بدیده می خلدم نیستی هنوز

۶

گشتم هلاک و درد تو دارم بجان هنوز
میسوزد این ستم بلعد استخوان هنوز
مردیم یار هست بما بدگمان هنوز
از پشت خاک ما گذرد سرگران هنوز
پیشانیم برنگ نگیں گرچه سوده شد
ننشست نقش سجده بر آن آستان هنوز

بگذشت آن سوار و ز شوق رکاب بوس
 اشکم دود به سیل عنان بر عنان هنوز
 با آنکه صد رهم بجفا آزموده‌ای
 ناز تو هست در صدد امتحان هنوز
 سودای تازه‌ای بسر زلف کرده ایم
 آگاه نیستیم ز سود و زیان هنوز
 من کیستم عزیز بچاه اوفتاده‌ای
 بر من نکرده است گذر کاروان هنوز
 هر گوشه دارد ابروی تو زخمی دگر
 تیری نجسته است ترا از کمان هنوز
 شد سنگ نرم از نفس گرم من ولی
 نامهربان دل تو نشد مهربان هنوز
 اسباب شکوه گرچه گذشتست از شمار
 نگذشته غیر شکر تو ام بر زبان هنوز
 از گریه ام ترا چه خبر سرو ناز من
 نشسته‌ای تو بر لب آب روان هنوز
 من بلبل قدیمی این گلشنم ولی
 جا خوش نکرده‌ام ز پی آشیان هنوز
 از من مپرس لذت دیوانگی که من
 سنگی نخورده‌ام بسر از کودک‌ان هنوز
 پیوسته حرف اهل غرض گوش کرده‌ای
 نشنیده‌ای حدیثی ازین بی‌زبان هنوز
 افتاده ایم در قفس و دم نمیزنیم
 نگرفته ایم رخصت آه و فغان هنوز
 بیدرد لاف درد محبت چه میزند
 نشنیده ناله همچو منی از استخوان هنوز
 یعقوب بوی یوسف خود از صبا شمید
 پیدا نشد ز یار عزیزم نشان هنوز
 با آنکه رفت بر سر واقف هزار جور
 جای نرفته است ازان آستان هنوز

۷

رفتگی و فتاد از نوا ساز هرچند زدم نداد آواز
غم فتح نمود کشور دل ای ناله - تو شادیا نه بنواز
یا رب چکنم باو که دارد جادو در چشم و در لب اعجاز
تا هست چو من نیازمندی ضایع چکنی باین و آن ناز
افسرده دلم چنانکه از ننگ هرگز نربایدش غلیواز
چون فاخته ام اسیر آن سرو طوقیست بگردنم خدا ساز
دل زان مژه ها چسان برد جان یک صید و هزار ناوک انداز
دل برد بحرف و صوت از من فریاد ز دلبر خوش آواز
می نازد هر کسی به چیزی واقف به نیاز خود کند ناز

۸

به بنده نیست ترا کار جز جفا هرگز
چه بنده ای که نمی ترسی از خدا هرگز
باین صفا که تو داری ز خویش شرمت باد
که نیست با من صافی دلت صفا هرگز
ز جرم اینکه منش عمر خویش میگفتم
بعمر خویش ندیدم ازو وفا هرگز
ز آشنایی بیگانه ای فریفته شد
به من نبود دلم گویی آشنا هرگز
گدای کوی ویم لیک آن شه خوبان
تفقدی ننماید باین گدا هرگز
روا کنی همه را حاجت و مرا نکنی
چنین مکن که نباشد چنین روا هرگز
دوای درد دل ماست در لب لبت لیکن
نمیدهی تو ز بیدردی آن دوا هرگز
جدا ز تن نشود تا سرم نه خواهد شد
سرم ز پای تو ای نازنین جدا هرگز
ز دست دامن جان را رها توانم کرد
نمیشود که کنم دامن رها هرگز

کمان ابروی ترک خطایی ما بین
 که ناوکش نشود از دلی خطا هرگز
 بمد عیش چو دیدم نشسته دانستم
 که نقش من نه نشیند بمدعا هرگز
 بلای هجر تو شب کرده روز واقف را
 مباد روزی کس یا رب این بلا هرگز

۹

حسنش آخر شد و از ما نکند یاد هنوز
 خط برآورد و پیامی نفرستاد هنوز
 کرده با خاک سیه خانه‌ی مردم یکسان
 سرمه از چشم تو ای شوخ نیفتاد هنوز
 مردمی نیست که چشم تو بمن سرمه دهد
 هست باقی بدلم حسرت فریاد هنوز
 گرچه از پوست برآورد مرا بی تقصیر
 نیست بی کین بمن آن غمزه جلاذ هنوز
 بلبلم مرد ولیکن ز وفا می آید
 پر افتاده او جانب صیاد هنوز
 خضر خط تو عمارت گر دلها گردد
 آه ویرانه واقف نشد آباد هنوز

غزلیات ناتمام

۱

ای سرت گرده بوصل دلتواز	داد من بستان ز هجر جانگداز
بد کسوفی داری از خط در کمین	بر رخ خود آفتاب خود مساز
دید تا گیرایی مژگان تو	مانده شاهین را ز حیرت دیده باز
بارک الله بر سرم سنگی زدی	ساختی دیوانه‌ای را سرفراز
بلبل افتد در غلط از دیدنش	روی او از گل ندارد امتیاز
یاد زلفش گر نبودی مونس	من چه میکردم به شبهای دراز

۲

خط از اطراف روی یار شد سبز	عجب سنبیل درین گلزار شد سبز
چنان در پای دیوارش گریستم	کزان خار سر دیوار شد سبز
ز زهر چشم او حرفی نوشتم	قلم در دست نرگس وار شد سبز
چه پرسی حاصل کشت امیدم	که بعد از گریه بسیار شد سبز
ازین گلشن که آبش دادم از چشم	بگفتم گل بروید خار شد سبز

۳

حسن او برگشت و دارد عشق رسوایم هنوز
فصل گل آخر شد و باقیست سودایم هنوز
تازه از صحرا بگلشن میرسم ای باغبان
گل بدست من مده خار است در پایم هنوز
هرزه گرد عشقم آسایش نمیدانم که چیست
گردباد از پا نشست و دشت پیمایم هنوز
طالع منزل پایان کرد غربت را کجاست
رفته ام از خود بیاد او نمی آیم هنوز

۴

شب رخت بست و صبح دمیدن گرفت باز
دیوانه تو جیب دریدن گرفت باز
یا رب چه نیشتر برگ جان دگر خلید
خون جگر ز دیده چکیدن گرفت باز
در موج آمدست پریشانیم مگر
بر زلف یار باد وزیدن گرفت باز

ردیف السین

۱

در آشیانه شدم بسمل از برای قفس
کهی مباد چو من کشته هوای قفس
درین چمن منم آن بلبل قفس مشتاق
که میکنم زر گل صرف در بهای قفس
نیم ز شکر تو صیاد لحظه‌ای غافل
ثنای دام تو میگویم و دعای قفس
در آرزوی اسیری عبت چه ناله کشم
که ما نه لایق داسیم و نی سزای قفس
چنان بذوق اسیری بخویش بالیدم
که تنگ تر شده از بیضه هم فضای قفس
چه لازم است که منت ز دام بردارم
که بی وسیله توانم شد آشنای قفس
گذار تا برسد بوی گل دماغ مرا
مبند این همه صیاد رخنه‌های قفس
تو غافلی ز من ای طفل و بلبل زارم
بناله زلزله افکنده در بنای قفس
من آرزوی گلستان چرا کشم واقف
کنون که ساخته با طبع من هوای قفس

۲

کی شود کیفیت عشق تو پنهان در لباس
همچو می در شیشه گردیدیم عریان در لباس
نکبت پیراهن او دیده روشن میکند
میتوان گفت آن پسر را ماه کنعان در لباس
از شگفتن پرده‌ای بر روی کار افکنده است
گل ز دست چاک میسازد گریبان در لباس
دلخ صد رنگ ریاکاران بود دام هوس
میکند این قوم خواهشهای الوان در لباس

شوخی آن چشم را شرم است واقف پرده دار
همچو آن کافر که میباشد مسلمان در لباس

س

دیدم سحر ز بلبل ناشاد در قفس
یک عمر عندلیب بمن هم صغیر بود
آزاد کرد هم قفسان را هزار حیف
نی طاقت طمیدن و نی جرات فغان
جان را بقید جسم گزیر از ملال نیست
زان دم که زهر چشم ز صیاد دیده ایم
نشناخته است بلبل ما باغ و بوستان
تا گشته ام بذوق گرفتاری آشنا
مرغ دلم بدرد اسیری سوزد جان
غیر از خیال او بدل چاک چاک خویش

نالیدنی که زلزله افتاد در قفس
برگ گلی مرا نفرستاد در قفس
تنها مرا گذاشته صیاد در قفس
ما را عجب معامله رو داد در قفس
مرغ چمن چگونه زید شاد در قفس
ما را نمانده زهره فریاد در قفس
کز بیضه تا برآمده افتاد در قفس
رفتست عیش گشتم از یاد در قفس
یا رب که گفته بود بمیراد در قفس
واقف ندیده ایم پریزاد در قفس

م

ما دماغ آشفته ایم از حال زار ما می پرس
زلف یار ما بین از روزگار ما می پرس
چون کنار از ما گرفتنی حال زار ما می پرس
بی تو میباشد سر غم در کنار ما می پرس
از خراش سینه ما ای که می پرسی خبر
گله دار ما بین از خار خار ما می پرس
عذر خواه وضع عاشق بهتر از معشوق نیست
مستی آن چشم بنگر از خمار ما می پرس
نقد فرصت بای داده جنس حسرت برده ایم
برد و بای ما شنیدی از قمار ما می پرس
میتوان دریافت زین اشکی حنایی حال ما
آنچه بر ما رفته از دست نگار ما می پرس
کرده آن ماه از جفا معموره دل را خراب
شهر ما را سیر کن از شهریار ما می پرس

بسکه دارد زلف مشکینش بسر باد غرور
از عیبر افشانده دامن از غبار ما می‌پرس
سوزن عیسی بیار و رشته مریم بتاب
ورنه دیگر حال جیب تار تار ما می‌پرس
نخل آهیم از زمین سینه غم رسته ایم
برگ ما لخت جگر باشد ز یار ما می‌پرس
برد از جا کوه را یک لمعه از دیدار او
ما که برگ کاه باشیم از قرار ما می‌پرس
چون خودی را چشم بر ره لحظه‌ای نشسته‌ای
سخت بیدردی ز درد انتظار ما می‌پرس
صبح و شام ماست یکسان بی تو ای نور نظر
همچو چشم کور از لیل و نهار ما می‌پرس
گر کشم آهی تو ای آینه رو معذور دار
جبری عشقیم آه از اختیار ما می‌پرس
گلبن دردم و آب از اشک حسرت خورده ایم
میدمد رنگ خزان از بهار ما می‌پرس
ما ببردیم و بدل داغ غمت بردیم و تو
شمع بزم غیر گشتی از مزار ما می‌پرس
شکوه‌های خفته را بیدار کردن خوب نیست
گر بما دشمن نه‌ای از دوستدار ما می‌پرس
نرگس دنباله دار خوش نگاهان دیده‌ای
همنشین از مستی دنباله دار ما می‌پرس
درد آن باشد که باشد مدعی بروی گواه
پرس از اغیار حال ما ز یار ما می‌پرس
بود تا جانی بتن کردیم واقف جانکنی
کار ما چون کوهکن بین مزد کار می‌پرس

کرده‌ام مانند مجنون خوش بیابانی و بس
برگزیدم از برای گریه دایمانی و بس

از کجا هر صبح صرف چاک سازم جیب نو
 منکه آوردم برنگ گل گریبانی و بس
 تا توانم سبز کردن خار صحرای جنون
 از خدا چون ابر خواهم چشم گریبانی و بس
 در شب وصل آنچه بود از سیم و زر کردم نثار
 در بساطم مانده چون شمع سحر جانی و بس
 خلعت من گر تمام اجزا نباشد گو مباش
 از برای چاک میخوام گریبانی و بس
 بی مروت از سر بالین واقف برمنخیز
 مانده در جان دادن این بیمار را آبی و بس

۶

تا گرفتارت شدم از رشک گویم هر نفس
 غیر من یا رب گرفتارش مبادا هیچ کس
 عاشقم پرواه ندارم از گرفت و گیر کس
 مست او را نیست باک از محتسب بیم از عسس
 از نظر محمل نهان گردید و ره گم کرده ام
 ای جرس یکره بفریادی مرا فریاد رس
 بر رکابت چون توانم بوسه زد جانا که من
 پیرم و تو از جوانی تند می رانی فرس
 در اسیری هست روز افزونی در طالع
 صید من امروز در دامست و فردا در قفس
 همره محمل دل من میرود زاری کنان
 زاری کز غیرت آن زار مینالد جرس
 عمر خود می گفتمت رفتی چو عمری بی وفا
 برنگردیدی چو عمر رفته گامی باز پس
 مور خط بر شکرستان لب او دست یافت
 من ز حسرت دست بر سر میزنم همچون مگس
 بسکه نالیدم بباغ از خار خار گلرخی
 گوش بگرفتند گلها بلبلان گفتند بس
 داد زخم کهنه دل را نوید تازگی
 واقف از زلف که می آید صبا مشکین نفس

۷

داریم یوسفی که بخوابش ندید کس
 دزدیده برگرفته نقابش ندید کس
 چندین هزار خانه دل را خراب کرد
 وز عاشقان خانه خرابش ندید کس
 معلوم شد که مستیش از یاد چشم تست
 نرگس که در پیاله شرابش ندید کس
 دل در بلای دوزخ هجران افتاده است
 آسوده لحظه ای ز عذابش ندید کس
 از بسکه خوی یار بلطف است آشنا
 چینی به جبه وقت عتابش ندید کس
 ناصح چه میکنی تو ز افسانه ام بخواب
 بردست خوابم آنکه بخوابش ندید کس
 آن بی وفا گذشت ندانم چسان گذشت
 عمریست از درنگ و شتابش ندید کس
 دنیا که عالمیست ازو غرقه در بلا
 دریای طرفه ایست که آبش ندید کس
 واقف دلم بسان ضمیری ز هجر او
 در آتش است و دود کبابش ندید کس

۸

روز و شب از دیدن صیاد مستم در قفس
 بسکه مستم نیست معلوم که هستم در قفس
 بشنود یا نشنود صیاد زاری میکنم
 غیر زین دیگر چه می آید ز دستم در قفس
 بی حضورم کرد از بس شور مرغان اسیر
 سر بیزیر بال در کنجی نشستم در قفس
 بسملم کن نام آزادی مبر اکنون که من
 بال و پر را از طپیدنمها شکستم در قفس
 گرچه امید رهایی کرده پرواز از دلم
 این قدر شد کز شکنج دام رستم در قفس

گل پرستی بود کارم تا بگلشن بوده ام
این زمان لاچار بوی گل پرستم در قفس
تا شدم واقف ز ذوق ناله مرغ اسیر
از چمن برداشتم دل را و بستم در قفس

۹

از غم دوری ماهی که می‌رس	دارم آن روز سیاهی که می‌رس
تاخت آورده به معمره دل	ترک چشمه‌ش به سیاهی که می‌رس
وه که در عین تغافل زان چشم	چشم من دیده نگاهی که می‌رس
بر در عفو باین موی سفید	می‌برم روی سیاهی که می‌رس
برده افسوس مرا از ره راست	سرو کج کرده کلاهی که می‌رس
گریه ام کشتی طوفان زده ساخت	دارم احوال تباهی که می‌رس
واقف از یاد نگاهی که مگو	از دلم سر زده آهی که می‌رس

غزلیات ناتمام

تمام چشم شد از شوق دیدن تو دلم
بسان موم که سازد کسی از آن نرگس
ز شوق اینکه بمالد پهای او دیده
قتد ز گوشه دستار گلرخان نرگس
بهر کجا که سرشکم چکید از یادت
دمیده است سمن سبیل ارغوان نرگس
اگر نه ساخته دیوانه اشک چشم تو اش
چنین کف از چه برون داده از دهان نرگس
چو ترک چشم تو غارتگر بهار شود
بزیر خاک کند سیم و زر نمان نرگس
اگر تو چشم نمایی کنی بخوش چشمان
دگر سفید نگردد بیوستان نرگس
بدور مستی آن چشم شوخ از بس رشک
نهاد دیده خود بر سر سنان نرگس

۲

رفتی ای ماه بجای که میپرس بر سرم رفت جفای که میپرس
یار چون آینه در خانه من آمد از در به صفای که میپرس
حق وصفش نتوان کرد ادا دارد آن شوخ ادای که میپرس

قطعات

۱

بسکه بر بسمل شدنهای دل نهادم در قفس
با فراغ بال داد ناله دادم در قفس
کردم از شوق گرفتاری دو منزل را یکی
زاشیان پرواز تا کردم فتادم در قفس

۲

از غم دوری جانکه میپرس
جوش اشکم بنگر آه میپرس
دور افتادم از درگاهی
حال این بنده درگاه میپرس

۳

فصل بهار آمد و من زنده در قفس
وز زندگی خود شده شرمنده در قفس
مرغ مرا ملول اسیری نمی کند
چون کبک قاه قاه زند خنده در قفس

متفرق اشعار

۱

تا دید چشم مستت از پا فتاد نرگس
اوراق خوش نگاهی برباد داد نرگس

۲

فشارد گرچه در میدان خوش چشمی قدم نرگس
ز خجالت پیمش چشم یار خواباند علم نرگس

۳

از مردن ما نوحه و افغان نکند کس
در ماتم ما موی پریشان نکند کس

۴

سرگذشت دل مگو مشنو مپرس
قصهٔ مشکل مگو مشنو مپرس

۵

دل خود می خوریم در دنیا
هم چو مهمان بخانهٔ مفلس

۶

خط پشت لب شیرین شما
آیهٔ فیه شفاء للناس

ردیف الشین

۱

ترا که گفت که مایل بسیر بستان باش
 بنوش یک دوسه جامی و خود گلستان باش
 دلیل جوهر مردانگی بود تجرید
 برهنه گرد چو شمشیر مرد میدان باش
 درین چمن که باب خنده مبتذل شده است
 ز چاک سینه چو نار کفیده خندان باش
 یزلف یار ترا هست اگر سر سودا
 شکسته خاطر و آشفته و پریشان باش
 مباد چشم برین سرمه کس سیاه کند
 بدیده خاک در یار را نگهبان باش
 نظر نیاز چو از دیده رفت یار عزیز
 درین معامله هم چشم پیر کنعان باش
 بخاک ریختن آب دیده را میپسند
 بهر کجا که سرشکی چکید دامان باش
 گذشت از سر دین بهر دختر ترسا
 مرید سلسله عشق پیر صنعان باش
 دمی بخدمت اهل نظر مکن تقصیر
 ستاده بر سر شان روز و شب چو مژگان باش
 گریختن نتوان جان من ز دشمن هم
 ترا که گفت که از دوستان گریزان باش
 چو دست عشق برآورد ز آستین واقف
 قبول فیض طلب از خدا و خندان باش

۲

چند باشم و بال گردن خویش	سر جدا میکنم خود از تن خویش
چون ننازی برنگ و روغن خویش	گل چراغ از رخت کند روشن
نشوم گر رضا بکشتن خویش	دیده ام چون تو قاتلی چه کنم
سخت شرمنده ام ز دشمن خویش	در خور سنگ نیست شیشه من

میدمد بوی یار از جیم بعد ازین دست ما و دامن خویش
در هوای قفس کنم پرواز خوش نمی آیدم نشیمن خویش
غیر پیمانه پیش کس واقف خم مکن همچو شیشه گردن خویش

۳

کشته گشتم ز طبع روشن خویش شمع سان خون من بگردن خویش
نسبتم شد بزلف یار درست بسکه کردم شکستگی فن خویش
سر نه کردم فدای تیغ کسی میبرم این گنه بگردن خویش
خار در چشم باد اگر جز رشک دیده باشم گلی بدامن خویش
تا گریبان فرو روی در آب گر فشارم ز گریه دامن خویش
واقف از یاد دانه خالش کرده ام وقف مور خرمن خویش

۴

کند خراب جهانی بیک عنان گردش
مگر ز چشم تو آموخت آسمان گردش
چنانکه چرخ کند تیز تیغ و خنجر را
کند فلک بمراد ستم گران گردش
کنم بمرکز آسودگی قرار اکنون
فلک نیم که کنم گرد این جهان گردش
فتاد پای ز پرکار و میکنم پیهم
بگرد نقطه خال تو همچنان گردش
ز گردباد نداریم پای کم واقف
که کرده ایم درین دشت ناتوان گردش

۵

کرده زلف تو پا بزنجیرش دل ندانم چه کرده تقصیرش
کار ساز دل و جگر نگفت چشم دارم ز چشم زنجیرش
خانه ام شد خراب و کس نگرفت گل در آب از برای تعمیرش
تشنه از بس هجوم کرد نماند دم آبی بجوی شمشیرش
صد سر تیر دور افتادست از وفا وعده سر تیرش
میرود این دل دونیم از شوق همچو سوفار از پی تیرش
گریهی من که سنگ را بشگافت در دل یار نیست تاثیرش
رفت واقف که درد دل گوید گریهی زار شد گلوگیرش

۶

چند برگردانیم با اشک و آه از کوی خویش
 گرد سر کردم ترا گاهی بگردان خوی خویش
 عافیت هرگز کسی از مردم آزاری ندیده
 نرگست بیمار گردیداست از جادوی خویش
 در شب مولود گشتم پیر طالع را بین
 زادم و کردم چو ماه نو سپید ابروی خویش
 میزبان جا میکند خالی برای میهمان
 بهر پیکانش تمی کردم ز دل پهلوی خویش
 طاقت برخاستن از درد زانویم نماند
 پیش آن بیدرد ته کردم ز بس زانوی خویش
 گر بدانی تا کجاها من دعاگوی تو ام
 نامه ام چون حرز خواهی بست بر بازوی خویش
 عیشها در گوشه تنهایی امشب کرد دل
 تیر آن ابرو کمان را دیده در پهلوی خویش
 کی صفای قطره اشک مرا پیدا کند
 شوید از گوهر بآب هفت دریا روی خویش
 میرود واقف مرا از عرش بالا تر دماغ
 چون بیادش سر نهم بر کرسی زانوی خویش

۷

هوسم نیست که سنجاب کنم بستر خویش
 اخگر من که کنم خواب بخاکستر خویش
 بردن نامه ما سوختگان کار تو نیست
 ای کبوتر نشوی دشمن مشت پر خویش
 مور خط گرچه ستاند از شکرش داد مرا
 میزنم دست همان همچو مگس بر سر خویش
 گرهی بود که واگشت ز کارم چون سپند
 رقص شادی کنم از سوختن اختر خویش
 همچو شاهی که شود لشکر ازو روگردان
 هست آزرده دلش از مژه خود سر خویش

بقفس ماندم و شایستهٔ بسمل نشدم
 میزنم خنجر ازین غصه بخود از پر خویش
 حیرتم سوخت ندانم ز کدامی چون است
 گل داغی که توای شمع زدی بر سر خویش
 گر دلش نیست به یاران لباسی چسبان
 جامه را تنگ کشیده است چرا در بر خویش
 ای پسر جلوهٔ مستانهٔ دلکش داری
 سزد ار تاک کند نامزدت دختر خویش
 میتوانی که بری گوی سعادت واقف
 گر توانی شدن از تفرقه گردآور خویش

۸

از دل چه می پرسی که من در عشق مجنون کردم
 وز نیم سنگ کودکان از شهر بیرون کردم
 جاسی که میخوردم ز وی در پهلوی دلدار می
 تا شد زمان وصل طی پیمانهٔ خون کردم
 از فرط ناز و خودسری رامم نگردید آن پری
 با این همه جادوگری هر چند افسون کردم
 زخمی که شد روزی مرا از تیغ آن خورشید رو
 چون صبح تا دم داشتم از مهر افزون کردم
 دارند خوبان آرزو چون غازه خاک کلبه ام
 از بس بیاد عارضت از گریه گلگون کردم
 دل بر سر راه کسی دیدم شهید افتاده بود
 جوشید واقف خون من در خاک مدفون کردم

۹

صد وعده میگرفتم از یار جانی خویش
 گر بودی اعتمادم بر زندگانی خویش
 از بس بر آستانش سختی کشم شب و روز
 ترسم که سنگ گردم از سخت جانی خویش

چون شمع را ببزمش گرم سخن به بینم
آتش بجانم افتد از بی زبانی خویش
هرگز نمی توانم از خاطر تو رفتن
هر لحظه شکر گویم بر ناتوانی خویش
آخر بکارم آمد بار گناه واقف
گشتم به بحر رحمت غرق از گرانی خویش

۱۰

گل کند پاره برت دفتر زیبایی خویش
سرو از سر بنهد پیش تو رعنائی خویش
من درین بادیه ام وارث مجنون که سپرد
در دم نزع بمن محضر رسوایی خویش
زلف را گو که بپایم بنهد زنجیری
چند سرگشته شوم از سر سودایی خویش
یک جهان کشته چشمش شود از سر زنده
گر کند لعل تو اظهار مسیحایی خویش
یک قماش است برم مخمل و دشت پر خار
هیچ اندیشه ندارم ز تهی پایی خویش
واقف از بار گنه گرچه دوتا گردیدست
یا رب او را تو بیمارز بیکتایی خویش

۱۱

دلم غمدیده عشق است بگذارید ناشادش
کهن ویرانه ای دارم که نتوان کرد آبادش
دلی دارم که بهر سوختن کردند ایجادش
سپند آسا ندارد هیچ کس پروای فریادش
به طفلی درس چون میگفت از سیاره استادش
چه میشد پاره ی مهر و وفا گریاد می دادش
مرا خود نیست این طالع خوشا مرغ گرفتاری
که گاهی رخصت نالیدنش باشد ز صیادش
نوید کشتم دادی شگفتم چون گل از شادی
کجا در پوست گنجد هر که باشد دوست جلادش

چه میپرسی ز حال بلبل حسرت نصیب من
 که بعد از رفتن گل از قفس کردند آزادش
 بسان قطره اشکی دلم در خاک می غلطد
 نیفتاد است اگر از چشم او دیگر چه افتادش
 بدست او سپردم اختیار خانه‌ی دل را
 ندانستم که خواهد کند آن بی رحم بنیادش
 ندارد چون قد دلجوی او باغ جنان نخلی
 سیم باشد اگر نسبت دهی با سرو شمشادش
 ز نسیانش شوم پامال پسندیدم نه از غیرت
 مرا تا او برد از یاد من رفتم خود از یادش
 ازانم ناخوشیها در سرای دل فرو آید
 که معمار ازل در وقت خوش ننهاد بنیادش
 مرا کشتی و روحم بر درت هر شام می آید
 چه باشد گر درودی خوانی و بیکره کنی یادش
 ندارد با آن سیم پیکر گرم جوشیدن
 دلی دارد که نتوان گرم کردن همچو فولادش
 گرفتاری بمن مینازد آن مرغ اسیرم من
 که نبود در قفس کاری بغیر از شکر صیلاش
 ز مصر از بهر ترویج دماغ پیر کنعانی
 نسیم آورد بوی پیرهن صد آفرین بادش
 بمن بنمود رو تا روی او را دیده دل واقف
 نمی دانم چه رو دادش نمی دانم چه رو دادش

۱۲

ای شوخ ز آزار دل ریش بیندیش
 هرچند نه‌ای عاقبت اندیش بیندیش
 ترمم جهد از شست دلم ناوک آهی
 ای سخت کمان ترک جفا کیش بیندیش
 در حسن تونگر شده‌ای دیده‌ی بد دور
 از غارت صبر من درویش بیندیش

فهمیده قدم نه بره پر خطر عشق
زان پیش که پایت رود از نیش بیندیش
تا چند بیازیچه کنی زلف پریشان
دل را مرسان این همه تشویش بیندیش
ای ساده رخ از درد دل سوخته جانم
زان پیش که آید برخت ریش بیندیش
هر کس کند اندیشه ز پیگانه تو واقف
گر صاحب اندیشه‌ای از خویش بیندیش

غزلیات - فاقم

۱

خنجر بقصد کشتن ما می کشی مکش
شرمندی بروز جزا می کشی مکش
در کوی او که مهر و وفا کس نمی خرد
ای دل بهرزه جور و جفا می کشی مکش
منما سواد فقر باین بی بصیرتان
در چشم کور سرمه چرا می کشی مکش
ای گل پی شگفتگی یک دو روزه عمر
منت عبث ز باد صبا می کشی مکش
از دست بوالهوس نتوان خورد آب هم
ای بی خبر تو باده چرا می کشی مکش

۲

این قدر کینه جو مباح مباح
تو که ای شوخ مخمل اندامی
لخت دل نوش کن بخون جگر
کوهکن را صبا بگو از من
تو که جانی جگر خراش مباح
یار اغیار بدقماش مباح
در غم نان و فکر آتش مباح
که چو آذر صنم تراش مباح

۳

من که از غیرت کشیدم دست خود از دامنش
کی توانم دید دست دیگری در گردنش

از گریبان گیری خونهای ناحق کشتگان
لعل شد آخر بلورین تکمه پیراهنش
بی خبر رفت آن نگار از دست من همچون حنا
بار دیگر گر بدست افتاد خواهم بستنش

۴

گر بگردد روزگار از وضع خویش
غم شکستم می ز مستی ریختم
پیش او کردم عبث خالی دلی
پیشم اکتون خمار از وضع خویش
بر نگردد آن نگار از وضع خویش
گشتم پر شرمسار از وضع خویش

قطعات

۱

نشد بماشطه محتاج حسن دلجویش
جواب صاف بآینه میدهد رویش
گلی بیاض نیایی که از خیال تو من
باب دیده چو شبنم نه شسته ام رویش

۲

چسپانده پاره ای زر مابین ابروانش
کار طلا به بینید بر قبضه کمانش
از زلف او فتادم در بند آن زنخدان
آخر بچاه افی ای دل برسمانش

۳

یک صبح درآ از در و جانانهی ما باش
آباد کن خانهی ویرانهی ما باش
میگفت بمن زلف تو دوش از سر سودا
ما سلسله داریم تو دیوانهی ما باش

۴

تا بکی از نالها شام و سحر آزارش
میکنم ضبط نفس تا بر سر رحم آرمش
قدر دل نشناختم گم گشت از من ای دروغ
گر بدست من افتد این بار نیکو دارمش

۵

دیدى اى دل که مرا باز چه کار آمد پیش
 ساختن با ستم دورى یار آمد پیش
 شده نزدیک که از روی تو خط سبز شود
 پخت دیوانگیم سیر بهار آمد پیش

۶

بفاقه پا نگذارم برون خانه‌ی خویش
 که بسته‌ام بشکم سنگ آستانه‌ی خویش
 غریب بلبل من از تغافل صیاد
 ز رشک ساخته آباد آب و دانه‌ی خویش

اشعار متفرق

۱

ز بس در فن گیرایی بود استاد مژگانش
 برآرد ریشهای جوهر فولاد مژگانش

۲

ز خون من سرانگشتان خضاب آلوده بیندش
 هنوز از ناز بر حالم عتاب آلوده بیندش

۳

هزار بار گذشتست از دلم تیرش
 هنوز در پی من هست چشم زهگیرش

۴

مانند شیشه هرکه بود سرکشی فنش
 باید که دیگری بدهد خم بگردنش

۵

ز مشت استخوان من هما رزق تو حرمان شد
 برو این قرعه افتادست بر نام سگ کویش

۶

ز اینای جنس کی شود اصلاح کار کس
ناید بکار طره شمشاد شانه اش

۷

خدا داند ز شست کیست این تیری که من خوردم
گمان بر چشم او دارم که بادامی است پیکانش

۸

قطع نظر نمودم از لطف گاه گاهش
روزیکه شد تغافل داروغه نگاهش

۹

از بوی درد مغز ترا کی خبر شود
تا ناله نشنوی چو نی از استخوان خویش

۱۰

بکام دیگران یک عمر کردی ای فلک گردش
بحسب مدعای ما نکردی حیف یک گردش

۱۱

میخورم از غم هجران دل خویش
خشم درویش بجان درویش

۱۲

منکه باشم تا نشیند نقش من در صحبتش
همچو شمع بس بود استادگی در خدمتش

۱۳

کار کردم مدتی بر گفته دلدار خویش
بعد ازان چون کوهکن کردم یکدم کار خویش

ردیف الصاد

۱

بهر جا آن سہی بالا کند رقص
قیامت خیزد و برہا کند رقص
ز شوق آنچنان دل میکند رقص
کہ گویی مرغ بسمل میکند رقص
مبارک سوختن وارستہ ای را
کہ در آتشی سپند آسا کند رقص
دلہ می رقصہ از ذوق لب او
چو صوفی کز پی حلوا کند رقص
کند روشن دل از آزادگی حال
شرر چون جست از خارا کند رقص
بہ این بالا تو چون در رقص آبی
ملک در عالم بالا کند رقص
چو مجنون گرد در ویرانہ بیند
بیاد محمل لیلی کند رقص
کشیدم پای در دامن تمکین
نرقصم گر ہمہ دنیا کند رقص
تو چون بر مسند دیبا نشینی
ز شادی صورت دیبا کند رقص
دہی گر وعدۂ رحمی بہ واقف
ز شادی از ہمہ اعضا کند رقص

ردیف الضاد

۱

چون ماجرای هجر بجائان کنیم عرض
گریان شویم و قصه طوفان کنیم عرض
شایسته‌ی نثار تو نقدی به کیسه نیست
افتد اگر قبول دل و جان کنیم عرض
آینه وار ساده ز نقش تکفیم
در خانه هرچه هست بمهمان کنیم عرض
گاهی جدا ز جمع رقیبان نمی شوی
پیشست چگونه حال پریشان کنیم عرض
آید بشور از اثر بخت شور ما
گر زخم خویش را به نمکدان کنیم عرض
ما طول و عرض قصه خود را نداده ایم
این یک دو سطر آه بجائان کنیم عرض
خندان چو گل بیا که بگوشت گداز دل
شبنم صفت بدیده‌ی گریان کنیم عرض
شاید که راه دهد به درون سرای او
درماندگی خویش بدزمان کنیم عرض
تعلیم رحم سود ندارد بغمزه اش
بر کافر فرنگ چه ایمان کنیم عرض
واقف دوی ما بلب او حواله است
ما درد خود چرا به طیبیان کنیم عرض

غزل ناتمام

ای از تو رنگ و بوی گرفته بهار قرض
دارند از تو لاله و گل صد هزار قرض

سنبل ز طره* تو کند وام پیچ و تاب
نرگس برد ز چشم تو خواب و خمار قرض
اکنون بسان ابر ادا می کنم به چشم
آبی که داده بود مرا روزگار قرض

فرد

میانه* من و زلف است بر سر دل بحث
کجاست خط که کند زلف بحث را مقراض

ردیف الطاء

۱

از دام گاه دهر رسیدم به احتیاط	چسپیده بود بسکه به پیکان او دلم
آخر مرا گذار بدام و قفس فتاد	تا کار من به زرگس جادوی او فتاد
از بسکه داشت آینه‌ی روی اوصفا	در نوش بسکه تعبیه نیش دیده‌ام
ناصر نه گشت یک سحنت دل‌نشین من	آخر ز من نشست غباری بخاطرش
رسوای عالمی شدم آخر برنگ صبح	

دامن بخار زار کشیدم به احتیاط
از سینه تیر یار کشیدم به احتیاط
هر چند ز آشیانه پریدم به احتیاط
برخونش ان یکاد دمیدم به احتیاط
در پیش یار آه کشیدم به احتیاط
آن لب شب وصال مکیدم به احتیاط
هر چند گفته‌ی توشنیدم به احتیاط
در کوی او اگرچه طپیدم به احتیاط
واقف اگرچه جیب دریدم به احتیاط

۲

راه دل را می کند آن شوخ بی پروا غلط
گرچه نتوان کرد راه خانه‌ی خود را غلط
بسکه از بیماری دل نقش بستر گشته‌ام
میکنند همدم مرا با صورت دیبا غلط
نسخه سوز و گداز این هوس سرمایگان
چون کتاب کیمیا دیدیم سر تا پا غلط
ماده بیماری عاشق چه میداند طیب
خون غلط بلغم غلط صفرا غلط سودا غلط
نبض بیماران چشم او نمی آید بدست
میکنند صد راه اینجا بوعلی سینا غلط
از برای وصل او تعیین جا کردن عبث
وعده آن بی وفا اینجا دروغ آنجا غلط
یار من طفلست و ده از بیست نشناسد بجاست
در حساب دوستی ها گر کند صد جا غلط
مقصدم چون نیست غیر از سیر اقلیم جنون
مفت من واقف کنم گمراه در صحرا غلط

ردیف العین

۱

به آن کسی که کند یک دل پریشان جمع
دهند اجر کسی را که کرده قرآن جمع
صبا ز آمدن او مگر رسانده خبر
که بلبان همه گفتند در گلستان جمع
بسمینه این دل دیوانه سخت مضطرب است
خبر دهید کجا گشته اند طفلان جمع
ز رفتن تو شد اوراق صبر برگ خزان
پیا که تا شود این نسخه پریشان جمع
همیشه می خلد این آرزو مرا در دل
که خارهای رخت را کنم بمنزگان جمع
پیا حساب غم و عیش یک ره از من پرس
که من برای تو این خرج کرده ام آن جمع
چنانکه قافله یک جا شود بمنزلگاه
شدست لخت دل و اشک من بدامان جمع
برای بردن مکتوب او سلیمان وار
شدست بر سر من فوج فوج صرغان جمع
هزار پاره چو کل گرچه کرده ام واقف
هنوز خاطر من نیست از گریبان جمع

فرد

شب که گرم سوختن شد داغ سودا همچو شمع
تا سحر میغز سرم می ریخت در پا همچو شمع

ردیف الغین

۱

زان پیشتر که گل کند از برگ لاله داغ
کردند لخت لخت دلم را حواله داغ
منزل بکوی سوخته جانان خریده ام
ما را بجای مهر بود بر قباله داغ
در هر رساله که نویسند نام من
چون برگ های لاله شود آن رساله داغ
آن بقرار سوخته جانم که میکنم
همسایه را تمام شب از آه و ناله داغ
واقف ز محرمات کهن سال در جهان
صد ساله درد دارم و هفتاد ساله داغ

۲

گر نسوزد شام مرگم کس بخاک من چراغ
کرده ام در زندگی از داغ دل روشن چراغ
خانه نتوان ز آتش همسایه روشن ساختن
می روم تا آورم از وادی ایمن چراغ
آتشین داغ دلم از رخنه پهلوی من
می نماید آنچنان خود را که از روزن چراغ
میروی غم خانه ام تاریک می ماند مرو
باش تا از آتش رویت کنم روشن چراغ
تا تو رفتی از گلستان تیره احوال است گل
این چنین باشد بلی در مجلس شیون چراغ
خون من بر خاک میریزی نمیدانی که هست
رنگ رخسار ترا روشن ازین روغن چراغ
یار دلسوزی درین ظلمت سرا چون داغ نیست
سوخت بر سر همچو شمع تا دم مردن چراغ
بسکه روزم شد سیه شبها تعجب میکنم
چون برد از سیلی هجران ز چشم من چراغ

بسته‌ام از لاله و گل دیده بی دیدار دوست
زانکه با چشم رمد دیده بود دشمن چراغ
کی توانم خانه‌ی احباب را تاریک دید
منکه واقف می برم بر تربت دشمن چراغ

غزلیات ناتمام

۱

به عشق مردم و از درد سر شدم فارغ
ز اشک شام و ز آه سحر شدم فارغ
برساند خاک قناعت مرا به آب بقا
دگر ز منت خشک خضر شدم فارغ
تو نیز ماحضری خویش را بیار ای دل
که من ز خوردن خون جگر شدم فارغ
علاج درد سرم سخت درد سر میداد
ز سر گزاشتم و از درد سر شدم فارغ

۲

شب که در کلبه من بود چراغ
یک دم از گریه نیاسود چراغ
نیست جز داغ غم عشق ایاز
بر سر تربت محمود چراغ
حال آن شعله رخسار از خط
شد چنان تیره که از دود چراغ

قطعه

بی سبب یار مرا از نظر انداخت دروغ
دل عبث در غم او صبر و خرد باخت دروغ
چون بدانستی که من عاشقم و پاک نظر
سوخت جان من و با اهل هوس ساخت دروغ

فرد

تیره روزان ترا سرمایه حسن است داغ
قشقه پیشانی هندوی شب باشد چراغ

ردیف الفاء

۱

بی برگ شد ز باد خزان شاخسار حیف
 پاشید صحبت گل و بلبل هزار حیف
 گم گشت لخت های دل داغدار حیف
 برگی بجا نماند ازین لاله زار حیف
 ای تیر یار تیز گذشتی ز پهلویم
 نشستی آن قدر که کنم جان هزار حیف
 ای آنکه بر گریستم خنده می زنی
 با درد دل ترا نه فتاداست کار حیف
 همراه بوالهوس چه قدر گرد میخورد
 دامن کشان گذشت ازین خاکسار حیف
 ما آنچه کاشتم ثمر داد بار دل
 حاصل نگشت هیچ ازین کاروبار حیف
 خجلت ز روی خامه نقاش میکشم
 صورت نه بسته است ز ما هیچ کار حیف
 همچو جنا اگرچه رفتادم بیای او
 نگذشت واقف از سر خونم هزار حیف

غزل ناتمام

کار خدا پسند نکردم هزار حیف
 یک کار سودمند نکردم هزار حیف
 بند قبا کشادی و صبح عجب دیدم
 دست دعا بلند نکردم هزار حیف
 آن دم که زلفت بر سر آتشی ز بزم تو
 همراهی سپید نکردم هزار حیف
 زلفت کشاده بود کمندی بقصد صید
 سر دو سر کمند نکردم هزار حیف
 آن زلف ماو بود گرفتم ز سادگی
 اندیشه از گزند نکردم هزار حیف

ردیف القاف

۱

هرگز نشد دل ما یکدم بما موافق
پهلوی تمهی نمودیم زین یاز ناموافق
عریان تنی نه زبید غیر از فقیر کس را
تنها بقامت من هست این قبا موافق
آن کس که پای او کرد در عشق خو بزنجیر
دیگر نیفتد او را کفشی بپا موافق
زین جسم عنصری نیست یک لحظه جان من شاد
افتاده ام ز عمری در چار ناموافق
از گریه کور گشتم خاک درش بیارید
شاید بچشمم افتد این توتیا موافق
بیمار عشق واقف مشکل دوا پذیرد
گردد مخالفش آب چون شد هوا موافق

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

۲

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

شاید بچشمم افتد این توتیا موافق

ردیف الکاف

۱

چو شاخهای درختی که شد ز سرما خشک
ز آه سرد مرا گشته جمله اعضا خشک
نداشت حرمت دامن پاک یوسف را
ندانم از چه نشد پنجه زلیخا خشک
شراب خرمی ای گل که ریخت در جامت
درین چمن که بود سبزه همچو مینا خشک
عجب مدار اگر از سموم ناله من
شود چو پیکر مجنون درخت صحرا خشک
بران ورق که نویسم حدیث دیده تر
در آفتاب قیامت نه گردد اصلا خشک
نمانده قطره اشکی بدیده از تف آه
قیامت است تو گویی که گشته دریا خشک
دگر مدار ز من چشم شعر تر واقف
دماغ من شده از فکرهای بیجا خشک

۲

بر کمر توشه از لخت جگر دارد اشک
سفر کوی که یا رب بنظر دارد اشک
قطره آب بود در نظر بیدردان
لیک در دیده ما قدر گهر دارد اشک
هست امروز برنگی که ندیدم زین پیش
از دل خون شده شاید که خبر دارد اشک
نیست معلوم بیاد نمکین خنده کیست
واقف این شور غریبی که بسر دارد اشک

غزلیات فاقم

فرودم آمدی در دل مبارک ترا ای ماه این منزل مبارک
 من ای همدم فگندم دل بدویا ترا آسایش ساحل مبارک
 محبت گفت تا خون شد دل من که حل شد عقده مشکل مبارک
 طپیدن‌ها تماشا میکند یار مبارک ای دل بسمل مبارک
 من ای همراه ز پا افتادم اینک ترا همراهی محمل مبارک

۴

ماند دست آرزویم خالی از دنیای خشک
 چشم تر چون آبله بردم ازین دریای خشک
 با سر زلف بتان سودا ندارد هیچ سود
 شانه دست خشک و خالی برد زین سودای خشک
 دستگیری گر کند پیر طریقت میتوان
 چون عصا طی کرد این راه بیابانهای خشک
 هر کس از خشک و تر دنیا نصیبی برده است
 قسمت ما شد همین چشم تر و لبهای خشک

شعر

نی همین سر رشته گم کرده است آهم زیر اشک
 همچو تار اشک پنهان شد نگاهم زیر اشک

ردیف الکاف الفارسی

غزل ناتمام

تن شد از سنگ جفای او مرا فیروزه رنگ
میتوان گفتن درین میدان مرا فیروز جنگ
همچو آن زخمی که به آرد بسوی به شدن
دستگاه خنده بر من میشود هر روز تنگ
حال خود بر کاغذ ابری نویسم سوی او
بسکه از درد فراقش گریه کردم رنگ رنگ

شعر

درین چمن بشگفتن نموده ایم درنگ
که از شگفتن ما جای کس نگردد تنگی

ردیف التلام

۱

روز ازل که گشت غمت آشنای دل
 دل مبتلای غم شد و غم مبتلای دل
 طوفان گریه در گرو یک بهانه ایست
 از من می پرس جان به کسی ماجرای دل
 ترسم که تاب پرشی فردا نیاوری
 امروز یکدو بوسه بده خون بهای دل
 همچون سپند پیش تو ای مختصر پسند
 در ناله ای تمام کنم مدعای دل
 بیرون روی ز خانه ای آینه بیدماغ
 خوش کرده ای برای چه کلفت سرای دل
 مینالم از بلای دل و میکنم دعا
 یا رب کسی مباد اسیر بلای دل
 او پهلونم کجا بنشیند که از محروم
 پیکان او دمی ننشیند بجای دل
 یک ره بیا ببین که چنان میدهم یاب
 لوز گریه لخته های جگر پاره های دل
 دل پاره پاره کرده بزانسان صلا دهی
 گر قدر دل به پیش تو این است وای دل
 زانسان که طفل در پی دیوانه میفتد
 اشکم برهنه پای دوید از برای دل
 واقف می پرس حاصل سودای زلف یار
 یعنی خریده ایم به بلای برای دل

۲

هرچند که با من است این دل آمانده رفتن است این دل
 در کوچه ی عشق خانه دارد بنیاد کن من است این دل
 کارش همه وقت به پرستی است یا رب چه برهنه است این دل

با سنگ دلان گرفت الفت	سامان شکستن است این دل
زنجیر مرا دگر مجنبان	آماده شیون است این دل
خورد از تو فریب دوستداری	با خویش چه دشمن است این دل
از سنگ جفا نمی هراسد	گویا که ز آهن است این دل
عمریست که در هوای آن زلف	زنجیر بگردن است این دل
واقف تا کی ز دل شکایت	آخر جگر من است این دل

م

کی درد به افسانه و افسون رود از دل
 هرگز نرود گر بمثل خون رود از دل
 غم نیست گر از درد تو ام خون رود از دل
 ترسم که بآن درد تو بیرون رود از دل
 هرگاه کند گریه ام از یاد تو طوفان
 سیحون ز جگر آید و جیحون رود از دل
 ترسم چو باین حال مرا یار به بیند
 غمگین رود از دیده و محزون رود از دل
 آن را که بعشق من و حسنت نظر افتاد
 لیلی رود از مخاطر و مجنون رود از دل
 در جان من آتشی زده خوش غافلی ای شوخ
 مگذار که این دود به گردون رود از دل
 از باطن خم تا نرسد فیض یقینت
 مشکل که ترا شک چو فلاتون رود از دل
 واقف بحضور تو چنان مضطرب افتد
 کز بزم برون نشده بیرون رود از دل

م

میروم هر سو دوان از دست دل
 تنگ شد بر من جهان از دست دل
 رشک عشقت اینک که گردیده است داغ
 دل ز دست جان و جان از دست دل

دل بگیر از دست من کافتاده‌ام
 در عذاب جاودان از دست دل
 همچو اشکم نیست دل در اختیار
 گشته‌ام مطلق عنان از دست دل
 گرچه گردیده است پا هر آبله
 میگریزم همچنان از دست دل
 می‌رساندم گوشه‌ای امنی بهم
 گر مرا بودی ایمن از دست دل
 میروم منزل بمنزل چون جرس
 در رخت زاری کتان از دست دل
 دل مرا چون دشمنان از پا فکند
 الغیث ای دوستان از دست دل
 میخورد دل خون من زان می‌کشم
 ناله های خون چکان از دست دل
 زیر بار کوه غم دارد مرا
 زیست بر من شد گران از دست دل
 جنگ دارم روز و شب دیوانه وار
 با زمین و آسمان از دست دل
 عرض دارم دوستان گر بشنوید
 داستان در داستان از دست دل
 تا بزانو پای در گل مانده‌ام
 بر سر کوی بتان از دست دل
 در جوانی پیر گشتم از غمش
 شد بهار من خزان از دست دل
 میکند هر لحظه تکلیف نفس
 میگذارم آشیلن از دست دل
 دل گرفته رفته بودم بر درت
 آیدم اکنون بجان از دست دل
 گفتمی از دست که مینالی چنین
 ای شفیق مهربان از دست دل

گشته‌ام در دیده مردم سبک
زیست بر من شد گران از دست دل
اشک و آهم رخنه افکنده است
در زمین و آسمان از دست دل
در سر سودای زلفی نقد جان
رفت و آخر رایگان از دست دل
غنچه آسان در خیال آن دهن
تنگ شد بر من جهان از دست دل
دل پی ابرو کمانان رفت و جان
تو غم را شد نشان از دست دل
ناز ابرویش کشیدن کی توان
پشت طاقت شد کمان از دست دل
دل بفریاد و فغان از دست تو
من بفریاد و فغان از دست دل
واقف از حال چو شد گفت اوحدی
از مسلمانان فغان از دست دل

۵

گر گوش گنجی ترانه دل	بیرون نروی ز خانه دل
آشفته مساز زلف خود را	ویران مکن آشیانه دل
امشب همه شب نخفت چشمم	از زاری عاشقانه دل
تا زلف دراز دلبران هست	گفته نشود بهانه دل
ترسم خوابت بدیدم سوزد	جانان میشنو فسانه دل
واقف دلدار در دل تست	می نال بر آستانه دل

۶

زمن برد آن دو چشم سزیه سا دل	و میل افتاد آه از من جدا دل
بداغ و درد و غم شد آشنا دل	مخوشا دل مریحیا دل حبا دل
ندارم عقده مشکل سوا دل	برم پهنی شه مشکل کشا دل
سرت گردم پهنی کم التفاتی	چرا بسیار می خواهد ترا دل
جوابش چیست فردا جانم زبانی	گر آویزد بدامن شما دل

دگر ای دیده اشک آهسته می ریز
 بخونش میکند هر لحظه بازی
 دگر مشکل کیه بینم در کنارش
 الهی خانه هجران سیه باد
 کجا بگریزد از جور و جفایت
 بهیچ افسانه و افسون نشد نرم
 من و تو گرزهم دوریم غم نیست
 بلای همچو عشقم بر سر آورد
 بکوی او قلم فهمیده بگذار
 به استقبال تیرش یگ سر تیر
 ز بیقدری درین بازار واقف

۷

کرده اظهار غم پیش تو صد بار خجل
 گشتم از کم شنوهای تو بسیار خجل
 هدرت خون دل من رگ تلخی دارد
 زین سبب هستم از آن نرگس بیمار خجل
 خانه آراستم امشب باغچه وصلت
 نامدی آه شدم از در و دیوار خجل
 زینکه از پرده برافتاد محبت واقف
 یار معجوب ز من گشت و من از چار خجل

۸

ز شیون دل غنچه آزد بلبل
 بیادت سحر در چمن ناله کردم
 بگلشن گلی زیب دستار کردم
 فکندم ز سر زود گل را و گرنه
 بهار است و شوری درین گلستان نیست
 ترا در چمن دید و بهر خوش آمد
 بر هنوایان گلزار واقف
 مگر بوی از درد من برد بلبل
 بهردیکه افسرد گل مراد بلبل
 قیامت مرا بر سر آورد بلبل
 ز شیون مرا مغز میخورد بلبل
 چه افتاد یا رب مگر مرد بلبل
 بمنقار پشت گل آورد بلبل
 ز من ارمغان این غزل برد بلبل

۹

بسکه نگذاشته شرم رخ او رنگ بگل
 نکند مرغ گلستان نظر از ننگ بگل
 غنچه خواهد شدن از تنگدلی آخرکار
 گر چنین کار بگیرد رخ او تنگ بگل
 در حضور تو کند فاخته تشنیه به سرو
 بلبل از بال زند پیش تو سر چنگ بگل
 سر کند چون تو به گلزار درآیی ای سرو
 بر سر گوشه دستار تو گل جنگ بگل
 بنده نازی طبع تو کردم که بود
 گل زدن بر تو گران چون زدن سنگ بگل
 بچمن رفتی و از بهر زر نذرانه
 عندلیب آمد و آویخت چو سرهنگ بگل
 واقف ار گوش کند این غزل رنگینت
 نکند مرغ گلستان نظر از ننگ بگل

۱۰

کوبکو شد خراب و رسوا دل	بسکه رفت از بی تو صد جا دل
می فرستم بر مسیحا دل	درد او را مگر علاج کند
ناخدا ترس شوخ ترسا دل	با دلم کرد آنچه نتوان کرد
می تراشم ز سنگ خارا دل	سخت کاریست عشق همچو تویی
آه در سینه ماند تنها دل	یار پیکان کشید از بر من
که چها می کند غمت پا دل	جان من در دلم بیا و بین
نوحه بر پا کند مبادا دل	خبر از مرگ آرزو ندهید
جسته بودم مگر ز صحرا دل	مفت دادم بشهر از دستش
پهلویم کس نماند الا دل	غمگساران گریختند از من
افکنم بعد ازین بدریا دل	گریه واقف بی هلاک من است

۱۱

عبث اجمال خود مکن تفصیل	گوش مردم کراست و ذهن کلیل
نقسی میکشم بجز ثقیل	بار شد بسکه زندگی بی تو

کس نخورداست باده از خم نیل
زانکه لاطایل است این تطویل
چشم من ابر و عشق میکائیل
که بهر گل نمی رسد اکلیل
روح را می کند بدم تحلیل
گر کنی علم خاموشی تحصیل
نتوان دید جز بسعی جمیل
عشق گسترده است خوان خلیل
دل به بزمش گذاشتیم وکیل
نیست خود شمع بیش از یک میل
می کشم انتظار عزرائیل
باش در کشتنم مکن تعجیل
شیشه باده می سزد قندیل
همرہاں کوفتند طبل رحیل

رنگ عشرت ز آسمان مطلب
شکوه زلف یار کوتاه کن
هر کجا گفت اشک می باره
هر سری نیست لایق داغ
همدم کس مباد درد فراق
فارغ از قیل و قال می گردی
پرتوی از جمال شاهد غیب
دست از خود بشو و حاضر شو
از برای جواب مدعیان
گرم رو باش در طریق فنا
بی تو از بس بحالت مرگم
سخنی چند گفتنی دارم
بر مزارم که مرده ام ز خمار
ذوبت ماست حالیا واقف

۱۲

چواخگر گشته خاکستر نشین لعل
چه خونهای می شود آخر برین لعل
نشانیدست در انگشترین لعل
بغارت می دهد آن گوهر این لعل
اگر پوشد قبا آن نازنین لعل
که گردد تکه جیب تو این لعل

بداغ حسرت آن آتشین لعل
نگین لعل یار آن نقش دارد
بر آن رخسار گلگون حلقه زلف
تلف کاری چشم و دل چگویم
شود گل تا گریبان غرق در خون
دل خون گشته واقف نگهدار

۱۳

بخت ناساز وای بر من و دل
در نشد باز وای بر من و دل
پر دغا باز وای بر من و دل
او همه ناز وای بر من و دل
سحر و اعجاز وای بر من و دل
می کنی ساز وای بر من و دل
ترکی آغاز وای بر من و دل

یار طناز وای بر من و دل
من و دل بر درش چها کردیم
من و دل ساده آن حریف قمار
من و دل پای تا سریم نیاز
دلربایان ز چشم و لب دارند
گر تو قانون ماتلنگی را
چشم او کرده از پی شلتاق

اشکم آخر درید از طفلی پرده راز وای بر من و دل
هیچ شرمی نکرد از رویم رنگ غماز وای بر من و دل
آمد آن شوخ شخ کمان واقف ناوک انداز وای بر من و دل

۴۱

ربودی جان من زین دل ازان دل
چه خواهی کرد آخر یک جهان دلی
بکوشی میرود از من نهان دل
مرا دشمن ز جان شد دوستان دل
بکوی یار بنگر یک جهان دل
فتاده از زمین تا آسمان دل
چه سازد گر نسازد با جفایت
ستم کفی دل زبون دل بی زبان دل
دلش سنگین و چشمش سخت خون ریز
خدا حافظ ازان چشم و ازان دل
بود سرگشیده یادت چو تسبیح
به صحرای طلب یک کاروان دل
دل از من کندی و دادی به اغیار
هیش بهر تو عمری کند جان دل
گرفتم دل گرفتم زود لیکن
بمن کی میگذارد دلستان دل
من از وی داد بخود را می ستانم
اگر واقف نبودی در میان دل

۱۵

زلف تو ز بس حال مرا ساخته محفل
می آمدم از سینه برون آه مسلسل
بس خون جگر خورده ام از یاد عقیقش
یک بوسه نکردد بدل مایتحلل
افسردگیت ژاله صفت عقده کار است
ای دل بگذاز آی که این عقده شود حل

زنهار مکن بر سخن اهل دل انکار
 گفتم سخنی با تو تامل فتامل
 هرگز نشود در نظر خویش مکرر
 با اینکه دو بیند همه را دیده‌ی احول
 بگذار دلا فکر دهان و کمر او
 تا چند روی از پی موهوم و مخیل
 از سفلہ نوازی تو ای چرخ عجب نیست
 گر تاج مکمل بگذاری بسر گل
 کی نرمی اندام تو در خواب به بیند
 صد سال اگر خواب کند صورت مخمل
 بی یار ز بس پشت بدیوار نشستم
 چون صورت دیوار شدم نقش معطل
 در گوشه تنها که تو باشی و دو گوشت
 خواهیم که بگویم بتو ما قل و ما دل
 خاک قدمش سود دهد درد سرم را
 واقف نکشم درد سر سودن صندل

۱۶

دل بردی و چها که نکردی بجان دل
 واپس بده دلم تو نه ای قدردان دل
 زاندم که گشته است غمت میهمان دل
 جای نمی روم دگر از آستان دل
 آن جورها که میکنی اکنون بجان دل
 هرگز نبود جان کسی در گمان دل
 از پهلویش خدنگ بلا را هدف شدم
 یا رب که از زمانه برافتد نشان دل
 از من بپرس حال مرا از دلم بپرس
 بیگانه دلی تو چه دانی زبان دل
 بر زلفش ای نسیم بآهستگی گذر
 ویران مکن نشیمن جان آشیان دل

او میرود سوار و رقیب است در رکاب
 نتوان نگاه داشتن اکنون عنان دل
 تقدیست سکه دار وفا کامل العیار
 در کوره جفا چه کنی امتحان دل
 جانان گرت خیال خریداری وفاست
 زمین نوع نیست جنس بسی در دکان دل
 دلداز در دلست خبر میکنم ترا
 واقف مرو بجای دگر ز آستان دل

۱۷

ای که هرگز نکنی چاره بیماری دل
 نرسیده است بگوش تو مگر زاری دل
 حق همسایه فراموش نمی باید کرد
 ای جگر خون شو و در گریه بده یاری دل
 میدهم یاد بمرغان قفس شیون را
 سر کنم ناله چو از درد گرفتاری دل
 کس نیاورد نشان از دل گم گشته من
 جان برآید مگر اکنون بطلبگاری دل
 تو نداری غم دل لیک خیال تو ز لطف
 هست هر لحظه نهان از تو بغم خواری دل
 کس جگر گوشه خود را نفروشد برضا
 زور حسنت شده باعث به خریداری دل
 دارد آن طره طرار سر دل بردن
 آه تا چند توانکرد خبرداری دل
 کوه غم در نظرت چون پرگاه است سبک
 چه کنم پیش تو اظهار گران باری دل
 خواب از چشم تو چو آینه گردد سفری
 گویم ار پیش تو افسانه بیداری دل
 تیر غم بر دل عاشق ز درون می آید
 هست بیفایده ای سینه سپرداری دل

من دیوانه بر آن زلف چها میلرزم
 ترسم از هم گسلد سلسله تاری دل
 تا شبی دولت دیدار تو بینم در خواب
 از خدا می طلبم دولت بیداری دل
 گرچه از تشنگی ام جان بلب آمد واقف
 صبر کردم ز عقیقش به جگر داری دل

۱۸

از جنگ تو شدم من دل تنگ منفعل
 صلحی بکن کنون که شود جنگ منفعل
 شرمنده شو ز خود که باین سیم پیکری
 داری دلی که هست ازو سنگ منفعل
 بر اشک سرخ گونه‌ی زارم نظر نکرد
 گشتم پیش یار بهر رنگ منفعل
 هر خس شکفته است چو گل در حریم او
 من مانده غنچه سان بدل تنگ منفعل
 دارم به پشت خم بر آن یار دلنواز
 آن زار نالی که شود جنگ منفعل
 واقف شب گذشته ز آهنگ ناله ات
 تا صبح بود مرغ شب آهنگ منفعل

۱۹

از بس براه شوق تو شد بیقرار دل
 می افتدم قدم بقدم از کنار دل
 چشم بد از تو دور که از روی و موی تست
 حیران هزار دیده پریشان هزار دل
 شرمی بکن که جور و جفایت ز حد گذشت
 تا کی شود ز مهر و وفا شرمسار دل
 از خویش رفت ز آمد پیغام یار دل
 دیوانه گشت باز بیوی بهار دل

عمری نشست چشم براهت نیامدی
 برخاست عاقبت ز ره انتظار دل
 بی اختیار دست ز دل باز داشتم
 . روزیکه کرد عشق بتان اختیار دل
 زین دیده یکدو قطره خون را دریغ داشت
 ما را شب فراق نیامد بکار دل
 دل در دیار یار نیرزد بهیچ هم
 زان برگرفته ایم ز یار و دیار دل
 خوبان روزگار ندانند قدر دل
 نتوان ز دست داد درین روزگار دل
 بیکدرتر ز مهره گل شد بهچشم تو
 بود است جان من گهر شاهوار دل
 تا دید روی عشق دلم در بلا افتاد
 واقف باین بلا ز کجا شد دوچار دل

۲۰

خواهم شود از پیچ و خم زلف رها دل
 تا چند بود بسته این دام بلا دل
 آسود ز آشفته گی آن روز که آورد
 رو جانب ابروی تو چون قبله نما دل
 عمریست که دارد به زنجیران تو ام دل
 فریاد که در چاه فگندست مرا دل
 برباد مده دفتر جمعیت خود را
 چون غنچه پریشان مکن از کسب هوا دل
 برداشته از پهلوی من بشکه ستمها
 چون تکه گرفتست گریبان مرا دل
 از شوق درزین قافله چون دانه تسبیح
 آید بسر راه تو دل را ز قفا دل
 خواهد که دل از دست تو واقف بستاند
 تا چند ز دست تو کشد جور و جفا دل

غزلیات ناتمام

۱

عمر بگذشت و ندیدم از تو گاهی روی دل
 کاش پیکان تو بنشیند دمی پهلوی دل
 آن هم اکنون شد ز ضعف طالع ما خرج راه
 قاصد آهی که گاهی می رسید از کوی دل
 درد سر کمتر پرو برخیز از پهلوی من
 گفته ام صد بار یک پهلوست ناصح خوی دل
 آنکه دل برداشت از دستم سراغش می کنم
 هست این آوار گیهایم به جست و جوی دل
 نی ز شوق گل وطن شد خاکپای گلبنم
 در مشام می رسد از غنچه گاهی بوی دل

۲

خوشم از نعرهٔ مستانهٔ دل خدا آباد دارد خانهٔ دل
 تمام شب مرا بیتاب دارد طپیدن های سیمابانهٔ دل
 مرا از دست این شکر کلامان عجب زهریست در پیمانهٔ دل
 بلاها خفته اند اینجا خبردار قدم فهمیده نه در خانهٔ دل

۳

ز گریه دامن گل گشته است محشر گل
 بیا بسیر که گل ریخت است بر سر گل
 تورنگ و بوی چمن بسکه کرده ای تاراج
 دریده پیرهنی مانده است بر سر گل
 بباغ رفتی و چندان خجل شد از بویت
 که شیشه شد به عرق جامهٔ معطر گل

قطعات

۱

دارم دلی از درد تو بیمار و تو غافل
 جانی بلب از حسرت دیدار و تو غافل

تابوت من آنروز که بردند ازان کوی
بگریست بحالم در و دیوار و تو غافل

۴

ما از جهانیان نشمیدیم بوی دل
خوش وقت آنکه دید ازین قوم روی دل
زاندم که گم شد است در آن زلف خم به خم
شد صرف عمر ما همه در جستجوی دل

فرد

به عشق ساده رویان زاری دل
عجب داریم از پرکاری دل

ردیف المیم

۱

از تو در کون و مکان هنگامه' عشق است گرم
از زمین تا آسمان هنگامه' عشق است گرم
از فروغ طلعت یوسف ز کنعان تا بمصر
کاروان در کاروان هنگامه' عشق است گرم
از شرر تا اخگر از داغ تو در تاب و تب است
در دل خورد و کلان هنگامه' عشق است گرم
در گرفتاری و آزادی فغانم آتش است
از قفس تا آشیان هنگامه' عشق است گرم
برف پیری گرچه می بارد پی هم بر سرم
در دل من همچنان هنگامه' عشق است گرم
سرسری نتوان شمردن سوز ما را همچو شمع
تا بمغز استخوان هنگامه' عشق است گرم
سرد شد بازار قیس و کوه کن در کوه و دشت
در دیار ما همان هنگامه' عشق است گرم
همچو شمع افسردگی را در مزاجم راه مباد
کز من آتش بجان هنگامه' عشق است گرم
دیده گریان کرده از درد و دل بریان ز داغ
از تو پیدا و نهان هنگامه' عشق است گرم
در بهشت افتادم و سوز دلم تسکین نیافت
همچو دوزخ جاودان هنگامه' عشق است گرم
راست می گویم بعشق پیر واقف این سخن
کز تو امروز ای جوان هنگامه' عشق است گرم

۲

ز گلزار تمنا حسرت بسیار می آرم
رقبان هامن گل من دل پر خار می آرم

بیاد لعل جان بخشش چو شبها سر کنم زاری
 مسیحا را ببالین دل بیمار می آرم
 من آن مرغم که جای برگ گل در آشیان خود
 برغم عندهلییان شعله در منقار می آرم
 ز زلف یار نتوانم گرفتن - دل بصد افسون
 اگرچه میهره بیرون از دهان مار می آرم
 کند استاد بهتر چاره شاگرد کج رو را
 شکایت از فلک ناچار پیش یار می آرم
 بحالم صورت دیوار هم در گریه می آید
 چو گریان از غم او روی در دیوار می آرم
 بشور طرفه می آیم ز اقلیم سیه بختی
 چو ابر تیره واقف گریه های زار می آرم

۳

تا به آن سرو ناز دل بستم	یک قد آدم از طرب جستم
من اگر رند و عاشق و مستم	هرچه هستم برای خود هستم
بر نیایم ز آشیان دیگر	اگر این بار از قفس جستم
رفت آخر ز دست من هر چند	چون حنا آن نگار را بستم
شب گرفتم بخواب طره یار	نافه گردید داغ در دستم
منکه گشتم غبار حیرانم	بدل خلق از چه بنشستم
دل گرفتم ز زلف او واقف	لله الحمد از بلا رستم

۴

درد دلی به پیش تو اظهار می کنم
 کارم بجان رسیده بناچار می کنم
 تا از ادیب غم الف آه خوانده ام
 در گوشه می نشینم و تکرار می کنم
 می گویمش که می رسد از آسمان مسیح
 زین سان تشفی دل بیمار می کنم
 گفتی ز دیده سیل چرا می کنی روان
 پست و بلند راه تو هموار می کنم

خواهد نمود خانه‌ی همسایه را خراب
این گریه ها که در پس دیوار می کنم
ناصح تو درد سر چه کشی در ملامت
من خود بخود ملامت بسیار می کنم
غربت برد غم از دل آزرده‌ی وطن
من هم سفر ز کوی تو یک بار می کنم
واقف به کنج غمگده شبها ز بیکسی
اظهار غم بصورت دیوار می کنم

۵

داغی ز تو یادگار دارم	با لاله و گل چه کار دارم
با سرو تقابلی بلندی	از دولت قد یار دارم
گر دولت عشق نقد داغست	من دولت بی شمار دارم
چشمی که بخواب دیدم امشب	کامروز بلا خمار دارم
حسن نمکین من کجایی	نذر تو دل فگار دارم
جانا کمک وصال بفرست	با هجر تو کارزار دارم
امید رفو گسسته گردید	پیراهن تار تار دارم
عشقی که بقید نام و ننگ است	زان عشق حقیر عار دارم
آن روز که با تو چهره گردید	ز آینه بدل غبار دارم
هر جور و جفا که بود کردی	گر میکشی انتظار دارم
از بسکه فریب خوردم از یار	در وصلم و انتظار دارم
غیر از غم یار نیست واقف	یاری که درین دیار دارم

۶

از چشم کینه جوی تو مشکل که جان برم
کس جان نبرده است ازو من چسان برم
گویند هست در عدم آباد راحتی
آه آن زمان که درد تو من از جهان برم
ظلم این قدر بجان من ناتوان مکن
میسند کز تو شکوه بر آسمان برم
خواهم که شکوه سرکنم از جور روزگار
با این بهانه نام تو هم درمیان برم

آن عندلیب خانه خرابم که جای گل
آتش برای سوختن آشیان برم
بلبل اگر رفیق شود یک سحر بمن
نالم چنانکه هوش تو ای باغبان برم
واقف کجا و وصل تو ای مه جبین کجا
حاشا که من بطالع او این گمان برم

۷

تا سیم بری بهم رسانم	رفتم که زری بهم رسانم
لخت جگری بهم رسانم	برگ سفری بهم رسانم
گر تو دگری بهم رساندی	من هم دگری بهم رسانم
فریاد کنان روم بهر سو	تا دادگری بهم رسانم
ناصرح سر حرف واکن باش	تا گوش کری بهم رسانم
ای ناله مکن شتاب صبری	تا من اثری بهم رسانم
داغم مکن ای فراق رحمی	تا من جگری بهم رسانم
گه در کنعان گهی بمصرم	تا خوش پسری بهم رسانم
تا ذوق کنم به سنگ طفلان	شوریده سری بهم رسانم
می گردم کوپکو درین شهر	کز دل خبری بهم رسانم
یاران چو کنند فکر مطرب	من نوحه گری بهم رسانم
رفتم بتلاش درد واقف	شاید قدری بهم رسانم

۸

دل را اگر بناله کشیدن درآورم
رنگ از رخ فلک به پریدن درآورم
جاییکه سر کنم سخن از اضطراب دل
سیماب کشته را بطپیدن درآورم
رحمی بدل فسرده گیم ای گداز عشق
کین خون مرده را بچکیدن درآورم
از عشق حکم دم زدنم نیست ورنه من
صبح نشور را به دمیدن درآورم
شیرین لپی عنان من از کف ربنده است
گلگون اشک را به دویدن درآورم

ناصر گهر آن کشیدن دامان نمانمت
دست ترا بجیب دریدن در آورم
از لطف می فروش گرت باخبر کنم
زاهد ترا بباده خریدن در آورم
واقف ز قامتش بچمن گهر حرف زنم
شمشاد و سرو را به خمیدن در آورم

۹

که پنداری آب بقا میفروشم	به نازی من آن خاک پا میفروشم
جفا میخرم زو وفا میفروشم	چه پرسی ز بیع و شرای من و یار
بدست نگارین حنا میفروشم	که داند جز او قیمت خون دل را
کجا کی به مرهم بها میفروشم	مرا طرفه ذوقیست از زخم تیغت
تو گویی که من توتیا میفروشم	کنم خاک پای تو سودا بصد ناز
بآن سرو گلگون قبا میفروشم	دل را که قمری و بلبل مزاجست
شب و روز نقد دعا میفروشم	ازان لب بدشناسی آن نیز نسبه
من اوراق دل را کجا میفروشم	دو کون ار دهی قیمت این رساله
کجایی کجا خوش بیا میفروشم	زمن آنکه جان می خریدی به بوسی
دل و جان پی یک ادا میفروشم	ز سودا نیندیشم از عین واقف

۱۰

تاب تیمار دل زار ندارم چکنم
طاعت خدمت بیمار ندارم چکنم
اگر از داغ جفای تو کنم شکوه مرنج
بی دلم صبر جگر دار ندارم چکنم
گله ها زیر زبان آبله‌ی خونین شد
رخصت و جرات اظهار ندارم چکنم
از دهان و کمرش هیچ نمی‌یارم گفت
خبر از عالم اسرار ندارم چکنم
آن جوان رفت و من از ضعف زمین گیر شدم
پیرم و طاعت رفتار ندارم چکنم

گر شوم آب ز دیدار تو عییم نکنی
 تاب آن آتش رخسار ندارم چکنم
 خود فروشی است درین عهد تجارت لیکن
 طاقت ناز خریدار ندارم چکنم
 می کنم شکوه ازین باغ ولی معذورم
 گل بسر نیست بپا خار ندارم چکنم
 مفلسم هیچ ندارم که کنم رهن شراب
 چه کنم جبه و دستار ندارم چکنم
 من گرفتم که تو برداشتی از چهره نقاب
 دیده لائی دیدار ندارم چکنم
 باغبانم ندهد ره بگلستان واقف
 چشم بر رخنه دیوار ندارم چکنم

۱۱

بریزد خون دل را تا بکی چشم	بساط گریه خواهد کرد طی چشم
نوازش از تو دارم همچون نی چشم	بپا مطرب بدم در قالبم جان
چنین دوزند اگر بردست وی چشم	نی نرگس شود انگشت ساقی
چو رفتی از نظر دل گفت هی چشم	چراغ بینشم نور از رخت داشت
که داری چون حباب می زسی چشم	چرا مستی نجوشد از نگاهت
نمی گفتم بترس از گریه چشم	خراب آخر نمودی خانه خویش
تو گویا خونی من بودی ای چشم	چه بیرحمانه خونم ریختی آه
بساط گریه خواهد کرد طی چشم	دگر نم دردلم واقف نماند است

۱۲

فتادم بر در دل خانه یار است میدانم
 چو آینه تجلی گاه دیدار است میدانم
 دل جانان ز عشق من خبردار است میدانم
 ولیکن با تغافل حسن را کار است میدانم
 نه از رحم است اگر در کشتنم تاخیر فرمودی
 که شمشیر ترا از خون من عار است میدانم

به احوال اسیرانت رسیدن نیست بی چیزی
 سرت کردم دلت جای گرفتار است میدانم
 بحرف سخت ناصح خاطر من کی گران گردد
 سر شوریده ام را سنگ درکار است میدانم
 فرییم میدهی کوچک دلم دانسته ای زاهد
 ترا این سر بزرگی ها ز دستار است میدانم
 مرا بگذار با آن شوخ و بگذر از سرم ناصح
 جفاکار است می بینم دل آزار است میدانم
 همین دم می کنم تسلیم اگر از بنده جان خواهی
 توقف چون نمایم مال سرکار است میدانم
 بریزم خون دل را پاس چشم تست منظورم
 که این یک شیشه شربت حق بیمار است میدانم
 تغافل بر طبیبان می زنم با وصف بیماری
 طبیب درد من آن چشم بیمار است میدانم
 ترا آزد گر از سرگرانی ناز نفروشی
 که چون یوسف ترا شهری خریدار است میدانم
 بسوی وادی مجنون چرا دل را بلد باشم
 بکار خویشتن دیوانه هشیار است میدانم
 ازان من بی تکلف می کشم بار جفايش را
 که تکلیف وفا بر خاطرش بار است میدانم
 دل صد چاک تا رفت از کف واقف بخود نازم
 که در گیسوی او این شانه درکار است میدانم

۱۳

دلم بزلف کسی مبتلاست من چکنم
 نصیب او ز قضا این بلاست من چکنم
 چو گفتمش نرسیدی بداد من ای ماه
 بگفت طالع تو نارساست من چکنم
 به پیش من عبث ای دل ز زلف یار منال
 ترا بلای خدا در قفاست من چکنم

ز درد دل بر آن بت شکایت آوردم
 شنید و گفت که این از خداست من چکنم
 مرا ز گریه ملامت چه میکنی واقف
 میان دیده و دل ماجراست من چکنم

۱۴

یار	ناپایدار	را	چکنم	عمر	بی اعتبار	را	چکنم
من و آن	نیستی اصلی	خویش	چکنم	هستی	مستعار	را	چکنم
من گرفتم	که ساختم	با بخت	چکنم	بخت	ناسازگار	را	چکنم
ساخت در	مردمان	مرا رسوا	چکنم	دیده‌ی	اشکبار	را	چکنم
دل اگر	خوش شود	بوعدهٔ وصل	چکنم	کاهش	انتظار	را	چکنم
گر بدستم	فتد	برنگ حنا	چکنم	چه کنم	آن نگار	را	چکنم
گر نریزم	زدیده	اشک چو ابر	چکنم	دل دریا	مدار	را	چکنم
یار برگشت	از من	بد روز	چکنم	گردش	روزگار	را	چکنم
نه بوصل	است سازگار	نه هجر	چکنم	طبع	ناسازگار	را	چکنم
مفشان	آستین	ز گریهٔ من	چکنم	اشک	بی اختیار	را	چکنم
گر تو ام	نالامید	می سازی	چکنم	دل	اسیدوار	را	چکنم
گر نه	دیوانگی	کنم واقف	چکنم	خود	بفرما بهار	را	چکنم

۱۵

گر رسم روزی بدلداری که میخواهد دلم
 وا کنم از گریه طوماری که میخواهد دلم
 ابر کو تا گریهٔ زاری کنم از رشک او
 ای خدا بفرست همکاری که میخواهد دلم
 گر چو بلبل گوش بر حرف من اندازد گلی
 سر کنم شوریده گفتاری که میخواهد دلم
 گرفتد تاری بکف از زلف کافرکیش او
 می توانم بست زناری که میخواهد دلم
 خویش را واقف بدست او فروشم بنده وار
 گر شود پیدا خریداری که میخواهد دلم

۱۶

هر دم از درد دگر میگیریم که دل و گاه جگر میگیریم

یکدم از گریه نکردم خاموش
خبرت هست که من از دستت
آن کمر از کمر افکند مرا
تا چه پیش آمده دل را امروز
قدری رحم کنی بر عالم
دل من خوی تو بیدرد گرفت
دارم از گریه چسان چشم اثر
از خیال لب و دندان کسی
قرة العین من ای یوسف حسن
شور اشکم ز لب شیرین است
آستین دور بدار از چشمم
واقف از یاد عقیق لب یار

روز و شب شام و سحر میگیریم
میزنم دست بسر میگیریم
اکثر از درد کمر میگیریم
که ز دیروز بتر میگیریم
گر بدانی چقدر میگیریم
سر کند خنده اگر میگیریم
منکه بر مرگ اثر میگیریم
چقدر لعل و گهر میگیریم
رفته ای تا ز نظر میگیریم
طفلم از ذوق شکر میگیریم
باخبر باش شرر میگیریم
چقدر خون جگر میگیریم

۱۷

نمی سازد هوای جز هوای خانه خویشم
میر سوی چمن ای همدم از کاشانه خویشم
من دیوانه دست افشان و پاکوبان روم از جا
زند زنجیر اگر روزی صلاي خانه خویشم
برافروزد چراغ آسا ز شادی داغ حرمانم
اگر آن شمع خواند یک شبی پروانه خویشم
ندارد غیر خون آن هم بود از جرعه ای کمتر
برنگ لاله داغ از قسمت پیمانه خویشم
ندارد طالع زنجیر زلفش از سیه بختی
پریشان حال در فکر دل دیوانه خویشم
چه شد گر در نظرها تیره روز افتاده ای واقف
نظیر مردم چشم چراغ خانه خویشم

۱۸

آزده ز کوی یار رفتم
باز آمدنم دگر محال است
چون ابر بهار زین گلستان
یعنی بدل فگار رفتم
رفتم چو ازین دیار رفتم
با دیده اشکبار رفتم

تا چشم بهم زدم درین راه از خود همچون شرار رفتم
 آواره هر دیار گشتم زان دم که ز یاد یار رفتم
 از وصل چه حاصلم که امشب او آمد و من ز کار رفتم
 صحرا صحرا بیادت از خویش در قافله بهار رفتم
 چندان رفتم بجستجویش کز خاطر روزگار رفتم
 دل سوخته ای چو خود ندیدم صد بار به لاله زار رفتم
 در راه طلب ز اشک خونین واقف گلگون سوار رفتم

۱۹

نی بخواب آسوده گردد نی به بیداری دلم
 کرده پیدا اضطراب عشق پنداری دلم
 فصل گل آمد که تا از یاد ایام وصال
 سر کند در سینه چون مرغ قفس زاری دلم
 نام شمع و گل به پیش من مبرای هم نشین
 داغ گردیدست از خوبان بازاری دلم
 ظاهرا زنجیر زلفی بهر من آماده شد
 در بر من میزند فال گرفتاری دلم
 با غم هجران نگردید است رو با رو هنوز
 غائبانه میزند لاف جگرداری دلم
 بخیه و مرهم چکار آید مرا ای همدان
 خورده از مژگان شوخی خنجر کاری دلم
 جنس غم گر از کسادیا نمی ارزد بهیچ
 میکنند واقف بنقد جان خریداری دلم

۲۰

بحال من نه پردازی چسازم نمیسوزی نمیسازی چسازم
 منم ساز خوش آواز محبت گرم از لطف نوازی چسازم
 دل از کف می رود در داو اول مقارن پیشه کج بازی چسازم
 نهان در پرده دل بود رازم مرشکم کرده غمازی چسازم
 سمید از انتظارت گشت چشمم سیه مست می نازی چسازم
 شدم یکسان بخاک راه گذارت گذر بر من نیندازی چسازم

دغا بازیست کارت با حریفان جز این بازی نمی بازی چسازم
برایت کردم از دل خانه سازی تو آن را گر براندازی چسازم
چسازم چاره کار تو واقف اسیر ترک طنزای چسازم

۲۱

باشک شام و بآه سحر چه چاره کنم
دلست باعث این درد سر چه چاره کنم
ز گریه در غم دل ای که می کنی منعم
بگو بجوشش خون جگر چه چاره کنم
بسان آینه وقف تو کرده ام خانه
گر از غرور نیایی ز در چه چاره کنم
ز دست آن مژه خون می شوم علاجی نیست
شکست در رگ جان بیشتر چه چاره کنم
ز گریه ام جگر خاره آب می گردد
نمی کند بدل او اثر چه چاره کنم
ز پا فتادم و او بر سرم نمی آید
وگر نه عمر من آمد بسر چه چاره کنم
مرا دماغ نماندست و طبع نازک او
شکایت ار نکنم مختصر چه چاره کنم
دگر ز عشق شدم خوار در وطن واقف
اگر سفر نگزینم دگر چه چاره کنم

۲۲

ز کوی او سفر کردیم و رفتیم ز خوی او حذر کردیم و رفتیم
ز بیم دور باش غمزه از دور بروی او نظر کردیم و رفتیم
تو با اغیار بشین ما ز غیرت وداع خیر و شر کردیم و رفتیم
بخود زهر جدایی را بناچار گوارا چون شکر کردیم و رفتیم
عزیزان عشق خواری آورد بار اشما را باخبر کردیم و رفتیم
جگر خوار است راه عشق لیکن درین راه ما جگر کردیم و رفتیم
لب خشکیده را در وادی عشق بآب دیده تر کردیم و رفتیم
نسیم آسا سبک روحم ازان کوی طواف بام و در کردیم و رفتیم

شکایت بود طولانی چو زلفش	حکایت مختصر کردیم و رفتیم
دم تیغ است اگر این راه ما نیز	ز خود قطع نظر کردیم و رفتیم
سفر کردیم از کویش بهر گام	کف خاکی بسر کردیم و رفتیم
گذشتیم از سر زلف سیاهت	ز سر سودا بدر کردیم و رفتیم
بسوز و گریه در بزمش من و شمع	شبی باهم سحر کردیم و رفتیم
پیا رفتن درانجا از ادب نیست	بکویش پا ز سر کردیم و رفتیم
چو واقف راه باریک عدم را	خیال آن کمر کردیم و رفتیم

۴۳

منم آن خسته که از درد محابا نکنم
 گر کشد کار بمردن که مداوا نکنم
 گر بدانم که سر کشتن ما دارد یار
 نکنم زندگی خضر تمنا نکنم
 نکنم بار دگر دعوی آتش نفسی
 گر بیک دم دل سنگین تو مینا نکنم
 حکم فرما که بدیوان قیامت ظالم
 سر کنم شکوه شمشیر ترا یا نکنم
 شده ام بسکه ز آمیزش مردم دلگیر
 گر شوم سرمه که در چشم کسی جا نکنم
 ناصحا سرزنش من چکنی زان که چو شمع
 تا رمق هست مرا ترک تماشا نکنم
 من که در خاطر خود ره ندهم عقبی را
 خویش را رنجه عبث از غم دنیا نکنم
 از دهانش که به تنگی به زبانها افتاد
 بهر یک بوسه همان به که تقاضا نکنم
 خاطرم بسکه گرفت از غم و شادی واقف
 گریه بر حال خود و خنده بدنیا نکنم

۴۴

چون تار ساز هر چند ما زار می نمایم
 یک ره نوازشی کن بنگر چه خوش صدایم

تا از میان مردم در وضع خود جداییم
 با درد آشناییم بیگانه‌ی دواییم
 طفلان سنگدل را یاران ز ما بگوئید
 تا کی تغافل از ما دیوانه‌ی شماییم
 با رنگ شادی و غم داریم طرفه ربطی
 یک دست شیشه از خون یک دست درحناییم
 ما را بماتم و سور باشد خوش اختلاطی
 با خنده قاه قاهیم با گریه‌های هاییم
 آهنگ تازه‌ای عشق تعلیم کرد ما را
 بلبل خموش گردد هرگه غزل سراییم
 رفتی و در قفایت بر خاک ره نشستیم
 برخاستن ندانیم گویی که نقش پاییم
 با وصف تیره روزی چون خال بر رخ یار
 ما هر کجا که رفتیم بسیار خوش نماییم
 آن بوسه‌ها که دادی قرضاً بما فقیران
 گر زندگی وفا کرد یک یک ادا نماییم
 با فوج بی نیازی بر قلب ما چه تازی
 مشکن چنین دل ما سرلشکر دعاییم
 ای هم نفس چه پرسی احوال ما که عمریست
 همچو نی شکسته بی برگ و بی نواییم
 صاحب بصیرتی کو تا قدر ما شناسد
 ما خاک پای یاریم سرکوب توتیاییم
 ای بخت بی حمیت چون کاسه‌ی گدایان
 ما را مبر بهر در جام جهان نماییم
 واقف ز کوی خوبان ما را سفر چه امکان
 هم بسته‌ی وفاییم هم کشته‌ی جفاییم

۲۵

ترا من با وفا دانسته بودم	غلط کردم خطا دانسته بودم
دلت دادم مسلمان زاده دیدم	نه کافر ماجرا دانسته بودم
گمان بردم که خواهی دوست بودن	چنین دشمن کجا دانسته بودم

که من سر را ز پا دانسته بودم	براهت پا ز سر کردم همان روز
ره کویت چرا دانسته بودم	مرا در خانه یک دم نیست آرام
سرم از تن جدا دانسته بودم	هماندم کش بکف شمشیر دیدم
من از اول دلا دانسته بودم	بکوی گل رخان آخرش دی خوار
من آن را کربلا دانسته بودم	برفتم کور کورانه دران کوی
که او را آشنا دانسته بودم	مگر بیگانه بودم آن دم از عقل
ترا من ناخدا دانسته بودم	جهازم را تباهی کردی ای عشق
ترا من رهنما دانسته بودم	دلا سرگشته ام کردی درین دشت
چها دیدم چها دانسته بودم	گمانم در حقش باطل برآمد
منش بال هما دانسته بودم	سیه شد روزم از اقبال زلفت
ترا من پارسا دانسته بودم	تو واقف رند شاهد باز بودی

۲۶

چون شمع ما بکعبه و بتخانه سوختیم
 هر جا بداغ حسرت جانانه سوختیم
 امشب کز آتش غم جانانه سوختیم
 آهی زدیم و بام و در خانه سوختیم
 امشب چه حال بود که از یاد روی او
 با شمع ساختیم و با پروانه سوختیم
 در بزم من بیاد عزیزان گرم خون
 از اختلاط شیشه و پیمانه سوختیم
 تا کی نهیم داغ ز خامی بفرق خویش
 ما از علاج این دل دیوانه سوختیم
 روشن نشد بمحرم و بیگانه سوز ما
 ما خویش را بگوشه‌ی ویرانه سوختیم
 از ما می‌رس حاصل افشاندن سرشک
 در مزرع امید بسی دانه سوختیم
 مردیم در حریم تو با داغ بی کسی
 ای وای در وطن چه غریبانه سوختیم
 همسایه چون بسوختن ما رضا نداد
 رفتیم در محله بیگانه سوختیم

واقف می‌رس حسرت ما را که چون حزین
 "پیش از ظهور جلوۀ جانانه سوختیم"

۲۷

نویسم	نقشی بر آب می	احوال خراب می نویسم
نویسم	با مشک و گلاب می	وصف رخ نو خط و خوی آلود
نویسم	از اشک کباب می	سوز دل خویش سوی آن مست
نویسم	بر پشت کتاب می	جز روی کتاب دیدنی نیست
نویسم	آیات عذاب می	تا مرد رقیب من بگورش
نویسم	خورشید جناب می	هر ذره خاک درگهش را
نویسم	با چشم پر آب می	مکتوبم شسته گردد از بس
نویسم	رسوا و خراب می	واقف القاب دلی که خون باد

۲۸

بزدان غمت جز ناله و زاری نمی دانم
 مرا آزاد کن قدر رفتاری نمی دانم
 مکن عییم اگر از دیدنت در اضطراب اقم
 که من پروانه ام ای شمع خود داری نمی دانم
 اگر در شیشه داری خون دل ساقی به ساغر کن
 که چون اهل هوس من رسم می خواری نمی دانم
 برو ای هم نشین گر خوابت آمد سر بیالین نه
 که من چون شمع شبها غیر بیداری نمی دانم
 ز بیدادی نگفتم سخت پیکان ترا هرگز
 بحمدالله که آیین دل آزاری نمی دانم
 شتابان از بر من می رود آنشوخ و میگوید
 که من عمرم ره و رسم وفاداری نمی دانم
 میفکن بر دلم زنهار بار سرگرانی را
 که من وحشی طبیعت ناز برداری نمیدانم
 به بزم گل رخان عزت نمی یابد کسی واقف
 تو از بهرچه آنجا میکشی خواری نمی دانم

مرو ای بیوفا گرد تو گردم
 که از صدق و صفا گرد تو گردم
 زمانی باش تا گرد تو گردم
 تو شوخ و میرزا گرد تو گردم
 بیا ای مه لقا گرد تو گردم
 دمی بنشین که تا گرد تو گردم
 به نزدیکم بیا گرد تو گردم
 بده رخصت مرا گرد تو گردم
 ندانم تا کجا گرد تو گردم
 چه استادی تو شاگرد تو گردم
 بگویم مرحبا گرد تو گردم
 بگردان ساقیا گرد تو گردم
 تو شاهی من گدا گرد تو گردم
 تویی طرز آشنا گرد تو گردم

بیا ای دل ربا گرد تو گردم
 بیا ای قبله جان کعبه دل
 باین تعجیل رفتن را چه باعث
 نمی گردد دل من گرد هر کس
 ندارم پای کم از هاله در مهر
 بسی گرد دلم گردیده ای تو
 بلایی از چه می گردی ز من دور
 نیم پروانه گستاخ ای شمع
 فتاد ای شوخ از پرکار پایم
 چو بیند فتنه چشمت بگوید
 تو گر اسباب قتل من کنی جمع
 برغم گنبد گردنده جایی
 بلا گردانی دولت ضرور است
 همه بیگانه طرزند واقف

از جگر پارها کباب دهم
 چون سر زلف گریه تاب دهم
 باش تا چشمی از تو آب دهم
 گوشمالی باین رباب دهم
 مه و خورشید را جواب دهم
 بشوای خانمان خراب دهم
 جان بیای خم شراب دهم
 که شرابت بجای آب دهم
 شیب را مژده شباب دهم
 بوسه باری بآن رکاب دهم
 گر چنین داد اضطراب دهم
 که صلاي بشیخ و شاب دهم
 من چرا تن به پیچ و تاب دهم

منت از خون دل شراب دهم
 کند از رشک موج گیسو را
 عرق آلوده می روی بشتاب
 ناله دل فتاده از آهنگ
 گر تو شمع و چراغ من باشی
 در بساطم دلی خرابی هست
 گشته ام معتكف به میخانه
 تشنه آبی بخانه ام ای کاش
 ساقی آن باده لطف کن که ازو
 بتوانم دوید در جلوش
 کشته گردد ز رشک من سیماب
 خوان دردی کشیده ام خواهم
 آن کمر هیچ و بهر او واقف

۳۱

این دل گم گشته را در زلف خوبان یافتم
 بعد عمری یافتم لیکن پریشان یافتم
 دل ز درد عشق بریان دیده گریان یافتم
 منت ایزد را که من این یافتم آن یافتم
 خواب دیدم کز نهال عیش می چینم ثمر
 چون شدم بیدار لخت دل بدامان یافتم
 گشت تا چشم دلم روشن سواد معرفت
 سرمه سان در هر سیاهی نور پنهان یافتم
 تا شدم صاحب مذاق آن تلخی دشنام را
 شیرۀ جان یافتم شیرین تر از جان یافتم
 بوسه‌ای زان لب گرفتم زخم دل را سود کرد
 بخت را نازم که مرهم از نمکدان یافتم
 لحظه‌ای در خواب رفتم از خیال آن مژده
 تا شدم بیدار سوزن در گریبان یافتم
 بی خبر بودم ز دل کردم چو در کارش نظر
 در سر این قطره خون شور طوفان یافتم
 سرزمینی از برای سجده می کردم طلب
 شکر لله آستان شاه جیلان یافتم
 وا شده دل کرد دنیا را به چشم من بهشت
 تا شگفت این غنچه زندان را گلستان یافتم
 از دل خون گشته واقف عمرها کردم سراغ
 اشک چندی عاقبت بر نوک مژگان یافتم

۳۲

نگویم اگر سنگ خارا چگویم	دل سخت آن بیوفا را چگویم
چه گویم من این ماجرا را چگویم	چه پرسی ز طوفان اشکم چه پرسی
نگارا چگویم نگارا چگویم	بمن آنچه کردی بدست حنایی
کشد تنگ در بر قبا را چگویم	تنش را که جان نزاکت توان گفت
بگوید آن بیوفا را چگویم	اگر عمر خود گویمش میگریزد

شمیمی ز مویش غباری ز کویش
ربود استخوان مرا از سگ او
بمن خواستی حرفی از لطف گویی
بگفتم روم از در آن جفا جو
مرا پند بیپوده تا چند گفتن
دل من چو خود مبتلای بتان شد
چها کرد واقف بزخم دل من
نیاورد باد صبا را چگویم
منم بی سعادت هما را چگویم
ترا مانع آمد حیا را چگویم
مرا سد ره شد وفا را چگویم
من ای پندگویان شما را چگویم
خدا را عزیزان خدا را چگویم
من آن طره مشک سا را چگویم

۳۳۳

دارم اگرچه دست بکاری که داشتم
هستم دل آرمیده بیاری که داشتم
در حشر هم فتاد مرا از جنون عشق
اینجا بکودکان سروکاری که داشتم
با آنکه رست از گل من صد هزار گل
از دل نشد برون دو سه خاری که داشتم
برباد رفت عاقبت از خصمی صبا
در کوی یار مشت غباری که داشتم
رفت از دلم برون چو در آمد غم فراق
بر خود گمان صبر و قراری که داشتم
از سبزه خط تو سیاهی کنان رسید
یک عمر انتظار بهاری که داشتم
واقف ز گریه در جگرم گرچه نم نمااند
دارم بدل هنوز بخاری که داشتم

۳۳۴

بآن سیمین بدن زر بگذرانم
چوشم اول بیازم سر بیزمت
بگشن نسخه وصف قدش را
بدست آورده ام مشت سپندی
مسیحای مرا از من بگویند
دل افسرده را صد پاره سازم
تکلف بر طرف سر بگذرانم
تمام عمر بی سر بگذرانم
بشمشاد و صنوبر بگذرانم
که در بزمش به مجمر بگذرانم
که من تا کی به بستر بگذرانم
کباب آسا باخگر بگذرانم

کنم دعوی که فربه شد دل من گواه این چشم لاغر بگذرانم
اگر دانم که راضی می شود یار دل و دین و سر و زر بگذرانم
تغافل می کند چشمت بکارم جگر روزی بخنجر بگذرانم
ندارم هیچ واقف چون ظهوری دلی دارم به دلبر بگذرانم

۳۵

اشک را یافته ام پرده در خود چکنم
چکنم آه به لخت جگر خود چکنم
کرده امید رهایی ز دل من پرواز
گر نیزم بقفس بال و پر خود چکنم
از حسد باد بکویت نبرد خاکم را
چون فرستم بتو یا رب خبر خود چکنم
گفتی از ناز که می سوز بداغم چون شمع
گر نه فرمان تو گیرم بسر خود چکنم
گاه در زلف تو گه جانب سنبل نگرد
آه با چشم پریشان نظر خود چکنم
سر و کارم بدل سخت بتان افتاد است
نزنم سنگ خدایا بسر خود چه کنم
چاره مردم غماز چه سازم واقف
سخت رسوا شدم از چشم تر خود چکنم

۳۶

دل در خون طپیده ای دارم جان بر لب رسیده ای دارم
چشمم از چشم یار می ترسد دل مژگان گزیده ای دارم
ناله چند کرده ام موزون نی غزل نی قصیده ای دارم
برنگردم بگفته ناصح من بخوبان عقیده ای دارم
همچو گل خنده بر رفو دارد طرفه جیب دریده ای دارم
ناله قدمی کشد ز سینه من سرو قامت کشیده ای دارم
زان کنم گریه های یعقوبی که غم نور دیده ای دارم
شده ام رام چشم آهوی مست گرچه طبع رمیده ای دارم
چکنم آرزوی گل چیدن منکه دامان چیده ای دارم

گر رسیدی نمی روم از جا خاطر آرمیده‌ای دارم
از برای نثار او واقف جان بر لب رسیده‌ای دارم

۳۷

هر سحر یاد شما می کنم و می گیرم
درد دل پیش خدا می کنم و می گیرم
او بمن عرض جفا می دهد و می خندد
من باو شرح وفا می کنم و می گیرم
خاص با کلبه احزان نبود زاری من
بی توشیون همه جا می کنم و می گیرم
صبر و طاقت دل و جان تاب و توان گم شد و من
یاد این گم شدها می کنم و می گیرم
در شب وصل ز اندیشه‌ی روز هجران
زلفش از دست رها می کنم و می گیرم
آن پسر را چه خبر کز ستم دوری او
من چو یعقوب چها می کنم و می گیرم

۳۸

آن قد دل پسند را نازم	سرو دستار بند را نازم
کشته اوست هرکرا جانی است	آن نگاه کشند را نازم
دل دران بزم سوخت پا بر جا	طاقت این سپند را نازم
عقل درمانده کم و کیف است	عشق بی چون و چند را نازم
إلتفاتی بمهر و ماهش نیست	آن تغافل بلند را نازم
کرده شوریده تر مرا ناصح	نازم این طور پند را نازم
آهوی چشم او شکارم کرد	صید صیاد بند را نازم
همه گردن کشان اسیر ویند	شوخ کاکل کمند را نازم
زهرها غوطه در شکرزده است	آن لب نوشخند را نازم
مرد و هرگز نبرد نام دوا	واقف دردمند را نازم

۳۹

خواهم که یک شب گریه‌ای در پای دیوارش کنم
شوری بعالم افکنم از خواب بیدارش کنم

دولت اگر دستم دهد از دست اغیارش کشم
 گر بخت یار من شود با خویشان یارش کنم
 گر دل مددگاری کند ور دیده‌ام یاری کند
 چندان بگیریم پیش او کز خویش بیزارش کنم
 تا چند بینم در بزم دل لاف مستوری زند
 بیرون برم زین خانه و رسوای بازارش کنم
 با این همه دل بستگی خواهم که از کویش روم
 تا چند آزارم کند تا چند آزارش کنم
 سودا بزلف عنبرین سود است میدانم یقین
 سرمایه دنیا و دین آن به که در کارش کنم
 از بسکه زلف کافرش از راه دینم برده است
 گر سبزه در دستم فتد فی الحال زناش کنم
 از حال زار خود دگر نگذارم او را بی خبر
 خفته است بیدارش کنم مست است هشیارش کنم
 واقف ندارد آن پسر از شان حسن خود خبر
 آینه بنمایم باو وز خود خبردارش کنم

۴۰

گرچه ما از زمانه سوخته ایم	قدری عاشقانه سوخته ایم
بلبلان ترانه سوخته ایم	پر و بال آشیانه سوخته ایم
مزرعه ما چگونه سبز شود	همچو خال تودانه سوخته ایم
سوخت پروانه در حضور چراغ	ما ازو غائبانه سوخته ایم
صحبش در گرفته با اغیار	ما عبث در میان سوخته ایم
نیست ما را خبر ز مسجد و دیر	ما فقیران خانه سوخته ایم
شمع در صدر بزم می سوزد	ما بر آن آستانه سوخته ایم
ما بدل داغ نامرادی را	بمراد زمانه سوخته ایم
آتش در من و دل افتاد است	هان خبرگیر تانه سوخته ایم
نیست همداغ ما کسی واقف	در محبت یگانه سوخته ایم

۴۱

چنان مکن که ز کوی تو خوار برخیزم
 ز روی مهر و وفا شرمسار برخیزم

بیا و وعده وفا کن و گرنه بهر خدا
 بگو که من ز ره انتظار برخیزم
 قیامتی شود آن دم که من ز دست غمت
 دریده جیب کفن از مزار برخیزم
 برنگ لاله ز دست تو روز رستاخیز
 ز خاک با جگر داغدار برخیزم
 همان بخاک نشینم ز کلفت دوران
 هزار مرتبه گر چون غبار برخیزم
 بمرگ خویش نشینم بزندگی سوگند
 خدا نکرده که از کوی یار برخیزم
 ز گریه کار بجای رسانده ام واقف
 که در مقابل ابر بهار برخیزم

۴۲

اشارت کن دل و جان می رسانم	بفرما دین و ایمان می رسانم
تهی دستم همین عشق بلندی	بآن سرو خرامان می رسانم
دل دیوانه ام مشتاق سنگی است	سلام او بطفلان می رسانم
دلم خون گشت از ذوق شهادت	بعرض تیغ جانان می رسانم
ندارم جز دل جمعی ز دنیا	بآن زلف پریشان می رسانم
بزخم دل نمک پاشی ضرور است	بآن لبهای خندان می رسانم
اسیرم در قفس لیکن صفیری	بمرغان گلستان می رسانم
دلم خون می شود صد بار از ضعف	سرشکی تا بمژگان می رسانم
نمی آید ز دستم گرچه کاری	گریبان را بدامان می رسانم
نیم گر در خور شمشیر نازش	ولی خود را بمیدان می رسانم
جگر مشتاق زخم کاری هست	به خنجرهای مژگان می رسانم
بسان شمع واقف از گل داغ	سر خود را بسامان می رسانم

۴۳

در آغاز محبت از جفای دلستان مردم
 وفاداری نکرده وای عمرم نوجوان مردم
 اگر گل بر سر خاکم بریزی غنچه می گردد
 ز بس دل تنگ از یاد دهان دلبران مردم

ز کس حرف پریشان حالی گلزار نشنیدم
 هزاران شکر ایزد در قفس پیش از خزان مردم
 بامیدیکه سازد تازه بوی گل دماغم را
 بگلگشت چمن رفتم ز شور بلبلان مردم
 بجای گریه مردم رابه حالم خنده می آمد
 که بهر کسب شادی بی تو خوردم زعفران مردم
 رفیقان گرم بگذشتند و من از داغ مهجوری
 درین وادی چو آن آتشی که ماند از کاروان مردم
 شنیدم تا صفیر همنوایان در قفس واقف
 ز محرومی من بی بال و پر در آشیان مردم

۴۴

آه آتشی اثری می خواهم	اشک خونین جگری می خواهم
از پی سیم بری می خواهم	من اگر مشت زری می خواهم
زان مژه نیشتری می خواهم	در مزاجم رگ سودای هست
قدری خاک دری می خواهم	سرمه منظور نظر نیست مرا
از خدا گوش کری می خواهم	نشوم تا سخن بی دردان
بدعا چشم تری می خواهم	تا بداد لب خشکم برسد
تلخ کام شکری می خواهم	بوسه ای ده که بسی بی ذوقم
دلبری مو کمری می خواهم	نازک افتاد مزاجم در عشق
لایق دام پری می خواهم	نیستم قابل فیض صیاد
در خور تیغ سری می خواهم	آرزومند شهادت چه شوم
همچو موسی شروری می خواهم	ز آتشی وادی ایمن واقف

۴۵

از گلی صد خار در دل می برم	شکوه ها از یار در دل می برم
می روم ناچار در دل می برم	حرفهای گفتنی ناگفته ماند
گریه های زار در دل می برم	کی توان گل کرد خاک کوی او
حسرت دیدار در دل می برم	گفتم ارنی لن ترانی گفت یار
غصه صد خروار در دل می برم	خوشه ای زین خرمنم حاصل نشد

خان و مان خلق نتوان سوختن آه آتش بار در دل می برم
واقف از کم التفاتیهای یار شکوه بسیار در دل می برم

۴۶

میتوانم ز سر هر دو جهان برخیزم
نتوانم ز در پیر مغان برخیزم
نام من بنده‌ی عشق است و نشانم داغ است
روز محشر بهمین نام و نشان برخیزم
هجر از پای فگندست ازان پیر شدم
گو دهد دست وصال تو جوان برخیزم
چند گویی که فلانی ز بر من خیز
در کنارم بنشین تا ز میان برخیزم
ای که گفتی بسر طره من سودا کن
باش تا من ز سر سود و زیان برخیزم
گر پی کشتن من یار ز جا برخیزد
من هم از روی ادب از سر جان برخیزم
هر کجا ذکر شهیدان تو آید بمیان
از سر صبر و خرد مرثیه خوان برخیزم
گر کشی تیغ ز بزم تو نخیزم هرگز
من نه آنم که بتحریک زبان برخیزم
ندهم دامن دیوانگی از کف که بحشر
چون گل از خاک همان جامه دران برخیزم
در غمت بر سر آتش بنشینم خاموش
نه سپندم که ز جا گرم فغان برخیزم
این مکان پیر خرابات بمن تعیین کرد
واقف از پای خم باده چسان برخیزم

۴۷

شب از دوریت سخت افسرده بودم
چه افسرده جان کسی مرده بودم

شدم در قمار محبت حریفش
 دغا باخت او ورنه من برده بودم
 دهان مرا دوختی خوب کردی
 چه دلها که از ناله آزرده بودم
 رقیبانه سر میکنی از چه با من
 دلا من درین بزم آورده بودم
 بکلم ازان شد عقیق لب او
 که یک عمر خون جگر خورده بودم
 ازان شب هراسیدم از طره تو
 که مار سیاهش گمان کرده بودم
 خدا را مزین بر سر غیر تیغی
 که من بر سر کارش آورده بودم
 فلک کرد در چشم او خاک حرمان
 درین دشت دایمی که گسترده بودم
 ز بس در جگر نم نبودست امشب
 پی گریه واقف دل افسرده بودم

۴۸

زین خدمتش گاهی که یابم یار می بوسم
 گهی از درد محروبی در و دیوار می بوسم
 یذوق آنکه خورداست از لب شمشیر او بوسی
 دهان زخم را می بوسم و بسیار می بوسم
 مرا تیری زدی کو بخت تا دست ترا بوسم
 چو بوسیده است شست را لب سوار می بوسم
 چنان دیوانه آن قامت و رخسار گردیدم
 که پای سرو گل را در چمن صد بار می بوسم
 در اوراق دلم ثبت است آیات وفا واقف
 من آن را از ره تعظیم مصحف وار می بوسم

۴۹

وا شو زمانی ای بی ترحم بکشا دلم را از یک تبسم
 من رند و پیرم هر صبح گردم با قامت خم گرد سر خم

در بزم مینا سر کرده قلقل	برخاست زاهد فهمیده قم قم
از گفته‌ی کس پروا ندارم	یا عاذلی قل یا لایمی لم
در کوچه زلف صد پیچ و خم است	این نابلد دل ترسم شود گم
ای دل حذرکن از چشم خوبان	مار است گیسو ابروست کژدم
لاحول گویان برخیز واقف	بگریز جای زین دیو مردم

۵۰

چو خم بگوشه میخانه نسبتی دارم
 چو می بشیشه و پیمانه نسبتی دارم
 ازان ز شهر بدر می روم شتاب زده
 که همچو سیل بویرانه نسبتی دارم
 چرا به خرد و بزرگ زمانه بنشینم
 که من بشیشه و پیمانه نسبتی دارم
 اگرچه راه ندارم بصدر همچو غبار
 به آستانه‌ی جانانه نسبتی دارم
 ازان ز پهلوی فرزائگان گریزانم
 که من بمردم دیوانه نسبتی دارم
 مرا بسلسله سبزه اعتقادی نیست
 که من بگریه مستانه نسبتی دارم
 بسرکنم بگل و شمع روز و شب واقف
 که من به بلبل مستانه نسبتی دارم

۵۱

غم هجران کشیدم و رفتم	زهر حرمان چشیدم و رفتم
نقد جان صرف کرده زین بازار	جنس دردی خریدم و رفتم
بوسه ای زان لبم نشد روزی	لب بدندان گزیدم و رفتم
آدم شب نهفته در کویش	زاری دل شنیدم و رفتم
همچو صبح آدمم باین عالم	دم سردی کشیدم و رفتم
تاب نزدیک رفتنش چون نیست	رویش از دور دیدم و رفتم
بسکه این باغ بی هوا بوده است	جامه چون گل دریدم و رفتم
خار غم داشتم بدل واقف	گل عیشی نچیدم و رفتم

۵۲

من با دل سخت تو در افتاد ندارم
 با سنگ سر جنگ چو فرهاد ندارم
 در کوی تو ام هیچ غم مرگ نباشد
 صید حرمم بیم ز صیاد ندارم
 در یاد قدت می دهم از چشم خورش آب
 ورنه طمع سایه ز شمشاد ندارم
 و ر وصف دهان تو نگویم چه بگویم
 شیرین تر ازین هیچ سخن یاد ندارم
 آنسوی دو عالم بود آرامگه من
 من کار بویرانه و آباد ندارم
 واقف نشوم هم سفر قافله عشق
 مانند جرس طاقت فریاد ندارم

۵۳

شب هجر تو داغ می سوزم چه قدرها دماغ می سوزم
 چشم بر راه او ز اول شام تا سحر چون چراغ می سوزم
 لاله سان در معاشران چمن بی تو برکف ایاغ می سوزم
 میزنم جام عشق پی در پی داغ بالای داغ می سوزم
 آنچنان گرم رفته دل ز برم که کنم گر سراغ می سوزم
 یافتم شغل عاشقی واقف خان و مان فراغ می سوزم

۵۴

دل بیتاب وصل سیم تن جانانه ای دارم
 ز شوق او طپیدن های سیمابانه ای دارم
 سیاحت کرده ام ملک جنون چندانکه بایستی
 بدامن ذره گردی ز هر ویرانه ای دارم
 دل صد چاک با چندین زبان این حرف میگوید
 که افتد گر قبول طره اش من شانه ای دارم
 نه از خود سرفراز منصب عشقم درین محفل
 بمهر شمع خود در سوختن پروانه ای دارم

متاع دین و دانش بر سر هم در دل افتاده است
 ز چشم یار چشم غارت ترکانه‌ای دارم
 بشوق جلوه‌ات آینه سان پرداختم دل را
 بیا روزی ز روی لطف من هم خانه‌ای دارم
 سراپا شور عشقم بر لبم انگشت نتوان زد
 نمک در پرده‌های خواب هر افسانه‌ای دارم
 من از دم سردی دوران ندارم بیم افسردن
 به پهلوی چون دل پر داغ آتش خانه‌ای دارم
 زدم گر دست در زنجیر زلف او مشو برهم
 تو میدانی که من واقف دل دیوانه‌ای دارم

۵۵

از وصل دلبر دل بر گرفتم	خود را بیادش در بر گرفتم
گفتی بداغم می سوز چون شمع	فرمان نازت از سر گرفتم
این بار شاید سودی به بینم	سودا بزلفش از سر گرفتم
چشم پر آبم سودی نه بخشید	از آتش دل تا در گرفتم
یار آمد از در بهر نثارش	از گریه مستی گوهر گرفتم
رفتم پی دل ای وای بر من	دیوانه‌ای را رهبر گرفتم
دنیا و عقبی از دست دادم	ساغر از دست ساقی گرفتم
واقف نشستم در گوشه دل	هر دو جهان را محشر گرفتم

۵۶

با غیر سری داری و گویی که ندارم
 پنهان نظری داری و گویی که ندارم
 ای خانه برانداز بسر کوچه اغیار
 شبها گذری داری و گویی که ندارم
 ما را دهنی تلخ پر از زهر تو بی رحم
 تنگ شکری داری و گویی که ندارم
 از عشوه پنهان پی غارت گری دل
 با خود حشری داری و گویی که ندارم

من چون نزنم دست ز حسرت بسر خویش
 جانان کمری داری و گویی که ندارم
 از راز نهان تو خبر یافته واقف
 دل با دگری داری و گویی که ندارم

۵۷

ساخت غربت بمن وطن چکنم	از قفس خوشدلم چمن چکنم
نتوان شد بزور شیرین کام	سعی بی جا چو کوه کن چکنم
بگزم بو کنم نمی دانم	آه با سیب آن ذقن چکنم
یوسف من بیار خود تشریف	ورنه من بوی پیرهن چکنم
تنگ دل می کند مرا با هیچ	نکنم شکوه زان دهن چکنم
ای که از پیدلی کنی عییم	دل تو بردی ز دست من چکنم
طرفه داغی به پیشم افتاد است	چکنم شمع انجمن چکنم
خوانده ام درس خامشی واقف	جدل و بحث و علم و فن چکنم

۵۸

بدامان جنون دستی زدم از خویشتن رفتم
 ز خود مانند صبح از راه چاک پیرهن رفتم
 نه گل چینم که باشم بار خاطر عندلیبان را
 نسیمم تا ز گل بوی گرفتم از چمن رفتم
 سبند از سادگی بز وعده شیرین لبان دل را
 که من جان کندم و ناکام همچون کوهکن رفتم
 دلم جای نخواهد رفت هرچند از پریشانی
 بزلف یار میگوید شبت خوش باد من رفتم
 باین هستی کم فرصت چو صبحم خنده می آید
 سر از جیب عدم تا برکشیدم در کفن رفتم
 شدم در گلستان بیمار و آهنگ قفس کردم
 هوای غربتم ناساز شد سوی وطن رفتم
 ز شمع امشب مرا پروانه بر پروانه می آید
 من آتش بجان ناخوانده کی در انجمن رفتم
 سراپایم چو زلف دلبران شد پر شکن آخر
 ز سودا بسکه در دنبال زلف پر شکن رفتم

چو آن شمعیکه بی فانوس میسوزد در این محفل
بسر بردم به بی پیراهنی بی پیرهن رفتم
ز درد و داغ غربت نیست فریاد شب و روزم
بفریادم ازین کز یاد یاران وطن رفتم
مرا خود سیل اشک از آستانش می برد واقف
تو گر داری ز تمکین لنگری بنشین که من رفتم

۵۹

شکایت ازین باغ بی جا ندارم
که گل بر سر و خار در پا ندارم
وداعم کنید ای عزیزان که چون سیل
سر باز گشتن ز صحرا ندارم
مرا هست از آسمان چشم ریزش
چو ساغر امیدی ز مینا ندارم
چه بازم براه بتان ای خدا من
که دین پر عزیز است دنیا ندارم
چسان دامن یوسف خود بگیرم
که مردانگی چون زلیخا ندارم
چرا بر سر جا کنم بحث در بزم
دماغ سخنهای بی جا ندارم
شود محرم جامه خواب تو هر شب
چرا رشک تصویر دیبا ندارم
مرا کردی امیدوار شهادت
کرم کن کرم ورنه دعوی ندارم
زدم بر در داغ دل حلقه یعنی
امید کشایش ز درها ندارم
ندانم کجا برده یا رب رقیبش
که امروز من عقل بیجا ندارم
شبی نیست کز فکر آن زلف واقف
دماغی پر از دود سودا ندارم

۶۰

دیگر بجوش آمده دریای گریه‌ام
 بیدرد من بیا به تماشای گریه‌ام
 با یکدگر تلاش دوهمچشم دیدنی است
 ای ابر تر بر آ که مهیای گریه‌ام
 بر دل غبار بسکه ازین خاکدان نشست
 در راه شوق رفته بگل پای گریه‌ام
 افتاد کوچه گرد چو سیلاب اشک من
 چون ابر در هوای تو رسوای گریه‌ام
 چون سیل راه دامن صحرا گرفته است
 زان دم که گشته است روان پای گریه‌ام
 در دشت عشق راه بجای نمی برد
 حسرت فگنده سلسله بر پای گریه‌ام
 خواهد بکوی ماه جبینی کشید رخت
 می تابد این ستاره ز سیمای گریه‌ام
 گوید کنار من به فراق به چشم من
 بر من بریز اشک که من جای گریه‌ام
 شد خانها خراب ز سیل سرشک من
 پروای گریه‌ام نکنی وای گریه‌ام
 واقف چه می کنی چو قلم سرزنش مرا
 از سر نمی رود سر سودای گریه‌ام

۶۱

من گم کرده دست و پا چه کنم	موج زد بحر غم شنا چه کنم
مبتلایم باین بلا چه کنم	چون گریزم از آن سهی بالا
بخت عشق است نارسا چه کنم	زاری دل بگوش او نرسید
نکنند عمر اگر وفا چه کنم	وعدۀ وصل میدهد آن شوخ
از قضا گر شود خطا چه کنم	پیش تیر تو دل نشان کردم
من ز دست توای حنا چه کنم	کرده‌ای آن نگار را پابند
اوقاتم بکربلا چه کنم	تشنه جان میدهم بکوی بتان

دلربایان بمن چها کردند چکنم آه با شما چه کنم
واقف از خود بسی هراسانم نکنم گر خدا خدا چه کنم

۶۲

خوش آن که من از دانش و فرهنگ برآیم
آینه یارم گر ازین زنگ برآیم
آغشته بخون می روم از کوی تو بیرون
می خواست دل من که باین رنگ برآیم
دل باخته از خصمی هفتاد و دو ملت
آن به که من از معرکه جنگ برآیم
کو جاذبه لطف نسیمی که درین باغ
چون بوی گل از پیرهن رنگ برآیم
زان باغ که آنجا شگفت غنچه تصویر
تقدیر چنین خواست که دل تنگ برآیم
عریان تنیم ساخته مطعون خلائق
بر خاک درش غلطم و از ننگ برآیم
چون چشمه من ای سنگدل از دست تو فردا
با دیده گریان ز ته سنگ برآیم
واقف ندهد گوش به آواز من آن گل
با مرغ چمن گرچه هم آهنگ برآیم

۶۳

ای فلانی منت شناخته ام	ای فلانی منت شناخته ام
مهربانی منت شناخته ام	نامهربان بما هستی
بدگمانی منت شناخته ام	مردم و باورت نمی آید
قصه خوانی منت شناخته ام	مکن ای عندلیب دعوای عشق
می ستانی منت شناخته ام	دلستانی و مانده جان آن نیز
ای فلانی منت شناخته ام	درد واقف نمی شناسی حیف

۶۴

صبر گریزپا را من خوب می شناسم
این یار بی وفا را من خوب می شناسم

از دست برده دل را پامال می نماید
 خویان دل ربا را من خوب می شناسم
 هر چند خویشتن را بیمار و نماید
 آن چشم فتنه زار را من خوب می شناسم
 آن دل که یار دارد دل نیست گوش کن گوش
 سنگ است و سنگ خارا من خوب می شناسم
 بر شیشه جانی کس رحمی نمی نماید
 سنگین دلان شما را من خوب می شناسم
 هر رنگ جلوه دارد با چشم آشنایی
 آن حسن خودنما را من خوب می شناسم
 دارد بسر خیال هم چشمی تو نرگس
 این کور بی حیا را من خوب می شناسم
 بیگانه اند و اغیار هرگاه کار افتد
 یاران آشنا را من خوب می شناسم
 دیوانگان خود را کی مینوازد از سنگ
 آن طفل میرزا را من خوب می شناسم
 رستم پی گدایی دی بر درش چو بشنید
 گفتا که این گدا را من خوب می شناسم
 دارند با جوانان واقف سری نهفته
 پیران پارسا را من خوب می شناسم

۶۵

کردم از دقت نظر معلوم	هست هیچ آن کمر دگر معلوم
بتامل شد اینقدر معلوم	آن دهن چیست نقطه موهوم
می توانم ولی جگر معلوم	از عقیق لبش دو روزی صبر
نفس خوش ز نوحه گر معلوم	نغمه عیش از دلم مطلب
ورنه اینها ز مشیت پر معلوم	شور و غوغای بلبل از عشق است
شانه دیدم شد این خبر معلوم	خط بر آن زلف می کشد لشکر
سر نثار است لیک زر معلوم	زر طلب می کنند سیمبران
طاقت مرغ نامه بر معلوم	نامه از یار شرح غم سنگین
سعی پا کوتاه است پر معلوم	کعبه وصل دور و راه دراز

همچو من بنده بی خریدار است سر بر سر عییم و هنر معلوم
از ازل تا ابد فسانه اوست قصه عشق مختصر معلوم
لب من خشک گشت از تفت آه چاره آن ز چشم تر معلوم
دیده رازم بروی روز فکند پرده داری ز پرده در معلوم
درد دل پیش او ممکن واقف ماحصل غیر درد سر معلوم

۶۶

بجز جور و جفا از دلربای خود نمی بینم
جز این تاثیر در مهر و وفای خود نمی بینم
مگر اندیشه مسکین از شب خون غمت دارد
که من از چند شب دل را بجای خود نمی بینم
بیا ای گریه همچون سیل رفت و روپ کن باری
که غیر از گرد کلفت در سرای خود نمی بینم
ز طوفان سرشکم شور افتاده است در عالم
بهر سو بنگرم جز ماجرای خود نمی بینم
دو روزی شد که نوازی بدشنام از آن لبها
بقربانت قصوری در دعای خود نمی بینم
شتابان می روم زانسان بسوی وادی مجنون
که چون سیلاب واقف پیش پای خود نمی بینم

۶۷

باشک و آه و درد و غم جدا از یار میسازم
ندارم چاره ای ناچار با این چار میسازم
بلاهای که من در عاشقی بهر تو می بینم
اگر گویم ز معشوقی ترا بیزار میسازم
عیار دردمندیهای یاران تا شود ظاهر
دگر خود را برسم امتحان بیمار میسازم
امانم گر دهد صیاد از رنگین نواینها
قفس بر همدمان در هفته ای گلزار میسازم
شب از درد تغافلهای او چون سر کنم زاری
ز شور گریه بخت خفته را بیدار میسازم

ندارم غمگساری تا بگویم درد تنهایی
 بکنج بیکسی با صورت دیوار می سازم
 سلیم افتاد واقف بسکه طبعم از صفای دل
 چو آینه بهر صورت که افتد کار می سازم

۹۸

نه من وصل و نه هجران می پرستم
 به بستر دیگران را گل بیفشان
 مرا با غنچه و گل نیست کاری
 من آن دیوانه پیرم درین دیر
 برهمن می پرستد گرچه بت را
 بجرم دوستی جانم برآورد
 بزاهد میوه فردوس روزی
 ز من شادی پرستیدن چه امکان
 غمت ای شوخ مهمان فضول است
 به پیش ما ز آزادی مزین حرف
 بعقل خانه آبادم چه نسبت
 عزالان را بیاد چشم شوخت
 مرا با سرمه نبود اعتقادی
 بحمدالله که من با خاطر جمع
 من آن مرغم که از ذوق اسیری
 ترا آنی است کان یا هیچ کس نیست
 مرید دردم و درد است پیرم
 خرابیهای دل را دوست دارم
 نمکدان گشت داغ شور بختم
 من آن جان مجسم را درین دیر
 درون خانه راهم نیست واقف

۹۹

از کوی یار خاک بس کرده می روم
 وز سر هوای عشق بدر کرده می روم

پیش آمده است راه جگر خوار دوریم
 برگ سفر ز لخت جگر کرده می روم
 ای خواجه چند جور و جفا می توان کشید
 دانسته باش بنده خبر کرده می روم
 از من مشو ملول کزین انجمن چو شمع
 من هم شبی بگریه سحر کرده می روم
 افگندیم ز چشم نمی ایستم کنون
 مانند اشک پای ز سر کرده می روم
 از من مپوش چهره که من با غلو شوق
 بر عارض تو یک دو نظر کرده می روم
 دشمن چو تیغ قهر بسر می زند مرا
 از لطف دوست قطع نظر کرده می روم
 خالی و خشک رفتن ازین در نمی توان
 واقف بخون دل مژه تر کرده می روم

۷۰

چون بیاد وی ایم شاد	چه غم	یار ما را نکرد یاد	چه غم
یا درستی اعتقاد	چه غم	گر ز صد جا بدل شکست افتاد	
گر وصال تو رو نداد	چه غم	با خیال تو شادی ای داریم	
از مدد مانند اگر مداد	چه غم	نامه از خون دل تمام کنیم	
آسمان بر زمین فتاد	چه غم	خم می برقرار باد اگر	
گر بخوانند ان یکاد	چه غم	خو برویان ز چشم بد ترسند	
گر تو کم داری این مواد	چه غم	مال و جاه از مواد بیمارست	
گفت اگر عیش خیر باد	چه غم	غم الهی بخیر باد قرین	
هست روشن اگر سواد	چه غم	بخت گو تیره تر شود زین هم	
دیگر از جرخ بدنهاد	چه غم	من چو از مر نهاده ام خواهش	
رفت اگر عمر من بباد	چه غم	در هوا داری سر زلفی	
گر بمردیم نامراد	چه غم	چون مراد تو نامرادی ماست	
با تو چون هست اتحاد	چه غم	از حلول بلای گوناگون	
مژه ات تیرا اگر کشاد	چه غم	ابرویت تیغ اگر کشید چه باک	
صبح وصلی اگر نژاد	چه غم	کی شب وصل بود آبستن	

می بخور می صلاح کار این است گشته گر دهر پر فساد چه غم
واقف از کرده های خویش مترس بر کریم است اعتماد چه غم

۷۱

هر جا که وصف آن بت کافر نوشته ایم
یببک و مست و شوخ و ستم گر نوشته ایم
القاب دل که خانه ناپوس و ننگ سوخت
رسوا خراب و خود سر و ابتر نوشته ایم
سر کرده ایم تذکره بیگنه کشان
از جمله نام تیغ تو بر سر نوشته ایم
هم پیش قاصد از غم دل هم بسوی یار
بسیار گفته ایم و مکرر نوشته ایم
کاغذ حریف آتش سوزان نمی شود
احوال خود ببال سمندر نوشته ایم
مردیم و بی تو خانه ما گور ما شد است
تاریخ مرگ و مرثیه بر در نوشته ایم
واقف در آرزوی قدم بوس دلبران
خود را بخاک راه برابر نوشته ایم

۷۲

جان آزرده بکوی تو سپردیم و شدیم
تو بزی شاد که ما غمزده مردیم و شدیم
تا بکی گرم باغیار توان دید ترا
آخر از بزم تو چون شمع فسرديم و شدیم
از جهان گذران سخت مکدر رفتم
گرد بسیار درین قافله خوردیم و شدیم
این جهان چیست مرض خانه ما بیماران
بضرورت نفسی چند شمردیم و شدیم
غم و دردیکه بجان ماند ز مجنون واقف
همره خویش ازین بادیه بردیم و شدیم

۷۳

من کجا گوهر یکدانه بدامن دارم
 بیکسم اشک یتیمانه بدامن دارم
 من ازین ره نفشانم بجهان دامن را
 که غبار ره بجانانه بدامن دارم
 خوردسالان نتوانند مرا برد از جا
 پای طاقت چه بزرگانه بدامن دارم
 تا فشانم بسر تربت جان سوختگان
 عوض گل پر پروانه بدامن دارم
 هر قدر سنگ ز اطفال برایش خوردم
 از برای دل دیوانه بدامن دارم
 همچو زهاد سر سبجه ندارم واقف
 که سر گریه مستانه بدامن دارم

۷۴

زندگی بی یار جانی چون کنم
 جان بده گفتمی همین دم میدهم
 مردم و تو زنده پنداری هنوز
 بر درش دیدار جویان می روم
 بس کنم از عشق چون موشد سپید
 نیست پاس شوخ چشمان کارسمل
 ای که گفتمی شاد باش آسوده زی
 شمع پیش صبح میگردد خموش
 گشته ام بلبل ز عشق تو گلی
 ذره ذره گشته ام از مهر تو
 ناتوانم آه نتوانم کشید
 زنده ام در هجر و بس شرمنده ام
 خاکم و چسبیده بر دامن تو
 چون حریف عشق مرد افکن شوم
 من کیم واقف گدای الگمی

جان ندارم زندگانی چون کنم
 من سبک روحم گرانی چون کنم
 آه با این بدگمانی چون کنم
 گر بگویم لن ترانی چون کنم
 پیر گردیدم جوانی چون کنم
 آهوان را گله بانی چون کنم
 با غم و درد فلانی چون کنم
 با تو من آتش زبانی چون کنم
 گر کند عاشق پرانی چون کنم
 تو همان ناسمهربانی چون کنم
 آه با این ناتوانی چون کنم
 چون کنم با سخت جانی چون کنم
 گر تو دامن برفشانی چون کنم
 ناتوانم پهلوانی چون کنم
 پس بخسرو هم زبانی چون کنم

۷۵

گریبان گر بقدر حسرت دل چاک میکردم
 ز اشک رحم دامن فلک نمناک میکردم
 شب از ذوق وصال یار از دست آن چنان رفتم
 که چشم خون فشان از دامن او پاک میکردم
 بحمدالله که از اقبال وصلت شکر شد آخر
 شکایتها که من از گردش افلاک میکردم
 کتون نتوانم از بیم تو دم زدای خوشا روزی
 که از دست تو بیباکانه بر سر خاک میکردم
 شکارم کرد و رفت آن ترک و من در خاک خون واقف
 بصد حسرت نگاهی جانب فتراک میکردم

۷۶

هیچکه یاد آن پسر نکنم	که چو یعقوب گریه سر نکنم
نکشیم ناله گریه سر نکنم	تا ازین غم بکس خبر نکنم
دیده از دیدنش چها که ندید	بعد ازین سوی او نظر نکنم
بد رفیقی است دل خدا حافظ	همزه او دگر سفر نکنم
اگر از کوه درد جان بردم	هوس یار خوش کمر نکنم
کرده زلف تو ام مطول خوان	قصه خویش مختصر نکنم
نیست یک شب که بستر و بالین	واقف از آب دیده تر نکنم

۷۷

ز کوبش دوش رخت از غیرت اغیار می بستم
 بخون دیده نقش خویش بر دیوار می بستم
 سری با خودنمایها ندارم ورنه همچون گل
 دل صد پاره را بر گوشه دستار می بستم
 مرا امید بهبودی دل بیمار اگر بودی
 برای او هزاران نسخه چون عطار می بستم
 ندانستم که خواهد شد گرفتار بلا آن هم
 من آن روزیکه دل در طره طرار می بستم

ز بیفهمان این محفل بفریادم اگر یک کس
 زبان حال فهمیدی لب از گفتار می بستم
 رسیدی گر به باغ عیش بر گلدسته‌ای دستم
 بدشت غم چرا پشتارهای خار می بستم
 کجا رفت آنکه میکردم تلافی از نمک شبها
 اگر روزانه مرهم بر دل افکار می بستم
 ز یارم نیست امید نوازش ورنه من واقف
 بیزمش خویش را بر ساز همچون تار می بستم

۷۸

ز دست عزیزان وطن میگذارم وطن گر بهشت است من میگذارم
 هوای قفس ریخت آتش بیالم چمن را بمرغ چمن میگذارم
 گرفتم که دامن ز دستم کشیدی ترا ای ستمگار من میگذارم
 مرا خانه‌ای بود دل نام لیکن ز دست تو بنیاد کن میگذارم
 گرفته گریبانم او دامنش من نه او میگذارد نه من میگذارم
 ازین بد حریفان خدا حافظ باد ترا مست در انجمن میگذارم
 دهم جان به تلخی که شیرین لبی را بصد حسرت کوهکن میگذارم
 دلم را که دارد هوای شکستن در آن طره پر شکن میگذارم
 مرا نسبتی هست با شمع واقف چو میرم همین پیرهن میگذارم

۷۹

از دوری تو گشته سیه روزگار چشم
 یعنی فتاد از نظر اعتبار چشم
 بلبل ز حرص دیدن گل موسم بهار
 فریاد میکند که ندارد هزار چشم
 رفتی و شب نمونه روز حساب شد
 میکرد بی تو تا سحر اختر شمار چشم
 مانند خال چشم سیاه کن بروی یار
 یک لحظه هم ز عارض او بر مدار چشم
 از جوش گریه فرصت نظاره‌ای نداد
 ما را شب وصال نیامد بکار چشم

منع من از نظاره مکن آه چون کنم
می افتدم بروی تو بی اختیار چشم
نکشاده ام ز تنگدلیها در این چمن
چون غنچهٔ فسرده بروی بهار چشم
گردی ز کوی یار نیاوردی ای صبا
بسیار بود در رهت امیدوار چشم
آن دل سیاه رحم بحالم نمیکند
کردم سپید در رهش از انتظار چشم
واقف نظر بزلف و خط دلبران مکن
پوشیده بهتر است ز دود و غبار چشم

۸۰

ترا با من سر جور و جفا بوداست دانستم
سرت گردم گناه من وفا بوداست دانستم
ترا ای بی مروت یار گفتن دوست نامیدن
غلط بوداست فهمیدم خطا بوداست دانستم
ازین آهسته رفتنها وزین برگشته دیدنها
ترا چنان حریفی در قفا بوداست دانستم
خدنگ غمزهٔ ابرو کمانان از نشان دل
نمیگردد خطا تیر قضا بوداست دانستم
نرفت از شربت وصلم حرارت از جگر واقف
مریض عشق را مردن دوا بوداست دانستم

۸۱

خون نمی گشتی دلم دلدار اگر میداشتم
غم نمی خوردی مرا غمخوار اگر میداشتم
میکشیدم منت دارالشفای بهر علاج
چشم بهبود دل بیمار اگر میداشتم
بی سر و سامانیم افکنده در رنج و خمار
می نمودم رهن می دستار اگر میداشتم

از پی بوسیدن پایت چو آب ای سرو ناز
 میرسیدم طاقت رفتار اگر میداشتم
 میدهم جان از برای یک نگاه خشمناک
 آه چشم مرحمت از یار اگر میداشتم
 دل بجان آمد ز ضبط شکوه آن بیوفا
 واه چه میشد رخصت اظهار اگر میداشتم
 کی بمسجد همچو واقف می نمودم اعتکاف
 و درون خانه خمار اگر میداشتم

۸۲

سر از قدم تو بر نداریم گر تیغ کشی خطر نداریم
 ای درد ز ما مباش غافل غیر از تو کسی دگر نداریم
 کردیم ز گریه چشم را پاک ما طاقت درد سر نداریم
 این دم بنشین بما که چندان امید دم دگر نداریم
 ما را صبر از عقیق او نیست ما تشنه لبان جگر نداریم
 گر دست دهد وصال این بار سر از قدم تو بر نداریم
 حال دل و جان ز ما میرسید زین گمشدها خبر نداریم
 مشکل ز در تو رفتن ما ما طاقت این سفر نداریم
 واقف صیاد دام گسترده افسوس که بال و پر نداریم

۸۳

تا کی بغمت در پس دیوار بگیریم
 وقت است که در کوچه و بازار بگیریم
 خونی که بدل کرد مرا درد جدایی
 گر دست دهد وصل تو یک بار بگیریم
 ضایع چه کنی وقت من غمزده ناصح
 برخیز کنم ناله و بگذار بگیریم
 نازک دلیم کشت درین بادیه تا کی
 چون آبله از کاوش هر خار بگیریم
 چون شمع برانم که بیاد سر زلفت
 از اول شب تا بسحر زار بگیریم

عمریست بهم مخانگیهن - میگذرافی
از رشک تو ای - صویت دیوار بگیریم
ای کان ملاحات نمکی لطف نه کردی
حرمان داده ام بر دل افکار بگیریم
واقف اگر افتد بکفم دامن - وصلش
عهد است که خون گریم و بسیار بگیریم

۸۴

دلش خارا است بسیار آزمودم	دلم میناست بسیار آزمودم
دم آخر شنیدم کوهکن گفت	بلا سخت است این کار آزمودم
خطا هرگز نگردد ناوکت آه	مگر در شب تار آزمودم
بدستم زلف پیچانش نیفتاد	هزار الفسون باین مار آزمودم
بعیاری دل از پیران ربایی	ترا ای طفل طرار آزمودم
نمی آید بخوابم یوسف من	ندارم بخت بیدار آزمودم
نه شستی گرد کین از خاطر من	ترا ای گریه بسیار آزمودم
سفر اولی ست واقف زین دیارم	که هم اغیارو هم یار آزمودم

۸۵

بعهدت ای شه خوبان عجب دستور می بینم
دیار عیش ویران مانی غم معمور می بینم
من از بی صوفه گویی هلی تو ناصح نمی رنجم
تو ام مختار میدانم منت مجبور می بینم
روم نزدیک و بینم تا چه گل خواهده شکفت آنجا
درین وادی چو موسی آتشی از دور می بینم
ز درد بینوایی کاسه درپوزه خود را
بکف نالنده تر از کاسه طنبور می بینم
دلی کنز نوش آن لب داشت نیش از شهادت شیرین تر
کنونه زان نیش مزگان خانه زنبور می بینم
نظر کرده است در کارت هماتا چشم بیخاری
دوروزی شد که من ای دل ترا رنجور می بینم
چه ظلم است اینکه در کویش سر صد بیگنه یکجا
ز در آویخته چون خوشه انگور می بینم

ز خاک آستان عشق تا شد چشم ما روشن
 نهان در هر سیاهی سرمه آسا نور می بینم
 چه سان خود را شمارم داخل خیل سگان او
 که این مقدار جرات خارج از مقدور می بینم
 زمن پنهان چه داری عشق خود واقف که از چندی
 دلت پر درد می یابم سرت پر شور می بینم

۸۶

بی تو نظاره چمن کردیم	گریها بر گل و سمن کردیم
بر لبش دوش نام بغیه گذشت	زخم را خاک در دهن کردیم
یک قلم صرف شد سیاهی چشم	بسکه مشق گریستن کردیم
جیبهای که پاره شد در عشق	ما گرفتیم و پیرهن کردیم
واقف از جان و جامه بیزاریم	خویش را زنده در کفن کردیم

۸۷

با چنین بغت که ره نیست بزدان تو ام
 کی دهد دست تماشای گلستان تو ام
 فتنه لشکر بیگانه بگردش نرسد
 آنچه بگذشت بدل از صف مژگان تو ام
 سرمه ناز برد چشم غزالان از من
 گرد برخاسته شوخی جولان تو ام
 شانه ناکرده بکیسو بر من می آبی
 گر بدانی که چه مقدار پریشان تو ام
 کردی آزاد مرا از غم دنیا ای عشق
 دل و جان خاک درت بنده احسان تو ام
 قدسی رنجه کن ای سیل بویرانه من
 من هم آخر یکی از خانه خرابان تو ام
 هوسم هست که پیش تو زنم داد از تو
 کاش یک روز گذارند بدیوان تو ام
 خاک گشتم که شوم یک نفس آسوده ولی
 داد برباد هواداری دامن تو ام

گوهر افشان مدیح در دندان تو ام
 گوشت بر حرف من انداز ثنا خوان تو ام
 تا بکی آینه منظور نظر خواهی داشت
 نظری جانب من نیز که حیران تو ام
 واقف امروز چرا دشمن جانم شده است
 آنکه می گفت مرا دوش که من جان تو ام

۸۸

بت من وصل ترا میخواهم	بخدا این ز خدا میخواهم
من نه فقر و نه غنا میخواهم	خواسته آنچه خدا میخواهم
به پیامی دل تنگم بکشا	غنچه ام غنچه صبا میخواهم
دلبران چشم مپوشید از من	که نگاهی ز شما میخواهم
سست پیمان تری از گل افسوس	از تو من بوی وفا میخواهم
تا شوم از گل و خار آسوده	خویش را بی سرو پا میخواهم
گرچه عشق است بلا من ز خدا	این بلا را بدعا میخواهم
تا کشاید گره از ابرویت	طالع عقده کشا میخواهم
غلط انداز نگاهی نکنی	گر بدانی که چها میخواهم
از لبش چون نی قلیان واقف	من بی برگ نوا میخواهم

۸۹

گر بگیریم بتو این تندی خو نگذارم
 و رکشم ناله ترا رنگ برو نگذارم
 چه شد ارسبجه گرفتم دوسه روزی در دست
 جانب گریه مستانه فرو نگذارم
 بار دیگر بگیریان اگر دست رسد
 عهد کردم که درو جای رفو نگذارم
 می کشد شیشه درین میکنه گردن از من
 به که من پای خم و دست سبو نگذارم
 بسکه لب تشنه زخم ستم آمده ام
 آب در تیغ تو ای عربده جو نگذارم
 منصب شانه دهی گر دل صد چاک مرا
 خلعت زلف ترا یک سر مو نگذارم

نیست هر چند رسیدن بتو مقدور جدا
 دز وه شوق ولیکن تیک و پو نگذارم
 من که عاجز ز نگهداری آهم واقف
 رو همان به که به آن آینه رو نگذارم

۹۰

جفا جویان ندارند از وفا شرم
 چرا در چشم هر کس می نشینی
 بسوی سرمه سهواً هم نه بیند
 کجا و می شود با آیین هوا دار
 برویم می دوی ای اشک هر دم
 کجا محرم نماید خون ما را
 چه بی شرمانه بت را می پرستی
 بتان را نیست هرگز از خدا شرم
 ازین مردم نمی آید ترا شرم
 که دارد چشم من زان خاکبها شرم
 گلی دارم که دارد از صبا شرم
 ز روی من نمی داری چرا شرم
 کف پای که دارد از حنا شرم
 مگر واقف نداری از خدا شرم

۹۱

دل نمی خواهد که من تنها دلی خالی کنم
 ابر و شمع و شیشه باید تا دلی خالی نکنم
 کی توان بر روی روز افکنده سزاو گریه را
 شمع سان در دامن شمعها دلی خالی کنم
 می روم امروزه لیریز شکایت پیش یار
 یا شود پیمانه ام پر یا دلی خالی کنم
 فکر زلفش از دماغ من بر آفر دست دود
 ای خوشا ساعت کزین سودا دلی خالی کنم
 ساقی امشب از برای خاطر من پر کن هو جام
 تا من از دنیا و از عقی دلی خالی کنم
 سرو و شمشاد و صنوبر از زمین قدم می کشد
 هر کجا از یاد آن بالا دلی خالی کنم
 همچو آن ابریکه می بارد پریشان در غمت
 گاه من اینجا گهی آنجا دلی خالی کنم
 حلقه بر هر در زدم واقف کیشادی رونداد
 به که اکنون بر در دلها دلی خالی کنم

۹۲

ز من دردم... رافت یار از آستان هم
 زمین گریه بحالم آسمانی هم
 متاع سنگ طفلان را بکوبش هم
 خریه ارم اگر باشد گران هم
 قواری نیست برنگ شادی و غم
 بهار این چمن دیدم رخساره هم
 کجا بفروشم این دل را که دارد
 ز داغش مهر و آزار زخمش نشان هم
 زمین گریه بکوبش بر خیزم
 نشیند هر سرم گوی آسمان هم
 قواموز جفا طفلی ولیکن
 ز دستت بود مینالد جوان هم
 ز شست و شوست تیری داشتم چشم
 نصیب دشمنان گردید آن هم
 ز خوش مرگان و خوش دنباله چشمی
 می رسد خنجر زستان هم
 ز مرا این ناله مخصوص نفس نیست
 که میثالیدم اندر آشیان هم
 نمیدانم چه بد کردم که آن شوخ
 سبک بگذشت از من سرگران هم
 بخون تشنه است ترک چشمش ای دل
 شو ایمن اگر بخشد ایمن هم
 ز من واقف بآن بیدرد گویی
 چو دل بردی ببر این نیم جان هم

۹۳

کی شب هجر تو ظالم خواب می آید بچشم
 دود بر می خیزد از دل آب می آید بچشم

بی ثباتی های دولت هر که دارد در نظر
گوهر او را پاره ای سیماب می آید بچشم
می کشی هر کس که یاد از نرگس مستت گرفت
آفتاب محشرش مهتاب می آید بچشم
تا من دیوانه پوشیدم نظر را از لباس
هر کف خاکسترم سنجاب می آید بچشم
تا سری با سجده تسلیم پیدا کرده ام
تیغ او واقف مرا محراب می آید بچشم

۹۴

بسودای سر زلف تو شادم	ولی ترسم دهد روزی ییادم
تو از شوخی و من از بی قراری	ز یادم رفتی و رفتی ز یادم
بشوید ای رفیقان دست از من	که در چاه زنجفانی افتادم
مرا از درد نوشی نیست انکار	بلی هستم ولی صاف اعتقادم
چگویم از بیاض گردن یار	که روشن شد ز سیر آن سوادم
ستانم وعدها زین بی وفایان	اگر بر عمر باشد اعتمادم
عزیزان خیلی بیذوقم امروز	کدام افسرده دل کرده است یادم
محبت خونی اوقات من شد	که خون میریزد از چشمم دمام
به تیغش چاک کردم سینه ی خویش	در فیضی بروی دل کشادم
گرفتم تا ازو مکتوب جانان	بقاصد نقد جان انعام دادم
چرا واقف کنم تقلید معجون	که من در عشق صاحب اجتهادم

۹۵

ز حرف ناصح دم سرد ترسیدن نمیدانم
بزرگ شعله از هر باد لرزیدن نمیدانم
بیز یک شب بطوف شمع ای پروانه همراهم
که من آداب گرد یار گردیدن نمیدانم
ز نادانی کشادم پیش او از شکوه طوماری
کنون درمانده ام چون طفل پیچیدن نمیدانم
هوای این چمن چون شمع با نخلم نمی سازد
ز بالیدن چه پرسى غیر کاهیدن نمی دانم

مزا جم گرچه نازک تر فتاد از کاسه چینی
 تو ام ناخن بدل می زن که نالیدن نمیدانم
 مکن در عذر خواهی رنجه آن لبهای نازک را
 که از جور و جفایت بنده رنجیدن نمیدانم
 هوای دشت پیمایی ربود از کف عنانم را
 چوسیل از راه صحرا باز گردیدن نمیدانم
 ندارد میل طبع روشنم با خود نمایی ها
 نیم از برق کمتر لیک رخشیدن نمیدانم
 چه حاصل گر شود گیتی گلستان از شکفتن ها
 که من چون غنچه تصویر خندیدن نمیدانم
 گذشتم زین گلستان چون صبا با دامن خالی
 بیوی گل شدم قانع که گلچیدن نمیدانم
 مگر پیرمغانم باده ریزد در گلو واقف
 و گرنه من چومینا باده نوشیدن نمیدانم

۹۶

نه انیسی نه همدی دارم	دل کجایی عجب غمی دارم
گفته ای کیستی چه داری چشم	داغم و چشم مریخی دارم
گو بیا زود گریه شادی	غیر مرده است ماتمی دارم
عالم درد را کنم آباد	زانکه از درد عالمی دارم
جور بسیار کرده ای بس کن	جان من طاقت کمی دارم
یار هر چند دل ز من برده است	من ازو چشم بر نمی دارم
تا رساند سلام من به سگش	فکر ارسال آدمی دارم
آدم در جهان بطالع صبح	می کشم آه تا دمی دارم
زلفت از رشک من بخود پیچد	چه بلا حال درهمی دارم
گرچه سست است عهد او واقف	من باو ربط محکمی دارم

۹۷

آنکه فکر دل بیمار نکرد است منم
 درد خود پنهی کس اظهار نکرد است منم
 آنکه با دشمنی اقرار نمود است تویی
 و آنکه از دوستی انکار نکرد است منم

آنکه در چشم سگانت ز وفا خوار شده
 و آنکه از خوار شدن عار نکرد است منم
 آنکه چون عمر وفادار نبود است تو بی
 و آنکه در عمر جز این کار نکرد است منم
 آنکه عمری بسر آورده در اندیشه یار
 و آنکه اندیشه ز اغیار نکرد است منم
 آنکه ره در دل اغیار بزاری کرده
 و آنکه براهی بدل یار نکرد است منم
 آنکه برباد فنا برفته سر و سامانش
 ترک آن یار هوادار نکرد است منم
 آنکه از درد بلب آمده جانفش صد بار
 درد دل بیج تو یکی بار نکرد است منم
 آنکه نالیده بسی بر در دلها واقف
 زاری او بدلی کار نکرد است منم

۹۸

حدیث شوخی چشمت شنیده آمده ام
 برای آنکه به بینم بدیده آمده ام
 در دست جذبه مهر تو از علم بوجود
 برنگشت صبح گریبان دریده آمده ام
 جمال به کعبه مگر گل بدامنم ریزد
 آجفای خنار متعللان یکشده آمده ام
 زلفی سعادت اگر افتد این رکوع قبول
 من بدر گناه تو به پشت خمیده آمده ام
 چرا بقصه سر من نمی کشی شمشیر
 که من ز جان رگ خهریشی بریده آمده ام
 زه شوق اینکه بشوم یسمل و طهم در خون
 به تو همچو یکبوتر پریده آمده ام
 شنیده ام که سر بنده پروری داری
 چون بندگان برت از سر دویده آمده ام

عجب مدار اگر وحشت هست در طبعم
 ز صحبت دل از خود رمیده آمده ام
 نه صبر همزه من آمدست نی طاقت
 که در رکاب محبت جریده آمده ام
 بزللف یار ترا واقف ار سر سوداست
 مبارک است که من شانه دیده آمده ام

۹۹

رفتیم که کسی بهم رسانم	فریادرسی بهم رسانم
چون نی از دست من بنالد	گر همنفسی بهم رسانم
گشتم از آشیانه دلگیر	زین پس قفسی بهم رسانم
زین درد گرت هنوز بس نیست	من درد بسی بهم رسانم
چون عشق پسند خاطرش نیست	من هم هوسی بهم رسانم
واقف زین ناکسان ملولم	رفتیم که کسی بهم رسانم

۱۰۰

بر سر کوی وفا میگیریم	چشم بد دور بجا میگیریم
چون کنم گریه میا بر سر من	که بلا هوش ربا میگیریم
دل آن شوخ مگر نرم کنم	سخت هنگام دعا میگیریم
پیش او تر نکنم مژگان را	تا نگوید بریا میگیریم
گریه آب رخ من ریخت بخاک	وای من باز چرا میگیریم
بیدماغم ز مصیبت زدها	میروم دور و جدا میگیریم
بی سبب نیست لباسم گلگون	بهر آن سرخ قبا میگیریم
منعم از گریه چه حاصل که چو شمع	تا رنق هست مرا میگیریم
اشک ریزان روم از شهر بدشت	از کجا تا بکجا میگیریم
واقف از سایه‌ی بالای کسی	مبتلایم به بلا میگیریم

۱۰۱

تا بداغ او سری میداشتم	شمع سان تاج سری میداشتم
میگرفتم از هوا تیر ترا	من اگر بال و پیری میداشتم
این چنین یکسان نمی گشتم بخاک	غیر ازین در گر دری میداشتم

میزدم صد غوطه در دریای خون گر امیدی گوهری میداشتم
از سرم و شد دل من خوب شه من ازو درد سری میداشتم
کاش جای کاو کاو غمزه اش در رگ جان نشتری میداشتم
شد نصیب آینه را دیدار او کاش من هم جوهری میداشتم
می کشیدم سر به وسوایی اگر همچو مجنون همسری میداشتم
داغ میکردم دل افسرده را لاله سان گراخگری میداشتم
مرده بودم خشک لب در راه عشق گر نه مژگان تری میداشتم
برد سیل اشک از کویش مرا کاش واقف لنگری میداشتم

۱۰۲

رفتی و نقش پای تو دیدم گریستم
نام ترا ز هر که شنیدم گریستم
مانند کودکی که شود تلخ کام او
تا زهر دوری تو چشیدم گریستم
گردید صرف گریه سراپای من چو شمع
پایان کار خویش ندیدم گریستم
رسوای گریه از چه شوم شمع نیستم
از بزم او کناره گزیدم گریستم
میخواستم که نامه شوق رقم کشم
هوی بسان خامه کشیدم گریستم
ای دل به کربلای محبت شدی شهید
در ماتم تو جامه دریدم گریستم
از یاد قامت تو چو آب روان بیاغ
خود را پیای سرو کشیدم گریستم
در خواب دست من بمیانش رسیده بود
و اگشت چشم هیچ ندیدم گریستم
واقف گذشت عمر گرامی و من ز درد
دامن بفرق خویش کشیدم گریستم

۱۰۳

نمیکردم شب هجران اگر زاری چه میکردم
چه می کردم برای دفع بیکاری چه میکردم

قفس شد دل نشین زان سان که گلشن رفت از یادم
 و گرنه من در ایام گرفتاری چه می کردم
 من از خود رفته بودم امشب از ذوق خیال او
 نمی‌کردی اگر دل میهمانداری چه می کردم
 به امید جفایی صد تغافل از تو می بینم
 اگر میداشتم چشم وفاداری چه می کردم
 شب هجر تو مرگم موجب صدگونه راحت شد
 اگر خوابم نه بردی من به بیداری چه می کردم
 نکو کردم برآوردم به طور زلف او خود را
 نمی کردم اگر آشفته اطواری چه می کردم
 درین گلشن به حرفم گر نمی انداخت گوش آن گل
 چو بلبل من باین شوریده گفتاری نمی کردم چه می‌کردم
 تن تنها رقیبم میدهد آزار بیش از حد
 سگ کویت باو می‌کرد اگر یاری چه می‌کردم
 باندک زخم شمشیر تغافل مردنی گشتم
 خدا ناخواسته بودی اگر کاری چه می کردم
 هوای هرزه گردیها چو سلیم برده بود از جا
 نمیدیدم اگر از دشت همواری چه می‌کردم
 بنقد جان بنقد دل بنقد دین اگر واقف
 نمی کردم غم او را خریداری چه می کردم

۱۰۴

گل زد از شعله داغ تو بسر دستارم
 نیست سودا زده طره زر دستارم
 من سودا زده از بسکه سراسر دردم
 پنبه‌ای بر سر داغست بسر دستارم
 تیغ مهر تو چنین گر دهم غوطه به خون
 شفق آلود شود همچو سحر دستارم
 از بلندی سرم امروز رسید است بعرض
 فرش در راه تو گردید مگر دستارم

واقف از داغ جنون تا سر من گشته بلند
کل خورشید نیارد بنظر دستارم

۱۰۵

تا سیه شد از خط مشکین جانان خانه‌ام
گشت خون نافه نور شمع در کاشانه‌ام
نقل و می دارد مقیم گوشه میخانه‌ام
چون روم جای دگر اینجاست آب و دانه‌ام
مهرم از خجالت اگر سیلاب تشریف آورد
گریه گردی هم بجا نگذاشت از ویرانه‌ام
پای خواب آلود من زنجیر می بیند بخواب
اینقدرها از سر زلف کسی دیوانه‌ام
دودمان سوختن را بسکه احیا کرده‌ام
زنده می‌گردد چراغ مرده از افسانه‌ام
کی توانم دیدن احوال پریشان کسی
از غم زلف تودل صد چاک شد چون شانه‌ام
در حق من هرچه می‌خواهد دلت ناصح بگو
عاشقم رندم خرابم ایترم دیوانه‌ام
چند دارد در بغل این شیشه پر خون کسی
می کنم خالی دلی گو پر شود پیمانه‌ام
در محبت سوختن را بسکه میدارم عزیز
سوزم از غیرت اگر آتش بری از خانه‌ام
جوهر کم کن محتسب نازک دلم همچو حباب
شیشه‌ام گر بشکنی پر میشود پیمانه‌ام
از طفیل دیگران من نیز آبی میخورم
در ریاض آفرینش سبزه بیگانه‌ام
او بداغ عشق شب میسوزد و من روز و شب
در محبت من شریک غالب پروانه‌ام
واقف از آتش مزاجی های یارم باک نیست
چهره زر نیم اگر شمع است من پروانه‌ام

۱۰۶

بیک عالم مصیبت جان و دل را مبتلا دیدم
 مپرس ای بی مروت تا ترا دیدم چها دیدم
 مگر خواهم شدن پابسته زنجیر گیسوای
 که من خود را بخواب امشب گرفتار بلا دیدم
 صفای اعتقاد ای بیوفا دیگر چه می باشد
 که در چشمم تو خاک افگندی و من توتیا دیدم
 بر گبر و مسلمان از غم دل زار نالیدم
 نه از بیگانه دل جویی نه رحم از آشنا دیدم
 چه پرسی سرگزشت وادی خونخوار هجران را
 که من در دامن این دشت چندین کربلا دیدم
 جدا گردید تا یار عزیز از من نظر بستم
 کرا بینم باین چشمیکه آن یوسف لقا دیدم
 بمردن میدهم تن بعد ازین از درد دل واقف
 نه تاثیر از دعا نی سازگاری از دوا دیدم

۱۰۷

خوبا خیال چون تو نگاری گرفته ایم
 گوش زمانه کر که چه یاری گرفته ایم
 شد عمرها که جای به غاری گرفته ایم
 غاری برای خاطر یاری گرفته ایم
 آسان نچیده ایم گل وصل چون حنا
 خون گشته ایم و دست نگاری گرفته ایم
 دامن مزن بر آتش ما ای نسیم عشق
 کز سینه های گرم شراری گرفته ایم
 آینه خاطرم ولیکن ز چندگاه
 در خاکدان دهر غباری گرفته ایم
 ای چشم یار چیست تغافل بحال ما
 دنباله تو از پی کاری گرفته ایم
 در صیدگاه وصل تو همچون شکاریان
 جای کمین به بوته خاری گرفته ایم

پر فتنه شد جهان و پر آشوب شد زمان
 ما از میان رسیده کناری گرفته ایم
 فرهاد کوه کند و بیابان دوید قیس
 ما هم ز عشق رخصت کاری گرفته ایم
 در عهد زلف یار که عمرش دراز باد
 عمریست دامن شب تاری گرفته ایم
 واقف ز دست ما نتوان داغ را گرفت
 این گل ز دست لاله عذاری گرفته ایم

۱۰۸

نیست امروز که با عشق ندیم است دلم
 عشق داند که باو یار قدیم است دلم
 یک قشون غم بسر کشور عیشم آورد
 نیست بالله جگر گوشه غنیم است دلم
 روزگاریست که از بهر شمیم آن زلف
 از گدایان سر راه نسیم است دلم
 بیکس افتاد سرشکم بسر کوچه او
 روز و شب در غم این طفل یتیم است دلم
 مویمو قصه آن زلف پیرسید از من
 هست عمری که دران کوچه مقیم است دلم
 عذر بپذیر دو لخت است اگر مطلع من
 تیغ ابروی تو خورد است دو نیم است دلم
 مار زلف تو گزید است نه صد جا او را
 من دل ساده باین خوش که سلیم است دلم
 چه شود گر ز تو نصف دل من خوش گردد
 جان من نیم نگاهی که دو نیم است دلم
 بوسه نگرفته ازان لب نکند بس ز سوال
 واقف از خیل گدایان لئیم است دلم

۱۰۹

دور از تو گر دمی بگلستان نشسته ام
 همچون گناهگار بزندان نشسته ام

نخل خزان رسیده گزار هستی‌ام
 برگم بیاد رفته و عریان نشسته‌ام
 اینجا که سر امانت تیغ فنا بود
 سودا نگر که در غم سامان نشسته‌ام
 اغیار دامن تو گرفتند و من چو گل
 در خون ز وشک تا بگریبان نشسته‌ام
 آینه شکسته بزم زمانه‌ام
 چین بر جبین فکنده و حیران نشسته‌ام
 کاری ز من نیاید و جای نمی رسم
 مانند تیر بی پر و پیکان نشسته‌ام
 سودا بزلف یار نکردم گذشت عمر
 با خاطر شکسته پریشان نشسته‌ام
 تصویر پشت آینه‌ام باوجود قرب
 بی بهره از توجه خوبان نشسته‌ام
 قید لباس بسکه مرا تنگ داشتست
 واقف بجامه دست و گریبان نشسته‌ام

۱۱۰

برد سرمایه ابر از چشم گریانی که من دارم
 کرا بر لاله و گل هست احسانی که من دارم
 تبسم می کند چون صبح و میگوید بزیرب
 که شور افتد بعالم از نمکدانی که من دارم
 مرا در عشق بازی همچو گل زان خنده می آید
 که نتوان دوختن چاک گریبانی که من دارم
 بزارم می کشد وز بهر قلم زنده می سازد
 که دارد دوستانان دشمن جانیکه من دارم
 بدل همخانگی شایان شان خود نمی داند
 ز تیر ناز او در سینه پیکانی که من دارم
 غمش در دل فرود آمد توای جان رخت بیرون کش
 نمی سازد بصاحبخانه مهمانیکه من دارم

نه شست اشک ندامت واقف از من لوث عصیان را
شود از بحر رحمت پاک دامانی که من دارم

۱۱۱

دل خریدار تو باشد من خریدار دلم
مبتلای دل اسیر دل گرفتار دلم
گاه لیلی گاه محمل گاه مجنون می شود
واله دل بیقرار دل گرفتار دلم
در سر شمشیر مژگان بر سر تیر نگاه
می روم با دل عجب یار وفادار دلم
گل چه خواهد کرد غیر از دود آهی چون سپند
من گرفتم عقده وا گردید از کار دلم
من ندانم زلف مشکین کرا بو کرده است
چند روزی شد که هست آشفته اطوار دلم
می شود از غنچه خم شاخی که بس نازک بود
زلف او واقف دوتا گردید از بار دلم

۱۱۲

ز چاک سینه چو احوال دل نظاره کنم
بمرگ صبر گریبان هزار پاره کنم
ز بسکه دیده ام از دلبران ستم اکنون
بهر که دل بدهم اول استخاره کنم
هلال عید نمایند خلق چون باهم
با بروی تو من از گوشه ای اشاره کنم
بدور لعل تو از حرص میکشی کارم
به آن رسید که میخانه را اجاره کنم
چه شعلها که نخیزد ز خرمن طاقت
نظر چو جانب آن برق گوشواره کنم
دلی که بود مرا قامتش ربود از دست
روم ز سرو و صنوبر دل استعاره کنم

کناره کرد دل از من کنون صلاح این است
 که بنده نیز از آن بی وفا کناره کنم
 دهن دریدگی زخم و شوخ چشمی داغ
 شده است موجب رسواییم چه چاره کنم
 مرا که حال ز دست تو دل شکن سخت است
 کدام چاره مگر دل ز سنگ خارا کنم
 تو خود شدی بیلای سیاه زلف اسیر
 دلا تو خود بده انصاف من چه چاره کنم
 رساند فصل گم مژده جنون واقف
 رسید وقت که زنجیر عقل پاره کنم

۱۱۳

هرچند که ناتوان عشقم	در معرکه پهلون عشقم
از دیر ز محرمات عشقم	بسیار مزاجدان عشقم
گر هر دو جهان خراب گردد	ویران نشوم جهان عشقم
یکدم نشوم ز ناله خاموش	یعنی نی نیستان عشقم
با صد من عقل ذره‌ای عشق	نفروشم قدردان عشقم
افروخته ام چو اخی از داغ	من رونق دودمان عشقم
در بی مزگی گذشت عمرم	یا رب نمکی ز خوان عشقم
رفتست دماغ برتر از عرش	از سجده آستان عشقم
یاران ز گداز چاره‌ای نیست	در پوته امتحان عشقم
نزدیک خرد اگرچه مستم	شکراً لله شان عشقم
با عقل سر سخن ندارم	عمریست که همزبان عشقم
ناصر تو کنار از میان گیر	عشق از من و من از آن عشقم
ای عقل بمن مشو مقابل	بگریز که قهرمان عشقم
از دغدغه هوس که گم باد	مامونم و در امان عشقم
خوب است که آینه نه بینی	گفتم بتو بدگمان عشقم
واقف گر عمر خضر یابم	کی پیر شوم جوان عشقم

۱۱۴

امروز من عجب می پر زور خورده‌ام
 گویا ز کاسه سر منصور خورده‌ام

برخیز و گرم عشوه باغیار شو که من
 دل سرد کرده‌ام ز تو کافور خورده‌ام
 نزدیک مردنم ز نگاه کشند تو
 یا آنکه این خدنگ من از دور خورده‌ام
 رغبت مرا بشاهد دنیا نمی شود
 صد بار بیش اگر چه سقنقور خورده‌ام
 از دیده بی توریخته‌ام کاسه کاسه خون
 یک جرعه می اگر من مخمور خورده‌ام
 خوش نیستم ز نغمه بهجرت که بارها
 چندین لکد من از بحر طنبور خورده‌ام
 در دور خط نماند مرا ذوق با لبش
 برگشته دل ازین شکر مور خورده‌ام
 واقف در آرزوی عقیق لب کسی
 خون جگر زیاده ز مقدور خورده‌ام

۱۱۵

عیش دنیا همه غم بود نمی دانستم
 قریبی جمله ورم بود نمی دانستم
 هیچ گشتم چو بفکر کمر او رفتم
 راه باریک عدم بود نمی دانستم
 سر جدا شد ز تنم پا چو بکویش ماندم
 تیغ بیداد علم بود نمی دانستم
 تاخ شد عیش ازین زهر شکر اندوده
 لذت دهر الم بود نمی دانستم
 کردم آنجا چو کبوتر چه قدرها مستی
 کوی جانانه حرم بود نمی دانستم
 ای که من غم بآن لطف زبانی گشتم
 همه بر خویش ستم بود نمی دانستم
 کرد وحشت نگهش من چو سیاهی کردم
 آهو آماده رم بود نمی دانستم

داده‌ام داغ تو از دست و ز حسرت داغ
که گل باغ ارم بود نمی دانستم
صرف گردید بخندیدن بیجا واقف
عمر چون صبح دو دم بود نمی دانستم

۱۱۹

دلم تا کی رود از دست دل‌داری بدست ارم
مرا غم می‌خورد رفتم که غم‌خواری بدست ارم
تو دل را می‌بری از دست لیکن می‌کنی ضایع
روم تا دلبری عاشقی نگهداری بدست ارم
دلم پردازم از خوبان شهر و کوکبو کردم
که بهر گریه کردن پای دیواری بدست ارم
دلم چاکست و از هر رشته نتوان دوختن واقف
دین فکرم که از گیسوی او تازی بدست ارم

۱۱۷

گاهی دیشهر و گاه بصحرا گریستم
هر جا که گفت این دل شیدا گریستم
یا رب چه چشمه ایست محبت که من از آن
یک قطره آب خوردم و دریا گریستم
ایام عمر را گذراندم به اشک و آه
امروز ناله کردم و فردا گریستم
قطع امید کرده ز هر باب عافیت
خون همچو زخم بر در دلم گریستم
خالی نمائد کوچه‌ای از سیل اشک من
چون این در هوای تو رسوا گریستم
طوفان توح تازه شد از آب دیده‌ام
به آنکه در غمت بشدارا گریستم
تقریب عمده تا شود گریه کی کنم
خون شد هزار بار دلم تا گریستم

پیش تو گریه کردم و بی آبرو شدم
 گریم بحال خود که چه بیجا گریستم
 با من کسی شریک غم از بیکسی نشد
 در گوشه‌ای نشستم و تنها گریستم
 امشب ز گریه در جگرم نم نمانده بود
 خون وام کرده از همه اعضا گریستم
 یک قطره خون نماند کنون در بدن مرا
 واقف دل و جگر همه یکجا گریستم

۱۱۸

باز آمدم بر تو بحالی که داشتم
 در دل همان خیال محالیکه داشتم
 یکسان بود اسیری و آزادگی که من
 در دام ریختم پر و بالی که داشتم
 خاکم غبار گشت و غبارم هوا گرفت
 از دل نه رفت گرد ملالی که داشتم
 پیرمغان نکرد ز می یک دو جرعه خیر
 بردم بسی شکسته سفالی که داشتم
 عمرم چو داغ لاله با آتش رخان گذشت
 اخگر نکشت آه زغالیکه داشتم
 آن زخم ناختم که بدل بود داغ شد
 ماه تمام گشت هلالی که داشتم
 از دل تصور کمر او نمی رود
 هستم اسیر فکر محالی که داشتم
 مانند بدر کاشتم از گردش فلک
 بر من وبال گشت کمالی که داشتم
 شد گرچه صرف بختن سودا تمام عمر
 داغم که خام ماند خیالی که داشتم
 واقف دوم بدشت چو معنون بهر طرف
 کز من رمیده طرفه غزالی که داشتم

۱۱۹

جستجوی شمه‌ای درد و غم او میکنم
تا برم بوی در هر خانه را بو میکنم
گرچه در مکتوب جانان نیست مضمون جز عتاب
حرر جان میخوانمش تهوید بازو میکنم
تا یکی بینم که هر ناشسته روی بیندت
با تو ای آئینه رو این بار یک رو میکنم
چشم من از سرمه چشمش ز بس ترسیده است
هر کجا بینم سیاهی رم چو آهو میکنم
او بقصد کشتن من تیغ می سازد بلند
من حسابش از تواضع‌های ابرو میکنم
دل بدرد آمد مرا تا یار رفت از پهلویم
سادگی بنگر علاج درد پهلوی میکنم
شیوه از خویش رفتن بسکه خوش می آیدم
می روم چون سرو اقامت بر لب جو میکنم
بی دماغان را سر بو کردن گل کی بود
از کلم بوی تو می آید ازان بو میکنم
شعر دانش چون بیاد آید مرا واقف بیاغ
'جایجا از گریه آب تازه در جو میکنم'

۱۲۰

ز کوی یار بیرون میدود از سینه من هم
دل دیوانه بیزار است از گلشن ز گلخن هم
چه جای آستین افشاندنست ای جامه زیب من
گریبانم بغارت رفت از دست تو دامن هم
گرفتاری که خواهد پای در زنجیر می خواهد
ز زلف او رهایی نیست ما را بعد مردن هم
ندیدم آه از برق نگاهش گوشه چشمی
باین امید کردم کشتهای خویش خرمن هم
چگویم از دل سختی که نرم اندام من دارد
که پیشش آب می گردد ز خجلت سنگ آهن هم

بیا ای مست بیبای بکش شمشیر سفاکی
 بکش اغیار را گو کشته گردم در میان من هم
 ز جرم اینکه در پیش تو عرض دوستی کردم
 بجانم آنچه کردی کی توان کردن بدشمن هم
 مپرس ای همدم از دل سوزی یاریکه من دارم
 که زد بر آتش من دامن و افشاند روغن هم
 ز چشمش جان سلامت کی توان بردن بتدبیری
 سپر در پیش تیر غمزه بیکار است جوشن هم
 بکوبش از هجوم بوالهوس وز ناتوانیها
 مرا واقف نمانده جای ماندن پای رفتن هم

۱۲۱

دعوی دل بیار ستمگر گذاشتم
 این ماجرا بعرضه محشر گذاشتم
 ناموس و نام و ننگ و زر و سر گذاشتم
 اینها برای خاطر دلبر گذاشتم
 نذر وفا قبول نمی افتد ای دریغ
 سر را بیای یار مکرر گذاشتم
 فارغ ز شادی و غم این انجمن شدم
 به شیشه گریه خنده بساغر گذاشتم
 تا کار من بشوخی سپاهی پسر فتاد
 سر را به تیغ و سینه بخنجر گذاشتم
 کار دلم ز بت شکنان صورتی نه بست
 این سنگ پاره را بر بت گر گذاشتم
 کردم فزاع قطع بکش تیغ کین بکش
 دل را گذاشتم بتو کافر گذاشتم
 از درد پهلویم همه شب خواب شد حرام
 پهلوی شبی که بی تو به بستر گذاشتم
 از سوز نامه ام دل و جانش کباب شد
 داغی عجب به بال کبوتر گذاشتم
 میخواست عشقت از سر مستی ز من کباب
 دل قیمه کرده بر سر اخگر گذاشتم

دیدم بدست یاز گل داغ همچو شمع
از دست او گرفتم و بر سر گذاشتم
واقف نه شست کس ز دلم کلفت خمار
این کار را بساقی کوثر گذاشتم

۱۲۲

می کنی آزار خوش می آیدم
کم مکن آزار خوش می آیدم
کی جفایت بار خاطر می شود
گر کنی صد بار خوش می آیدم
از تو دشنامی بگوشم خورده بود
می کنم تکرار خوش می آیدم
مایلم بالطبع ناصح سوی عشق
چون کنم این کار خوش می آیدم
از چه می رانی ز کوی خود مرا
سایه دیوار خوش می آیدم
جان بقربان طیب من که گفت
نالۀ بیمار خوش می آیدم
نقد و جنس درد و داغ عاشقیست
آنچه زین بازار خوش می آیدم
پیشه ام عشق است منکر نیستم
می کنم اقرار خوش می آیدم
از چه میرانی ز کوی خود مرا
سایه دیوار خوش می آیدم
از پی او میروم بی اختیار
بسکه آن رفتار خوش می آیدم
منی شود در تنگدستی رهن می
زین سبب دستار خوش می آیدم
بر رگ جان دمبدم ناخن زدم
نغمه این تاز خوش می آیدم
نیستی دیوانگی شوریدی
واقف این اطواره خوش می آیدم

۱۴۳

خاک شد در قدم او سر خود را نازم
 صرف آن سیم بدن شد زر خود را نازم
 گریه هرچند که طوفان بسر آورد مرا
 هرگز از جا نشدم لنگر خود را نازم
 در دل از گریه بسیار مرا نم نگذاشت
 خانه پردازی چشم تر خود را نازم
 تا خبردار شدم کرد سبکبار مرا
 من سبک دستی غارت گر خود را نازم
 در شب تیره ام آن ماه بفریاد رسید
 چه مدد کرد بمن اختر خود را نازم
 سرمه دیده اوباب وفا شد آخر
 طالع روشن خاکستر خود را نازم
 یار برداشت سرم را بسر نیزه ز خاک
 نازم اقبال بلند سر خود را نازم
 برف بارید مرا گرچه بسر از پیروی
 دلم افسرده نشد اخگر خود را نازم
 شد نگهدار من از تیغ زبان ناصح
 من سپرداری گوش کر خود را نازم
 در قفس ریخت چو صیاد مرا کرد آزاد
 من وفاداری مشت پر خود را نازم
 نرم کردم بدم گرم محبت واقف
 دل فولادی او جوهر خود را نازم

۱۴۴

بران سرم که ره عرض مدعا بندم
 چنانکه پیش خدا هم لب از دعا بندم
 بسان دزد ز بس بیم پاسبان دارم
 چو شب بکوی تو آیم نمد به پا بندم
 ز دلبری همه اعضایش آفت جانست
 بحیرتم که دل خود کجا کجا بندم

به تنگم از دل نالان خود من مجنون
 بپای ناقه لیلیش چون درآ بندم
 ثمر بمدعیان می رسد ز نخل قدت
 رسید وقت که من نخل مدعا بندم
 چسان مقید الفت شوم باین وحشت
 دلی که می زند از خود بکس چرا بندم
 حذر کنید رقیبان ز تیر ناله من
 کجا روید اگر شست بر شما بندم
 ز بیم اینکه تو شاید بخواب او آیی
 تمام شب بفسون خواب غیر را بندم
 در فلک بکشاید پی نظاره ملک
 چو شب بباد تو هنگامه دعا بندم
 برنگ اهل هوس نیست عید من واقف
 چون خون شود جگر من بکف حنا بندم

۱۲۵

امشب که بی تو تاب و توانی نداشتیم
 از حال ما می پرس که جانی نداشتیم
 امشب به بزم یار زبانی نداشتیم
 بودیم جمله درد و فغانی نداشتیم
 از درد هجر تن زده مریدیم و این عجب
 بر خویشتن ز صبر گمانی نداشتیم
 گر سوخت چارسوی تمنا بما چه غم
 جنسی گرو به هیچ دکانی نداشتیم
 با آبرو معاش نمودیم زانکه ما
 از هیچ کس توقع نانی نداشتیم
 ما را وبال سر شده سودا و گرنه ما
 امید سود و بیم زبانی نداشتیم
 خوش آن زمان که در عدم آباد بوده ایم
 نامی ز ما نبود و نشانی نداشتیم
 دادیم بوسه گر برکابت ز ما مریج
 در دست اختیار عنانی نداشتیم

بردیم ما بجای دگر روی زرد خویش
پیش تو قدر برگ خزانی نداشتیم
بی هیچ شد به تنگدلی صرف عمر ما
افسوس عشق غنچه دهانی نداشتیم
از بسکه دل طپیده بلا شد بجان ما
واقف و گرنه ما خفقانی نداشتیم

۱۲۲

ز وصل آن گل اندام است تا بی بهره آغوشم
بود پشتاره‌ای چون خارپشت از خار بر دوشم
بدشواری رود از سنگ نقش آثار طالع بین
که آن بی مهر من یکبار کرد از دل فراموشم
تو بنویسی بکس مکتوب لیک از بدگمانیها
چو برخیزد کبوتر از لب بامش برد هوشم
نمی سازد بدامن پای من از هرزه گردیها
ز دستش میکند آخر گریبان چاک پاپوشم
بشکرا اینکه گفت آن غنچه لب واقف بمن حرفی
عجب نبود اگر چون گل زبانها روید از گوشم

۱۲۷

یک نفس پا نکشد اشک بدامن چکنم
چه کنم آه باین گوهر غلطان چکنم
غنچه سان و نوشوم تا ندرم پیرهن
تو بگو گر نکنم چاک گریبان چکنم
کرده از شهر بدر شوخی خوش چشمانم
گر بدشتم نگذارند غزالان چکنم
سنگباران همه بر خویش گوارا کردم
من دیوانه بدل سختی طفلان چکنم
در جگر آه ندارم غم هجر آمده پیش
من چنین مفلس و وارد شده مهمان چکنم

با چنین عجز هوادار وصالش نشوم
 من که مورم هوس ملک سلیمان چکنم
 عاشقم نیستم آشفته دستار و کلاه
 سر ندارم هوس این همه سامان چکنم
 نه مرا آبله در پای و نه در دیده سرشک
 چاره تشنگی خار مغیلان چکنم
 میکنم جمع بافسانه و افسون خود را
 میکند زلف تو ام باز پریشان چکنم
 میکشم دمبدم آزار ز بیدردی او
 وای در پهلوی من دل شده پیکان چکنم
 واقف از دیدن این باغ حزین گردیدم
 غنچه سان گر نکشم سر بگریبان چکنم

۱۲۸

هر کرا رفت دل از دست حزین من بودم
 هر که گردید غمین چین بجبین من بودم
 نبرد نام من امروز کسی در بزم
 یاد روزی که دران حلقه نگین من بودم
 دوش جولانگريت گرد برآورد از من
 هر کجا رخس تو می تاخت زمین من بودم
 باختی نرد محبت برقیان افسوس
 در رخت باخته جان و دل و دین من بودم
 گرچه در بادیه عشق تو صیاد بسی است
 آنکه بشست نخستین بکمین من بودم
 بر سر راه تو نقش قدم غیر نبود
 که سر کوچه غم خاک نشین من بودم
 محرم راز تو شد هرکس و ناکس امروز
 پیش ازین واقف سر تو همین من بودم

۱۲۹

مانند سپند از بس بی طاقتی انگیزم
 در آتش سودایت بنشینم و برخیزم

روزی که رسی بر سر این خسته هجران را
 شاید که تو بنشینی صد حیلۀ برانگیزم
 یک شب بلب شیرین شور دل من نشان
 مچسند که مردم را در دیده نمک ریزم
 از بهر گلوی من ای کافر سنگین دل
 گر تیز کنی خنجر هرگز بتو نستیزم
 تو از ره آمیزش با غیر دهی باده
 من خون دل از غیرت با م خاک ره آمیزم
 هر جور که میخواهی بر جان و دلم میکن
 آن پای ندارم من کز دست تو بگریزم
 تا چند کشم خواری از دست غم آن گل
 خواهم که بدامنش چون خار در آویزم
 ای شوخ کمان ابرو از پیش نگاه من
 مگریز که من هرگز از تیر تو نگریزم
 تا چشم کسی دیدم بیمار شدم واقف
 از داروی این مردم شرط است که پرهیزم

۱۳۰

چون جانب او قاصدی از ناله فرستم
 بیتاب شوم گریه ز دنباله فرستم
 آن نامه که سویش کنم انشا ز دل داغ
 ملفوف کنم در ورق لاله فرستم
 بر رقعۀ من نگذرد آن شوخ چسازم
 من بعد ز دل یک دو سه پرکاله فرستم
 سوی خودش از جذب محبت کشم آخر
 واقف چه ضرور است که دلاله فرستم

۱۳۱

خزان رسید و پی غمگساری چمن
 شکسته رنگ ز بیمار داری چمن

چمن ز دوریت ای گل بخاک یکسان شد
 بیا که سوخت دل از خاکساری چمن
 بدل شکست مرا خار بیوفایی گل
 دگر نماند سر دوستداری چمن
 چو غنچه پیرهنم پاره کرد باد بهار
 شگفت عاقبت این گل ز یاری چمن
 رقم همیشه کنم ماجرای بلبل و گل
 بهار داده وقایع نگاری چمن
 ز دست رفت گل و زخم خار برهم خورد
 نماند هیچ بکف یادگاری چمن
 اگرچه در قفسم عرصه تنگ شد واقف
 ولیک زنده بامیدواری چمن

۱۳۲

گرچه احوال بسی درهم و برهم دارم
 کرده طره یار است چرا غم دارم
 آن پری می رمد از من چه گنه دید آیا
 مگر این است که من صورت آدم دارم
 گفتمی ام هرچه دلت خواست ولیکن بشنو
 گله آمیز حدیثی ز تو من هم دارم
 گرچه تسلیم بود شیوه عاشق لیکن
 ناصحا پند تو حاشا که مسلم دارم
 گریه من خلف سلسله طوفان است
 از سر نو سر ویرانی عالم دارم
 همنشین گر نمکت هست بزخم برفشان
 صحبت بیمزه تا چند بمرهم دارم
 عید در هجر تو ام ماتم دیگر باشد
 قسمتم بین رکه بسالی دو محرم دارم
 آرزونامه من چون بتو یا رب برسد
 نه کیوتر من درمانده نه آدم دارم

کی بشمشیر من از دست دهم زنجیرت
 ربط با سلسله زلف تو محکم دارم
 بود دل محرم دیرینه من خون شد و رفت
 همدی نیست کنون اشک دمام دارم
 رفت واقف ز برم یار عزیزی چون دل
 میکنم گریه ز غم تا بجگر نم دارم

۱۳۳

ازان آستان درد سر میبرم	غم و غصه جای دگر میبرم
که فردا من این شور و شر میبرم	یک امروز با اشک و آهم بساز
به صیاد این مشیت پر میبرم	ز هی لطف گر صرف بالین کند
من او را بر شیشه گر میبرم	تو دل را شکستی و از سادگی
که با چون توشوخی بسر میبرم	توان گشت گرد سر طاقتم
ز خون جگر ماحضر میبرم	غمش مهمان است و من پیش او
کنون می روم چشم تر میبرم	لب خشک آورده بودم برت
جفا از نهادت بدر میبرم	فسون وفا بر تو خواهم دمید
ازان آستان درد سر میبرم	سر خویش واقف گرفتم شدم

۱۳۴

خوشا روزیکه من این رنج غربت در وطن گویم
 برآیم از قفس درد اسیری در چمن گویم
 گران شد گوشم از گفت و شنود آسوده گردیدم
 نه کس با من سخن گوید نه من با کس سخن گویم
 تو ام هرچند حرف تلخ زهر آلوده میگویی
 منت جانا شکر لب خوانم و شیرین دهن گویم
 نمی اندازد آن سرو سمبر گوش بر حرفم
 روم در باغ و حال خویش با سرو و سمن گویم
 باین تقریب شاید در میان پرسند احوال
 به پیش او که از مجنون گهی از کوه کن گویم
 بیک تحریک مژگان قلب دلها را زدی برهم
 نمی دانم ترا من دلشکن یا صف شکن گویم

نه تنها از تو مجنون گشت رسوا بلکه لیلی هم
 ترا ای عشق کافر دل بلای مرد و زن گویم
 بیخاموشی مرا بگذار انگشتم مزن بر لب
 که پشت جای انگشتت هر حرفی که من گویم
 ز ضعف دل باین حالم که نتوانم سخن گفتن
 اگر رو در بهی آرم بآن سیب ذقن گویم
 کشیدم محنت ایوبی و اندوه یعقوبی
 جهان را سربسر دارالمجن بیت الحزن گویم
 بدل گردد به په په چهچه بلبل دران گلشن
 که من واقف سخن از گلزار خویشتن گویم

۱۳۵

به گلشن وصف رویت کردم و گل را خجل کردم
 حدیثی گفتم از زلف تو سنبل را خجل کردم
 بیاغ از خار خار عشق آن سرو قبا گلگون
 کشیدم ناله قمری و بلبل را خجل کردم
 همیشه می کشیدم از تغافل پیش او خجلت
 نگاهی وا کشیدم زد تغافل را خجل کردم
 گذر کردم ازین دریا دلی بی منت گردون
 زدم بر آب بیباکانه و پل را خجل کردم
 ز من شرح پریشان حالی امشب پیش او واقف
 بنوعی شد اداکان زلف و کاکل را خجل کردم

۱۳۶

ما دل صد پاره در فکر شراب انداختیم
 نسخه رنگین بود از غفلت در آب انداختیم
 در چمن حرفی ز روی آتشین او زدیم
 برگ گل را شعله سان در اضطراب انداختیم
 جوش زد بی اختیار از دیده سیلاب اشک
 تا نظر بر حال این دیر خراب انداختیم

پیش او شرح پریشانی بما سودی نکرد
 طره او را عبت در پیچ و تاب انداختیم
 تا یکی از بزم می باشیم واقف بر کنار
 هر چه بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

۱۳۷

بر بیگانه گاهی گاه پیش خویش مینالم
 خدنگی خورده ام از چشم کافر کیش مینالم
 بمنزل نارسیده هر قدم زاری است کار من
 مرا تا هست راهی چون جرس در پیش مینالم
 نمی آرد به شورم او پچشمم گر نمک ریزد
 و گر غیری مرا مرهم نهد بر ریش مینالم
 بطور خود مرا بگذار ناصح حالتی دارم
 که گر گویی فلانی ناله کم کن پیش مینالم
 مده نسبت مرا همدم به نی در ناله و زاری
 که او مینالد از بیگانه من از خویش مینالم
 بکویش هر کسی فارغ ز درد و غم زهی قسمت
 من دل ریش میگیریم من درویش مینالم
 نمی نالم گر آن زلف از صبا شد درهم و برهم
 دل آسوده افتاد است در تشویش مینالم
 هوس کردم که از نوشین لبش کاسی کنم شیرین
 ازان مژگان زهر آلوده خوردم نیش مینالم
 به مقصد هست راهی ازجنون نزدیکتر واقف
 مرا افکنده دور این عقل دوراندیش مینالم

۱۳۸

بدل گفتم از جور گردون نگریم	اگر سینه من شود خون نگریم
دل این ستم پیشه ای نور دیده	ترا برده از چشم من چون نگریم
چو زلف تو هندوی واژونه کار است	چسازم گر از بخت واژون نگریم
نه بینم درین باغ بید پریشان	که ناچار از یاد میجنون نگریم

بدست نگارین دلم کرده ای خون
نسازم رقم سوی او حسب حالی
ز اندازه بیرونست درد درونم
ز تکلیف دریادلیهای عشقت
نه دل ماند واقف بر من نه دلبر
نگارا ز دست چرا خون نگریم
که برحالت لفظ و مضمون نگریم
چرا من ز اندازه بیرون نگریم
چسازم که از دیده جیحون نگریم
بگو کی بگریم گر اکنون نگریم

۱۳۹

در گریه بدولت تو ممتازم
تنگ آمدم از جنون نمی دانم
مانند سپند دور چشم بد
شرمی از روی من نمی دارد
از سر گیرد زمانه طوفان را
گر سر دارم دریغ از تیغت
روزی خواهی قتاد از چشمم
با کنج قفس ز بسکه خو کردم
از یاد تو اشک را گهر سازم
زنجیر به گردن که اندازم
بوی از سوز دارد آوازم
این اشک که گشته است غمازم
هر جا ز غم تو گریه آغازم
در حشر چگونه گردن افرازم
ای اشک مگو بمردمان رازم
واقف از یاد رفت پروازم

۱۴۰

ز بی مهری چرخ از مهربانی دور افتادم
چه قدر اکنون مرا کز قدردانی دور افتادم
اگر جان جهانی بر لب آید از فغان من
عجب نبود که از جان جهانی دور افتادم
بود کامم بزهر آغشته و تلخ است عیش من
که از شکر لب شیرین دهانی دور افتادم
اگر در خاک بنشینم و گر در خون بجا باشد
که همچون تیر از ابرو کمانی دور افتادم
ز صد جنت اگر آدم جدا افتد نمی باشد
باین حسرت که من از آستانی دور افتادم
خدا را در حق بنده دعای ای کهن پیران
توان کردن که من از نوجوانی دور افتادم
شود گر آب از چشم روان مانند خون واقف
روا باشد که من از سرو روانی دور افتادم

۱۴۱

با خود از دوستیش این همه دشمن کردم
 کس بدشمن نکند آنچه بخود من کردم
 شمع سان شکر که از دولت بیداری بخت
 خدمت بزم ترا تا دم مردن کردم
 باشد افروخته تا صبح قیامت داغم
 این چراغیست که از روی تو روشن کردم
 کوچه عشق ز خاکستر دل سوختگان
 گلخنی بود ز ابر مژه گلشن کردم
 سرگران است بمن از دوسه روزی صیاد
 من کجا کی به قفس یاد نشمین کردم
 سخن شد دلت از زاری بی تاثیرم
 خواستم نرم کنیم سنگ تو آهـن کردم
 تا درین باغ مرا سرو قلدی کرده اسیر
 زندگی فاخته سان طوق بگردن کردم
 پیچ و تاب کمرش بسکه مرا لاغر ساخت
 رشته آسا گذر از چشمه سوزن کردم
 چون دل از غیر تو پرداخته ام چیست حجاب
 پرده بردار که من آینه روشن کردم
 باد خاکی ز در دوست رسانید بمن
 سربه چشم خودش کوری دشمن کردم
 چه فغانها که بیاد گل رخسار کسی
 همره بلبل شوریده به گلشن کردم
 قابل گلشن کوی تو ندیدم خود را
 من دیوانه ازان جای به گلخن کردم
 برق در حاصلم ای دل زدی از ناله چرا
 چه بدی با تو من سوخته خرمن کردم
 همچو زنجیر بفریاد مرا کس نرسد
 گرچه یک عمر بزدان تو شیون کردم

وصف روی توبه بت خانه بوجهی گفتم
 که بتان را همه از شوق برهمن کردم
 واقف آن گل ز جفا در دل من خارشکست
 من ازان خارچه گلها که بدامن کردم

۱۴۲

باز غمهای تو با جسم حقیری می کشم
 دیر پروایی مکن جانا ز دیزی می کشم
 تحفه دیگر بغیر از دل ندارم در بساط
 گر پذیرد پیش یار دلپذیری می کشم
 بی دماغم کو دماغ خود بخود نالیدم
 می کنم تکلیف بلبل تا صفیری می کشم
 میکنم ضبط عنان دل ولی لرزم بخود
 سادگی بنگر سر زنجیر شیری می کشم
 سرمه خط جوانان بی بصیرت می کند
 بعد ازین منت ز خاک پای پیری می کشم
 ای کمن ابرو بقرانت دل و جان زود باش
 انتظار ناوک نازت ز دیری می کشم
 تا مرا آینه سان از عییم آگاهی دهد
 خویش را در صحبت روشن ضمیری می کشم
 چون یتیم افتاده ام واقف درین وادی ز پا
 دست بر سر انتظار دستگیری می کشم

۱۴۳

خو گرفتم به قفس رفته چمن از یادم
 آه زانروز که آزاد کند صیادم
 جفت صد گونه غم و دردم ازین غصه که من
 در وفا طاقم و از طاق دلش افتادم
 چه خیالست که با شیخ نمایم بیعت
 منکه با پیر مغان دست ارادت دادم
 ماه عیدی عجیبی دیده ام از ابروی دوست
 دوستان جمله بگویند مبارک بادم

چشمی از دود دلم تر نشود همچو سپند
 آه امروز که می سوزم و در فریادم
 ساده روی که بمن داد خط بیزاری
 خط برآورد و منقض خط غلامی دادم
 طائر قدسم و بر عرش نشیمن دارم
 من ندانم که یدامت ز کجا افتادم
 سوسری از سر من چند گنر خواهی کرد
 دست من گیر خدا را که ز پا افتادم
 یار پر طفل مزاجست و منم یک کف خاک
 ترسم از اینکه بپلازجه دهد بر بادم
 دل به او دادم و بی مهر برآمد واقف
 دادگر کو که ازین ماه ستاند دلام

۱۴۴

دوینغا که درود آشنای ندیدم	شدم جالبجا لیگ جای ندیدم
درین دشت دنبال یاران رفته	دویدم بسر نقض پای ندیدم
ازان چون حنا گوشه گیری گزیدم	که در چشم مردم خیالی ندیدم
بلاهای بسیار دیدم ولیکن	چو آن سرو بالا بلای ندیدم
سحر بلبل ناله میکرد و میگفت	دوینغا که از گل وفای ندیدم
بنارم به حسنت که آیینها را	ز رشک تو باهم صفای ندیدم
ز خون خوردن خلق سیری ندارد	چو تیغ تو صاف اشتهای ندیدم
سپندم ولی پا بر آتش فشردم	که از بهر جستن فضای ندیدم
دلم واشد از گوشه ابروی تو	چنان گوشه دل کشای ندیدم
بحلل خراب تو واقف منسب	بغیر از خرابات جای ندیدم

۱۴۵

آرزو دارم که در عشق تو یلو دل شوم
 دل شود بیمار و من بیمار دار دل شوم
 دل شکار چشم او شد من شکار دل شوم
 واله دل عاشق دل بقرار دل شوم
 زود بوخیزم اگر با او نشینم بعد دیر
 من سبکروحم نمی خواهم که بار دل شوم

دل ز رشک عشق به من دشمن جانی شد است
 آه زان ساعت که در کویش دوچار دل شوم
 و آمد و رفتی که دل در رهگذارت می کند
 شوق می خواهد که خاک رهگذار دل شوم
 دل شهید لاله رویان شد درین فکر که من
 بر جگر داغی نهم شمع مزار دل شوم
 دل بمن همسایه نزدیک می لرزم مباد
 پایمال آفت از قرب جوار دل شوم
 دل ز پهلویم بدنبال جوانی رفته است
 بیم آن دارم که پیر از انتظار دل شوم
 کار دل عشق است و بار درد و غم برداشتن
 طاقتم کوتاه شریک کار و بار دل شوم
 دل غم جانانه دارد من غم دل چاره چیست
 غمگسار خود شوم یا غمگسار دل شوم
 دل مرا فرموده واقف گز سختی همچو عشق
 سخت می ترسم مبادا شرمسار دل شوم

۱۴۶

دیدم از غیر بسی جور و تغافل کردم
 نام بی غیرتی خویش تحمل کردم
 آن نسیم که ز بس مشق پریشان سفری
 ناتوان گشته وطن در خم کاکل کردم
 مرغ دل طالع آن دام معنیر چونداشت
 آشیانش شکن طره سنجل کردم
 سوخت داغ تو سراپای مرا همچون شمع
 و چه ساعت بگریبان خود این گل کردم
 شکوه زلف دواز تو نمی شد کوتاه
 بر خموشی زدم و قطع تسلسل کردم
 خامه ام قصه حسن تو و عشقم چو نوشت
 نام آن ناز و نیاز گل و بلبل کردم

قطره ای بودی و دریا شدی در پهلوی من
 مژده ای دل که من از جزو ترا کل کردم
 بی تامل بتو ای دوست چه سان دادم دل
 من که هر کار به فتوای تامل کردم
 گلبن دردم و صد داغ شگفتست از من
 تربیت کرد مرا عشق چنین گل کردم
 گر خورم نعمت الوان نرود از یادم
 ذوق خونی که به عشق تو تناول کردم
 زان نگه گوشه چشمی چو ندیدم لاچار
 خویشتن را هدف تیر تغافل کردم
 هیچ دانی که چسان دیده حقیقت بین شد
 سرمه از گرد ره راکب دلدل کردم
 کی دهم دامن افتادگی از کف واقف
 منکه چون زلف ترقی ز تنزل کردم

۱۴۷

شکوها کز روزگار ناموافق میکنم
 خوب اگر فهمی ز یار ناموافق میکنم
 سبزه گردانم بآن دشتی که ساغر میکشم
 من بیک دست این دو کار ناموافق میکنم
 فصل گل آمد ز من شور جنونی گل نکرد
 خاک بر سر زین بهار ناموافق میکنم
 گنبد بد آب و هوای کویش ز اشک و آه غیر
 خیرباد این دیار ناموافق میکنم
 زلف از دستم کشیدی روی گرداندی ز من
 شکوه از لیل و نهار ناموافق میکنم
 مشت خونم از حنا واقف ندارد پای کم
 میروم نذر نگار ناموافق میکنم

۱۴۸

در خواب همچو روی تو روی ندید چشم
 زانرو ترا ز جمله نکویان گزید چشم

خواهم بگوشه که نباشند مردمان
 گویم بیار از غم دل آنچه دید چشم
 رفتی و همچون قطره اشک از گداز شوق
 از خانه در قفای تو بیرون دوید چشم
 بفرست بوی پیرهن خویش با صبا
 میسند اینکه از تو شود نا امید چشم
 در اشکباری ابر سیه شد طرف به من
 ای گریه همتی که شود او سفید چشم
 ای طائر خجسته یکی از درم درآ
 تا کی در انتظار تو خواهد پرید چشم
 واقف چسان بمجلس می جلوه گر شود
 شوخی که از حباب می او را رسیده چشم

۱۴۹

نا امید از مهر و ماهی میروم با عجب روز سیاهی میروم
 کشتی طاقت تباهی گشت آه آه با حال تباهی میروم
 خاک بر سر سینه چاک افغان بلب با خواهم پیش شاهی میروم
 بیگناهم وز حریم عصمتش تهت آلود گناهی میروم
 بهر این جرمی نکرده پیش او چون نظرم عذر خواهی میروم
 میروم راهی و آهی میکشم میکشم آهی و راهی میروم
 گر نسیمی میرسد از کوی دوست من ز جا چون برگ کاهی میروم
 بسکه در طاقت تنک سرمایه ام چون حباب از خود باهی میروم
 صیدم و مشتاق زخم کاری ام بر سر تیر نگاهی میروم
 دل بصد ره می رود معذور دار گر من از راهی براهی میروم
 راست گویم از چه کج کج میروم در هوای کج کلاهی میروم
 نیست راه واقف مرا در بزم یار همره دل گاه گاهی میروم

۱۵۰

فتاد از دست من دل با که گویم مرا افتاد مشکل با که گویم
 ز دست کوچه در سر کوچه یار بماندم پای در گل با که گویم

درین وادی شدم آواره صد راه	نبردم راه بمنزل با که گویم
بچندین دست و پا کردن درین بحر	نبردم پی بساحل با که گویم
عجب افسانه‌ای دارم دریغا	نخواهند اهل محفل با که گویم
فغان کان بی وفا حق وفا را	بحرفی کرد باطل با که گویم
شب تاریک و ره دور و جرس گنگ	جدا ماندم ز محمل با که گویم
بدل گفتم ز بند و بند بسیار	نشد دیوانه عاقل با که گویم
بیارم یک دو حرف گفتنی بود	ز من بگذشت غافل با که گویم
زودی زخمی و رفتی از سرم زود	بماندم نیم بسمل با که گویم
بغیر از گفتگو واقف ز تحصیل	نه کردم هیچ حاصل با که گویم

۱۵۱

سبک گشتم به چشمت وز تو دیدم سرگرانی هم
 نخواهم آمدن دیگر بیزمت گر بخوانی هم
 ز رشک طالع پروانه شبها داغ می سوزم
 که من از شمع خود گرمی نمی بینم زبانی هم
 ز دستت بر سر دین و دل و جان سخت میلزم
 تو آشوب دل و بدخواه دینی خصم جانی هم
 هر آن دل را که دزد بدست زلفت پاس میدارد
 سرش گوردم که دزدی می نماید پاسبانی هم
 فن خود چند خواهی ساختن نامهربانی را
 بکن یکبار از بهر تفتن مهربانی هم
 خریدی دل ز من رد کردی اکنون بر که بفروشم
 که از داغ تو دارد مهر از زحمت نشانی هم
 اگر از درد هجران نمی خیزم عجب نبود
 که امید وصالش زنده دارد سخت جانی هم
 بکارم کن دمی تا زندگانی را ز سر گیرم
 دم عیسی است با لعل تو آب زندگانی هم
 مرا دعوت بیاموزای پریخوان کان پری پیکر
 نمی آید اگر خوانم برسم مهمانی هم
 تغیر گونه ای در گونه زردم نشد واقف
 می گلگون بسی خوردم شراب ارغوانی هم

۱۵۲

آه سرد خود اگر مطلق عنان میساختم
 آن بهار حسن را در دم خزان میساختم
 عاجزم در قبضه هجران کافر کیش او
 منکه دائم با کشاکش چون کمان میساختم
 گر ز چشم دام می دیدم نگاه التفات
 فارغ البال این چنین کی آشیان میساختم
 یاد ایامیکه کار عشق میکردم به چشم
 قاصد اشکی بسوی او روان میساختم
 می رسیدی سیل اشکم با رکاب آن سوار
 گریه را اردر پیش مطلق عنان میساختم
 گوش بر حرفم نمی اندازد آن مست غرور
 ورنه من واقف زلخت دل زبان میساختم

۱۵۳

شب هجر تو کی در دیده راه خواب میدادم
 دمام خانه را از گریه با سیلاب میدادم
 اگر از گلخن عشقم قبا خاکستری می شد
 هزاران عور را پیراهن سنجاب میدادم
 اگر می بستی ای پیمان گسل عهد وفا با من
 سر زلف ترا با رشته جان تاب میدادم
 بیاد قامتش عمریست میگیریم چه حاصل شد
 ثمر میداد روزی گر به نخل این آب میدادم
 نمیگردد کم از اظهار درد دل چنین دانم
 مگر روزی نه من درد سر احباب میدادم
 طپیدن شیوه ذاتی بود سیماب را لیکن
 شب از بی طاقتی پند دل بی تاب میدادم
 محبت رنگ شرکت بر نتابد ورنه من واقف
 صلا ی گریه خونین به شیخ و شاب میدادم

۱۵۴

خون گشت دل از داغ جفای تو جگر هم
 رحمی ننمودی بتو کردیم خبر هم
 زین بعد من و صبر که دلدار گر این است
 سودی ندهد اشک شب آباد سحر هم
 عشقت نکشد از دل ما رخت اقامت
 صد مرتبه از شهر تو کردیم سفر هم
 پر بی خبری ای پسر از خویش و گرنه
 این چهره زیبا نمایی بپدر هم
 واقف مکن اظهار پریشانی خود را
 تا کی ز تو آن طره شود درهم و برهم

۱۵۵

خواهم که بر یار دل آزار بگریم
 چندانکه کند در دل افکار بگریم
 خونی که بدل کرد مرا درد جدایی
 گر دست دهد وصل تو یکبار بگریم
 بیزار شد از زاری من یار چه سازم
 بنشینم و بر زاری خود زار بگریم
 ای کان ملاحمت نمکی لطف نکردی
 حرمان زده ام بر دل افکار بگریم
 ضائع چه کنی وقت من غمزده ناصح
 برخیز کنم ناله و بگذار بگریم
 نازک دلیم رفت درین بادیه تا کی
 چون آبله از کاوش هر خار بگریم
 واقف اگر افتد بکفم دامن وصلش
 عهد است که خون گریم و بسیار بگریم

۱۵۶

غمین گشتم ز پیری شادمانی از کجا آرم
 شدم پر بی نمک شور جوانی از کجا آرم
 بحال مردنم از درد جانفرسای هجرانش
 دوای نفع آب زندگانی از کجا آرم

اگر خاموشم از وصف لبش معذور داریدم
 شکر گفتاری و شیرین زبانی از کجا آرم
 غم او مهمان و من ندارم در جگر آهی
 باین افلاس ساز مهمانی از کجا آرم
 مرا انگشت بر لب میزنی ای شاخ گل بگذر
 نیم بلبل حدیث قصه خوانی از کجا آرم
 بسان شمع گرم گفتگو هر کس در آن مجلس
 من افسرده دل آتش زبانی از کجا آرم
 بخون خویش ساغر میزنم از مفلسی واقف
 می گلگون شراب ارغوانی از کجا آرم

۱۵۷

دیده اشکبار می خواهم	گریه زار زار می خواهم
لاله زار بهشت را چکنم	سینه داغدار می خواهم
ریشه ای در دماغم از سوداست	مددی از بهار می خواهم
باید رفت از میان ناچار	که ترا در کنار می خواهم
وصل با هجر من نمی خواهم	خواسته است آنچه یاری می خواهم
بار هستی فکنده ام از سر	در حریم تو بار می خواهم
وعده ات میدهی نمی گویم	وصل بی انتظار می خواهم
واقف از لطف ساقی کوثر	مستی بیخمار می خواهم

۱۵۸

نخست آنکس که شد در عشق او افسانه من بودم
 دران زنجیر گیسو اولین دیوانه من بودم
 سرت گردم مکن در عاشقی نسبت باغیارم
 نخست آنکس که شد شمع ترا پروانه من بودم
 چو من بیرون شدم لب را تکلم آشنا کردی
 بقربانت مگر در بزم تو بیگانه من بودم
 کنون هر بی حقیقت آمد و شد بر درت دارد
 کجا رفت آنکه تنها محرم جانانه من بودم
 غرض آلوده هستند این گرفتاران که می بینی
 بدامت آنکه آمد بی فریب دانه من بودم

نکردم کوتاهی در خدمت خوبان سر سوی
پریشان شد بهر جا زلف یاری شانه من بودم
کشیدم رنج بهر گنج در ویرانه دنیا
چو دیدم خوب واقف گنج این ویرانه من بودم

۱۵۹

تا یکی از ستمش آه کنم	به که تفویض الی الله کنم
منعم از شکوه آن زلف مکن	قصه نیست که کوتاه کنم
به سفر می روی ای سروروان	باش تا جان بتو همراه کنم
رخصت از یار نه دارم ورنه	پیش او گریه دل خواه کنم
خواجه گو راه بدروزم بدهد	بنده ام خدمت درگاه کنم
من که در محفل او راهم نیست	چه کنم تا بدلش راه کنم
کاهش دل چو نویسم سویی	نامه انشا به پر کاه کنم
هست آه سحر و گریه شام	آنچه واقف گه و بیگاه کنم

۱۶۰

گشتم دوتا ز درد به یکتائیت قسم
شد زهر زندگی بشکرخائیت قسم
ناشته روست آینه با او طرف شدن
هرگز نزید از تو بزبائیت قسم
شد تازه جانم از قفس دلنواز تو
ایدل بنال خوش بدم نائیت قسم
ای عشق از برای خدا رو ز ما متاب
ما بنده تو ایم به آقائیت قسم
جانی بمن به بخش ز لب مرده تو ام
جان ترا قسم به مسیحائیت قسم
بر منکه در غم تو شدم پیر و ناتوان
رحمی کن ای جوان بتوانائیت قسم
وسوا بقدر شهرت حسن تو عشق ماست
پنهان نمانده ایم به پیدائیت قسم

ای آب تیغ یار نه دانم چه عنصری
 آب بقا خورد بگوارایت قسم
 پنهان مدار واله گیسوی کیستی
 واقف ترا به این سر رسوایت قسم

۱۶۱

سراسر خشک دیدم مزرع خود تا نظر کردم
 دل از بیحاصلیها آب شد من گریه سر کردم
 ز دست غیر با این ضعف از کوبش سفر کردم
 بهر گامی ز پا بنشستم و خاکی بسر کردم
 توام از گفته اغیار از محفل بدر کردی
 منش از غیرت عشق ای صنم از دل بدر کردم
 حدیث تلخ میگوید بمن زان یار شیرین لب
 که من این زهر را بر خود گوارا چون شکر کردم
 سرشک گرم رو دارد سر رفتن بکوی او
 بگوای دل پیامی میرود قاصد خبر کردم
 سپید از غم برآمد سر بسر موی سیاه من
 بیا روزی که دور از تو بسی شبها سحر کردم
 لباسی خوش نمی آید مرا جز چشم پوشیدن
 ز خلعت خانه دنیا ازان قطع نظر کردم
 شوم تا محرم از حرفیکه با اغیار می گوید
 بیزم یار واقف خویش را دانسته کر کردم

۱۶۲

بگلشن پیش آن ناز آفرین چشم
 ز خجلت دوخت نرگس بر زمین چشم
 بتان چون غنچه نرگس نهفتند
 ز شرم چشم او در آستین چشم
 ز اشک ابر باغ و راغ شد سبز
 خدا گر چشم بخشد این چنین چشم

نمی رفتیم نزدیک محبت
 اگر می بود ما را دورین چشم
 جهانی را بطوفان داد از اشک
 مرا غرق خجالت کرد این چشم
 نگه کن گو غضب آلود باشد
 که ما پوشیده ایم از مهر و کین چشم
 چسازد گر نگرید خون چسازد
 چو دل دارد بلای در کمین چشم
 ز من واقف نگه می دزد آن شوخ
 ز چشم او مرا کی بود این چشم

۱۶۳

همان بهتر کو من از آستانش زود برخیزم
 چه لازم بعد روزی چند ناخوشنود برخیزم
 ز سودا نقد جان خویشتن را پر زیان کردم
 نشستن بر در او چون ندارد سود برخیزم
 برایت سوختم رحمی نفرمودی ازین ماتم
 سیه پوش از سر آتش بسان دود برخیزم
 چنان سوزم که همچون شعله خاکستر نشین گردم
 ندانم کز سر آتش بسان دود برخیزم
 ز بس ترسم که گرد غم نشیند بردلش از من
 پس از دیری اگر با او نشینم زود برخیزم
 نشستم عمرها واقف بخاک آستان او
 چو بر رویم دری از مرحمت نکشود برخیزم

۱۶۴

قطره اشکی بصد خون جگر پیدا کنم
 از کجا بهر نثار او گهر پیدا کنم
 در تلاش روزگار از آسمان کم نیستم
 شام اگر گم شد ز من ساغر سحر پیدا کنم
 دل بداغ دوری آن شمع سوزد تا بکی
 ای خدا رحمی که چون پروانه پر پیدا کنم

نیست تدبیری پریشان حالیم را همچو گل
سود ندهد گر درین بازار زر پیدا کنم
واقف اندر عشق طفلان این قدر تعجیل چیست
صبر کن تا دیده بالغ نظر پیدا کنم

۱۹۱

بکوی یار گذاری که داشتم دارم
بعاشقی سروکاری که داشتم دارم
حنا نیم که دهم دامن وفا از دست
سری پپای نگاری که داشتم دارم
گلم ز جیب ز فیض بهار گریه دمید
به پیرهن دو سه خاری که داشتم دارم
غبار گشتم و بر برگ گل نشستم لیکی
هوای دامن یاری که داشتم دارم
فشاند بر سر خاکم بناز دامن و گفت
بخاطر از تو غباری که داشتم دارم
برای من مکن ای چرخ فکر پیراهن
من از لباس تو عاریکه داشتم دارم
نرفت تیرگی از کلبه ام به شمع افسوس
ز زلف او شب تاری که داشتم دارم
گذشت اگرچه ز حد بیقراریم واقف
بکوی یار قراری که داشتم دارم

غزلیات ناتمام

۱

ترا ای دل بجای میفرستم	به شوخ میرزای میفرستم
خدا بادا نگهبان تو ای دل	ترا پیش بلای میفرستم
پذیرد گر سگش از خون دیده	دو قاشق شوربای میفرستم
شکایت نامه بخت سیه را	به چشم سرمه سای میفرستم
ندارم تحفه مقبول درگاه	تهی دستم دعای میفرستم

توتیای	تبرک	به دور افتادگان از خاک کوبیش
میفرستم	نگاری را	بدست گریه خونین ز عمری
میفرستم	بسرو و گل قبای	دل من قمری و بلبل مزاجست
میفرستم	خط بی مدعای	ز بیم مدعی آن ساده رورا
میفرستم	دل درد آشنای	ز طور من بود بیگانه قاصد
میفرستم	سحر برگ و نوای	زکواۃ ناله مرغان چمن را
میفرستم	دل و جان را بجای	تو چون در کابه ام آبی من از رشک
میفرستم	برش مبرم گدای	ستاند تا جواب عرضه زان شاه

۲

خانه پرداز	طاقتی	چکنم	شوخ و بیببک و آفتی چکنم
تو بقامت	قیامتی	چکنم	آمدی رفت استقامت من
ناصحا بی	حقیقتی	چکنم	میکنی منع من ز عشق مجاز
ای جگر بی	قناعتی	چکنم	نکند یک دو داغ سیر ترا
چه کنم بی	مروتی	چکنم	من بخون خودت رضا دادم
سخت نازک	طبیعتی	چکنم	حال سخت است با تو نتوان گفت
من و این بی	بضاعتی	چکنم	غمزه ترکانه بر سر تاراج
آه با تنگ	قسمتی	چکنم	روزی من خیال آن دهن است
تو خداوند	نعمتی	چکنم	از تو ای عشق شکوه دارم لیک
تو سزاوار	محنتی	چکنم	راحت از چرخ خواستم گفتا

۳

یا رب باو چگونه شود آشنا دلم
 مسکین دلم فقیر دلم بی نوا دلم
 حاشا که از جفای تو ترک وفا کنم
 عاشق دلم اسیر دلم مبتلا دلم
 در راه شوق اشک روان کرده بشمار
 همچون امیر قافله رفت از قفا دلم
 جز آرزوی یک نگه لطف دلبران
 دیگر چه کرده است گناه شما دلم
 دیگر ز ضعف طاقت گردیدنش نماند
 جای مرو که تا نرود جا بجا دلم

تا دیدمت خراب شدم ورنه پیش ازین
بودست جان من قدری پارسا دلم
در عین گریه بر سر من یک سحر بیا
بنگر چه می کند ز غمت دیده با دلم

۴

بهر جا دلی هست بو میکنم	غم و درد را جستجو میکنم
که من گریه از دست او میکنم	بچشم منکش هم نفس آستین
که من زخم دل را رفو میکنم	مرا تاری از طره خود بده
بهر جا که ناخن فرو میکنم	تراود ز خاک درش آب چشم
سراغ ترا کو بکو میکنم	تو گم گشتی ای دل درین شهر و من
بیا ورنه با هجر خو میکنم	ندارم دگر طاقت انتظار
قناعت بآن خاک کو میکنم	نشد آب حیوان بمن سازگار

۵

چرا سر در جهان بنهاده باشم	چرا سر بر درت افتاده باشم
چرا با چون تویی دل داده باشم	روم از آستانت دل گرفته
چرا در خدمت استاده باشم	غلام کس نیم فارغ نشینم
چرا بهر جفا آماده باشم	شعار خود چرا سازم وفا و
چرا مفتون روی ساده باشم	ز لوح دل بشویم نقش باطل
چرا طومار غم بکشاده باشم	شکایت واگذارم پیچ در پیچ
روم زین بندها آزاده باشم	چرا افتم به بند طره زلف

۶

برت شاد آمدم ناشاد رفتم
به آه و ناله و فریاد رفتم
کشادی زلف و روزم شب نمودی
تو خوش بنشین شبت خوش باد رفتم
مرا از سوختن دیگر چه پروا
که خاکستر شدم بر باد رفتم
بیه نسیان نیستش کردن ادب نیست
گناه من گرش از یاد رفتم

ندارم در قفس از ناله ذوقی
مگر از خاطر صیاد رفتم
بسی جان کندم و شیرین نشد کام
بکام تلخ چون فرهاد رفتم

۷

همدم از گریه خونین دارم وه چه هم صحبت رنگین دارم
عمرها شد که ز بیماری دل کار با بستر و بالین دارم
از صفا آینه کردم دل را روی در دلبر خودبین دارم
لله الحمد ز اسباب جهان هیچ اگر نیست دل و دین دارم
سر و کاریست بآن زلف مرا زین سبب جبهه پرچین دارم
گرمی از حد میرای شمع که من می گدازم دل مومین دارم

۸

به تیغ یاز اگر سودا نمی کردم چه می کردم
بلای هستی از سر و نمی کردم چه می کردم
من مجنون اگر تاریکی شبهای هجران را
خیال طره لیلی نمی کردم چه می کردم
ازین سختی که دید از کودکان شهر مجنونم
اگر سازه صحرا نمی کردم چه می کردم
بصحرای طلب کز تشنگی جان می دهد رهرو
اگر مژگان تر پیدا نمی کردم چه می کردم
نمی شد هیچ کس از بی کسی پهلوشین من
دل گم گشته گر پیدا نمی کردم چه می کردم

۹

گله از جور تو بنیاد کنم یا نکنم
ظالم از دست تو فریاد کنم یا نکنم
ای قدیمان قفس تازه بدام آمده ام
ناله در خانه صیاد کنم یا نکنم

وعده وصل بمن می دهد آن سست وفا
دل غم دیده بآن شاد کنم یا نکنم
من بامید تو ای خسرو شیرین دهنان
جان کنی پیشه چو فرهاد کنم یا نکنم
ناله دیربست که در سینه من زندانیست
چیست فرمان تو آزاد کنم یا نکنم

۱۰

دیدم بخواب امشب زلفت بدست جمعی
خوابی چنین پریشان دیدم نه دیده بودم
سیمین بری تو جانان لیکن دل تو سنگ است
در سیم سنگ پنهان دیدم نه دیده بودم
برد احتاجم آخر بر آستان دوان
چین جبین دربان دیدم نه دیده بودم
تسبیح فتاده از دست زنار در گلوگاه
این کافر مسلمان دیدم نه دیده بودم
از لطف یار واقف پنهان بسوی من دید
لطفی چنین نمایان دیدم نه دیده بودم

۱۱

من دل گم گشته جویان می روم	هرچه بادا باد گویان می روم
بد مگویدم خدا را ناصحان	گر بدنبال نکویان می روم
عاقلان دل در برم دیوانه شد	از پی زنجیر مویان می روم
کعبه کوی تو ام یاد آمدست	از حرم لبیک گویان می روم
از پی آن سرو چون آب روان	دست از آرام شویان می روم

۱۲

در غم هجر تو گریان ز سفر می آیم
همره قافله لخت جگر می آیم
گر روم از سر کوی تو کجا خواهم رفت
می روم شام چو خورشید سحر می آیم

دارم امید که ضائع نرود آمدنم
 ناله شوقم و لبریز اثر می آیم
 آمدن تا سر کوی تو ضرور است مرا
 پا اگر ماند ز رفتار بسر می آیم
 از دل غرقه بخونم چه خبرهاست که نیست
 قاصد اشکم و از کوی جگر می آیم

۱۳

حدیث گرمی خوی تو بر زبان دارم
 همینکه شمع صفت شعله در دهان دارم
 میباش بی خبر از حال من سرت کردم
 که داغ بر جگر و مهر بر دهان دارم
 ز رنج هجر برم جان رسم براحت وصل
 به سخت جانی خود این قدر گمان دارم
 چنان بجانب دام و قفس برم که هنوز
 تعلقی بخش و خار آشیان دارم
 بین بچشم ضعیفم که همچو موسیقار
 چه ناله که درین مشت استخوان دارم

۱۴

از تو صبرای ستم ایجاد ندارم چکنم
 دل اگر با ستمت شاد ندارم چکنم
 بی سبب نیست اگر من به قفس تن زده ام
 رخصت ناله ز صیاد ندارم چکنم
 بیت ابروی تو پیوسته نمایم تکرار
 مطالعی بهتر ازین یاد ندارم چکنم
 ثاب دیدار تو چون آینه گر نیست مرا
 چه کنم طاقت فولاد ندارم چکنم
 کنده ام جان پی شیرین دهنی من هم لیک
 طالع شهرت فرهاد ندارم چکنم

۱۵

من کجا معتبرش میگردم	گر غلام و نفرش میگردم
چاره‌ای نیست چو از خاک شدن	می روم خاک درش میگردم
هر قدر گردد دلم گردد یار	آن قدر گرد سرش میگردم
نیست بی هیچ که گردش گردم	در سراغ کمرش میگردم
هر کجا خوش پسری می بینم	آشنای پدرش میگردم

۱۶

گاهی نیارد آن ماه یادم	از طالع خود بی اعتقادم
کاری نیامد از ناله و آه	اوقات خود را برباد دادم
چون یکسر مو سودش ندیدم	سودای زلفش از سر نهادم
ای نوجوانان من گمونه پیرم	دستم بگیرید از پا فتام
شد پنجه من با جیب دشمن	تا دامن دوست از دست دادم

۱۷

از گریه رسید آب به بنیاد نگاهم
 ظالم نرسیدی تو بفریاد نگاهم
 از مردمی چشم تو ای شوخ عجب نیست
 گر شاد کنی خاطر - ناشاد نگاهم
 از چشم من ای شوخ مکن عزم برون شد
 ویران چه کنی خانه آباد نگاهم
 سوی تو یتیمانه غریبانه به بینم
 ضحکم که دم سرد بود هم نفس من
 شمع که سرشک آمده همزاد نگاهم

۱۸

خوشا ساعت که با مینای می زندانه بنشینم
 بیاد چشم او در گوشه میخانه بنشینم
 بزم تیره روزان غمت آن عاشق دردم
 که هر جا شمع بزم افروخت چون پروانه بنشینم
 ز بس زین آشنایان تکلف دوست بیزارم
 روم یک چند بی تکلیف با بیگانه بنشینم

سر پرواز دارم زین خراب آباد دل تنگم
نه چدم منکه فارغ بال در ویرانه بنشینم
بزرگ و کوچک دنیا ندارد هیچ کیفیت
درین فکرم کنون با شیشه و پیمانه بنشینم

۱۹

دوشم گذر فتاد بهامون گریستم
یاد آمد از زمانه مجنون گریستم
یک قطره حق گریه ز چشم ادا نشد
با آنکه در فراق تو جیخون گریستم
فهمیده گیر جام درین انجمن که من
خوردم شراب و در عوضش خون گریستم
از برق خنده نیش بحالم زدی و من
از ابر در هوای تو افزون گریستم
خونم بدل ز شوق عقیق لب کسی است
من بی سبب به اشک جگر گون گریستم

۲۰

روزیکه برویت نظر انداخته بودم
جان و دل و دین صبر و خرد باخته بودم
آزادیم افگند گلستان بگلستان
ای کنج قفس قدر تو نشناخته بودم
بی رنگ قبول تو فتاد از نظر من
اشکی که بخون جگرش ساخته بودم
دردهر کی از طوق و گلو نام و نشان بود
آن روز که من سرو ترا فاخته بودم
گردید گریبان ترا تکمه یاقوت
من قدر دل خون شده نشناخته بودم

۲۱

چند دل را در غم آن خوش پسر ضائع کنم
گریم و هر لحظه لغتی از جگر ضائع کنم

هیچ کس از اهل مجلس قابل نظاره نیست
تا یکی من شمع سان نور نظر ضائع کنم
صبرم آخر بر سر رحم آورد صیاد را
از طپیدن‌ها چه حاصل بال و پر ضائع کنم
خاک بر سر کرده اینک میروم از کوی تو
چند پشت آبروی چشم تر ضائع کنم

۲۲

دوستان با وصف بی تقصیریم
عشق آن سرو جوانم پیر کرد
کرده زلف کافرش زنجیریم
مد آه من عصای پیریم
در بغل دارم دلی چون کانگری
داغ کرد از بس بت کشمیریم
سیل اشک من بود صاحب خروج
می رسد دعوی عالم گیریم

۲۳

عالمی ساخته ویران اشکم
دامن افشان چو ز من می گذری
هیچ کم نیست ز طوفان اشکم
می رسد تا بگریبان اشکم
شست از یاد تو چون آب روان
پای سبزان گلستان اشکم
وای بر من که درین پیریه
کرده باز بچه طفلان اشکم

۲۴

چه خیال است کزین باغ ثمر جمع کنم
برگ عیشی مگر از لخت جگر جمع کنم
فکر شیرازه اوراق دلم کن تا چند
گردد این نسخه پریشان و ز سر جمع کنم
چون بحال دل صد پاره توانم پرداخت
منکه یک دم نتوانم که نظر جمع کنم
دست من قابل گل چیدن باغ تو کجاست
من بمژگان برهت خار مگر جمع کنم

۲۵

با تو عرض جانگدازی میکنم
مطلبم از گریه میدانی که چیست
بر امید دلنوازی میکنم
دامن خود را نمازی میکنم

گیسوی او را که کرد آشفته ام شب دعای جان درازی میکنم
دست در زلفش ز نادانی زدم طفلم و با مار بازی میکنم

۲۶

بکوی دلبران حد ادب فهمیده می آیم
اگر سیلاب هم باشم نفس دزدیده می آیم
چه می ترسانی از کشتن مرا گر آمدم پیش
باین امید از عمری کفن پوشیده می آیم
رسوز پیچ و تاب زلف خوبان خوب میدانم
برون از عهده این مصرع پیچیده می آیم
تو ام صد بار در دل آمدی از کس نپرسیدی
منج از من اگر پیش تو ناپرسیده می آیم

۲۷

همه شور و همه شغب ماییم حضرت عشق را خلف ماییم
با سپاه نیاز و لشکر ناز یک طرف یار و یک طرف ماییم
زر بکف دیگران ز سودایت بسر تو که سر بکف ماییم
مفکن سوی غیر تیر نگاه که خدنگ تو هدف ماییم

۲۸

بسکه محو خیال آن رویم سخن صاف و شسته می گویم
دسته سنبل چه کار آید من ز آشفته گان گیسویم
حرف کس رد نمی توانم کرد همچو کاغذ ز بس تنک رویم
پرسی از من سگ کجایی تو کمترین سگان این کویم

۲۹

جان نثار دلبایان کرده ایم آنچه ما را بود شایان کرده ایم
خویشتن را بر دم تیغش زدیم جوهر خود را نمایان کرده ایم
از مروت یک قلم پیگانه اند امتحان آشنایان کرده ایم
بارها رفتیم ما از خویشتن یار را آسان بدامان کرده ایم

۳۰

یاد ایامیکه در کوی تو مسکن داشتم
پای دیواری برای گریه کردن داشتم

عشق از فرهاد و مجنون گشت رسوای جهان
 پاس ناموس محبت را همین من داشتم
 سر بیایت میگذارم عذرم ای قاتل پذیر
 حق شمشیر تو از عمری بگردن داشتم
 عشق کرد است این چنین امروز ناقابل مرا
 ورنه من زین پیش استعداد هر فن داشتم

۳۱

دستگیری گر امید از هیچکس میداشتم
 دست بر سر میزدم تا دسترس میداشتم
 بی اثر شد حرف من از بسکه دم بیجا زدم
 می شدم عیسی اگر پاس نفس میداشتم
 ناله زان دارم که پر محروم ماندم از چمن
 میزدم تن گرز چوب گل قفس میداشتم
 نارسایی دآرم و ناکام زان تنگی شکر
 کاش پا چون مور یا پر چون مگس میداشتم

۳۲

عیم مکن اگر سوی میخانه میروم
 آنجا بدوق گریه مستانه میروم
 گاهی بکعبه گاه به بتخانه میروم
 هر جا که می برد دل دیوانه میروم
 زنجیر را بگردن خود می برم به نذر
 بهر زیارت دل دیوانه میروم
 تا همتی طلب کنم از بهر سوختن
 شبها بطوف مشهد پروانه میروم

۳۳

صرف محبت تو شد حاصل زندگانیم
 آه اگر نخوانیم وای اگر برانیم
 مرگ هزار آرزو دیدم و زنده ام هنوز
 سنگ ز خجالت آب شد دید چو سخت جانیم

یار ستم شعار من آفت روزگار من
کشت ز مهربانیم سوخت ز قدردانیم
پیر شدم کجا روم از درت ای جوان بهل
به که بکار تو شود باقی عمر فانیم

۳۴

آه کز کوی او بدر رفتم بالب خشک و چشم تر رفتم
ز آمد و رفت من چه میپرسی که بپا آمدم به سر رفتم
در تماشای روی او از خویش شمع سان از ره نظر رفتم

۳۵

بسکه یارم داد دشنام از دعا شرمنده ام
آنقدر دیدم جفایش کز وفا شرمنده ام
خاک چون من ناتوانی را بکوی یار برد
تا بقای باد و خاک است از صبا شرمنده ام
رو بسوی کعبه چون آرم نمیدانم که من
بسکه کردم بت پرستی از خدا شرمنده ام

۳۶

گر ز چشم دام میدیدم نگاه التفات
فارغ البال این چنین کی آشیان میساختم
یاد ایامیکه کار عشق میکردم به چشم
قاصد اشکی بسوی او روان میساختم
می رسیدی سیل اشکم تا رکاب آن سوار
گریه را گر از پیش مطلق عنان میساختم

۳۷

ما خون بایاغ خویش کردیم ترتیب دماغ خویش کردیم
روغن از مغز جان کشیدیم در کار چراغ خویش کردیم
هر درد که گشت روزی ما در کاسه داغ خویش کردیم

۳۸

احوال خود بتان بشما عرض میکنم
رحمی وگرنه پیش خدا عرض میکنم
اظهار عیب گر بتو گفتم ز کینه نیست
آئینه ام ز روی صفا عرض میکنم
بر پای خود نگار ز خون دلم به بند
دارم بدست مشّت حنا عرض میکنم

۳۹

من چگویم چه زین سفر دیدم که بهر گام صد خطر دیدم
جنگ ناکرده از فراق گریخت صبر زان طرفه بی جگر دیدم
حاجی از طوف کعبه آمد باز رقتم و گرد یار گردیدم

۴۰

یاد ایامیکه با آن دل شکن میساختم
از زبان او برای خود سخن میساختم
این زمان در خانه یوسف مرا آرام نیست
پیش ازین ورنه ببوی پیرهن میساختم
فرصت تعمیر اگر میداد سیل گریه ام
در فراق یوسف بیت الحزن میساختم

۴۱

ز همراهان درین وادی کجا کاری بکس دارم
ز دل الفت همین با ناله مانند جرس دارم
مرا در عشق باشد با دم آهنگران نسبت
که دامن میزنم بر آتش خود تا نفس دارم
گلستان در گلستان گشتم آرامم نشد روزی
فراغ بال اگر باشد کمانی در قفس دارم

۴۲

خواندی از خیل غلامان خودم ساختی بنده احسان خودم

زینکه دامن تو دادم از دست تا ابد دست و گریبان خودم
نکبت زلف تو می آید ازو عاشق فکر پریشان خودم

۴۳

کردی بر من جفا چگویم بدبخت منم ترا چگویم
آن ماه نمی رسد بدادم از طالع نارسا چگویم
دارم گله دراز زان زلف القصه بطولها چگویم

۴۴

زین گلستان بخاطر دلگیر میروم دلگیر تر ز غنچه تصویر میروم
همداغ من بگشن هندوستان چون نیست زین پس بسیر لاله کشمیر میروم
آسان نمیروم ره خونخوار عشق را حاله میسر بر دم شمشیر میروم

۴۵

گر نه سودا بسر زلف بتان می کردم
سود و سرمایه خود جمله زبان می کردم
چشم برگشتن آزو نیست مرا ورثه بچشم
قاصد اشک سوی دوست روان می کردم
این زمان راز من از پرده برون افتاده است
یاد آن روز که من عشق نمان می کردم

۴۶

پرم در قفس ریخت از بس طپیدن دریغا سری زیر پر می کشیدم
نکردم کمی هیچ در جستجویت گراز پای افتادم از سر دویدم
هوای شگفتن مرا بود نظر اسر شگفتم چو گل تدا گریبان دریدم

۴۷

در غمت گریه فراوان کردم قطره ای بودم و طوفان کردم
تا خطم صورت زلفت گردید چه قدر مشق پریشان کردم
هر قدر چاک بدستم افتاد همه در کار گریبان کردم

۴۸

نمیدانم چسازم تا دلت از کین بگردانم
چه آئین پیش گیرم تا ترا آئین بگردانم

من از بیماری دل نقش بستر گشته ام یا رب
 نمیدانم که با این ضعف چون بالین بگردانم
 نباید سجده گاه اهل دل آلوده گرداند
 ز کوی او عنان گریه خونین بگردانم

۴۹

مرا ای غم زسروا شو نه دل دارم نه جان دارم
 زمین دیگر چه میخواهی نه این دارم نه آن دارم
 تو ای دل خویشتن را بر کناری کش که من با خود
 حدیث نازک از وصف میانش در میان دارم
 مرا چون ره بمحفل داده ای نزدیک خود بینان
 تو حرف آهسته میگویی و من گوش گران دارم

۵۰

من رنگ آن بهار حنا را ندیده ام
 چون بوی گل لطافت او را شمیده ام
 جوشید بسکه آبلهای درون من
 من سینه چاک همچو انار کفیده ام
 مشق جنون رسیده بجاییکه مد چاک
 از جیب تا بدامن محشر کشیده ام

۵۱

آسان نه درین بادیه ما کام گرفتیم
 بسیار دویدیم که آرام گرفتیم
 از پای تو ما بوسه به پیغام گرفتیم
 از بوسه نقش قدمت کام گرفتیم
 ما و طمع بوسه ازان لب چه خیالست
 دشنامی ازان لب بصد آرام گرفتیم

۵۲

من ز گیسوی کسی تاری بدست آورده ام
 بهر خود سر رشته کاری بدست آورده ام

طمعه زاغ و زغن کرد او دلی کز من ربود
من باین خوشدل که دلداری بدست آورده ام
یکدم ای شور جنون دست از گریبانم مدار
بعد عمری سوزن و تاری بدست آورده ام

۵۳

ز وحشت پای در دامن کشیدن رفت از یادم
رمیدم آن قدر از خود رمیدن رفت از یادم
به بین اشکی گره گردیده بر مژگان چه میگوید
که از حیرانی حسنت چکیدن رفت از یادم
بدل گفتم کنم پرواز چون صیاد را بینم
چو دیدم دام بردوشش پریدن رفت از یادم

۵۴

دل سختش نه از زاری شود نرم
دلش را نرم کردن نیست آسان
نه از زور و نه از زاری شود نرم
بلی آهن به دشواری شود نرم
مگر از رحمت باری شود نرم
در آن دل اشک باران را اثر نیست

۵۵

در بند غم فغان چو اساری برآورم
فرصت نداد دست که تا در ره طلب
فریاد یا مجیر اجرنا برآورم
خاری ز پای بادیه پیما برآورم
خطش دمید زود امانم نداد حیف
تا از دماغ ریشه سودا برآورم

۵۶

خون گشت جگر دگر چگویم
چون آمده ای بکلبه من
این است خبر دگر چگویم
بکشیای کمر دگر چگویم
آن کوه غمی که بر دلم بود
بشکست کمر دگر چگویم

۵۷

عشق آموخته ای میخوام
صحبتم نیست بهر کس درگیر
شمع آموخته ای میخوام
چون شرر سوخته ای میخوام
لب بلب دوخته ای میخوام
تا کنم راز محبت اظهار

۵۸

سخت بیمار ز هجران شده ام تخته مشق طبیبان شده ام
جامه صبر سراپا شده چاک بغمت دست و گریبان شده ام
عشق از بسکه گدازم داد است قطره‌ای بودم و طوفان شده ام

۵۹

بر سر کوی تو پای من شکست خوب شد آنجا وطن می‌خواستم
چشم حاسد کورگو شمع گشته کر خلوتی در انجمن می‌خواستم
ضعف دل امشب ز کارم برده بود بوی آن سیمب ذقن می‌خواستم

۶۰

دل نامهربان او اگر سنگست من دانم
گر آن بی مهر را با من سر جنگست من دانم
تو باری کیستی ناصح که از خویان کنی منعم
اگر این قوم را از نام من تنگست من دانم
تو بیدردی مکش از سینه ام پیکان جانان را
اگر جا بر دلم ای هم نشین تنگست من دانم

۶۱

چند در مدرسه و کعبه افادت طلبم
بر در عشق روم خیر و سعادت طلبم
لذتی یافته جانم دم قتل از تیغش
که اگر زنده شوم باز شهادت طلبم
نیست هر چند زیادت طلبی خوب ولی
من غم عشق تو هر روز زیادت طلبم

قطعات

۱

دیوانه دل خویش بدای نرساندیم
پروانه خود را بچراغی نرساندیم
بگذشت بهاران و ز بی رحمی ساقی
از گریه مستانه دماغی نرساندیم

۵

می توانم که دل از هر دو جهان بردارم
 نتوانم نظر از روی بتان بردارم
 پیشم آمد سفر عشق رفیقان خواهم
 مشت خاکی بخود از دیر مغان بردارم

۳

اگر حال دل محزون نویسم
 مصیبت نامه ها از خون نویسم
 روا باشد که چشم دجله زار
 اگر چرخون و گرسنه خون نویسم

۴

شنیدم تا حدیث خوبیت مشتاق گردیدم
 چو دیدم روی نیکوی تو از عشاق گردیدم
 بگیر از دفتر دل حال آسایش که من عمری
 بآیینی که بایستی برین اوراق گردیدم

۵

نه امروزیست جا بیرون شهر از شور سودایم
 که از طفلی بدامن پرورش کرد است صحرایم
 شدم دیوانه از بس گفته گویی زلف او کردم
 زبان افکنده مانند قلم زنجیر در پایم

۶

کام دل از علم و فن میخواستم
 بود در عشق آنچه من میخواستم
 بوی گل آوردی ای باد صبا
 من نسیم پیرهن میخواستم

۷

از خانه بی تو دوش بدر می شتافتم
در آب دیده تا بکمر می شتافتم
امشب ز دوریت بهواداری فنا
آتش بجان برنگ شرر می شتافتم

۸

از اشک خانه ویران دیدم ندیده بودم
از قطره کار طوفان دیدم ندیده بودم
از داغ عشق در دل صد لاله زار دارم
در غنچه‌ای گلستان دیدم ندیده بودم

۹

زهد صد ساله بیک جرعه صهبا دادم
آنچه اندوخته بودم همه یک جا دادم
سوختی جان من ای عشق چو شد جای تو گرم
من چه بی جا بدل خویش ترا جا دادم

۱۰

ناله شد برق خرمش چکنم
خانه خیز است دشمنم چه کنم
گریه گفتم گناه من شوید
ساخت آلوده دامنم چه کنم

۱۱

چون نیست یار آنکه دهم یار را سلام
در کوی او کنم در و دیوار را سلام
باد صبا بدشت گذاری تو می فتد
زین پا برهنه عرض بکن خار را سلام

۱۲

جدا از روی او گر زنده مانم
ز رویش تا زیم شرمنده مانم
تو خود رفتی ولیکن بوسه‌ای ده
که تا برگشتن تو زنده مانم

۱۳

جان نثار دلربایان کرده ایم
آنچه ما را بود شایان کرده ایم
خویشتن را بر دم تیغش زدیم
جوهر خود را نمایان کرده ایم

۱۴

خواهم که درد دل بر دلدار خود کنم
اندک شکایت از غم بسیار خود کنم
داغی بدستم آر فتد از لاله زار عشق
گل گفته زیب گوشه دستار خود کنم

۱۵

سحر از یاد چشم او به نرگس زار افتادم
ز یاد گل فگندم بستر و بیمار افتادم
گرفتم رخصت برگرد سرگشتن ز یار امشب
چنان گرد سرش گشتم که از پرکار افتادم

۱۶

بسته سلسله موی تو ام
کشته نرگس جادوی تو ام
ساختی زنده بدشنام مرا
تا دم مرگ دعاگوی تو ام

۱۷

درین دو روز که از بزم تو جدا بودم
مپرس آه ندانم که من کجا بودم
هنوز مجنون ننهاده بود پا بمیان
که من بخانه زنجیر کدخدا بودم

۱۸

خوشم بمفلسی خود غنا نمی خواهم
بس است فقر مرا کیمیا نمی خواهم
وبال پایه دولت ز بسکه میدانم
بفرق سایه بال هما نمی خواهم

۱۹

سینه را بشگافتم دل یافتم
یافتم گم کرده خود یافتم
دل فسرد از سینه بیرون کردم
مرد بلبل از قفس بد تافتم

۲۰

من اگر در خور لطف و کرمتم میبودم
بیش ازین کشته تیغ ستمت میبودم
رفتی و بخت سیه کرد بخاکم یکسان
کاشکی سایه صفت در قدمت میبودم

۲۱

آن طالع کجاست که قربان او شوم
رفتم که کشته از غم حرمان او شوم
از ناوکش هلاک نخواهم شدن ولی
دانم که وقت کندن پیکان او شوم

۲۲

شب وصل از تونی کامی گرفتم نی طرب کردم
 تو با من آنقدرها گرم جوشیدی که تب کردم
 نه آسان سرخرو گردیدم از زخم جفای او
 که از خاک شهیدان سالها همت طلب کردم

۲۳

چو زلف یار با شفتگی سری دارم
 ز من مپرس عجب حال ابتری دارم
 بر آستانه او حق بندگیست مرا
 بمهر سجده درین باب محضری دارم

۲۴

گرچه محروم شب عیش وصال خفتم
 تا سحر دست در آغوش خیالت خفتم
 دیده در خواب بلاهای سیه می جستم
 بسکه آشفته زلف و خط و خالت خفتم

۲۵

اینکه من بعد از وداع گل بگلشن مانده‌ام
 تا کنم با بلبلان امداد شیون مانده‌ام
 در پی قتلّم نباید بود ای لیلی نسب
 یادگار از دوده مجنون همین من مانده‌ام

۲۶

گر نه عشق اختیار می کردم
 ای خدا من چه کار می کردم
 بود تمهید شکوه تو اگر
 گله از روزگار می کردم

۲۷

من نه آنم که علاج دل رنجور کنم
مشک بر زخم جگر پاشم و ناسور کنم
هر شکاف قفسم زخم نمک سود شود
گر چنین دور ز سبزان چمن شور کنم

۲۸

بی توکی میل بصهبا من غم پیشه کنم
خاک در چشم قدح خون بدل شیشه کنم
عشق میجنون مرا کوهکنی فرمود است
باید از آهن زنجیر جنون تیشه کنم

۲۹

راز من فاش شد از گریه الهی چکنم
دیده بر درد دلم داد گواهی چکنم
گر بجانان بنویسم غم دل معذورم
گریه از دیده من برد سیاهی چکنم

۳۰

از حرف شکوه طبع تو برهم نمی زنم
شمشیر می زنی تو و من دم نمی زنم
روشن چراغ عشق ز من شد که همچو شمع
داغم ولیک دست بمرهم نمی زنم

۳۱

تن بمردن داده ام از یار دور افتاده ام
از طبیب خود من بیمار دور افتاده ام
در غم دوری مرا یاران عبث دل میدهند
دل چه کار آید چو از دلدار دور افتاده ام

۳۳

لطف آن سرو سبزی می خواهم
 قدر معتدبه می خواهم
 تا ز خوناب غمش پر سازم
 ساغر عیش تهی می خواهم

۳۴

رفتی و بسی ملال دارم
 از زندگی انفعال دارم
 مانند سپند چشم بد دور
 میسوزم و وجد و حال دارم

۳۵

کی بی تو جای یک مژه خواب است خانه ام
 از درد هجر چشم پر آب است خانه ام
 ای سیل از برای چه تصدیع می کشی
 تا میرسی زگریه خراب است خانه ام

۳۵

تا آمدم بکوی تو از کار مانده ام
 روی تو دیده پشت بدیوار مانده ام
 در بزم او خموشی من نیست بی سبب
 گفتار او شنیده از گفتار مانده ام

۳۶

چنان شب بر یار نالیده بودم
 که اغیار را گوش مالیده بودم
 همه خلق را گریه آمد بحالم
 ندانم که من بر که خندیده بودم

۳۷

در سراغ دل خود کام به تنگ آمده ام
از پیش بسکه زدم گام به تنگ آمده ام
خود بیا از در انصاف و شنو درد دلم
که من از نامه و پیغام به تنگ آمده ام

۳۸

بدعاها ز جفا باز نیایی چکنم
تو بلایی ز بلاهای خدایی چکنم
الفی راست یلوح دل من ننوشتی
چه کنم آه تو نو مشق جفایی چکنم

اشعار متفرق

۱
نه در کنج قفس از دوری گلشن بفریادم
بفریادم ازین غم کز فراموشان صیادم

۲
روزی که مبتلای تو ای جان گسل شدم
از یس گداختم همه تن مضمحل شدم

۳
من ببزم تو نه بر رغم حسود آمده ام
دل من بی تو بجان آمده بود آمده ام

۴
بر سر کوی کسی دوش ز پا افتادم
چشم بد دور که بسیار بجا افتادم

۵
ز دامن تو فتاد است تا جدا دستم
به هیچ کار نمی گردد آشنا دستم

۶
تا کی سر نیاز بر آن آستان نهم
خواهم که از جفای تو سر در جهان نهم

۷

از برای خویش هر دم قاتلی خوش میکنم
قابل کشتن نیم اما دلی خوش میکنم

۸

شکایت از مژه شوخ آن پسر دارم
هزار سوزن الماس در جگر دارم

۹

چو نیست قوت آن کز زمانه بگریزم
ز پا فتم اگر از جای خویش برخیزم

۱۰

بوی آن گل پیرهن آورده باد صبحدم
خرده جان را بپایش ریختم حق القدم

۱۱

نه من بکعبه نه در دیر خانه میخواهم
بلا مشارکت الغیر خانه می خواهم

۱۲

زین سعی عبث آه بجای نرسیدم
از آبله صد کفش درین راه دریدم

۱۳

حال دل زار چون نویسم
غم نامه مگر بخون نویسم

۱۴

ما ز آب دیده خاک کوی او گل کرده ایم
رفت و آمد بر خود و بر غیر مشکل کرده ایم

۱۵

نه امروزست ناصح کاین چنین دیوانه عشقم
نمی آمد به طفلی خواب بی افسانه عشقم

۱۶

ز جا چگونه من دردمند برخیزم
بزور ناله مگر چون سپند بر خیزم

۱۷

ز بالین دل امشب ناتوان و زار برگشتم
به تقریب عیادت و فتم و بیمار برگشتم

۱۸

از دوری تو خون جگر تا یکی خوریم
آیا بود که با تو نشینیم و می خوریم

۱۹

آن شوخ نمی پرسد بیمارم و میگیرم
چون شمع بزم او تب دارم و میگیرم

۲۰

تا نشنوم دگر سخن خونچکان زخم
خواهم که مهر داغ زخم بر دهان زخم

۲۱

چسان ز غصه نه پیچم بخود که محبوبم
لقافه خط اغیار کرده مکتوبم

۲۲

نه من تسبیح میخواهم نه زمار آرزو دارم
تکلف بر طرف زان زلف یک تار آرزو دارم

۲۳

گر تیر زنی بر دل من دست تو بوسم
قریان کمانه تو شوم شست تو بوسم

۲۴

از بزم توشب گریه فرو خوردم و رفتم
در سینه خود آبلها کردم و رفتم

۲۵

من به شهر خوش نگاهان بی نصیب افتاده ام
چون مسلمان در فرنگستان غریب افتاده ام

۲۶

غم را بیاد او طرب آمیز کرده ام
در عین گریه خنده چو گلریز کرده ام

۲۷

بحمد الله شب وصل ترا میخواستم دیدم
من این روز مبارک از خدا میخواستم دیدم

۲۸

پنجه شوق شدم ره بگریبان بردم
تحفه خارک گرفتم سوی داناتان بردم

۲۹

یاد کن گاهی خراب دزد غنسیان تو ام
ای خدا ناترس که ویران تو ام

۳۰

ما مبتلای حسن و جمال تو گشته ایم
افیونی نظاره خال تو گشته ایم

۳۱

خواهم حدیث طره جانان خود کنم
تعبیر خوابهای پریشان خود کنم

۳۲

من آن نیم که سیر گلستان هوس کنم
آزادم ار کنند طواف قفس کنم

۳۳

ستم زفته است زان دیت حنایی بسکه بر جانم
برنگ زخم خون می آید از چاک گریانم

۳۴

ز کویش بخت گمره می برد با چشم گریانم
زهی قسمت که پیش آمد سفره در عین بارانم

۳۵

کوه غم بر دوش با صد سخت جانی می برم
می روم این بار از کویت گرانی می برم

۳۶

ز مستی دوش دامن ادب از کف رها کردم
گرفتم دامن آن شوخ و اخذ مدعا کردم

۳۷

هر کجا داغیست سوزد در هوای سینه‌ام
هر کجا دزدیست نالد از برای سینه‌ام

۳۸

آمد چو درد عشق به صحرای سینه‌ام
شد خیمه گاه داغ سراپای سینه‌ام

۳۹

مگو همدم مگو بیهوده جوشی می زند خونم
که جوشی از هوای سرخ پوشی میزند خونم

۴۰

بدوقی جگرپارها میخورم
که گویی شکرپارها میخورم

۴۱

در نامه آنچه هست ز صد یک نوشته‌ام
بسیار دان من بتو اندک نوشته‌ام

۴۲

بر بیت ابرویش چو نظر باز می کنم
بر انتخاب خود چقدر ناز می کنم

۴۳

برونم کردی از محفل تیرا از یاد هم رفتم
مرا غم سوخت خاکستر شدم بر باد هم رفتم

۴۴

نارسایی دارم ناکام زان تنگ شکر
کلشن پا چون مور یا پر چون مگس می داشتم

۴۵

چو بینم آینه از شرم چشم می پوشم
خیل ز روی خودم زان دوچار خود نشوم

۴۶

خوش نشینان چمن را ای صبا از من بگو
کز نفس آزاد گردیدم بخلست می رسم

۳۷

از برت رفتم از درت رفتم
شاد نشین ز کشورت رفتم

۳۸

بر دلبر و دلنوازی که دارم
زنم زخمه بر تار سازی که دارم

۳۹

دانی چها ز دست تو بیباک میکنم
تا خاک را بقاست بسر خاک میکنم

۵۰

اگر بسوخته‌ای چون شرر دوچار شویم
ز ذوق صحبت گرمش یکی هزار شویم

۵۱

ز بیم مرگ نه امید زیستن دارم
ز دوری تو چه حالت اینکه من دارم

۵۲

ز درد خویش پیش یار بیش و کم نمیگویم
نمی‌پرسد مرا آن بیوفا من هم نمیگویم

۵۳

دردی ز تو دارم که به درمان نفروشم
درمان چه بود بلکه بصد جان نفروشم

۵۴

همچون جرش ز بسکه زبان و دلم یکی است
تا رفته است دل ز برم بی زبان شکم

۵۵

وارث فرهاد و معجون مرد عاشق پیشه نام
هم بیا زنجیر هم در دهنش باشه تیشه ام

۵۶

ای درد چه کرده ای اسیرم
بگذار همگ . . . خود بمیرم

۵۷

کامی به بیخودی سر راهش گرفته ام
از خویش رفته ام سر راهش گرفته ام

۵۸

در لباسی فارغ از کجبازی دوران نیم
گرشوم گوی گریبان ایمن از دوران نیم

۵۹

یاد کن گاهی خراب درد نسیان تو ام
ای خدا ناترس تعمیری که ویران تو ام

۶۰

من گرفتم که شوم سایه و افتم به قفاز
او که از سایه خود می رسد این را چکنم

۶۱

سر کوی تو بدرد آمده از ناله من
سر خود گیرم و درد سر از اینجا بوم

۶۲

گریه کورم کرد لیکن از برای دیدنت
عینک آسا دیده را از سنگ پیدا می کنم

۶۳

یارم از خیل میگان خود بدر کرد ای سدیخ
چند روزی پیش ازین من نیز آدم بوده ام

۶۴

تشنه رفتم بر لب آب بقا همراه خضر
حسرت تیغ تو ام نگذاشت تا لب تر کنم

۶۵

کس نخواهد مرا به صفحه مهر
حرف مکتوب غیر ملفوظم

۶۶

قدم از خانه زنجیر برون نگذارد
دارد از تنگی این دشت خبر مجنونم

۶۷

ما را رگ گل رشته پا نیست چو بلبل
ما از سر شاخی که پریدیم پریدیم

۶۸

می شدم در کوچه‌ای سرو روانی یافتم
در تلاش پیر میگشتم جوانی یافتم

۶۹

به بخت خویش من این روشنی کجا دارم
که همچو شمع بیزمت شبی بیاد آرم

۷۰

جانانه رفت من ز پیش نقش پا شدم
خفاکم بسر که از قدم او جدا شدم

۷۱

چراغ عالمی از سایه تو روشن شد
روا مدار که من تیره روز بنشینم

۷۲

خواب دیدم که سر زلفت تو دارم در دست
پای من بود بزنجیر چو بیدار شدم

۷۳

چنان حریف شهادت شدم که چو شنجرف
بخون نشستم از آن پیشتر که کشته شوم

۷۴

چرا چون بی بقالم من که از بی خبرگی قسمت
ز خلعت خانه هستی همین یک آستین دارم

۷۵

چشم بد دور ازین گرم رویها چو سپند
ناله‌ای کردم و در ناله کشیدن رفتم

۷۶

شب هجر در گریستن کمی‌ای نه کرده‌ام من
چو نماند در دلم خون مدد از جگر گرفتم

۷۷

منکه از نکبت گل نیز سبک روح ترم
و چه کردم که بران خاطر عاطر ببارم

۷۸

خون فشانیهای مؤگان رنگ ما را زرد کرد
ارغوان گشتیم و حاصل زعفران بوداشتیم

۷۹

چرخ کج رو بی ما افتادست
نگذارد که نفس راست کنم

۸۰

همچو جرم ز بسکه زبان و دلم یکی است
تارفته است دل ز برم بی زبان شدم

ردیف النون

۱

چه خوش باشد بآن نوحه بگشای باده نوشیدن
خط پشت لبش دیدن بروی سبزه غلطیدن
طواف شمع و گل ارزانی پروانه و بلبل
من و گرد تو گردیدن من و گرد تو گردیدن
بزور خنجر چون کل چاک میگردد گریانت
چه لازم سرو من زبستان قباى تنگ پوشیدن
دران محفل که حرف از نکست پیراهنش باشد
نیارد عطر آنجا دم زدن از بیم نمالیدن
مرام حقیر بکتب هفت چو بنشانند در طفلی
قلم از نی نمودم از برای مشق نالیدن
من از نادیدنت بر بستر بیماری افتادم
بحالی گشتم جانان که میباید مرا دیدن
ز بیدردی نرسیدی من بیمار را روزی
چه خواهی گفت آنروزی که خواهند از تو پرسیدن
مگو گز بیچ و ثابت با دلم کاری نمی آید
دران فولاد خواهم ریشه چون جوهر دوانیدن
اگر دوران کم فرصت دهد فرصت هوس دارم
بگرد نقطه خال تو چون پرکار گردیدن
اگر سودا نداری بگذر ای زلف از میان او
نباید اینقدرها بر سر یک موی پیچیدن
بمن گفתי که روزی پوست خواهم کندنت واقف
ازین شادی مرا دشوار شد در پوست گنجیدن

۲

شبى بکلبه احزان من بیا بنشین
دمى به پرسشى این جان مبتلا بنشین

مرو بمجلس بیگانگان که بیدرداند
 بیا به پهلوی این درد آشنا بنشین
 ز تست خانه من بی تکلفانه درآ
 چه احتیاج به تکلیف خود بیا بنشین
 دلی ز آینه هم بی غبارتر دارم
 درآ بخانه من از در صفا بنشین
 شتابت این همه در راه بیوفایی چیست
 تو عمر نیستی آخر گریزپا بنشین
 قتاده‌ای چو بدست من از قضا مگریز
 نمی شود که کنم دامنت رها بنشین
 مگر ز لطف نشینی به پهلوم ورنه
 چگونه گویمت ای شوخ میرزا بنشین
 نمی کنم بسخن ونجه خاطر تو مرو
 نمی کنم بر تو عرض مدعا بنشین
 چو سیل تند ز ویرانه ام چه میگذری
 گذشتم از سر اظهار ماجرا بنشین
 چو آمدی سر بالین من ستادن چیست
 روا مدار باین ناتوان جفا بنشین
 بیا و در دل واقف چو جان نشیمن کن
 ولی ز درد و غم ای نازنین جدا بنشین

۳

بکجا میروی ای برزده دامن بنشین
 دارم از دست تو صد چاک گریبان بنشین
 عرقی سرد کن ای اشک که گرم آمده‌ای
 مشتاق این همه در سایه مژگان بنشین
 نمک صحبت هر قوم چشیدن دارد
 ذوق پیدا کن و با گیر و مسلمان بنشین
 روح مجنون مگر آید بمددگاری تو
 به تکلف دو سه روزی به بیابان بنشین

بدل غیر فرود آمده‌ای حیف از تو
 که ترا گفت درین منزل ویران بنشین
 دم نزع است مرو از سر بالین مرا
 می رود بعد دمی در قدمت جان بنشین
 فرصت یک دو سخن مانده چو شمع محرم
 می رسد قصه من زود بپایان بنشین
 سرسری نگذری از حلقه آن زلف ایدل
 نفسی چند به این جمع پریشان بنشین
 شیخ و شاب ای دل دیوانه بدادت نرسد
 بعد ازین منتظر جرگه طفلان بنشین
 واقف از هجر عزیزان چه بلا مینالی
 مهر بر لب زن و در کلبه احزان بنشین

۴

من نمی گویم که مجنون باش و در صحرا نشین
 شهر هم بد نیست لیکن فارغ از دنیا نشین
 با تنک ظرفان نباید طرح صحبت ریختن
 و ر گزیری نبودت چون جام با مینا نشین
 سرو را جای نباشد از لب جو خوب تر
 ای سہمی قد جابجا منشین بچشم ما نشین
 آمد و بنشست و رفت از بیدماغی گرچه من
 بارها گفتم باو مرزا نشین آقا نشین
 سرو بالای ترا کردم بلاگردان که او
 هر کجا بنشست باشد از همه بالا نشین
 طاقت از رقصیدن پامال شد از پا نشین
 استقامت خاک گردید ای قیامت زا نشین
 مردمان دیده را از خانه بیرون کرده ام
 خلوت ار خواهی بیا در چشم من تنها نشین
 در بدر افتادی آخر فتحیابی رو نداد
 بعد ازین یک چند ای دل بر در دلها نشین

در دل سنگین او واقف اگر جا یافتی
نقش خود بنشان و همچون نقش بر خارا نشین

۵

باش جان هم ببر شتاب مکن	بر سر دل مرا عتاب مکن
ترک یدمست من کباب مکن	دل که پروردیش از نمک لب تو
خانهٔ دوستان خراب مکن	خانهٔ دشمنان مرو دیگر
امشب ای دیده میل خواب مکن	غم او بر سر شبیخون است
همچو سیماب اضطراب مکن	صبر کن کشته میشوی ای دل
این قدر هم مرا عذاب مکن	من گرفتم گناه من عشق است
زلف را گو که پیچ و تاب مکن	ما گذشتیم از سر دل خویش
زان سر انگشت را خضاب مکن	خون گرم من آتش است آتش
گفت زینسان مرا بخواب مکن	گفتم افسانهٔ مرا بشنو
مکن ای خانمان خراب مکن	فکر ویرانی دل واقف

۶

امروز مرا کرد غم یار پریشان
زان گونه که شد خاطر اغیار پریشان
رحم است بران عاشق بیچاره که باشد
با یار سراسیمه و بی یار پریشان
زان روز که افتاد مرا کار بآن زلف
اوضاع شد آشفته و اطوار پریشان
برهم وزن ای باد صبا طرهٔ او را
جمعی نتوان کرد به یکبار پریشان
ای زلف تو شیرازهٔ جمعیت دلها
اوراق دلم این همه مگذار پریشان
کردیم به افسانه و افسون دل خود جمع
تا بهر تو سازیم دگر بار پریشان
در سلسلهٔ زلف تو ام نام نهادند
آشفته سراسیمه گرفتار پریشان

من بودم و یک خاطر جمعی ز دو عالم
 آن نیز شد از حسرت دیدار پریشان
 منکر چه شوی پیش من از صحبت اغیار
 ای زلف تو آشفته و دستار پریشان
 در کوی تو لخت دل خونین جگری چند
 چون برگ گل افتاده به گلزار پریشان
 من بودم و یک خاطر جمعی ز دو عالم
 آن نیز شد از حسرت دیدار پریشان
 واقف چه دهم شرح پریشانی خود را
 بسیار پریشانم و بسیار پریشان

۷

توان	این کل بخیال	چید	توان	وصل تو بخواب دید
توان	ما را ز شما	برید	توان	با تیغ زبان پند گوین
توان	زین پیش بلا	کشید	توان	برخیز دلا رویم از کوی
توان	در وصل هم	آرمید	توان	این است اگر طپیدن دل
توان	دست از طلبت	کشید	توان	هرچند بدست کس نیایی
توان	در پهلوی غیر	دید	توان	پیکان تو همچو دل عزیز است
توان	ارزان ز کسی	خرید	توان	دل لعل گرانبهاست خوبان
توان	غم نامه من	درید	توان	گیرم که دماغ خواندنت نیست
توان	آواز مرا	شنید	توان	می نالم و بس که ناتوانم
توان	بهر تو بخون	طپید	توان	تو قدر شهید غم چه دانی
توان	آنجا که تویی	رسید	توان	برگشت بسینه آه نومید
توان	رفتن ز تو	ناامید	توان	هرچند برانی از در خویش
توان	در خانه چنین	خرید	توان	ای دل بدرا ز سینه آخر
توان	ناز این قدر	آفرید	توان	گویید به سرو من خدا را
توان	تصویر ترا	کشید	توان	مانی از فکر رنگ رو باخت
توان	این نوحه دگر	شنید	توان	واقف بس کن ز ناله و آه

۸

بسته زنجیر گیسویت نه من صد همچو من
 کشته شمشیر ابرویت نه من صد همچو من

از فسون سازی تو هر گوشه‌ای افسانه‌ایست
خسته چشمان جادویت نه من صد همچو من
هر طرف هنگامه خونابه افشانیست گرم
ای کباب آتش خویت نه من صد همچو من
در حریمت جابجا دارد غریبی خانه‌ای
بی وطن افتاده در کویت نه من صد همچو من
هر سحر گل در هوای تو گریبان میدرد
ای دماغ آشفته بویت نه من صد همچو من
عالمی را زخم شمشیرت بخاک و خون نشاند
ای هلاک دست و بازویت نه من صد همچو من
مانده همچون صورت دیوار از حیرت بجا
پشت بر دیوار از رویت نه من صد همچو من
در هوایش همچو قمری طوق در گردن بسی است
مبتلای سرو دلجویت نه من صد همچو من
این غزل واقف بطرز خاص کردی آفرین
بنده طبع سخنگویت نه من صد همچو من

۹

بدست من افتاد کار گریبان	بلاى عجب شد دوچار گریبان
چو گل تعفه چاک ای دست شوقم	بدامن بپر از دیار گریبان
ز هر چاک می غلظد اشکی برنگی	بیا سیر کن آبشار گریبان
اگر دامن گریه افتد بدستم	چه گله‌ها کنم در کنار گریبان
زدست تو امشب عجب گریه کردم	که شد شسته نقش و نگار گریبان
مرا ضعف سرپنجه پیچید و ترسم	مبادا شوم شرمسار گریبان
رفو میکنم سینه چاک خود را	ز بی دستگاهی بتار گریبان
من از دست خود زان کنم شکوه اکثر	که هرگز نیاید بکار گریبان
گر از چاک بی بهره باشد نباشد	گریبان تو در شمار گریبان
سرشکم بسر می دود تا رساند	بدامن خبر از دیار گریبان
نماند است واقف بجز تار چندین	بدستم دگر یادگار گریبان

۱۰

گر کشد باز ز دست من شیدا دامن
چاک در جیب خود از غصه زنم در دامن

آنکه رخسار مرا پاک نماید از اشک
 آستین است درین قحط وفا یا دامن
 گردبادم من سرگشته بصرای جنون
 صلح هرگز نشود پای مرا با دامن
 گر بود بنده که بی ناز نباشد معشوق
 میکشد یوسف ازین راه ز زلیخا دامن
 دل شوریده ام آسوده بصرای واقف
 مستهای سفر اشک بود تا دامن

۱۱

سخت بی مهریت ستاره من	پاره مهر ماه پاره من
مردم و کس نکرد چاره من	آه از بخت هیچ کاره من
از بیابان بدر زن ای مجنون	که شد این ملک در اجاره من
چه جگرها کباب میسازد	ترک مست شراب خواره من
خرمن صبر و طاقتم را سوخت	دلبر برق گوشواره من
بی تو هر لحظه میزند مژگان	نیشتر بر رگ نظاره من
نیست دیوانگی مرا امروز	چوب گل بود گاهواره من
چون شوم مست بگذرم زدوکون	این بود مستی گذاره من
نشود کوک با رفو هرگز	دامن جیب پاره پاره من
واقف آورده از ازل چو سپند	سوختن در گره ستاره من

۱۲

کی بود گریه دست و گریانم این چنین
 دامن کشید یار که گریانم این چنین
 اشکم بیاد روی که گردید لاله گون
 رنگین نبود گوشه دامنم این چنین
 چون بوی گل برآمده ام از لباس رنگ
 یعنی که در هوای تو عریانم این چنین
 عکسم شدست صورت دیوار آینه
 در کار خود جدا ز تو حیرانم این چنین

یوسف اگر شوم که بهیچم نمی خرنه
 کرد است خوار هجر عزیزانم این چنین
 گردی بجا نماند ز بنیاد هستیم
 ای گنج حسن بهر تو ویرانم این چنین
 امشب بغیر زلف پریشان او بخواب
 دیگر چه دیده ام که پریشانم این چنین
 فرصت نمی دهم که جرس ناله سرکنند
 در کاروان شوق تو نالانم این چنین
 بیتاب گشته شمع ز بالین من گریخت
 بر بستر فراق گذارانم این چنین
 زیبی بگوش کرده ام و مهر بر دهن
 از گفته و شنیده پشیمانم این چنین
 پروانه راه به شمع ز ظلمت نمی برد
 تاریک کرده هجر شبستانم این چنین
 واقف نقاب از گل روی که برفتاد
 پیدا نبود آتش پنهانم این چنین

۱۳

گلستان ساز آتش خانه' من	در آخندان ز در جانانه' من
مکن ویرانه تر ویرانه' من	مکن عزم سفر جانانه' من
اگر گویی مرا پروانه' من	برافروزم چراغ آسا ز شادی
اگر گویی بیا دیوانه' من	ز شادی بگسلم زنجیرها را
نصیب خاک گردد دانه' من	درین مزرع چواشک از شوربختی
چه خواهی برد از ویرانه' من	مکش ای سیل تصدیع دویدن
بعهد گریه' مستانه' من	کباب از رشک بر آتش نشست است
براهش روزن کاشانه' من	ز دود دل بود یک چشم گریان
نشیند بر سر من خانه' من	ز چشمم گر چنین سیلاب خیزد
که گرید شیشه بر پیمانه' من	من آن رندم درین میخانه واقف

۱۴

تنگ تر از دل مور است فضای دل من
 غم چنان شاد نشیند بسرای دل من

دل مگر کعبه غمهای جهان گردیدست
بت من تا شده‌ای خانه خدای دل من
از ستمگاری آن غمزه که چشمش مرصاد
دل یک شهر خرابست چه جای دل من
تا یکی پر زند از شوق اسیری به برم
به قفس ساز رسانید دعای دل من
از تو شرمندهام ای ناله ندانم چکنم
که بیالای تو تنگ است قبابی دل من
غیر داغت که جز او نیست جگر گوشه مرا
که سپه پوش نشیند بعزای دل من
گروه خوبان بلب اعجاز مسیحا دارند
ای دریغا که نکردند دوی دل من
ایکه گفتی که شکسته است کجای دل تو
خود بفرما که درست است کجای دل من
گریه زارم ازین پیش چنین روز نداشت
شاید امروز شکست آبلهای دل من
کارم آخر شده لیکن ز زبانش یاران
سخنی چند بسازید برای دل من
نتوان یافت دلی در همه عالم واقف
بجفای دل یار و بوفای دل من

۱۵

از پدر بی خطری وای بمن	شوخ سرکش پسری وای بمن
از خدا بی خبری وای بمن	بت بیدادگری وای بمن
تو ز من بیخبری وای بمن	من ز تو با خبرم وای بتو
طفلی و پرده دری وای بمن	با تو گفتم غم دل بد کردم
جا بجا جلوه گری وای بمن	تا کجا رشک توانم بردن
کرد دل بی جگری وای بمن	خواستم بر سر تیر تو روم
عمری و در گذری وای بمن	چکنم سعی نگه داشتت
سخت نازک کمبری وای بمن	آه چون دست زنم در کمرت
کرد دل بی جگری وای بمن	یار خنجر بکف آمد واقف

۱۶

ای وا دل من ای وا دل من	هر غنچه بشگفت الا دل من
عاشق دل من شیدا دل من	نالد چو بلبل شبها دل من
بیکس دل من تنها دل من	در کنج هجران جان داد آخر
مجنون دل من لیلی دل من	ویرانه عشق معموره حسن
نازک دل من مینا دل من	با سنگ طفلان یا رب چسازد
کافر دل من ترسا دل من	مقبول دیر و مردود کعبه
آهن دل من خارا دل من	نه خون شد از غم نی آب از درد
آنجا دل او اینجا دل من	از ربط الفت دارد طپیدن
زینسان نگشتی رسوا دل من	گر دیده رازش افشا نکردی
یا رب چه دارد غم با دل من	گه می فشارد گه می گذارد
غلطید در خون صد جا دل من	در کوی خوبان تا راهش افتاد
کافر دل من ترسا دل من	رحمی نداری با یک مسلمان
مرزا دل من آقا دل من	گفتی که دارد زینگونه خوارت
پنهان دل او پیدا دل من	دارد سر من دارد سر او
امروز خون شد گویا دل من	واقف سرشکم رنگین برآمد

۱۷

انکار اهل صدق و صفا میکنی مکن
این کار خوب نیست چرا میکنی مکن
خون مرا که غازه رخساره وفاست
پامال همچو رنگ حنا میکنی مکن
این آن شکسته نیست که بتوان درست کرد
فکر تلافی دل ما میکنی مکن
گفتم که بوسه ای بدعاگوی خود بده
دشنام داد و گفت دعا میکنی مکن
با من که غیر مهر و وفا نیست پیشه ام
آهنگ جور و عزم جفا میکنی مکن
در بسته خانه را برقیبان سپرده ای
یر من در مضایقه وا میکنی مکن

تر دامنست غیر و تو آینه ساده رو
 با او ضرور چیست صفا میکنی مکن
 ناخوانده دور میفگنی نامه مرا
 مکتوب غیر بند قبا میکنی مکن
 ما غیر عاجزانه صفیری چه کرده ایم
 ما را چرا ز دام رها میکنی مکن
 آخر شدست کار تو زین درد جانگداز
 واقف بهره فکر دوا میکنی مکن

۱۸

سیاهی کرده جا در دیده من
 که شد چشم ازو چون سرمه روشن
 دگر گم شد دل دیوانه من
 سراغش می کنم گلخن به گلخن
 ز تیغ او که باشد زندگی بخش
 اگر گردن کشم خونم بگردن
 شود مژگان او گر کار فرما
 توانم کوه را کندن به سوزن
 ازان چاک گریبان چشم بد دور
 که گلها راست سرمشق شگفتن
 ز چشمش سرمه چون دید التفاتی
 فرامش کرد سختیهای هاون
 ز من آموخت این آهنگ ورنه
 چه میدانست بلبل طرز شیون
 بسان شمع در شبهای تاریک
 سواد گریه را کردیم روشن
 مده می زاهد افسرده دل را
 چه ریزی در چراغ مرده روغن
 مرا در آستین دستی است واقف
 که شناسد گریبان را ز دامن

۱۹

ابری کشید سر بهوای گریستن
 تقریب یافتم ز برای گریستن
 عمری گذشت آه که از خشک سال درد
 گوش آشنا نشد بصدای گریستن
 بنشین بغیر و خنده کن ای بیوفا که من
 استاده ام چو شمع برای گریستن
 سامان زشکی ما همه از دولت دل است
 چو ابر نیستیم گدای گریستن
 شد خانها خراب ندانم که در چه وقت
 چشم نهاده بود بنای گریستن
 غالب حریف معرکه آرای گریه ام
 گیرم ز دست شمع لوای گریستن
 امشب که بود درد تو مهمان کایه ام
 دادم بشیخ و شاب صلی گریستن
 آخر رساند سیل سرشکم بکوی یار
 مجنون شدم ز سعی رسای گریستن
 ما را به صوت آب روان احتیاج نیست
 هستیم تر دماغ برای گریستن
 واقف ترا به تربت مجنون گذر فتاد
 صد شکر یافت چشم تو جای گریستن

۲۰

مده پیاد من دلفگار خندیدن
 چو زخم نیست مرا سازگار خندیدن
 بزم دهر که شادیست هم پیاله غم
 بسان شیشه بود اشکبار خندیدن
 چراغ عمر تو گل می کند بچشم زدن
 چه لازم است بسان شرار خندیدن
 دهان ز خم ازان دوختم که می باشد
 بکیش سنگدلان تو عار خندیدن

عیان ز دیده^{*} اختر شود که می گردد
 نصیب مردم شب زنده دار خندیدن
 درین چمن دل من خون ز غصه شد تا کی
 هزار عقده بدل چون انار خندیدن
 بخند گو همه بر حال خویشتن باشد
 غنیمت است درین روزگار خندیدن
 ز بیم سنگدلان است کار ما واقف
 نهان گریستن و آشکار خندیدن

۴۱

خوشا رهرو که تا منزل رسیدن
 نیاساید چو سیلاب از دویدن
 نفس شد یار بر دل تا تو رفتی
 ندانم تا یکی خواهم کشیدن
 گهی فریاد دل گه پند ناصح
 مرا بی او چها باید شنیدن
 فتادست آشناییها بگردن
 ز شمشیر تو نتوانم بریدن
 بخاک افتاد چون اشک این سخن گفت
 سکون نبود به روی کس دویدن
 زلیخا بگذر از سودای یوسف
 پیمبرزاده را نتوان خریدن
 بدور خط چه باک از زلف دل را
 که مار مرده نتواند گزیدن
 چواشک این شوخ طفلان آفریدند
 برای پرده^{*} مردم دریدن
 سخن از قطع الفت گفته واقف
 زبانش زین گنه باید بریدن

۴۲

فتاد از ضعف نبضم از طپیدن دگر نتوان بدرد من رسیدن
 پی یک دم هم آغوش کمان را بسی خمیازه می باید کشیدن

عجب نبود ازو بالا دویدن
 ز خود رفتم کجا خواهم رسیدن
 دگر نتوان ازو دامن کشیدن
 ازین کافر مرا باید خریدن
 باین دندان ستم باشد گزیدن
 اگر آن لعل لب باید مکیدن
 نمی میرم چون شمع از سر بریدن
 ولی پیکان او نتوان کشیدن
 چه لازم این همه برخویش چیدن
 نباید این قدر از ما رسیدن
 ندارد سود نبض مرده دیدن
 ترا واقف بخون باید طپیدن

بیاد قامتش می خیزد آهم
 باین ضعیفی که من دارم گرفتم
 فگندم در گریبان تو دل را
 مسلمانان اسیرم کرده شوخی
 لبش نازکتر است از برگ گل هم
 ز گوهر وام باید کرد دندان
 ز داغ عشق دارم زندگانی
 کشیدن میتوان از سینه دل را
 چو گلچین در کمین تست ای گل
 تو آهو نیستی ای شوخ آخر
 طیب مهربان بگذار دستم
 مگر پیدا کنی از عشق رنگی

۳۳

می نهد هرگاه آن سرکش جوان پا بر زمین
 میگذارد منت روی زمین را بر زمین
 نیستم بیکار مشق انتظاری می کنم
 میکشم پیوسته از یاد تو خطها بر زمین
 در توای مه پاره تاثیر نکرد افسون ما
 گرچه آوردیم اختر را ز بالا بر زمین
 میگذارد هر بلا کز آسمان آید فرود
 پیش بالای تو پشت دست خود را بر زمین
 من که باشم تا کنم از سجده اش گردن کشی
 پیش او سر می نهد زلف سمن سا بر زمین
 می برآید هر سحر خورشید بر اوج فلک
 در نظر دارد مگر مه طلعتی را بر زمین
 لاله گردید و ز خاک مشهد من کرد گل
 خون سودايم نشد آخر گوارا بر زمین
 من نه تنها زیر دست زور می افتاده ام
 می زند دستار خود از پنبه مینا بر زمین

در حریم او ز راه خاکساری میکنم
 کلفت احوال خود تحریر صد جا بر زمین
 نیست جا بر مسند ناز تو مهر و ماه را
 می نشیند پیش تو ادنی و اعلی بر زمین
 طالع حسنش بلند و بخت ما بسیار پست
 واقف آن مه بر فلک جا دارد و ما بر زمین

۲۴

بی یار گرفته شد دل من	بی کار گرفته شد دل من
یکبار شگفته رو ندیدم	ناچار گرفته شد دل من
چندی کم جور کن خدا را	بسیار گرفته شد دل من
شبها در کوی او چو دزدان	صد بار گرفته شد دل من
ای آینه رو بیا که بی تو	زنگار گرفته شد دل من
با غیر شگفتنت چه لازم	انکار گرفته شد دل من
واقف این طرز گفتگو را	بگذار گرفته شد دل من

۲۵

نیست همچون شمع ما را الفتی با پیرهن
 گو بکش هر کس که خواهد از بر ما پیرهن
 عشق بیرون کرد چون دست جفا از آستین
 بساختم از بهر چاک اول مهیا پیرهن
 غنچه آسا تنگی دل از سر ما و نشد
 تا نکردم چاک همچون گل ز صد جا پیرهن
 نیست معلوم که بی او زنده ام یا مرده ام
 من نمی دانم کفن پوشیده ام یا پیرهن
 شمع سان گردر غمش واقف چنین خواهی گذاخت
 همچو فانوس از تو خواهد ماند بر جا پیرهن

۲۶

مهربانی نشد	دوچار بمن	قدردانی نشد	دوچار بمن
مانده در پرده زور زاری من	پهلوانی نشد	دوچار بمن	

عمر شد صرف پاسبانی دل دلستانی نشد دوچار بمن
 ناتوان گشته ام ولی چون خود ناتوانی نشد دوچار بمن
 چون دل خود که جیب من بستست خصم جانی نشد دوچار بمن
 ماند ناگفته درد دل واقف هم زبانی نشد دوچار بمن

۲۷

سرو روان من گذر افکن بسوی من
 تا آب رفته باز بیاید بجوی من
 در کوی عشق ریخت نخست آبروی من
 اول شکست خورده درین ره بسوی من
 می ترسمت که خانه تمکین کنی خراب
 چون سیل کوچه گرد مشو تند خوی من
 مانند شیشه ام همه سامان گریه است
 گر آب و شراب کنی در گوی من
 از بسکه خویش را نشناسم ز دوریت
 آینه وا کند در حیرت بروی من
 خونخواریش بین که دل او نخورده آب
 تا جوی خون نکرد روان جنگجوی من
 واقف بروی کار چه رنگ آورم بحشر
 گردد مگر ز شرم گنه سرخ روی من

۲۸

از سحر سازی نگه نازنین من
 آخر غزاله شد دل وحشت قرین من
 آن دم که همچو لاله بر آرم سر از کفن
 داغ محبت تو بود بر جبین من
 جز ناوکی کزان بت موزون او رسد
 برجسته مصرعی نشود دل نشین من
 گر داشتی محیط محبت کناره ای
 پنهان نماند از نظر دوربین من

دستم اگر بدامن دشت جنون رسد
 چون گردباد رقص کند آستین من
 در آشیانه بر سر آتش نشسته ام
 شاید نشسته است کسی در کمین من
 طوفان نوح تازه شد از آب دیده ام
 از خاطر تو شسته نشد گرد کین من
 من گرچه رفتم از در او لیک چون نگین
 گردید نقش جبه من جانشین من
 این طالع کجاست که تیر تو ام رسد
 ابرو کمان من منشین در کمین من
 عمریست واقف از سرکوی تو رخت بست
 گاهی نگفتی آه کجا شد حزین من

۴۹

هجر تو کرد بسکه سیه روزگار من
 داغ است شمع از غم شبهای تار من
 هرگز دلی نسوخته بر حال زار من
 بی داغ رسته لاله ز خاک مزار من
 ابری بداد کشت امیدم نمی رسد
 دارم ز گریه چشم که آید بکار من
 تا مژده وصال مرا از صبا شنید
 برباد داد دل ز طپیدن غبار من
 شوخی که مرده ام ز خمار فراق او
 با غیر مست می گذرد از مزار من
 بی آشیانیم نکند زین چمن ملول
 شادم که نیست بر سربیک شاخ بار من
 دلکش فتاده دامن صحرا چنانکه اشک
 چون طفل شوخ سر زده رفت از کنار من
 صبح قیامت از نفس سرد من دمید
 آخر نشد هنوز شب انتظار من

دنباله دار چشم تو با من چها نکرد
 شد زین زبان سیاه سیه روزگار من
 همراه غیر رفت بگلگشت لاله زار
 رحمی نکرد بر جگر داغدار من
 این خواری که من ز برای تو می کشم
 فخر من است عزت من اعتبار من
 واقف شوم برنگ حنا سرخرو بدهر
 بندد بدست خویش مرا گر نگار من

۳۰

غم دوش در عزای دل مبتلای من
 می کرد خاک بر سر و می گفت وای من
 در آشیانه خواب نمی آیدم چه شد
 شاید که ساختند قفس از برای من
 آن تنگ عیش غنچه این گلشنم که صبح
 گاهی دمی نزد که شود دل کشای من
 تا باز گردم از ره خونخوار عاشقی
 دل هر قدم چو آبله آفت بیای من
 تا رفته ای بکلبه من عیش ره نیافت
 غم گشته حاجب در محنت سرای من
 در ورطه ای فتاده ام از گریه کز سرم
 بیگانه وار می گذرد آشنای من
 تا ابروی تو قباله حاجات من نشد
 هرگز نشد قرین اجابت دعای من
 دیوانه گشته ام بسر زلف تو قسم
 زنجیری انتخاب مکن از برای من
 واقف مرا ز سایه خود هم بود هراس
 افتاده بسکه بخت سیه در قفای من

۳۱

پیکان یار بسکه شکست استخوان من
 نکشاد تیر آه دل سخت جان من

کو مشفقى که بعد هلاک من حزین
سازد رقم بخون جگر داستان من
هر بوالهوس کیجاست سزاوار دوستى
دشمن مشو بجان رقیبان بجان من
بعد از پریدن من ازین باغ ای فلک
تسلیم عندلیب کنی آشیان من
پیدا که می کند من گم گشته را دگر
گر تیر غمزه تو نجوید نشان من
بگذار تا عتاب تو مخصوص من شود
نامهربان بغير مشو مهربان من
من آن نیم که راه وفای تو گم کنم
صد ره اگر کنی بجفا امتحان من
تحریر می کند به سگش نامه های شوق
در زیر خاک هر قلم استخون من
واقف نوشتی این غزل من بخون دل
شبابش مهربان من و قدردان من

۳۳

ز تو شاه من جلوسى بسریر ناز کردن
ز من گدا سجودی ز سر نیاز کردن
چشم و ادا و نازی که تراست کس ندارد
بدیار دل مسلم بتو ترکتاز کردن
ز جفا و جور بگذر به شکایتم میاور
که چون باز گشت این در نتوان فراز کردن
بکدام بخت و طالع به تو اختلاط جستن
بکدام صبر و طاقت ز تو احتراز کردن
ز نزاکت تو جانان شده عرصه تنگ بر ما
نتوان برت حدیثی غم جانگداز کردن
همه حیرتم ندانم چه شراب داده عشقم
که ترا نمی توانم ز خود امتیاز کردن
تو هوا پرستی ای دل ز تو کی رواست طاعت
چو بود در آستین بت نتوان نماز کردن

تو اگرچه خصم جانی چو بلای آسمانی
چکنم نمی توانم ز تو احتراز کردن
بروای صبا بجانان ز من این سخن بکن عرض
که ز بنده سر فگندن ز تو سر فراز کردن
ز نزاکت تو جانان شده عرصه تنگ بر ما
نتوان بربت حدیث غم جانگداز کردن
به دو روزه عمر کوتاه چه خیال بسته واقف
که ز زلف یار خواهد گلهء دراز کردن

سپس

در دلم هست که نالم سحری بهتر ازین
تا کند در دل جانان اثری بهتر ازین
هیچ جای نرود چغد ز ویرانهء ما
گر نیابد بجهان بوم و بری بهتر ازین
تا نماند اثر از گرد رقیبان آنجا
می کن ای گریه بکوبش گذری بهتر ازین
نکنی عیب اگر در قدمش سر باز
هر که دل باخت ندارد هنری بهتر ازین
همه بر سینه خورم تیر تو ای سخت کمان
پیش تیر تو نباشد سحری بهتر ازین
حور اگر سیب زنخدان تو بیند گوید
شجری خلد ندارد ثمری بهتر ازین
نظری کردم و کارم نشد ای شوخ تمام
می توان کرد بحالم نظری بهتر ازین
آنچه باید ز الطاف غمت با من کرد
جای آن نیست که گویم قدری بهتر ازین
عشق را اهل خرد عیب شمارند ولی
ما بر آنیم که نبود هنری بهتر ازین
رو بخاک در میخانه بیاور واقف
آبرو می طلبی نیست دری بهتر ازین

۳۴

پیش از دلی ندارم و خوبان هزار تن
 تنگست خانه من و مهمن هزار تن
 از تار تار زلف تو دل در بلا فتاد
 مجنون یکی و سلسله جنبان هزار تن
 چشم بد از تو دور که دیدیم چون سپند
 در آتش از هوای تو رقصان هزار تن
 دل پا برهنه یکتی و در هر گل زمین
 در راه کعبه خار مغیلان هزار تن
 مجنون ما چگونه سلامت رود ز شهر
 کرداست سنگ و خشت بدامان هزار تن
 یا رب چه آفتی تو که مانند شمع صبح
 لرزد ز جلوهات بسر جان هزار تن
 هندوی زلف را قدری سرزنش بکن
 پابند کرده است مسلمان هزار تن
 آندم که رستخیز شود سر کشد ز خاک
 مانند نی ز دست تو نالان هزار تن
 در گستان کوی تو ظالم بمانده است
 چون گل بخویش دست و گریبان هزار تن
 واقف بناله با تو نخواهد برآمدن
 باشد اگرچه مرغ گستان هزار تن

۳۵

گر آمدم به پیش تو چین بر جبین مزن
 سوهان بروح من مزن ای نازنین مزن
 دود دلی مباد فتد در قفای تو
 زنهار بر چراغ کسی آستین مزن
 رو داده است صحبت گرم امشبم به یار
 ای صبح از حسد دم سرد از کمین مزن
 دل از چکیده جگرم تا گلو پر است
 این شیشه را ز سنگدلی بر زمین مزن

مستی و کافری شده شایع ز غمزه ات
 آه ای بت فرنگ ره عقل و دین مزین
 ترسم که شعله‌ای به تو سوء ادب کند
 دامن بر آتش دل ما بیس ازین مزین
 دور از مروت است شکستن شکسته را
 سنگ جفا بر این دل اندوهگین مزین
 دیوانه نظاره آن دست و شست را
 گر تیر می زنی بخدا از کمین مزین
 واقف ز ناله سوختنم بود اگر غرض
 من سوختنم دگر نفس آتشین مزین

۳۶

سنگسارم کرد آن مه مهربانی را بین
 ناله ای هرگز نکردم سخت جانی را بین
 مدعی بر مرگ من صد ره گواهی داد و او
 زنده پندارد هنوزم بدگمانی را بین
 درد بی پرواییش افکنده بر بستر مرا
 کاش کس گوید باو گاهی فلانی را بین
 جلوه آناه زرین پوشم از بی طالعی
 برق خرمن شد بلای آسمانی را بین
 شب بشاخی روز بر شاخی کشم واقف صفیر
 بلبل این گلشنم بی آشیانی را بین

۳۷

نه من خط جانب آن بیوفا خواهم فرستادن
 غبار خویش همراه صبا خواهم فرستادن
 جدا هر یک کند تا شرح احوال جدایی را
 برش دل را جدا جان را جدا خواهم فرستادن
 تو پر مستعجلی قاصد بهر مکتوب شوق من
 شکایت نامه هجر از قفا خواهم فرستادن

اگر بیگانه می پندارد آن محبوب قاصد را
 به سویش نالهٔ درد آشنا خواهم فرستادن
 تویی دستم ندارم تحفهٔ مقبول درگاهش
 دعا خواهم فرستادن دعا خواهم فرستادن
 هوای پای بوس آن نگار از بس بسر دارم
 بدست گریهٔ خونین حنا خواهم فرستادن
 دل و جان در غم دوری زمن بیگانه شد واقف
 ندانم سوی او اکنون کرا خواهم فرستادن

۳۸

ندارد حاصلی پیش نکویان درد دل کردن
 به این قوم خدا ناترس دل باید بجل کردن
 باشکی کی توان از خویش شستن لوث هستی را
 بسان شمع باید گریه‌های متصل کردن
 شنیدم اینکه می سوزد دلت گاهی بجال من
 نمی بایست زین سان آتش من مشتعل کردن
 مقابل می کنی آینه را از سادگی با خود
 مکن دیگر که نتوان سخت رو را منفعل کردن
 به چشم غیر جا کردی ز شوخی چشم من تر شد
 ترا شرمی نمی آید ازین مردم خجل کردن
 وفا چون نیست در آب و گل او صبر کن واقف
 چه لازم خاک کویش را ز آب دیده گل کردن

۳۹

کمر بستی بکین من نشستی در کمین من
 چه داری نازنین من باین خاطر حزین من
 بدست آورده ام شمعی ز داغ آتشین روی
 کند پروانه چون فانوس طوف آستین من
 ندارد بهره از هستی سر مو آن کمر ورنه
 نمی ماندی نهان از دیدهٔ باریک بین من

وزد گر باد گرمی رنگ می بازد گل رویت
خدا بادا نگهبانت ز آه آتشین من
بنامم ختم شد افتادگی واقف که چون خاتم
ندارد هیچ فرق از نقش پا نقش جبین من

۴۰

دل از غم تو زبون شد چه می توان کردن
دو دیده غرقه بخون شد چه می توان کردن
کشید دست ز مجنون پدر بحسرت و گفت
نصیب کس چو جنون شد چه می توان کردن
بهمیچ کار نمی گردد آشنا دستم
چو دل ز دست برون شد چه میتوان کردن
گر از جفای تو دل ناله کرد معذور است
جفا ز حد چو فزون شد چه می توان کردن
من از کجا و نگونساری از کجا واقف
به اینکه بخت نگون شد چه می توان کردن

۴۱

زنده دل را نسزد گرد هنر گردیدن
صرفه آب بقا نیست گهر گردیدن
هر کجا تیغ کشد غمزه خونریز بتان
کار هر بیجگری نیست سپهر گردیدن
پیش ازین تیر ترا بر دل ما بود گذار
آن هم آسخت ز مژگان تو برگردیدن
اندرین دایره از گردش چرخم عمریست
که چو پرکار فتاداست بسر گردیدن
همچو زنگی که گرفتار برص می گردد
گشت معیوب شب تار سحر گردیدن
همچو پروانه هوادار بسی سوخته‌ای
نتوان گرد تو ای شمع دگر گردیدن

بی نوا نالهٔ من شام و سحر کارش نیست
 در بدر بهر گدایی اثر گردیدن
 پا ز پرکار فتاد است ز بس گردیدم
 آه اگر چرخ کند حکم ز سر گردیدن
 حاصل ذوق عقیق لب او دانی چیست
 خون گریستن همه تن لخت جگر گردیدن
 وا کن از سر هوس آن لب شیرین واقف
 چند خواهی چو مگس گرد شکر گردیدن

۴۲

می گفت بلبل قفسی شب چمن چمن
 مانند آن غریب که گوید وطن وطن
 دمی عجب برای دل و دیده بافتند
 گیسوی حلقه حلقه و زلف شکن شکن
 چندان جگر گریستم از حسرت لبش
 کز کلبه ام عقیق بیایی یمن یمن
 قربان شست دست تو ابرو کمان شوم
 تیری مزن بهیچ کس الا بمن بمن
 گر کامیاب از تو من ای بهیم تن شوم
 شکرانه زر دهم بگدایان تمن تمن
 قحط وصال دیده دلم سیر کی شود
 ناخورده بوسه زان لب شیرین دهن دهن
 آن را که با وصال تو ای شمع خو گرفت
 از دیده خون رود شب هجران لگن لگن
 نبود عجب که سحر بیانم شود خطاب
 آموختم ز نرگس جادو سخن سخن
 بگذار تا شگوفه کند میوه آورد
 بیدرد تو نهال محبت مکن مکن
 دل در ذقن ز زلف بسی یاد می کند
 مانند چه فتاده که گوید رسن رسن

گفتی ترا بچاه که افکند ای فلان
 عمر عزیز یوسف من آن ذقن ذقن
 زاهد اگر بدانش و دین دشمن است می
 باری بیا به میکده او را بزنی بزنی
 گوشت به حرف مدعیان است ورنه من
 افشاندۀ ام بوصف تو گوهر عدن عدن
واقف ز ذوق جامه دریدن صبح حشر
 چون سر کشد ز خاک بگوید کفن کفن

۴۳

برنگ لاله مرا رسته از جگر ناخن
 بجان من که بداغم مزنی دگر ناخن
 شدم چو لاله صد برگ سرسبز ناخن
 برای داغ جگر ماند این قدر ناخن
 دلم چنان نشود خون که بهر کاوش من
 کنند وام عزیزان ز یکدگر ناخن
 مغنی از چه بما در مقام ناسازبست
 خدا نکرده کسش نی نکرده در ناخن
 دلم گرفته ز چینی نواز این میخفل
 بتی زند بدل نازکم مگر ناخن
 فغان کنم ز دل سخت خویش همچو جرس
 نگشت آه درین عقده کارگر ناخن
 ز سیر لاله و گل و نشد دلم **واقف**
 کشادن گرهم نیست کارگر ناخن

۴۴

نه شوق دیدنت از دل بدر توان کردن
 نه از حجاب برویت نظر توان کردن
 ز رفتن تو درین شهر آفتاب نماند
 چگونه بی تو شبی را سحر توان کردن

شکسته پایم و از بخت هم‌رهی خواهم
 که از در تو ستمگر سفر توان کردن
 فغان که خون دلم آن قدر نماند بجا
 که در جدایی او چشم تر توان کردن
 گرفتم این که کنی گوش ماجرای فراق
 زبان کجاست که تا شکوه سر توان کردن
 ز آشیانه رساندیم خویش را بقفس
 دگر چه سعی باین مشّت پر توان کردن
 گهر شناس نماندست در جهان واقف
 وگرنه قطره خود را گهر توان کردن

۴۵

کنون که موج سرشکم رسید تا گردن
 چسان ز سلسله غم شود رها گردن
 اگر بقصد سر غیر می کشی شمشیر
 بجان من که نخستین بزن مرا گردن
 گداخت پیش تو از شرم شیشه حلی
 زمانه یاد ندارد باین صفا گردن
 دل شکسته ما را درست کن یک بار
 شکسته‌ایم به پیش تو بارها گردن
 به گردن تو نه پیچیده بود زلف هنوز
 که داشتیم بزنجیر مبتلا گردن
 ز جانب تو اگر حکم طوق و زنجیر است
 نهیم از سر تسلیم عشق ما گردن
 بیزم یار اگر شیشه شراب شوم
 بحکم سنگدلی میزند مرا گردن
 براه ناوک ابرو کمان من واقف
 بلند گشته هدف وار جابجا گردن

۴۶

اشکم بدیده می گفت آماده چکیدن
 از دوست یک اشارت از ما بسر دویدن

در گلشن جنون هم اکنون هوای خوش نیست
رفت آنکه دل شگفتی از پیرهن دریدن
بیگانگی میاموز آن چشم را که آهو
استاد وقت خویش است در شیوه رمیدن
آن شوخ گر بخونم لب تشنه است من هم
خواهم بشوق تیغش آب از گلو بریدن
مانند نبض بیمار از درد دوری یار
یک دم ندادم از دست سر رشته طپیدن
اشکم گهر کشیداست در رشته نظاره
باید بگوش آن طفل این حرف را کشیدن
کی طفل می تواند دیوانه را گرفتن
بیهوده داری ای اشک دنبال دل دویدن
نازک دلیم واقف تاب ستم نداریم
از یار یک تغافل از ما بخون طپیدن

۴۷

صبح خندید ای دل خوابیده چشمی باز کن
گریه بر رغم این پیر خنک آغاز کن
دور چشم بد در آتش کرده ای جا ای سپند
گر ز تنهایی دلت سوزد مرا آواز کن
از نگه سرمه سا بستی زبان ناله ام
ای سرت گردم علاج گریه غماز کن
کین بعاشق مهر با اهل هوس رسم کجاست
دل ربایی می کنی باری بیک انداز کن
آخر کار توای فرهاد چون سر بازی است
آنچه در انجام خواهی کرد در آغاز کن
همچو نی صد ناله جانسوز دارم در گره
یک دم با خود برسم امتحان دمساز کن
پر مکدر گشته طرز شیونت ای عندلیب
بیدماغم ناله در آهنگ دیگر ساز کن

تا یکی باشی زمین گیر از گران جانی چو سنگ
در هوای نیستی خود را شرر پرواز کن
ناگرفته صید ازین نخچیرگه نتوان گذشت
هست اگر ذوق شکار چشم عبرت باز کن
تا یکی اطناب خواهی کرد واقف در سخن
قصه زلفش دراز افتاده است ایجاز کن

۴۸

ای دل هوس شیشه و پیمانه رها کن
هشیار شو این شیوه مستانه رها کن
بسیاری دل زلف ترا کرده پریشان
زین سلسله جانان دوسه دیوانه رها کن
چشم تو به تاراج برد دین و دل و جان
قربان تو این غارت ترکانه رها کن
خواهد سر آن طره ز دست تو بدر رفت
این کشمکش بیمده ای شانه رها کن
در دیده اغیار چه لازم که نشینی
هم صحبتی مردم بیگانه رها کن
سیلاب غمش آمد و آورد خرابی
ای عیش چه ماندی نگران خانه رها کن
شب درد دل خود بر او گفتم و گفتم
خواب خوش من می بری افسانه رها کن
تا اشک فشان دید من غمزده را گفت
واقف برو این بازی طفلانه رها کن

۴۹

ماند واپس برهت دین و دل و جان از من
چه شنیدند چه دیدند رفیقان از من
از سر جان پی تعظیم تو برخاسته ام
سرگران نگذری ای ناوک جانان از من
گذرت گر به گلستان فتد ای آب روان
شوق پابوس رسانی به نهالان از من

دیر و مسجد شده از سیل سرشکم ویران
 گله بنیاد کند گبر و مسلمان از من
 همچو شمع معرم طاقت خود داری نیست
 یار جان می طلبد با لب خندان از من
 خار را بین که چسان دست و گریبان گسست
 می کشی این همه از بهر چه دامن از من
 خوش قماری چو من ای سیمبران دیگر نیست
 از شما داو زدن باختن جان از من
 اختلاطش بمن آمیزش بوی است بگل
 کی کند گوش سخنهای پریشان از من
 تاب سرگوشی زلف آنکه ندارد واقف
 کی کند گوش سخنهای پریشان از من

۵۰

کار ما گذشت از کار فکر ما خدا را کن
 یعنی از غم دوری مرده ایم احیا کن
 بسته امید و بیم تا بکی زیم صیاد
 یا پر مرا بشکن یا در قفس وا کن
 کرده تیغ مرگانت پاره پاره دلها را
 از دعای مظلومان پاره ای مجابا کن
 رایگان مکن خود را عرض ای سمنی بالا
 قدر خویشتن بشناس نرخ جلوه بالا کن
 چند تیغ رعنائی برکشی ز خودرایی
 شعله نیستی آخر ترک سرکشها کن
 ساخت شهر را ویران آب دیده واقف
 من ترا نمی گفتم جای گریه پیدا کن

۵۱

چون سیل روم در طلب دوست شتابان
 ویرانه بویرانه بیابان به بیابان

از خانه برون آمدنت نیست مناسب
 هستند درین کوچه بسی خانه خرابان
 یک سرو بموزونی قد تو ندیدیم
 گشتیم درین باغ خیابان به خیابان
 روشن شده از پرتو روی تو همه شهر
 بر کلبه من نیز بتاب ای مه تابان
 مستی تو چه داری خبر از اینکه جهان را
 کرد است سیه دود دل سینه کبابان
 واقف چکنی بوسه سوال از لب آن شوخ
 شیرین دهنان اند بسی تلخ جوابان

۵۲

دل رفت ز من پی نکویان جان نیز پی سراغ جویان
 در دیده سیاهیم نماند است از حسرت این سمید رویان
 ای کاش دو گوش من شود کر یا گنگ شوند پند گویان
 فریاد که روز ما سیه شد از دولت این سیاه مویان
 خوش باش که می روم ز کویت دست از تو بآب دیده شویان
 زین باغ گلی نداد دستم رفتم دل پاره پاره بویان
 واقف چون شمع رفتم آخر زین بزم بداغ شعله خویان

۵۳

سرمه سا چشم تو کرد این همه بیداد بمن
 که نماند است دگر طاقت فریاد بمن
 برگ گل باد صبا در قفس من افکند
 رقعهای داشت ز یاران وطن داد بمن
 یار دیرینه من دل که سلامت بادا
 دیر بگذشت سلامی نفرستاد بمن
 کرده ام کوهکنی بادیه پیمایی هم
 بعد ازین تا چه کند عشق تو ارشاد بمن
 ناله بی محل از من بقیس سرزده است
 سرگران است چرا حضرت صیاد بمن

نیستم قابل تعلیم من خونین دل
 طفل اشکم چکند کوشش استاد بمن
 تو برو واقف اگر جای دگر هست ترا
 که فتادن بدیار او خوش افتاد مرا

۵۴

هزاران ناله مانند هزاران
 سرشک از دیده میریزم چو باران
 کسی از دوده شب زنده داران
 کمند گیسوی این دل شکاران
 قرارم برده اند این بی قراران
 چه می آید دگر از خاکساران
 شدم سر حلقه عصیان شعاران
 تو از گل نال من از گلعداران
 که مصرف نیستش جز دل فگارن
 گل افسرداست همچو روزه داران
 که گشته آفت پرهیزگاران
 اگر این است همراهی ز یاران
 بروز ما پریشان روزگاران
 که مشکن خاطر امیدواران
 زمین تشنه ام مشتاق باران
 چو باران است در فصل بهاران

کشم از خار خار گل عذاران
 بیاد آرم چو صحبت های یاران
 نماند امروز غیر از شمع زنده
 دلی نگذاشت با کسی از تطاول
 چنین بهر که که میگردند افلاک
 بجز برباد رفتن در هوایت
 ز بار معصیت شد حلقه پشتم
 بیا بلبل بهم صحبت بداریم
 بگولب را نمک بی جا نریزد
 تو تا رفتی چمن آبی نخورد است
 سر چشمان بیمار تو گردم
 نخواهند آمدن همراه نعشم
 ز خط خواهد نشست آن زلف روزی
 بت سنگین دل ما را که گوید
 عرق ریزان بیا بر تربت من
 بروز وصل واقف اشک شادی

۵۵

در گریه نکرد یاری من
 بیزاری یار و زاری من
 رحم آر به دم شماری من
 آورده برشک خواری من
 از شومی ببقارای من
 بر محضر خاکساری من

دل دید ز بسکه خواری من
 نظاره کنید سیر دارد
 مگذار قدم شمرده سویم
 در کوی تو اعتبارها را
 نقشم در هیچ جای نشست
 مهری جز نقش پا نزبید

این مستی چشم داد بیداد شد آفت هوشیاری من
دل بود شریک درد آن هم خون گشت ز غم گساری من
تا کی خواهی گریست واقف بس کن ز جگر فشاری من

۵۶

ای چرخ بعد مرگ ز خاکم پیاله کن
وانگه به یار باده گسارم حواله کن
اوراق دل که میبری از من مده بباد
یکبار خود مطالعه این رساله کن
دارالشفای روی زمین است میکند
آنجا برو علاج غم دیرساله کن
داغ کسی دلا بتو تنها نمی رسد
قسمت به عضو عضو چون اوراق لاله کن
آهنگ تازهای بمن آموخت است عشق
بلبل بیا بمن بنشین مشق ناله کن
دل در گرفته ام ز تو در فکر رفتنم
فرصت غنیمت است بیا استماله کن
واقف بدست این دل صد چاک تا یکی
این شانه نذر آن بت مشکین کلاله کن

۵۷

هر کجا طفلی بود دیوانه من هر کجا شمعی بود پروانه من
هیچکس چون من خرابی دوست نیست هر کجا سیلی بود ویرانه من
غیرتی ای عشق آخر تا یکی غیر با او آشنا بیگانه من
عاشقم لیکن ز اقبال نیاز با تو دارم ناز معشوقانه من
چشم خواب آلوده ای چه دور گر به بیخوابی شدم افسانه من
ساختم با اشک در کنج قفس فارغم از فکر آب و دانه من
گشته ام در سینه صافیها مثل تا شدم دردی کش میخانه من
با پریشانان مرا آویزش است هر کجا زلفیست واقف شانه من

۵۸

سلوکی طرفه آن یار جانی می کند با من
که گاهی خشم و گاهی مهربانی میکند بامن

کشید از زاری من گرچه کار دل به بیزاری
ولیکن بالضرورت زندگانی می کند با من
ز بس احسان شماری بر زبان صد بار می آرد
اگر یکبار هم لطف زبانی می کند با من
چه گویم از جفای غمزه چشم کبود او
که بیداد بلای آسمانی می کند با من
به طول عمر نتوان یک سرمو عرض آن دادن
تطاولها که گیسوی فلانی میکند با من
باین پیری مرا او میکند بازبچه طفلان
نیم ناخوش که این ناز از جوانی میکند با من
بوصل از هجر بستان داد من آخر مسلمانم
که این کافر ز بیداد آنچه دانی میکند با من
سقط گوید دهد دشنام و از بزم کند بیرون
به بینید آنچه یار از قدردانی می کند با من
مرا با آنکه در مهر و وفا خوب امتحان کردند
همان جور و جفا از بدگمانی میکند با من
سبک روحم سرخود گیر از کوبش روم واقف
که آن بی رحم اکثر سرگرانی میکند با من

۵۹

نالد دلم چو بلبل از آمد بهاران
کین فصل میدهد یاد از وصل گلهزاران
ای طائر خجسته از در درآ خدا را
تا کی پرد ز شوق چشم امیدواران
ایمن نیم نگارا گر می کنی مدارا
تمهید جور باشد لطف ستم شعاران
در هجر زنده ماندم حالم شب وصالش
باشد چو روز محشر حال گناهگران
بنشاندم سگ او بر جای خود دران کوی
آری کنند یاران نیکی بجای یاران

ای عید ما وصالت جان تشنه زلالت
افسرده بی جمالت دل همچون روزه داران
در هجر و وصلی آن گل کار من است زاری
از بسکه خو گرفتم با ناله چون هزاران
حق وفای ما را تا کی فرو گذاری
این است بارک الله آیین حق گذاران
میخواست عذر خواهی خون کرد در دل من
واقف به جنگ ماند صلح ستیزه کاران

۶۰

در خون نشاند دل را مژگان دلشکاران
یک تن چسان برد جان از فوج نیزه داران
افتاده اند شیخان دنبال باده خواران
کس نیست تا بپرسد از این بزرگواران
ابرو کمان بتان را یا رب چه کیش باشد
کز جرم یک گناه هم کردند تیرباران
خیزد مگر غباری از شوق دامن او
ورنه دگر چه خیزد از خاک خاکساران
تا چند از لب تو بیجا نمک بریزد
رحمی دهد خدایت بر حال دلفگاران
بودم بگریه کان ماه بنمود چهره ناگاه
زانسانکه مهر گردد پیدا بعین باران
ای دل پیاده ای تو زین سان نفس چه سوزی
رفتند گرم زین دشت آتش عنان سواران
مشتی سپند قاصد در پیش راهش افکن
گر از تو یار پرسد احوال بیقراران
گل چاک زد گریبان سنبل کشاد گیسو
از رفتنت گلستان شد بزم سوگواران
دل در برم ز شوق مشغول پر زدنم است
زانسان که در پریدن چشم امیدواران

خمیازه‌های حیرت تا کی کشم نگاهی
ای مست کرده چشمت یک شهر هوشیاران
واقف کسی نیاید با نعلش من پس و پیش
مردم ولی ندیدم همراهی ز یاران

۶۱

خوش آن شبها که در گوشش حدیثی می رسید از من
گهی افسانه گفته ماجرای می شنید از من
اگر مانند زخم تازه خون گریم عجب نبود
که آن هم صحبت دیرینه یعنی دل پرید از من
بآهو نسبتش از سادگی دادم خطا کردم
ندانستم غلط فهم است او خواهد رمید از من
من آن دل تنگ هجرم در مصیبت خانه گیتی
که غمگین رفت همچون شام ماتم صبح عید از من
مرا ای درد هجران میکشی انصاف کن آخر
روا نبود اگر دانی اجل را نا امید از من
چرا ای غنچه محبوب خاموشی بمن وا شو
بگو حرفی و گرنه حرفها خواهی شنید از من
محبت بیمروت نیست تا ضائع کند رنجم
چو خاکستر شدم پروانه خواهد آفرید از من
تو نیکوکار و من عصیان شعارم از سرم بگذر
بمن زاهد نزاعت چیست وعد از تو وعید از من
زنیرنگ تو رفتم از جهان با داغ گوناگون
شوم چون خاک رنگارنگ گل خواهد دمید از من
کباب حیرت آن جلوئه مستانه ام واقف
نه دودی سر کشید از من نه خوننابی چکید از من

۶۲

بسته ام عهدی درستی در غمت با سوختن
من نخواهم لحظه‌ای از سوختن واسوختن

عشق ما را منصب پروانگی بخشیده است
 شمع حسن افروختن از یار و از ما سوختن
 از تب عشق توام حالی عجب رو داده است
 روزها مردن مثال شمع شبها سوختن
 کمترین بازی بود آن طفل آتش پاره را
 خانمان خلق از بهر تماشا سوختن
 سوختیم اما ز من دود شکایت برنخواست
 عشق فرمود است ما را ساختن با سوختن
 میتوان افروختن از رنگ روی او چراغ
 بر چنین روی توان پروانه آسا سوختن
 واقف از بزمش برو خود را بجای خود بسوز
 چند خواهی پیش آن بیدرد بیجا سوختن

۶۳

قصه خونم کرده ای میکن چه باک ای نازنین
 عاشق پاکم ببازم جان پاک ای نازنین
 لطف عامم خوش نمی آید عتاب خاص کن
 بر نمی تابد دماغم اشتراک ای نازنین
 پاره ای از شرح حال سینه صد چاک ماست
 نامه ما را مکن ناخوانده چاک ای نازنین
 چونتو فرزندی ندارد مادر دهر ای پسر
 دختر خود می سپارد با تو تاک ای نازنین
 آه کز نازک دماغی خوش نمی آید ترا
 سرکنم گر نغمه ای روحی فداک ای نازنین
 شکوه هجران اگر ننوشته ام معذور دار
 تا تو رفتی چشم من شد دودناک ای نازنین
 گرسی واقف بیار از جانب من عرض کن
 فکر بر اصلی که من گشتم هلاک ای نازنین

۶۴

نیم غمگین دل و دین صبر و طاقت گر رمید از من
 باین شادم که باری خاطری یار آرمید از من

به تلخی مردم و هرگز نگفت آن لب شکر گاهی
 کجا رفت آنکه گاهی زهرچشمی می چشید از من
 بایمای عجب آن ابروی مردانه میگوید
 که بهر قفل هر مشکل توان جستن کلید از من
 چه کردی ای فلک از آستانش دورم افگندی
 گه و بیگه فریادی بگوشش می رسید از من
 به بیدادی که آن کافر مرا کشت است می ترسم
 که در محشر برانگیزد بیک عالم شهید از من
 تجارت پیشه عشقم زیان از سود نشناسم
 سروسامان باندک عشوه بتوان خرید از من
 چورنگ و بوی گل با یار در یک پهرن بودم
 کنونم بر سر افشانند آستین دامن کشید از من
 خلاف عادت آن مه روی میپوشد ز من واقف
 خدا ناخواسته او را مگر چشمی رسید از من

۶۵

گرفتار کمندت صید بندگان به زیبایی ز گل رویت دو چندان تنی داری چوسیم و دل چو سندان بود سر حلقه اختر بلندان که نپسندند این را خودپسندان که شیرینی ضرر دارد به دندان که جویم چاره از نادرمدندان نمی فهمی زبان دردمندان که گردد غنچه تصویر خندان	زهی سرحلقه کاکل کمندان به رعنائی دوبالا قدت از سرو لبی داری چوشکرخرف چون زهر چه گویم از درگوش تو ای ماه بر خوبان مگو از لاله و گل چرا هر لحظه جانان میگری لب مرا با درد خود مردن ازان به تو بیدردی چگویم با توزین درد دل ما بشگفت آن روز واقف
--	---

۶۶

مرا بگذار چندی با دل من قیامت می کند برپا دل من که خواهد سوخت تا فردا دل من	اگر رسواست ورشیدا دل من سری دارد به سرو قامت او بزن بر آتشم امروز آبی
---	---

همه کس دل گرفته از برت رفت نماند اکنون برت الا دل من
 بکوی دلبران غوغاست واقف ولیکن هست سر غوغا دل من

۶۷

مردم و بوسه‌ای آن شوخ نه بخشید بمن
 کرد هم‌خواب لحد حسرت جاوید بمن
 دل عجب یار خوشی بود علیه الرحمه
 تا نفس داشت درین غم‌کنده نالید بمن
 گرد او همچو صبا گرچه بسی گردیدم
 یکره آن غنچهٔ محبوب نخواستید بمن
 هنر بخت بدم بین که شب وصل آن ماه
 درمیان تیغ ن خوابانده نخواهید بمن
 نفسی بیش نبود از من و آن نیز نماند
 آه کان آئینه رو صاف نگردید بمن
 من گذشتم ز سر دعوی دل دیر گذشت
 زلف یار این همه از بهر چه پیچید بمن
 آبروی که مرا بود در آن بزم این بود
 که بجز گریه کسی گرم نجوشید بمن
 نیست ممکن که من از دست دهم داغ کسی
 فی‌المثل گر بدهی ساغر جوشید بمن
 خجل از مهری سایهٔ خویشم واقف
 زان که یکی عمر درین بادیه گردید بمن

۶۸

در خاطر رسیده دلان جا بهم رسان
 آرامگاه خویش بدنیا بهم رسان
 از یک دگر ز تفرقهٔ عشق ما و دل
 افتاده‌ایم دور خدایا بهم رسان
 این شهری آهوان همه سرشار وحشت اند
 همچون صفت انیس ز صحرا بهم رسان

سامان گریه گر بتو ای دل نمانده است
 خونی برسم قرض ز اعضا بهم رسان
 آن شاهی که از نظر خلق غائب است
 در پرده نیست دیده بینا بهم رسان
 سازم چسان به عقل که زنجیر گیسوان
 تکلیف میکنند که سودا بهم رسان
 واقف بسوی اصل رو از پاک طینتی
 ای قطره آشنایی دریا بهم رسان

۴۹

دل ز چشم و ابروی جانانه میگوید سخن
 گاه از مسجد گه از میخانه میگوید سخن
 از خیال گردن ساقی و چشم مست او
 دل مدام از شیشه و پیمانه میگوید سخن
 هست نخل و بید پیش اره یکسان همچنان
 عشق با هر کس بیک انداز میگوید سخن
 بهم تیغ ابروش نگذاشت دم در هیچ کس
 نرگس او همچنان مستانه میگوید سخن
 این غزل از پرتو صائب بمن واقف رسید
 از زبان شمع این پروانه میگوید سخن

۷۰

مگر کرده است پیدا خوی طفل اشکیار من
 که تا نگرستم هرگز نیاید در کنار من
 بیاد شمع رویش پیکرم گر این چنین کاهد
 شود خاکستر پروانه صد ره جامه دار من
 ازین شادی که گرمی میکند با او تب شوقت
 نگنجد برق سان در پوست نبض بیقرار من
 تو خوش در خواب میباشی بپرس از شمع احوالم
 که او دارد خبر از دیده شب زنده دار من
 نه امروز است از زلف توام آشفته اطواری
 که بودم طفل و با مشق پریشان بود کار من

بروز پاس من از چشم جانان چشم آن دارم
 که گردد عذر خواه مستی دنباله دار من
 چنان در خاک بردم آرزوی شمع رخساری
 که برگ گل پر پروانه گردد بر مزار من
 پریشان حالیم زلف ترا باور نمی آید
 مگر روزی که سنبل سبز گردد بر مزار من
 بگو واقف چسان خوابم که شب تا صبح می باشد
 سر غم در کنار دل سر دل در کنار من

غزلیات ناتمام

۱

چین بر جبین ز خوی بد ای مه جبین مزن
 بهر خدا که چین بجبین این چنین مزن
 دل داده ام دماغ سخن گفتنم کجاست
 انگشت بر لبم دگر ای هم نشین مزن
 جام جهان نماست بدست فتاده مفت
 گر قدر دل شناخته ای بر زمین مزن
 کوتاه چه می کنی شب امید بیدلان
 ظالم گره بسلسله عنبرین مزن
 جان بر سر نزاکت تو ارزه می کند
 جانان بسر جو شمع گل آتشین مزن
 جانم مسوز ای ز خدا بی خبر مسوز
 آتش ز خشم در پر روح الامین مزن
 رفعت طلب نکرده دلم از تو هیچ گاه
 ای آسمان مرا به عبت بر زمین مزن

۲

هواداری یاران بر نمی تابد دماغ من
 پر پروانه دامن می فشاند بر چراغ من
 بدشت بی نشانی آن چنان آواره گردیدم
 که عنقا میشود هر کس که میگیرد سراغ من

بمن میکرد گرمی تا سحر پروانه در بزمش
 مگر امشب ز موم شمع مرهم داشت داغ من
 چه کم خواهد شدن از دولت آن حسن روز افزون
 اگر از سایه اش روشن شود یک شب چراغ من
 نمی دانم کجا از فتنه چشم تو بگریزم
 که مژگانهای گیرای تو میگیرد سراغ من
 چه از نظاره منعم میکنی بگذار ای ناصح
 تماشا همچو شمع آرد برون دود از دماغ من
 مرا فکر سخن فارغ ز گلگشت چمن دارد
 که باشد چار مصراع رباعی چار باغ من

۳

مژده وصل ای صبا برسان	خسته هجر را دوا برسان
مدعای دل است ناوک یار	یا رب او را به مدعا برسان
بعد مرگم سگان کویش را	استخوان من ای هما برسان
می طعم بسملانه در دامت	های صیاد خویش را برسان
ای صبا چون بزلف او گذری	دل ما را ز ما دعا برسان
هست یعقوب چشم بر راحت	بوی پیراهن ای صبا برسان

۴

بر در مهوشان گدایی کن	یک شبی طالع آزمایی کن
تیرگیهای روز هجرم گشت	ای شب وصل روشنائی کن
تا ترا ره بدیر عشق دهند	بر در کعبه جبه سایی کن
تا ازین کشتگان شوم ممتاز	دست از خون من حنائی کن
راه گم کرده ام بکوچه عقل	حضرت عشق رهنمایی کن

۵

بکوی که خوارند آنجا عزیزان	چرا میروی ای دل افتان و خیزان
بخند ای کهن زخم افسرده کامد	صبا از سر زلف او مشک بیزان
بمطلب ظفریاب آسان نگشتیم	که یک عمر بودیم از خود گریزان

ازان گشت در عشق مجنون غلامم که لیلی است ترا از کنیزان
نشیند باغیار هر شام آن شمع نمی ترمسد از آه ما صبح خیزان

۶

چون تو آبی بر سر بیداد نتوان زیستن
ور توان بی خاطر ناشاد نتوان زیستن
در قفس هم میتوان یک چند فارغبال زیست
لیکن از بی رحمی صیاد نتوان زیستن
گشت در طفلی پدر از عشق من بیزار و گفت
با تو ای رسوای مادر زاد نتوان زیستن
ای صبا از من بگو با خوش نشینان چمن
تا بود دام و قفس آزاد نتوان زیستن
ای که می پرسی که اقلیم دلت ویران چراست
عشق هر جا حاکم است آباد نتوان زیستن

۷

در آتشم از عشق و نگویی چه خس است این
جانا گل آسیرش اهل هوس است این
چون مرغ نواسنج دلم گشته اسیرت
صیاد نگه دار که باب قفس است این
در عاشق و اهل هوش نیست تمیزی
طفل است چه داند چه کس است آن چه کس است این
ای قافله سالار نکویان ز تو فریاد
دل نالد و گویی که صدای جرس است این
وز لعل لب یار دل بوالهوس ما
هرگز نشکبید شکر است آن مگس است این

۸

یک شب قدمی رنجه نما زاری من بین
بیماری و بیداری و بی یاری من بین
هر چند که راندی ز جریم تو نرفتم
ای من سگ کوی تو وفاداری من بین

در سلسله زلف تو بند است دل زار
آهسته رو ای شوخ گرفتاری من بین
تو خفته و من شمع صفت بهر توسوزم
چشمی بکشا یک ره و بیداری من بین

۹

زان لب سخنی شنفته ام من امروز چو گل شگفته ام من
از حسرت چشم سرمه ناکت در خاک سیاه خفته ام من
دانی دلم از چه غبار است بسیار بآه رفته ام من
دل را ز تطاول زمانه در زلف کسی نهفته ام من

۱۰

قهر و عتاب و جور و جفا میکنی مکن
با این دل شکسته چها میکنی مکن
پیکان خویش از دل ما میکشی مکش
این یار را ز یار جدا میکنی مکن
ای نور دیده از نظرم میروی مرو
این خانه بی چراغ چرا میکنی مکن
اوراق دل بیاد هوس میدهی مده
مانند غنچه کسب هوا میکنی مکن

۱۱

خون مرا بریزی و گویی رواست این
ای من هلاک طور تو رسم کجاست این
بر خاک ما بدست بلورین گلی بریز
ظالم شهید ناز ترا خون بهاست این
بر خاک پای او میگذر تند ای صبا
نتوان بیاد داد دگر توتیاست این
پیر مغان دمی که مرا داد درد می
گفتا مس وجود ترا کیماست این

۱۲

در لباس دلبران حسن خدایی را بین
رو گرفتن را نظر کن خودنمایی را بین
بند بندم را جدا از یکدگر افکنده است
جان من یکره بیا ظلم جدایی را بین
بارها آینه از شرم رخت گردیده آب
باز می آید برویت بی حیایی را بین
خوش فرو رفتم بدریای سرشک از دست او
دست من نگرفت پاس آشنایی را بین

۱۳

جور تو بی حساب شد بس کن
بت من چند آتشین خوبی
کشور دل خراب شد بس کن
مرغ و ماهی کباب شد بس کن
سنگ از خجلت آب شد بس کن
سربسر پیچ و تاب شد بس کن
رشته جان ز زلف تافتنت

۱۴

زلف و رخسار دل افروز بین
روز بی شب شب بی روز بین
تن چو فیروز شد ز اشک توام
مدد طالع فیروز بین
بدگمان کرد بمن خوب مرا
اثر حرف بد آموز بین
پیش بین باش و رخ فردا را
هم در آینه امروز بین

۱۵

در فراق آن بدل نزدیک و دور از چشم من
ای عزیزان رفته چون یعقوب نور از چشم من
با امید وصل و بیم هجر کار افتاده است
گاه آید اشک شیرین گاه شور از چشم من
ای صبا بر خاک پایش گذر چون افتد ترا
عرضه داری آرزومندی ضرور از چشم من

۱۶

بنده پرور ز پی یک دیدن
این قدرها نتوان رنجیدن
من کیم کز تو کنم بوسه طلب
من و از دور زمین بوسیدن
پرسی از من که چه در سر داری
کعبه ام گرد سرت گردیدن

۱۷

زین دامگاه حادثه رستن نمیتوان
 بال و پری بهره شکستن نمیتوان
 هیچ است آنچه گفته شود از میان او
 مضمون نازکیست که بستن نمیتوان
 سوز و گداز خویش کنم ایستاده عرض
 در بزم او چو شمع نشستن نمیتوان

۱۸

چه دیدی ز من ناز پرورد من که پوشیده‌ای چشم از گرد من
 مرا کار از غم بجای رسید که خندد سحر بر دم سرد من
 تو بر گریه ام گر بخندی رواست ترا نیست بی درد من درد من

۱۹

از برای غارتم زین سان متاز ای نازنین
 اندکی وا زن عنان رخس ناز ای نازنین
 شکوه‌ای سرکرده بودم تیغ بر فرقم زدی
 قصه کوتاه ساختی عمرت دراز ای نازنین
 آخر این آینه روزی زنگ پیدا میکند
 این قدر از سادگی بر خود مناز ای نازنین

۲۰

اشکم بکشید پا بدامن این طفل نکرده جا بدامن
 پای نه شناخت آن سرکوی دیگر نشد آشنا بدامن
 خواهم که ز دست او کنم چاک پیراهن صبر تا بدامن

۲۱

ساقی خدای را بر من وصف باده کن
 من مستفیدم و تو مفیدی افاده کن
 ناصح دلم بجای دگر بود این زمان
 من گفته‌ام ترا نشنیدم اعاده کن

هرچند از عتاب تو سیری نمی شود
لطفی که میکنی بمن اندک زیاده کن

۴۲

بحکم ناز گهی غمزه را چو تیر بزن
بگو که تیغ نخستین برین اسیر بزن
شنیده‌ام که پر از تیر ترکشی داری
بیا و این همه را بر دل فقیر بزن
چنان مکن که کشد حسرت جفای توام
به تیغ اگر نفوازی مرا به تیر بزن

۴۳

عبث بی عشق عمری زیستم من نه فرهادم نه مجنون کیستم من
به بزم آلود حکمی بفرما نشینم یا روم یا ایستم من
شنیدم ناله مرغ قفس را بیاد دل بسی بگریستم من

۴۴

نمی دانستی از طفلی هنوز آن شوخ پان خوردن
که یاقوت تو کردی مشق خون عاشقان خوردن
بشهر آورده آخر ذوق سنگ کودکان ما را
بصحرا خاک تا کی همچو مجنون میتوان خوردن
دلخون می خورد در سینه با پیکان او یکجا
که باید میزبان را ماحضر با میهمان خوردن

قطعات

۱

چو بست غمزه آن شوخ شست بر دل من
هزار ناوک کاری نشست بر دل من
ازان زمان که تو بستی بغیر عهد وفا
رسیده است فراوان شکست بر دل من

۲

آشفته تر ز طره یارم درین جهان
بیمار تر ز نرگس یارم درین جهان
سوزم بداغ بیکسی خود از آنکه من
از دودمان شمع مزارم درین جهان

۳

بسوزان یا بکش یا محرم بزم وصالم کن
ندارم هیچ حال ای هم نشین رحمی بحالم کن
ندارم هیچ خون گرمی که گردد غمگسار من
بیا ای گریه باری ساعتی رفع ملالم کن

۴

تا نگردد خانها ویران ز آب چشم من
بر تو کی گردد عیان حال خراب چشم من
صبح چون بی پرده شد بر خویشتن لرزد چراغ
دیدنی دارد ز رویت اضطراب چشم من

۵

مجنون نداشت خاطر ناشاد همچون من
هرگز نبود غم زده فرهاد همچون من
ناصح که دل شکست بسنگ ملامتم
یا رب اسیر سنگ دلی باد همچو من

۶

معاملت نیست ز کوی تو جدایی کردن
بادشاهی است بکوی تو گدایی کردن
بر دل خون شده ام درمت که از رهم گذاشت
غرضش بود همین پنجه حنایی کردن

۷

پرده از رخ برفکن کز ابر ماه آید برون
جلوه کن تا عاشق از روز سیاه آید برون

همچو بوی غنچه پیش آن گل نازک دماغ
ناله بی صوت از دهان داد خواه آید برون

۸

یار را از شکوه کردم خصم جان خویشان
سوختم چون شمع یاران از زبان خویشان
تا به بینم فال از شوق سگ کوی کسی
می تراشم قرعه ای از استخوان خویشان

۹

نیست در عالم غربی همچون من
دردمندی بی طبعی همچو من
ای فلک گرد جهان گردیده‌ای
دیده‌ای حسرت نصیبی همچو من

۱۰

بسکه ز آتش غمت آب شد استخوان من
بر سر کوی او نماند هیچ بجا نشان من
قدر وفا چه پرسیم بعد وفات من بین
خاک سگان کوی او بر سر استخوان من

اشعار متفرق

۱

زخمم از خونم سخن پیوسته گوید گرچه من
لقمهای خویش از مرهم گذارم در دهن

۲

به فکر کشتن عاشق چو بنشینند خوش چشمان
بسان دسته نرگس کمر بستند خوش چشمان

۳

کام بخش آن لب همچون عسل خواهد شدن
تلخی عیشم به شیرینی بدل خواهد شدن

۴

دانسته از خم می ای محتسب گذر کن
از باطن بزرگان بهر خدا حذر کن

۵

به جستجوی تو کردم ز بسکه پیشه دویدن
بزیر خاک بود کار من چو ریشه دویدن

۶

جفا کن جور کن بیداد کن یا مهربانی کن
گرفتارم اسیرم هرچه خواهی هرچه دانی کن

۷

در کوی تو افتادم و خون شد جگر من
ای کاش بکویت نه فتادی گذر من

۸

هر گل که بعد مرگ بروید ز خاک من
باشد نمونه‌ای ز دل چاک چاک من

۹

نوبهار آمد دلا شوری ز بلبل قرض کن
در گریبان گر نداری چاک از گل قرض کن

۱۰

با غیر ترا کنایه کردن
ظلم است صریح در حق من

۱۱

غم دل بسوی تو ای مهربان
من اندک نوشتم تو بسیار دان

۱۲

نگوییم ناصح نصیحت مکن
نصیحت کن اما فضیحت مکن

۱۳

نوبهار آمد به مستی عهد و پیمان تازه کن
گل شگفت‌ای دل تو هم چاک گریبان تازه کن

۱۴

بی برگی آنچه کرد با من
برقی نکند به هیچ دشمن

۱۵

مرهم آورده است روغن
ای داغ دلم چراغ روشن

۱۶

چنان شده است بوحشت قرین طبیعت من
که نیست در دو جهان یک نفر به نفرت من

۱۷

بنام نامه نوشت هرگز خوش کلام من
زبان خامه اش را رنگ می آید ز نام من

۱۸

بود گو نکته گیرها بجا نتوان پسندیدن
که حال شمع گردد تیره در هنگام گل چیدن

۱۹

استخوانم کرسی پیکان او شد عاقبت
حمد لله آنچه دل میخواست شد کرسی نشین

۲۰

تا بعد مرگی قدر تو روشن شود بخلاق
باید بسان شمع ترا خوب زیستن

۲۱

بر دل خون شده ام دمت نه از رحم گذاشت
غرضی بود همین دست حسایی کردن

۲۲

موبتمقار ز ابرو مه من کردن چیست
دخل بیجا چه کنی مطلع امتاد است این

۲۳

هرگز نکردم پیش کس اظهار درد خویشتن
دارم خجالت گونه ای از رنگ زرد خویشتن

ردیف الواو

۱

پوشیده رخ ز دیده ما میروی مرو
 مشتاق دیدنیم کجا میروی مرو
 یک بار بی چراغ مکن این دو خانه را
 از دل جدا ز دیده جدا میروی مرو
 منع تو بی وفا نتوان کرد از سفر
 کس عمر را نگفته چرا میروی مرو
 ای بی وفا تو عمر نه ای اندکی بایست
 با این شتاب آه کجا میروی مرو
 از چین زلف او بستان مشک ای صبا
 سوی ختن ز راه خطا میروی مرو
 ای خضر کار من شده از تشنگی تمام
 تو از برای آب بقا میروی مرو
 کارم ز درد با نفس واپسین فتاد
 ای هم نفس برای دوا میروی مرو
 رفتن خبر نکرده چه لازم نگار من
 از دست من برنگ حنا میروی مرو
 واقف شو بسلسله زلف او امیر
 از سادگی بدام بلا میروی مرو

۲

ای مرا روی ارادت سوی تو	قبله دل کعبه جان کوی تو
بر سر کوی ارادت من کیم	بنده صاحب سلامت کوی تو
غافل از دود دلم نتوان شدن	خواهد آمد همچو خط بر روی تو
هیچ کس از درد ما آگاه نشد	شد پیرشان اندکی گیسوی تو
در بهشتم دل نمی آید فرود	تا جدا افتاده ام از کوی تو
چشم من بسیار گردید و تدید	گوشه ای چون گوشه آبروی تو
خون خورم زین غم که چون مینای می	هر تنک ظرف است هم زانوی تو
مرو من رفتی و آب از دیده ام	شد روان از بهر جست و جوی تو

چون کنم کز بهر آزارم رقیب متفق شد با سگان کوی تو
گویمت دیوانه و مستم که کرد بوی تو ای آفت جان بوی تو
غیر از تیغ تو شد سیراب و من تشنه مردم بر کنار جوی تو
من گدای کویت ای مولای روم شیئا لله از جمال روی تو
داد واقف را بده ای شاه حسن می کشد تصدیع در اردوی تو

س

سود خود می شمرد غیر زیان من و تو
مصلحت نیست که آید بمیان من و تو
اتحادیست مرا با تو که نازک کمرت
گرچه مویدت نگنجد بمیان من و تو
درمیان من و تو رمز و اشارت بهتر
تا نیفتد به ملا راز نهان من و تو
جذبه حسن قیامت کشش عشق بلاست
می برد عاقبت از دست عنان من و تو
من بتو عاشق و تو عاشق شوخ دگری
تا چه از عشق رسد بر دل و جان من و تو
گر رسد دست کنم قطع زبان اغیار
تا نسازند سخنها ز زبان من و تو
مکن ای مرغ چمن دعوی هم طرحی من
می شناسد همه کس طرز فغان من و تو
سبق ناز و نیاز از من و تو میخواندی
بودی از لیلی و مجنون بزبان من و تو
غنچه با غنچه دیگر بچمن می گوید
هست پیش دهنش هیچ دهان من و تو
دل بمن گفت چو از دور نمایان شد یار
با خبر باش رسید آفت جان من و تو
واقف از بهر خدا دست بنه بر دل خویش
شهر پر زلزله شد از خفقان من و تو

م

برو ای شوخ جفا کار برو برو ای یار دل آزار برو

رجم بر هیچ مسلمان نکنی
 دوستی با تو بخود دشمنی است
 بدراً ز دلم ای آفت جان
 چکنی عشوه فروشی با من
 از تو سیر آمدم ای آب حیات
 از سرم بگذر و بگذار مرا
 خون شو ای دل که بتنگم از تو
 عجب از تو که نرقتی ز دلم
 بعد ازین نامده باشی بر من
 ناصح از صحبت زندان برخیز
 برو ای کافر خونخوار برو
 تو نه ای در خور این کار برو
 از تو جانم شده بیزار برو
 بعد ازین پیش خریدار برو
 نیستم تشنه دیدار برو
 با تو ام نیست سر و کار برو
 از ره دیده به یکبار برو
 گر چه گفتم بتو صد بار برو
 آمدم از تو بزنبهار برو
 تو نه ای واقف اسرار برو

۵

مایل رحم اگر بدی چشم ستم پرست تو
 خون مرا نه ریختی غمزه تیز دست تو
 خورده ام از تو ناوکی وز پس ذوق میکنم
 گاه دعای دست تو گاه دعای شست تو
 این دل خون گرفته ام بسکه کشید درد و غم
 رفت امید عافیت همچو حنا ز دست تو
 ایدل شیشه جانمن سخت ز خویش غافلی
 سنگدلان شمهر را هست سر شکست تو
 کیست رقیب سگ که تا واقف ازو کند هراس
 حمله شیر میکند عاشق فاقه مست تو

۶

روزها شد نمی نمایی تو
 همچو عمرت عزیز میدارم
 کعبه دل خراب می سازی
 چه جگرها که خون شد از دستت
 هر ادای تو خوش کند دل را
 خاکم از دولت تو شد اکسیر
 بدعا از خدات می خواهند
 این غزل گوش کن زمن واقف
 دل چه پیش آمدت کجایی تو
 گرچه بسیار بی وفایی تو
 مگر این خانه را خدایی تو
 خون شو ای هجر بد بلایی تو
 الله الله چه خوش ادایی تو
 ای محبت چه کیمیایی تو
 یعلم الله عجب بلایی تو
 که بطرز من آشنایی تو

۷

کند گر ناوک آن آشنایم خانه در پهلو
 بود به زینکه بنشیند مرا بیگانه در پهلو
 چرا مایل شود با صحبت کس هر که را باشد
 سر شوریده هم زانو دل دیوانه در پهلو
 فرو نشیند از تدبیر هرگز درد پهلویم
 مگر یک لحظه بنشیند مرا جانانه در پهلو
 خراب افتاده دل در پهلویت آباد کن او را
 نزدیک چون تویی را جان من ویرانه در پهلو
 چنان پر می زند دل در هوای شمع و خسار
 که مسکن کرده پنداری مرا پروانه در پهلو
 نیاسودیم ما یک لحظه از قرب و جوار دل
 مبادا کافری را نیز ماتم خانه در پهلو
 از آن چشم و ازین دل حال من با آن کسی ماند
 که مست اندر کمینش باشد و دیوانه در پهلو
 چه بخت است اینکه درد از پهلو هر کس که بوخیزد
 در آید از در و بنشیند یارانه در پهلو
 چه سود از طی راه کعبه از پهلو کنی واقف
 که داری از دل پر آرزو بختانه در پهلو

۸

از دست شست چشم سیاهی که آه ازو
 ما را رسیده تیر نگاهی که آه ازو
 ابرو کمان من بی آزار من مباش
 دارم به جعبه ناوک آهی که آه ازو
 هیچ از زر سپید سرشکم بجا نماند
 دارم ز هجر روز سیاهی که آه ازو
 پیش آمدم بهر قدمی کاهش دگر
 افتاده ام چو شمع براهی که آه ازو
 همدم ز جور آن صف مرگان چگویمت
 محصور گشته ام به سپاهی که آه ازو

مانند کشتی که بطوفان شود دوچار
دارم ز گریه حال تباهی که آه ازو
خیری نمی کند بگدایان کوی خویش
کارم فتاده است بشاهی که آه ازو
منکر چسان ز عشق شوم باوجود اشک
بر روی من دویده گواهی که آه ازو
دارد چو ماه نو من دیوانه را بشور
بر فرق کج نهاده کلاهی که آه ازو
نالد و گفت شب دل مسکین دران ذقن
بختم فگنده است بچاهی که آه ازو
بر رخ نقاب طره شبگون گرفته یار
روزم سیاه ساخته ماهی که آه ازو
واقف چه پریم سبب آه دلمدم
دارم بدوش بار گناهی که آه ازو

۹

دارد بهر باغ آن قاست و رو
بابل ثنا خوان قمری دعا گو
غلطیده در خون دیدم دران کو
فرزانه یک سو دیوانه یک سو
اوضاع دل شد از بس پریشان
گردد همه شب گیسو به گیسو
در کشتن ما خوش هم زبان است
مژگان بمژگان ابرو به ابرو
خاک حریمش گل گشت و گل شد
از گریه من از خنده او
که جان بخشد که دل ستاند
لعلش ز معجز چشمش ز جادو
این چشم پاکم با یار بنشانند
آینه آما زانو به زانو

ما را شکایت از دیگری نیست
 ما از دل خود خوردیم پهلوی
 گریه نامه قتل آید ز یارم
 من سازم آن را تعویذ بازو
 ترسم برآرد دود از دماغم
 آن زلف مشکین بر می کنم بو
 در جستجوی گم شد دل من
 خود گو کجایی ای یار دل جو
 از بهر تیر آن صید افکن
 در دشت جنگد آهو به آهو
 آن کاکل از بس آشفته ام کرد
 صد دسته سنبل دارم بهر مو
 ما را نباید یا غیر سنجید
 داریم تیرش در دل ترازو
 می خواست با او گردد مقابل
 از حیرت افتاد آینه بر رو
 خوش آنکه آید آن یار دل جوی
 دل خواهد از من گویم که دل کو
 عمریست واقف از کوی تو رفت
 گاهی نگفتی دیوانه ام کو

۱۰

خزان خط بجا نگذاشت رنگی از بهار او
 دل اکنون داغ میگرد ز سیر لاله زار او
 من ای طفل یتیم گوهر از بخت تو حیرانم
 که در گهواره زر داده جایست گوشوار او
 ز صافی رنگ هم بر روی او نتواند استادن
 عرق را چون میسر شد نشستن بر عذار او
 نسیم نافه آید از چراغ مرده بر خاکش
 بمیرد هر که در سودای زلف مشکبار او
 بسودایش سرشک از دیده رنگ از چهره میریزم
 زر و سیمی اگر میبود میکردم نثار او

تلاش واژگون بختان اثر برعکس می بخشد
به تسخیرش نشستم در کمین گشتم شکار او
ز بهر دل چرا ابرام با او می کنی واقف
بهل این قطره خون را که تا آید بکار او

۱۱

خراب و خسته و بیمارم از تو
دلا خون شو که من بیزارم از تو
بین چشم چه گلهای می فشاند
ازان خاریکه در دل دارم از تو
چه پرسی خانه آبادان چه پرسی
خراب کوچه و بازارم از تو
جفا برداشتم بسیار و اکنون
درین فکرم که دل بردارم از تو
تو بیتابی و من می گریم از درد
مکن واقف که در آزارم از تو

۱۲

دل را نواخت گرچه لب نوشند تو
جان را گداخت بیم نگاه کشند تو
بی پرده ای و دیده ز دیدار بی نصیب
در خاک و خون طمیده دل از چشم بند تو
چشم بد از تو دور که چون بگذری بباغ
گلهای کنند خرده خود را سپند تو
رحمی بزاری دل بیمار ما بکن
شبهها دراز گشته زلف بلند تو
سوی ارم ز کوچه زنجیر تست راه
رحمی است بر کسی که نیفتد به بند تو
بر درگاه تو تحفه من خاکسار را
افتادگیست کاشکی افتد پسند تو

در خاک ره بقامت خم گشته من کیم
 نعل جدا فتاده ز سم سمند تو
 زانجا که حفظ صحبت موجود لازم است
 پرهیز می کند ز دوا دردمند تو
 زلف پری بخوبی دامت نمی رسد
 گیسوی حور نیست به لطف کمند تو
 واقف اسیر زلف که گشتی که شد بلند
 شور دگر چو سلسله در بند بند تو

۱۳

تیر کاری خورده ام از شست او	فرصتم بادا که بوسم دست او
طالع مشاطه را نازم که هست	حل و عقد زلف تو در دست او
چشم یوسف بر زلیخا گر فتد	دسته نرگس شود نی بست او
بعد ازین آب از نی نرگس خورم	گشته ام بیمار چشم مست او
واقف از زنجیر نتوانم گسیخت	چون کنم گردیده ام پابست او

۱۴

شراب گرم نجوشد به انجمن بی تو
 کباب بس نکند از گریستن بی تو
 نظر به گل نکنم نام می نمیگیرم
 که دل گرفته شدم از نو و کهن بی تو
 بهار عمر چسان بگذرد به شیرینی
 مرا که گشته شکر زهر در دهن بی تو
 من و شکایت هجر تو شعله خو چه مجال
 چو شمع کشته ندارم سر سخن بی تو
 خدا فراق نسازد نصیب کافر هم
 به بت نمانده سروکار برهن بی تو
 ز شهر رفتی و بسیار جامه زیبان را
 فتاده کار به پوشیدن کفن بی تو
 بیا بیا که بخاک مذلت از اشکم
 نشسته است دو صد طفل سیمتن بی تو

بگو بیوسف من ای صبا که جان عزیز
به تن نشسته چو یعقوب ممتحن بی تو
اگر بیار رسی عرض کن ز من واقف
بیا که سخت وبال است زیستن بی تو

۱۵

جانم بلب رسانده‌ای از دل برآ برو
ای عشق وا شو از سر من ای بلا برو
بوی ز زلف یار نداری چه فایده
بی تحفه آمدی بر ما ای صبا برو
این مشت استخوان همه بذل سگان اوست
بردار سایه از سر من ای هما برو
آهم بخاک رفتن آن آستانه رفت
ای اشک بهر آب زدن از قفا برو
تنها همین زمان بسفر رفته است دل
ای جان تو هم روان شو بردار پا برو
مانند عمر از تو وفا خواستن خطاست
با کس وفا نمی کنی ای بی وفا برو
آهم به آسمان شد و کاری نکرد آه
باری تو هم برای خدا ای دعا برو
آینه از نفس زدنی تیره می شود
دزدیده دم بخانه اهل صفا برو
واقف بملک عشق سفر می کنی خوش است
کردیم ما حواله ترا با خدا برو

۱۶

باش ای گل غم یکساله ز بلبل بشنو
بعد دیری به چمن آمده‌ای زود مرو
از متاع دو جهان آنچه بمن بخشیدند
نیست جز یکدل و آن نیز بصد جاست گرو
جان مکن از پی لعل لب شیرین فرهاد
این نگینی است که کنند بنام خسرو

مینمایند بانگشت ز دورش هر چند
 نسبت دور به ابروی تو دارد مه نو
 آفت حاصل من شد بت گندم گونی
 خرمن صبر مرا برد بغارت جو جو
 نعل در آتشم و رفته عنانم از دست
 زان سواری که پیاده دودش گل بجلو
 ظلماتست به کاشانه من بر سر هم
 مه جبینا چه شود گر بکنی یک پرتو
 ستف و دیوار پر از رخنه و روزن کردم
 کز تو ای ماه به سیاه خانه من افتد ضو
 بشنو ای ناصح بیدرد مده درد سرم
 دلم از عشق بتان گشته نصیحت نشنو
 دل چو در بند بود پند ندارد سودی
 پندگو درد سر بیهده بگذار برو
 ترسم از ناله زار منت آزار رسد
 بعد ازین در پی آزار من زار مشو
 نویمهار آمد و تکلیف قدح نوشی داد
 من مفلس چه نهم آه به میخانه گرو
 واقف از مزرع اعمال خودم هیچ مپرس
 آنچه من کاشته ام آه رسد گر بدرو

۱۷

سیاه شد روز من ای ماه بی تو	به این عالم معاذ الله بی تو
چه می پرسی خبر از کشور دل	که شد زیر و زبر ای شاه بی تو
ندارم در جگر آهی ولیکن	مرا باید کشیدن آه بی تو
غنیم غم به بنگاه دلم تافت	بغارت رفت آن بنگاه بی تو
بمن جانی نماند از غم ولیکن	اسیرم در غم جانگاه بی تو
تباهی شد جهاز طاقت من	چه طوفان کرد اشک و آه بی تو
بغیر از آه صبح و گریه شام	ز من نامد گه بیگاه بی تو
چسان خواهد گذشت ایام عمرم	که حکم سال دارد ماه بی تو
چه آگاهی دهم از حال چونست	ز حال خود نیم آگاه بی تو

گران تمکین بسان کوه بودم سبک گشتم چو برگ کاه بی تو
در این ایام روز و شب دگر شد نه آن مهر است و نی آنماه بی تو
بجز فریاد خاطر خواه از من نیامد کار خاطر خواه بی تو
چگویم قصه طول امل را کنون آن قصه شد کوتاه بی تو
بدرگاه خدا نالد غمب و روز بزاری بنده درگاه بی تو
تو ای یوسف لقا باز آ که رو داد عزیزان را ملال چاه بی تو
تو ای خضر مبارک پی کجایی که گم کردست واقف راه بی تو

۱۸

ای عرش فرش در حرم کبریای تو
کون و مکان همه بود زیر لوای تو
تا صبح حشر سرمه فروشی کند صبا
سرمایه ای اگر برد از خاک پای تو
جان زنده کرد از نفس دلنواز او
هر کس که دم زند نفسی در هوای تو
کردند چون امام صف انبیا ترا
واجب شده است بر همه کس اقتدای تو
حبل المتین عروه وثقای دین و دل
هر تاری از ردای تو ای من فدای تو
از سربلندی که به فقر محمدی است
بر تخت جم قدم نگذارد گدای تو
خورشید بر فلک همه تن جبه گشته است
از شوق سجده ای در دولت سرای تو
گل نشگفت ز سعی صبا در حریم باغ
بلبل سحر اگر نه سراید ثنای تو
جای که میشوند زبان آوران خموش
واقف چه الکن است که گوید ثنای تو

۱۹

ای اشک بخون طپیده ای تو گویا پی دل دویده ای تو
ای ناوک یار از در دل مگذر که بجا رسیده ای تو

با عارض او زنی دم از رنگ ای لاله چه داغ دیده‌ای تو
ای شوخ به قصد من ز ابرو پیوسته کمان کشیده‌ای تو
گفتی سخنی ز قطع الفت واقف چه زبان بریده‌ای تو

غزلیات ناتمام

۱

خون ناحق ریختن از بسکه باشد کار او
بوی خون آید چو قصاب از در و دیوار او
در سرم سوداست عریانش ببر خواهم کشید
هست معشوق حریف تیغ جوهر دار او
خورده ام تیری ز شست یار و هر ساعت ز ذوق
چون لب پان خورده می بوسم لب سوار او
چند با اغیار نتوان دید گرمیهای یار
این دمی سردی که دارم می کنم درکار او
فرصت خوابم چو نرگس بر سر پایم نماند
تا شدم بیماردار نرگس بیمار او

۲

سحر طپیده بخون از بهار خنده تو
دریده جامه گل از خارخار خنده تو
کند ز ابر سیاه برق جلوه دیگر
زیاده شد ز مسی اعتبار خنده تو
بخند ای سحر وصل خوش بگریه سرد
شب فراق مرا انتظار خنده تو
چه شد که چهره ما گشته زعفران زاری
کنیم خنده که آید بکار خنده تو
کنم یبزم تو از رشک پاک مژگان را
که گریه را نکنم شرمسار خنده تو

۳

سرو آمد بسلام قد تو چه بلند است مقام قد تو

سرو و شمشاد به گلشن خوانند خطبه ناز بنام قد تو
می زند لاف ز آزادی سرو گویا هست غلام قد تو

قطعات

۱

جان بر لب من آمد سوگند بجان او
گویند بمن حرفی یاران ز زبان او
از حسرت پیکانش می میرم و میگویم
یک قطره نصیبم نیست از بحر کمان او

۲

سرو در باغ چنین قد نکشید است که تو
گل باین رنگ به گلشن نه دمید است که تو
نیم حرفی زدی از لعل لب و دل بردی
کس چنین گوهر ارزان نه خرید است که تو

۳

بپسند تیره روز مرا ای پسر مرو
چشم منی چراغ منی ای پسر مرو
چون رفته ای ز دیده مکن از دلم سفر
ای دور رفته بهر خدا دور تر مرو

۴

بعد دیری آمدی ای یار گندم گون مرو
باش تا من قصه خود عرض دارم جوبجو
سرزمین دهر را ناقابلی بنگر که من
آشنایی کاشتم بیگانگی کردم درو

۵

خورده ام تیری ز چشم شوخ کافر کیش تو
خود بگو پیش که نالم گر نالم پیش تو
در شب تار جوانی خوش بخواب غفلتی
صبح پیری می کند ناگه، تف بر ریش تو

اشعار متفرق

۱

دل من می رود زاندم که گردیدم اسیر او
گریبان چاک چون سوار در دنبال تیر او

۲

دور چشم بد چه شوخ افتاده طور چشم تو
پسته بر بادام می خندد بدور چشم تو

۳

نه اشک کارگر افتد نه آه در دل تو
دگر چگونه توان کرد راه در دل تو

۴

شام شد دل برنگشت از کوی او
ماند گویا در خم گیسوی او

۵

صبح رسانید مرا بوی او
باد صبا سلمه رهو

۶

بی غرور حسن نبود عضوی از اعضای او
می زند رنگ حنا را کفش بر سر پای او

۷

باور نکرد یار پریشانی مرا
هرچند گفت زلف مکرر بگوش او

۸

آزادیم مباد الهی ز بند تو
عمر دراز یافته ام در کمند تو

۹

ز باغ دهر بخود هیچ بر مدار و برو
گذار بار خود اینجا شگوفه وار برو

۱۰

شرمنده مروت بالای تست سرو
آزاد کرده قد رعناي تست سرو

ردیف الهاء

۱

داغ بر سر نهم از یاد رخت گل گفته
خون بساغر کنم از شوق لبث گل گفته
نالۀ دل که بیاد گل رخسار کسی است
همه شب گوش کنم نغمه بلبل گفته
شان معشوقیت ای شوخ نخواهد کم شد
نگهی سوی من انداز تغافل گفته
پیش او شکوه آن زلف مسلسل کردم
کرد باطل همه را یار تسلسل گفته
روزگاریست که در دام پریشان حالی
می کنم شاد دل غم زده کاکل گفته
سخنی وا نکشیدیم چو مینا ز کسی
جان سپردیم درین میکده قلقل گفته
می کند دسته سخن های پریشان واقف
هر شب از یاد سر زلف تو سنبل گفته

۲

سری دارم از دست سودا شکسته
بسنگ ملامت ز صد جا شکسته
درین سینه دارم دلی تیره روزی
ز سودای زلفت سراپا شکسته
غمت آن ظفر روزی یکه تاز است
که صف در صف عیش تنها شکسته
من از کوچه گلرخان چون برآیم
که این جا مرا خار در پا شکسته
ز سنگ جفا خسته شد سینه من
ندانم درست است دل یا شکسته

تو ای سنگ دل از کجایی که یکدل
 نمانده است از دست تو ناشکسته
 چو گویم قدم نه به چشمم بگوید
 درین خانه اشک مینا شکسته
 ز دست بدر رفت واقف ازین کو
 نگفتی کجا رفت این پا شکسته

۳۴

ساقی اگر از می قدری هست بمن ده
 در شیشه اگر ماحضری هست بمن ده
 ای دل اگر از غم قدری هست بمن ده
 از خون جگر ماحضری هست بمن ده
 من بی جگر و داغ کسی حوصله سوز است
 ای لاله ترا گر جگری هست بمن ده
 دل تنگم و برگ طریم نیست درین باغ
 ای غنچه ترا مشت زری هست بمن ده
 بی نم شده از گریه بسیار مرا چشم
 ای ابر ترا چشم تری هست بمن ده
 عشق آمده شمشیر علم کرده بسویم
 ای عقل ترا گر سپری هست بمن ده
 میسند که بی حاصل ازین باغ برآیم
 ای نخل امل گر ثمری هست بمن ده
 هم صحبتی دختر رز کرده ملولم
 ای شیخ ترا گر پیری هست بمن ده
 خواهم که دل سوخته را باز بسوزم
 گر در دل سنگت شری هست بمن ده
 تا کی ز غم دوری آن شمع توان سوخت
 پروانه ترا بال و پری هست بمن ده
 از شیون تو شب همه شب خواب نکردم
 بلبل بفغانث اثری هست بمن ده

دیر است که از یوسف خویشم خبری نیست
ای باد صبا گر خبری هست بمن ده
من زاری دل را نتوانم که کنم گوش
واقف اگر ت گوش کبری هست بمن ده

۴

خوردم ز شست یار خدنگی که واه واه
خون از دلم چکیده برنگی که واه واه
از رشک غنچه پیرهن خود بخون کشید
پوشید یار جامه تنگی که واه واه
ما را تلاش صلح تو دور است از صلاح
دارد به ما نگاه تو جنگی که واه واه
کنونین را فروخته خاکستری خرید
دیدم به کوی عشق ملنگی که واه واه
واقف چه ممکن است که از کف دهد دلت
او یافته است پاره سنگی که واه واه

۵

تیر نازی کزان کمان جسته	پهلوی کس ز ناز نه نشسته
همچو نی از برای نالیدن	از عدم آدم کمر بسته
در دلم همچو مطلع حالی	یاد ابروی تست پیوسته
پر شکن زلف و چشم بادامی	کرد ما را شکسته و خسته
رام من آن غزال کی گردد	که ز شوخی ز خاطرم جسته
واقف این هردو چیز خوش دارم	دسته گلرخان و گل دسته

۶

مست و خنجر بکف ای شوخ بیا بسم الله
گر ترا هست سر بسمل ما بسم الله
بر مزارم که ز اخلاص شدم بسمل تو
یکره ای شوخ بخوان فاتحه بسم الله
واه چه طفلی که بیازیچه نمودی بسمل
اول آن را که بیاموخت ترا بسم الله

تیغ در دست پی کشتن ما می آیی
 حاکم از سر تسلیم و رضا بسم الله
 کیست کز ما بوساند بجفا پیشه بتان
 اینکه بسمل شدن از ما ز شما بسم الله
 ما صف آرای نیازیم و تو لشکر کش ناز
 داری ار داعیه جنگ بما بسم الله
 جنگ کردن چه مناسب که دوسر داشته است
 لطف فرما ز در صلح درآ بسم الله
 ناوکی سر مده ای ترک کماندار ز شست
 سینه کردم سپر تیر بلا بسم الله
 بت من چند بگویی که دهم دشنامت
 از خدا خواستم این دعا بدعا بسم الله
 همچو بگل دقتی از خرمی ات در بغل است
 بهر آن غم زده فانی بکشاید بسم الله
 تا ز بوی تو شود چشم عزیزان روشن
 باز کن پیش صبا بند قبا بسم الله
 گفتمی از لطف در آغوش تو جا خواهم کرد
 چیست تاخیر در این لطف بیا بسم الله
 چندی از جا ببرد باد پیر کاف مرا
 هست اگر جذبه این کاه ربا بسم الله
 هست پیر خرنبات گرت منظور است
 نیست تقصیر دوز این کاه رول بسم الله
 زاهد از صحبت ما گر سر رفتن داری
 هست موجود همان کفش و عصا بسم الله
 میتوان درس گرفتن ز کتاب دل من
 هست یک محض آیت و قاف بسم الله
 عشق گسترده عجب خوان خلیلی واقف
 دست از خویش بشو زود بیا بسم الله

۷

مهر و وفا ز من ز بتان جور و کین همه
 من آن چنان که گفتم و ایشان چنین همه

تو یوسفی و جمله نکویان برادرت
 آخر نهند سر به زمین پیش تو همه
 با مهریانی تو ام ای ماه پاک نیست
 خوابان بمن شوند اگر خشمگین همه
 دیوانه نیستیم ولیکن برای ما
 دارند سنگ در بغل و آستین همه
 چون بگذری باین قد ناز آفرین بیاب
 گویند سروها بقدرت آفرین همه
 هر که بعزم خانه روان گردی از چمن
 همراه شوند سرو و گل و یاسمین همه
 پیش بتان حدیث گل و لاله سر مکن
 هستند خود پسند همه خویش بین همه
 رحمی نمی کنی تو و گرنه ز گریه ام
 غمگین همه حزن همه اندوهگین همه
 سرمایه دار ناز تویی دیگران گدا
 خرمی از آن تست بتان خوشه چین همه
 واقف ندید روی خوش از هیچکس دریغ
 گردید این فلک زده روی زمین همه

۸

خدا برد بکجا می روی شتاب زده
 پی کدام دل دیگر اضطراب زده
 چه مستی است به چشم بتان تعالی الله
 که پیشت نیست به پیمان شراب زده
 فرودم آیدهای در دل و عجب دلرم
 که خیمه چون توشه می بود خراب زده
 ز تاب روی تو دل می بود بزل پناه
 بلی بسایه کشد رخت آفتاب زده
 تمام جوش و خروشم ز رشک همچون سیل
 که سیل اشک منت بوسه رکاب زده

نگار من عرق آلوده می رسد بینید
گل بهشت که بر خویشتن گلاب زده
ز حسن خدمت چشم منست و مژگانم
حریم او که چنین رفته است آب زده
حساب روز حسابش مگر بخاطر نیست
که غمزهات بدلم تیر بی حساب زده
مخوان فسانه برم هم نفس که در دل من
نشسته است خیالی که راه خواب زده
کشیده خوان خلیلی ز درد و غم واقف
صلای گریه خونین به شیخ و شاب زده

۹

دماغم عطسه خیز الحمدلله
رقیب آمد ز در چون مرگ ناگه
بود کوتاه پرواز پر کاه
فتادم من بچاه از بخت گمراه
چرا خود را نداند شاه جمجماه
چگونه هست این من جانب الله
ندارد هیچ کس این درد جانکه
مرا در سینه پیکانیست دلخواه
رضیت بما یریدالله ابقاه

شد از بوی گریبانفی سحرگاه
ز وصلی بعد عمری یافتم حظ
رسایی نیست در سعی خسیسان
گرفتار زنخدان بتانم
گدای را که باشد جام برکف
جناب یار جانبدار اغیار
مراسوهان روح آن چین ابروست
بقربانت روم کز تیر نازت
فناى من بود واقف مرادهى

۱۰

بس بود بنده را خدا همراه
یک قدم هم نشد بما همراه
که به او می رود چرا همراه
کس نرفتست با بلا همراه
بارها رفت با صبا همراه
غم عشق است تا کجا همراه
باش تا سازمت دعا همراه

گو نباشد کسی بما همراه
دل که میزد دم از رفاقت ما
می کشد رشک سایه بر خاکم
جز دل من که رفت در قدمش
گرد من ره نیافت در کویش
شد انیس لحد پس از مرگم
سفر عشق میکنی واقف

۱۱

ای خدا آگهی از حال من زارش ده
 یعنی اندک خبری زین غم بسیارش ده
 درد بیدردی او را ز کرم درمانی
 جان محزون تن لاغر دل بیدارش ده
 دو سه روزش بمکافات عمل عاشق کن
 یار بد خو و جفا جو و دل آزارش ده
 دلش از وسوسه عشق مشوش گردان
 غم یارش ده و اندیشه اغیارش ده
 خانه بیزاری عشاق ندانسته که چیست
 وحشتی در شب غم از در و دیوارش ده
 می برد گرچه دل از کار بشیرین سخنی
 قدری چاشنی دزد به گفتارش ده
 تا شود با خبر از حالت مستحق شوق
 دمیدم تشنگی شربت دیدارش ده
 تا بداند که چها می رود از وی و من
 خون کن از عشق دلش چشم تلف کارش ده
 تا بکی خون جگرها ز عقیقش بچکد
 سروکاری بغم عشق جگرخوارش ده
 چند بیدرد بروز سیه ما خندد
 گریه زار الهی بشب تارش ده
 گذرش ده بسر کوچه بدنامیها
 ننگ و ناموس بگیر و دل بی عارش ده
 تا کند حال من سلسله بر پا معلوم
 دل سودایی در زلف گرفتارش ده
 واقف این طرز نواز مولوی آموخت که گفت
 "غم عشقش ده و عشقش ده و بسیارش ده"

۱۲

ز چشم می رمد آن نور دیده خدا داند که از مردم چه دیده
 به آهنگ عجب نالید امشب مگر بلبل فغان من شنیده

دل از بس ناتوان شد در فراقت بصد جر ثقیل آهی کشیده
مرا کشت این نصیب بد که تیرش ز من بگذشته غیری را رسیده
دلم از وصل آن سیمین تن آموذ شود سیماب از سیم آرمیده
قدش دیدم قیامت را شنیدم شنیده کی بود مانند دیده
کس آداب وفا چون من نورزید چون شمع این راه طی کردم بدیده
چه خواهی کرد چون دامانت گیرم به محشر با گریبان دریده
سخن واقف مرا تصدیق می داد خموشی خوش بفریادم رسیده

۱۳

شود سالک ز بند خود رها آهسته آهسته
رود از دست چون رنگ حنا آهسته آهسته
دل از خلوت کند کسب هوا آهسته آهسته
صدف گوهر نماید قطره را آهسته آهسته
تمام شب بسان بدر بر من جلوه میگردی
ندانستم که گردی کم نما آهسته آهسته
بصاحب مشربان یک بار نسبت کی شود پیدا
بدریا می توان شد آشنا آهسته آهسته
نخواهم تند چون سیلاب گفتن سرگزشت خود
کنم پیش تو عرض این ماجرا آهسته آهسته
مباد از عرض احوال پریشانم شود برهم
بزلفش این سخن زن ای صبا آهسته آهسته
تلاش وصل این سیمین بران آخر گدایم کرد
شدم مفلس ز فکر کیمیا آهسته آهسته
ببالینم توان آمد کد بیمار تو ام جانان
شتاب از آمدن نتوان بیا آهسته آهسته
ندارد گر اثر من برندارم دست از زایی
نه گردد کارگر واقف دعا آهسته آهسته

۱۴

به در خواب دیده که پیش از صبح پیواهن دریده
کحل الجواهر کشم زان خاک پا منت بدیده

ز طور اشک حیرانم که این طفل
کلامم بسکه دارد طول زان زلف
پیامش نیست جز قطع محبت
ز چاک سینه ام پیکان نماید
بساطش می شود بر چیده از خط
خط نورسته اش بر کهنه عشقم
ز چشم زاده بر رویم دویده
دهم عرض غزل گردد قصیده
خط مکتوب او باشد دریده
برنگ دانه از نار کفیده
عبث زلفش ز چین برخویش چیده
فسون تازه ای واقف دمیده

۱۵

من آتش بجان را می کشی رنجیده رنجیده
بکش این شمع را همچون سحر خندیده خندیده
بکویش می روم شبها ولی ترسیده ترسیده
ز جان پوشیده پوشیده ز دل دزدیده دزدیده
به گرد نقطه خال تو گشتم این ندانستم
که از پرکار اتم عاقبت گردیده گردیده
کمال حسن داری عشق می ورزی ازان ترسم
که نقصان ها به بینی ماه من کاهیده کاهیده
چو نرگس چشم واکن این گستان دیدنی دارد
برنگ سبزه عمرت مگذران خوابیده خوابیده
چو خم در گوشه می خانه بنشین مرجع کل شو
چه می ریزی چو ساغر آبرو گردیده گردیده
بطفلی دیدم او را مبتلا گشتم ندانستم
که آن بالا بالا خواهد شدن بالیده بالیده
دران میدان که باشد شوخ چوگان باز من واقف
سران آیند همچو گو بسر غلطیده غلطیده

۱۶

جانانه رام است الحمدلله
اقبال و دولت امشب ز وصلش
از لطف ساقی کان باد باقی
الشکرلله گر روز و شب
ما باده خواریم ما را ارادت
دل را اسیر آن زلف دیدم
جان شاد کام است الحمدلله
ما را غلام است الحمدلله
عیشم مدام است الحمدلله
گر صبح و شام است الحمدلله
با پیر جام است الحمدلله
صیدم بد ام است الحمدلله

آن روی زیبا بر اوج خوبی ماه تمام است الحمدلله
 آن سرو رعنا در گلشن ناز عالی مقام است الحمدلله
 دارد ریحی لعلش که از خط مشکین ختام است الحمدلله
 مشت استخوانم و آن لعل جان بخش معی العظام است الحمدلله
 از کلبه ما تا منزل دوست ره یک دو گام است الحمدلله
 در حضرت او همچو منی را بار سلام است الحمدلله
 ورد زبانم در وادی عشق ذکر الخیام است الحمدلله
 با آنکه واقف تلخ است کاش شیرین کلام است الحمدلله

۱۷

جانم بلب رسید مداوا چه فایده
 بگذار این تملق بی جا چه فایده
 یادم نمی کنی ز دل پاره پاره ام
 صد رقعہ گر کنم بتو انشا چه فایده
 نگذاشته است جای کسی غیر در دلش
 گر یافتیم به محفل او جا چه فایده
 صبح قیامت از نفس سرد من دمید
 چشمت ز خواب نازنشد و چه فایده
 سیراب ساز خار بیابان عشق را
 مجنون ترا ز آبله پا چه فایده
 از دست داده دامن یار عزیز را
 اکنون ز گریه منع زلیخا چه فایده
 همدم بخوان ز لیلی و مجنون حکایتی
 از قصه سکندر و دارا چه فایده
 از زنگ کهنه سینه مصفا نه کرده ای
 گیرم که هستی آئینه سیما چه فایده
 بر خیز واقف از سر زلف سیاه او
 چون سود نیست این همه سودا چه فایده

۱۸

دل از جفای عشق کشیدن چه فائده
 خون گشتن و ز دیده چیکدن چه فائده

آمادهٔ ملامت خلقی شدن چه سود
 نشیندنی چند شنیدن چه فائده
 بی خوابی فراق کشیدم تمام شب
 در خواب هم وصال ندیدن چه فائده
 شبها بناخوشی گزراندن به درد و غم
 وانگه بروز خوش نه رسیدن چه فائده
 در بیع صرف کردن نقد وفا و سهر
 جنس جفا و جور کشیدن چه فائده
 مردن ز حسرت شکر بوسه ای عبث
 وز بار زهر چشم چشیدن چه فائده
 دنبال چشم آهوی لیلی طبیعتان
 مجنون صفت ز خویش رمیدن چه فائده
 بی حاصل است عجز بر سرو قامتان
 در پیش شان چو سرو خمیدن چه فائده
 هیچ است چون دهان بتان هیچ زان مخواه
 از هیچ کام دل طلبیدن چه فائده
 از شوق این که دامن یاری فتد بدست
 دیوانه وار جیب دریدن چه فائده
 تا آرزوی دل بکنار آیدت دسی
 از همدمان کناره گزیدن چه فائده
 بدنام شهر گشتن و رسوای کو بکو
 خجالت ز عمرو و زید کشیدن چه فائده
 تا کی بخون خویش کسی دست و پا زند
 واقف ز بسملانه طمیدن چه فائده

غزلیات نا تمام

۱

بدل هست بار غم زان مشابه	که نتوان کشیدن به چندین ارابه
ز بس مطلع ابروی او بلند است	نویسم به طاق دلش چون کتابه
بکن غسل در چشمه سار محبت	که تا پاک گردی ز لوث جنابه

ز بزم شما رفته بودیم مستان رجعنا الیکم به صدق الانابه
 ز پیر خرابات همت طلب کن سلامت برآیی مگر زین خرابه
 کتابه کنیدش به لوح مزارم پس از مرگ آید اگر زو کتابه

۲

کشای از دل من گر چو کوکنار گره
 بر آید از اثر بخت بد هزار گره
 حساب عقده کار مرا چه می پرسی
 فتاده است بدین رشته بی شمار گره
 ز آتش غم او بی قراری دارم
 که می جهد ز دل من سپند وار گره
 نکرد گرچه اثر در تو سوز من چو سپند
 همین بس است که وا شد مرا ز کار گره
 فروغ حسن رسانده بجای کار ترا
 که بر جبین تو باشد ستاره وار گره

۳

واه چه خوش چشمی بت من واه واه
 گوشه چشمی بما هم گاه گاه
 گرد کلفت کی برد از خاطر من
 او که روی خود نشوید ماه ماه
 در زنجیرانش دلم کورانه رفت
 من به او هر چند گفتم چاه چاه
 از تف دل آب در چشمم نماند
 کار با آه است اکنون آه آه

۴

تا شدم لای خوار میخانه رستم از بند رطل و پیمانه
 سوخت از گرمی زبانی شمع رحم می آیدم به پروانه
 دید در خواب حسن یوسف را شد زلیخا به عشق افسانه
 در غریبی چه می توانم کرد غیر ازین گریه غریبانه

۵

گرچه شد از عشق حال من تباه ذره ای حاصل نه کردم انتباه

گرچه می پرسد ز حالم دیر دیر حق تعالی دارد او را دیر گاه
او که می خندد بخار و خس چو گل وای نمی گردد بمن وای حسرتا

۶

گشته تا پیدا ازان رخسار گلگون آبله
دانه یاقوت را کرد است دل خون آبله
هیچ کس را آبله مانند من در دل نبود
کوهکن در دست و در پا داشت مجنون آبله
راز ما خونین دلان در پرده رسوا می شود
از برون حال درون ما بین چون آبله

قطعات

۱

کنم بی تو گاهی اگر سیر لاله
خورم خون خود را پیاله پیاله
گرت ربط اجزای دل نیست منظور
ورق داغ کن همچو اوراق لاله

۲

خورده ام از تیغ او زخمی که گویم واه واه
ای خدا از چشم زخم سوزنم داری نگاه
منکه بر ضمیم پر گاهی گرانی می کند
حیرتی دارم که چون برداشتم کوه گناه

۳

مهری ندارد با عاشق آن ماه
تدبیری ای اشک تاثیری ای آه
دل شکوه ها داشت در زلف جانان
خط آمد و کرد این قصبه کوتاه

۴

درین آوارگی با ما رفیقی کی بجا مانده
نمی بینیم غیر از سایه همراهی بجا مانده
خرامان می روی رو در قفا کن ای سرت گردم
که من وای مانده ام چون نقش پا با چشم وای مانده

۵

گشتیم گرفتار تو المته‌الله
شائسته آزار تو المته‌الله

آسوده ام از گرمی خورشید حوادث
در سایه دیوار تو المته‌الله

۶

شمشیر در کف می آید آن ماه
فردا الی الله فردا الی الله

خواهم که یکره خاک درش را
بر سر بریزم بر حسب دل خواه

متفرق اشعار

روزی ما شد ز خوان چرخ نان سوخته
سوخته نانی بس است از بهر جان سوخته

غفلت از کار جهان خوب است هشیاری مخواه
تا توانی خواب راحت کرد بیداری مخواه

یابیم سراغی مگر از یار رسیده
گشتیم بسی دل بدل و دیده بدیده

در باغ جلوه گر شو کوتاه کن بهانه
دارد ز شوق زلفت شمشاد درد شانه

درین آوارگی با ما رفیقی کی بجا مانده
نمی بینیم غیر از سایه همراهی بما مانده

گزشته عمر پایان نمی رسد این راه
که گفته است که عمر سفر بود کوتاه

در آرزوی زلفت ما ایم و آه و ناله
بگزار بی مروت این حيله و حواله

ردیف‌الیاء

۱

آن خط نورسته شد برمن و بال تازه ای
 بردلم بنشست زو گرد ملال تازه ای
 قرعه ای از استخوان پهلوی خود ساختم
 تا بریزم بهر تیرش طرح فال تازه ای
 جان من خون حرام بوالهوس افسرده است
 خون عاشق ریز اگر خواهی ملال تازه ای
 گرچه من در کوچه^۱ خوبان گدای کهنه ام
 می کنم هر صبح و شام آنجا سوال تازه ای
 وقت او با آنکه خوش از ناله^۲ زار من است
 می دهد هر دم چو سازم گوشمال تازه ای
 بسکه عییم زو برو میگوید اشک دم بدم
 می شوم هر لخط تر از انفعال تازه ای
 شسته شد واقف غبار کلفت هستی ز دل
 خوردم از تیغش دم آب زلال تازه ای

۲

ناصر فریب نرگس فتان ندیده ای
 جنگ گریز لشکر مژگان ندیده ای
 آن روی همچو آتش سوزان ندیده ای
 آن خانه سوز گبر و مسلمان ندیده ای
 بر چاک سینه ام چه بلا خنده می زنی
 آن سینه را ز چاک گریبان ندیده ای
 جمع است خاطرت که ز سودای طره ای
 در عمر خویش خواب پریشان ندیده ای
 از جا نه رفته ای دو سه گام از قفای دل
 آن سرو ناز را تو خرامان ندیده ای

منعم کنی ز جیب دریدن از آنکه تو
 دل بردن و کشیدن دامن ندیده ای
 آنی که دل ز دست برد دارد آن صنم
 حقت بجانب است که تو آن ندیده ای
 زاهد شنیده ای صفت میوه بهشت
 رحم است بر تو سیم ز نخدان ندیده ای
 مرهم نهی بداغ من ای هم نشین ولی
 معذوری آن لب نمک افشان ندیده ای
 ای پند گو بیا و بین یوسف مرا
 گر تو ملک بصورت انسان ندیده ای
 ای دیده پیکرش که چوسیم است دیده ای
 در پهلویش دلیست چو سندان ندیده ای
 یوسف نشسته ای بفرات به تخت مصر
 یعقوب را به کلبه احزان ندیده ای
 ای دن بماتم تو نشینم تمام عمر
 جان داده ای و هیچ ز جانان ندیده ای
 واقف بکوی عشق دلیرانه مپروی
 آنجا بخون طپدم عزیزان ندیده ای

۳

ح

ای قیامت بلا خوش آمده ای	سرو قامت چها خوش آمده ای
مرحبا ای صبا خوش آمده ای	بوی یار من از تو می آید
دل و جان را چرا خوش آمده ای	تو بلای دلی و دشمن جان
از کجا تا کجا خوش آمده ای	دیده و دل ترا خوش آمد گو
که تو امروز نا خوش آمده ای	تا چه دیدی به بزم او واقف

۴

دیده گریان سینه بریان کرده ای
 ای سرت گردم چه احسان کرده ای
 دل پریشان دیده حیران کرده ای
 جان من این کرده ای آن کرده ای

دور گیتی را نمکدان کرده‌ای
 لطف ها با سینه‌ریشان کرده‌ای
 مرحبا ای شوخ سر تا پا نمک
 آنچه بایستی بانسان کرده‌ای
 از کجا می‌آیی ای طوفان حسن
 عالمی را خانه ویران کرده‌ای
 مرغ جان را در قفس افکنده ای
 بی‌گناهی را بزندان کرده‌ای
 کرده‌ای در بند دلها را بزل
 چشم کافر را نگهبان کرده‌ای
 شوخی و بیبکی و ناز و ادا
 بهر یک‌دل این چه سامان کرده‌ای
 کی دهم از دست آسان دامن
 غارت دین و دل و جان کرده‌ای
 دل که می‌آویخت در دامن تو
 باغمش دست و گریبان کرده‌ای
 خاطرم امروز برآشفته است
 تو مگر کاکل پریشان کرده‌ای
 جانم از شادی نمی‌گنجد به تن
 تو مگر شمشیر عریان کرده‌ای
 سایه‌ای بر من فکن ای سرو ناز
 چون مرا با خاک یکسان کرده‌ای
 جان دهم شکرانه ات ای درد عشق
 مردن دشوار آسان کرده‌ای
 ای که داری لعل عیسی دم بگو
 درد واقف را چه درمان کرده‌ای

۵

ای دل به عشق کار نه داری چه کاره‌ای
 یاری درین دیار نه داری چه کاره‌ای

نی کوه کندنی نه به صحرا دويدنی
 تو هيچ روزگار نداري چه کاره‌اي
 گيتي ز شور عشق نمک‌زار گشته‌است
 گر سينه فگار نداري چه کاره‌اي
 اي گل نداري اين همه برخويش چيدنت
 تو رنگ و بوي يار نداري چه کاره‌اي
 عهدي نه بسته‌اي که شکست از قفا نداشت
 بر قول خود قرار نه داري چه کاره‌اي
 گيرم که چشم مردمی از روی اعتبار
 گر درد انتظار نه داري چه کاره‌اي
 شد سبز پشت آن لب و آسوده‌اي دلا
 شوري درين بهار نداري چه کاره‌اي
 چون گل به پيرهن ز هوس چاک ميزني
 از عشق خار خار نداري چه کاره‌اي
 هر کس که ديد خواری من بر تو گفت
 تو هيچ ننگ و عار نداري چه کاره‌اي
 واقف ز ننگ در حرمت ره نمی دهند
 در دير نيز بار نداري چه کاره‌اي

۶

دلی دارم چه دل از زلف او سرشار سودایی
 که از سود و زیان من ندارد هيچ پروایی
 مرا تا چند گوئی کز سر کويم برو جایی
 اگر می بود جای من ز سر می ساختم پایي
 دل و جان در ازل تقسيم چون کردند عاشق را
 دل بی صبر بخشيدند و جان ناشکيبايي
 اگر بخت جوان داري بده دستي بدامنش
 که چون پير مغان ديگر نخواهي يافت بابايي
 چو روز تست امروز آنچه خواهی از جفا ميکن
 ولی دانسته باش اين را که در پيش است فردايي

تو گرم صحبت اغیار و من در حیرتم زین رو
 که با ناشسته رویان می‌نشیند چون تو مرزایی
 چو سروم رفت پا در گل فرو زین دیده گریان
 ز بس استادم اندر انتظار سروبالایی
 چو آید بر سرم برچیده دامن بگزد آن گل
 گمان دارد که من چون خار دارم دست گیرایی
 بهار آید بیا همراه من واقف توقف کن
 چرا در خانه بنشینن هوایی هست و صحرایی

۷

ای دل که ز ما پیش به آن بزم رسیدی
 باری خبری ده که چگفتی چه شنیدی
 بستی خط اغیار چو تعویذ بیازو
 غم نامه ما بود که ناخوانده دریدی
 عمر تو دلا در قفس سینه بسر رفت
 یک روز اسیرانه صفیری نکشیدی
 بانیست ترا زود دوید از پی آن طفل
 از چشم من ای اشک چرا دیر چکید
 ای اشک ترا فایده زین قطره زدن چیست
 بسیار دویدی و بجایی نرسیدی
 صد بار نشستی به کمین دل ما حیف
 تیری نکشادی و کمانی نه کشیدی
 چون شمع مرا سوخت درازی شب هجر
 داغم ز تو ای صبح که هرگز ندیدیدی
 دل می‌برد از ما چه ملاحظت چه صباحت
 در عشق ندانیم سیاهی ز سپیدی
 دیگر چه فروشد بتو واقف که متاعش
 دل بود که آن را تو بیک عشوه خریدی

۸

نیست سرو این همه رعنا که تویی نیست گل این همه زیبا که تویی

خبرت چون شود از زاری دل ناله کی می رسد آنجا که تویی
در جهان فتنه گران بسیار اند نه چنین معرکه آرا که تویی
با غم هجر نسازم چکنم جای من نیست در آنجا که تویی
نیست در کوچه آن زلف ای دل کس چنین سلسله برپا که تویی
واقف ارباب نظر پر دیدم نه چنین محو تماشا که تویی

۹

ازان بیگانه خوی ما نمی گوید بما حرفی
که می ترسد برآید از زبانش آشنا حرفی
صبا ای من فدایت از دیار یار می آبی
شنیدی از دل گم گشته من هیچ جا حرفی
رقیب از سادگی بر وعده او دل چه می بندی
که عیار است میگوید ترا حرفی مرا حرفی
چما در خاطر از مژده وصل تو میگردد
چو آن مفلس که در گوشش رسد از کیمیا حرفی
بصد امیدواری نامه اش میگیرم از قاصد
ز محرومی نمی یابم درو از مدعا حرفی
هواداری نمیگوید پریشان حالیم با او
مگر گوید بگوش حلقه زلفش صبا حرفی
بتان را ای مسلمانان به آئینی که میباید
توان گفتن برای بنده از بهر خدا حرفی
بطور خود گذارید ای ملامت پیشگان مارا
سخن کوتاه بهتر نیست مارا با شما حرفی
نشد و در میان ما و او راه سخن واقف
نگفتم از ادب حرفی نپرسید از حیا حرفی

۱۰

از دل نفسی بدر نمی آبی یک لحظه بدیده در نمی آبی
ای ماه نو از چه میکشی شمشیر با ابروی یار بر نمی آبی
این رنگ گرفتگی از کجا آخر ای گریه گراز جگر نمی آبی
از خانه خرابیم چه میپرسی یک روز چرا ز در نمی آبی

تا جان نرسد بلب اسیران را ای عمر کسی بسر نمی آیی
 ای نور نظر چها نمی بینم زین درد که در نظر نمی آیی
 در شهر ز پرتو تو مهتاب است هر چند بیام بر نمی آیی
 هجران تو ساخته است یعقوبم در خواب هم ای پسر نمی آیی
 جان داد بر آستانه ات واقف بیدرد ز خانه بر نمی آیی

۱۱

کشتی بغمزه خلق خدا بی جنایتی
 یا آیتی بمن بنما یا روایتی
 هر جا رسم ز درد تو گویم حکایتی
 در ضمن هر حکایتی از تو شکایتی
 همچون چراغ گور درین سرده خاطران
 ممنون نیم ز سایه دست حمایتی
 ای بادشاه حسن چرا جور می کنی
 آخر رعیتیم خدارا رعایتی
 در گوش او ز گوشه نشینان صبا بگو
 بر ما نگر به گوشه چشم عنایتی
 امروز گوشه ای نبود خالی از خلل
 جز در ولایت دل صاحب ولایتی
 بانگ درای قافله ها بی اشاره نیست
 فهمد کسی که داشته باشد درایتی
 باشد که یار حکم باحضر من کند
 هان ای رقیب در حق من کن سعایتی
 یارم فرشته خوست ولی ترسم از رقیب
 شیطان صفت کند بمزاجش سرایتی
 زان روی لاله رنگ و این چشم خون فشان
 دارم حکایتی و چه رنگین حکایتی
 بگذر دلا ز شکوه زلف دراز او
 بگذار قصه که ندارد نہایتی
 مارا مدار این همه محروم التفات
 حرفی اگر صریح نگویی کنایتی

واقف به فقر ساختم از همت بلند
دنیا دنی است رو ندهد بی دنایتی

۱۲

تو نداری سر وفاداری	حاش الله کی و کجا داری
ناز کم کن به بنده صاحب من	به نیازی که با خدا داری
پایت ایدل نمی رسد بزمین	بسر من سر کجا داری
دل بدریا فگن درین دریا	چه توقع ز آشنا داری
خانهات ای کمان یار آباد	گوشه خاطر بی ما داری
سرو من چون تو نیست سرو چمن	تو بسر گل به پا حنا داری
رفت بر باد خاک من در عشق	این بود معنی هوا داری
بگذر ای سیل اشک از سر من	شور کم کن چه ماجرا داری
میخرامی و نیست پروایت	گر چه دلها بزیر پا داری
در پس پرده شمع فانوسی	چه بلا حسن خود نما داری
به تفرج چه میروی سوی دشت	دل یک شهر در قفا داری
با تو واقف دعای کس چه کند	تو بلا بر سر بلا داری

۱۳

ز دستش گاه بر سر میزنم گاهی برو دستی
نباشد عشق بالا دست را چون من فرو دستی
اگر پیراهنت محتاج شستن شد بمن فرما
که دارد دیده گریان من درشت و شو دستی
درین میخانه پر بی دست و پا افتاده ام یارب
مگر پای ستانم وام از خم وز سبو دستی
نهاد است این زمان بخت سیه زنجیر در دستم
ز جرم اینکه گاهی می زدم در زلف او دستی
نشد ناسور همچون شانه یک زخمم زهی طالع
زدم یک عمر در دامن زلف مشکبو دستی
دهان خود بدوز از چاک جیب من چه میخواهی
ترا ناصح شنیدم هست در کار رفو دستی
میان او ندارد بهره از هستی سر مویی
یا واقف ز حق مگذر اگر دیدی بمو دستی

۱۴

داغ کردی دلم چه میپرسی	سوختی حاصلم چه میپرسی
نه جنون رسا نه عقل درست	سخت ناقابلم چه میپرسی
پرسی از من ترا بخون که نشاند	چون تویی قاتلم چه میپرسی
ای که پرسى که چیست حال دلت	دست نه بر دلم چه میپرسی
می دهم جان برای بانگ جرس	خبر محملم چه میپرسی
می طپد روز و شب بخون بی تو	از دل بسملم چه میپرسی
من خود از ضعف خرج راه شدم	واقف از منزلم چه میپرسی

۱۵

بیماری فراق کشیدم نیامدی
 ظالم بحال مرگ رسیدم نیامدی
 زین دست و پا زدن نرسیدم بوصل تو
 بهر تو بسملانه طلبیدم نیامدی
 رفتم ز خویش مزدهی وصلت شنیده دوش
 چون آمدم بخویش شنیدم نیامدی
 در دامن شکیب زخم دست بعد ازین
 صد بار جیب صبر دریدم نیامدی
 گفتمی که شب به خانه تو خواهیم آمدن
 تا صبح انتظار کشیدم نیامدی
 خون شد ز دوریت دل امیدوار من
 ای خونی هزار آمیدم نیامدی
 هر روز میروی سوی اغیار بی طلب
 گر من ترا شبی طلبیدم نیامدی
 تا آمدمی طپید بخون واقف از غمت
 تا از غمت بخون نطپیدم نیامدی

۱۶

تو تکی حال دل پرسیده باشی	بطفلی مرغ بسمل دیده باشی
سرت گردم بیا در دیده بشین	تو تکی گرد دل گردیده باشی
مپرس آشفته گی های دلم را	گهی خواب پریشان دیده باشی

من ای زلف از تو در رشکم که تا چند
 مشوعاشق که خواهی دید نقصان
 ورق گردید نازک رویت ای گل
 مرا از گریه فرصت نیست یکدم
 روم از دست آن ساعت که از ناز
 توان اقوال واقف را شنیدن
 به آن موی کمر پیچیده باشی
 نخواهم ماه من کاهیده باشی
 بر اوراق دلم گر دیده باشی
 تو گر خندیده‌ای خندیده باشی
 به قلم آستین مالیده باشی
 چنین افسانه خود نشنیده باشی

۱۷

بچشم مردم بیگانه خانه می‌خواهی
 چه کرده‌ایم که از ما کرانه می‌خواهی
 ترا به آهویی نسبت نمی توان کردن
 که از برای رسیدن بهانه می‌خواهی
 فتاده‌است بگل‌های این چمن آتش
 تو خار و خس ز پی آشیانه می‌خواهی
 نخست جان و دلی سخت‌تر ز سنگ بیار
 اگر اقامت آن آستانه می‌خواهی
 بیا که در تن من مشت استخوانی هست
 اگر برای خدنگت نشانه می‌خواهی
 مرا که جمله وفا پای بسته مهرم
 چرا نمی طلبی و چرانمی خواهی
 چو هیچ شرم حضورم نگه نمیداری
 چه سود ازینکه مرا غایبانه می‌خواهی
 چنان نه‌مقید اسباب گشته‌ای دل
 که بهر خواب عدم هم فسانه می‌خواهی
 ترا چه حظ سی‌اشیری که در قفس واقف
 فتاده ای و همان آب و دانه می‌خواهی

۱۸

کار من سخت است یاران یاری‌ای
 بسکه کردم گریه‌نم در دل نماند
 یاری‌ای غم‌خواری‌ای دل‌داری‌ای
 میکنم اکنون جگر افشاری‌ای
 پوشش خنجر جراحت کاری‌ای
 دل ز خلعت خانه جورش رسید

پیش روی او بهار از سبزه داد لاله و گل را خط بیزاری ای
 نیست بی پست و بلندى شهر عشق هست در دشت جنون همواری ای
 بوالهوس بامن طرف گردیده است ای جناب عشق جانب داری ای
 سیرکن بیع و شرای عشق و حسن قیمت صد زاریم بیزاری ای
 تاشدم از باطن او بی خبر میکنم با غیر ظاهر داری ای
 سجه زان دادم ز کف واقف که شد رهن من طره زر تاری ای

۱۸

مرا ای بخت بد درده آشنا می خواستی کردی
 دل و جانم گرفتار بلا می خواستی کردی
 بکار خود نه من تقصیر کردم نی تو کوتاهی
 وفا میخواستم کردم جفا میخواستی کردی
 نمیدانم دگرای عشق از جانم چه میخواهی
 تو بادل هر چه کافر ماجرا می خواستی کردی
 بخاک و خون فگندی همچو من صد تشنه لب ظالم
 حریم خویشتن را کربلا می خواستی کردی
 ندانم چشم فتانت چه دیگر در نظر دارد
 مرا از صدمه غم توتیا می خواستی کردی
 بخاطر آنچه اکنون آید آن هم میتوان کردن
 به درد و داغ دل را مبتلا میخواستی کردی
 هنوز از سرگرانی بر سرم جا مان نمی آیی
 سرشوریده ام از تن جدا می خواستی کردی
 شکستی در هلم خار جفا واسو ختم از تو
 مرا همچو خودای گل بی وفا می خواستی کردی
 ز سودای سر زلف خود ای بی رحم واقف را
 پریشان گرد مانند صبا می خواستی کردی

۱۹

از من ای چشم تر چه می خواهی آخر ای پرده در چه می خواهی
 پرده از روی کار من مگفتن از شبم ای سحر چه می خواهی
 گشته بر پا قیامت از قد تو دیگر ای فتنه گر چه می خواهی

با تو ام جنگ نیست تیغ مکش من فگندم سپر چه می خواهی
 جگرم را به داغ هجر مسوز از من بی جگر چه می خواهی
 تنگ بر من گرفته ای صیاد آه ازین مشت پر چه می خواهی
 دل ربودی و جان نمی گیزی من ندانم دگر چه می خواهی
 ناتوان تر ز موی گردیدم دیگر ای موکمر چه می خواهی
 سر پیرت بیا بگو ناصح که ازین درد سر چه می خواهی
 این جهان است مختصر واقف تو ازین مختصر چه می خواهی

۲۰

دل را اسیر هجران بگذاشتی و رفتی
 جان را به بند حرمان بگذاشتی و رفتی
 از چشم سیل خیزم جانان سفر نمودی
 این خانه را بطوفان بگذاشتی و رفتی
 مجنون مگر به طورت شرط رفاقت این بود
 ما را درین بیابان بگذاشتی و رفتی
 پرداختم دل از غیر تا منزل تو باشد
 ای خانه تو ویران بگذاشتی و رفتی
 چون جوش اشک دیدی از چشم من رمیدی
 دیوانه را بطفلان بگذاشتی و رفتی
 ما را که ربط بلبل بوده است با تو ای گل
 نالان درین گلستان بگذاشتی و رفتی
 هر چند از ره عجز واقف بزلف آویخت
 او را همان پریشان بگذاشتی و رفتی

۲۱

ترا داده در حسن حق دستگاهی
 زکواه جوانی به پیران نگاهی
 مبادا کسی چون تو افسرده ایدل
 نه دردی نه داغی نه اشکی نه آهی
 چو در جستجویت سراسیمه گردم
 رود دل براهی دود جان براهی

به بیداد مالیده زان آستین را
 که بگرفته دامن او داد خواهی
 در اوضاع حسن است از بسکه تمکین
 شود بدر در چار ده سال ماهی
 مه و مهر در کشور عشق نبود
 شب تیره ای است و روز سیاهی
 درستی ازان یافت مشق شکستم
 که استاد من بود طرف کلاهی
 ز مشرگان آن شوخ بر خویش لرزم
 که من یک تن و نیزه داران سپاهی
 پسند قبول است هر سجده ما
 که داریم چون ابرویش قبله گاهی
 گرت هست منظور جای رسیدن
 در آویز ای دل بد امان آهی
 خدا دیر که دارد ای پیر دیرت
 نداریم جز در که تو پناهی
 درین بحر بسیار گردیدی ای شوخ
 چو من دیده ای هیچ کشتی تباهی
 برت قدر من نیست کو دردمندی
 که بر آه آهم کند واه واهی
 هم از جلوه گاه گاه قد تست
 که موزون کنم مصرعی گاه گاهی
 به نازش چه سودا کنم بی نیاز است
 کجا می فروشد نگاهی به آهی
 چه کاهیده ای ای دل از بار عصیان
 که فردا ببخشند کوهی به کاهی
 ز من گریه های هایست واقف
 و زان بیوفا خنده قاه قاهی

۲۲

باین دماغ که بر اوج کبریا داری
 نگاه لطف به افتاد گان کجا داری

همیشه بر سر زانوی یار جا دادی
 بنواز آئینه خوش وقت با صفا داری
 قمار عشق نیازی که بار خواهی داد
 به این دلی که گرو در هزار جا داری
 بزیر سایه تیغ شهادت است بهشت
 تو کشته نا شدم امید خون بها داری
 در قبول بروی تو چون کشاده شود
 که ره بکعبه و دل در کلیسیا داری
 پریز بر مس ما نیز پاره اکسیر
 شنیده ایم تو ای عشق کیمیا داری
 رقیب مصرف مهر و وفا زهی قسمت
 برای ماست اگر جور و جفا داری
 هزار طعنه رنگین زدن بسرو امروز
 ترا رسد که بسر گل به پا حنا داری
 تو می روی و ترا گوید از قفا گیسو
 خدر که دود دل خلق در قفا داری
 تو جلوه مفت کجا می کنی به چشم کسی
 گویی کز آئینه هم چشم رونما داری
 ز مفلسی چکنی فکر سوختن واقف
 کجا ست نفط گرفتم که بوریا داری

۳۳

دلم را داغ حرمان تازه کردی	تو چون با غیر پیمان تازه کردی
چراغ پیر کنعان تازه کردی	نسیم پیرمن وقت تو خوش باد
دماغ این پریشان تازه کردی	صبا از زلف او بوی رسانیدی
بخون می گناهان تازه کردی	عفاک الله حنای دست و پا را
کهن دردی بدر مان تازه کردی	طیب من جزاک الله خیرا
جگر از آب پیکان تازه کردی	مرا تیری زدی الحمدالله
تن بوسیده را جان تازه کردی	نوید بوسه دادی زنده مانی
گذشتی دامن افشان تازه کردی	گریبان چاک کردن دل هوس داشت

بخون زد غوطه ها از رشک یاقوت
 مبارک ای کهن داغم مبارک
 بر افکندی نقاب از چهره احسنت
 بسر سودای دیرین بود از زلف
 جراحت های دل رو در بهی داشت
 بهار آمد خوشا حال تو ای دل
 نخواستی شد دلا افسرده دیگر
 دم مردن به بالینم رسیدی
 به خاطر حسرت آن لب گزیدن
 قدیمی ریش های نیش غمزه
 نمودی شاد واقف روح مجنون
 تو چون رنگ لب پان تازه کردی
 که تیغت با نمکدان تازه کردی
 ز خوبی رسم احسان تازه کردی
 به خط عنبر افشان تازه کردی
 به آن لبهای خندان تازه کردی
 چو گل چاک گریبان تازه کردی
 که با پیمان پیمان تازه کردی
 نه جان تنها که ایمان تازه کردی
 گرفتگی لب بدنجان تازه کردی
 به یک تحریک مثرگان تازه کردی
 که شور این بیابان تازه کردی

۴۴

تو بکوی بی وفایان غم بی شمار داری
 سر خود بگیر ای دل چه باین دیار داری
 ز من ای فرشته خویان سگ یار مرا بگوئید
 به تو من نه خواجه تاشم تو ز من چه عار داری
 تو عجب خدا نترسی که بگفته رقیبان
 بچو من نزارو زاری سرکار زار داری
 بتو خیر نیز کردم نه گرفتگی انس با من
 بر هر که خواهی ای دل برو اختیار داری
 چو خودی نه داده روزی بتو و عدم وصالی
 تو کجا خبر ز درد شب انتظار داری
 بره تو مشت خاکی شدم و بناد رفتم
 چکنم هنوز در دل تو ز من غبار داری
 دل و جان و حشرو طاقت همه برده ای بغارت
 بخدا بگو که دیگر تو بمن چه کار داری
 برو ای صبا به بستان ز من این سخن بگل گو
 که چرا شدی پریشان محو که بوی یار داری
 ز تو باید این معرفت که نمی بزخم مهم
 تو نمک دریغ ظالم ز دل فگار داری

بهوای لاله و گل چه روی بسیر گلشن
 تو ز خود خبر نداری چه قدر بهار داری
 مسپار کار مارا به سپهر بی مدارا
 ز جفا هر آنچه باید تو ستم شعار داری
 به عبث منال بلبل تو نه ای اسیر چون من
 که من از قفس نشیمن تو بشاخسار داری
 اگر آن بلای جان را نگرفته دود دلها
 سر زلف شب همه شب ز چه درکنار داری
 نفتد اگر گذار تو بمنزلم نه رنجم
 نه بس است اینکه گاهی بدلم گذار داری
 بچه دستگاه ای دل طلبی وصال او را
 تو بغیر خورده جان چه دگر نثار داری
 تو به زلف روزگار همه را سیاه کردی
 تو یکی به بین خدا را که چه روزگار داری
 نه شدی چو شمع بالین من خسته را چه حاصل
 شب کور گر چراغم بسر مزار داری
 بحریم کعبه واقف دل تو فرو نیاید
 سر همت تو گردم سرکوی یار داری

۲۵

رسد هر دم مرا بر دل شکستی	ندارد دهر چون من زیر دستی
مرو در دسته ابرو کمانان	مبادا بر جهد تیری ز شستی
غبار هرزه گرد من چه می شد	اگر برطرف دامانی نشستی
بین آن چشم را در زیر برقع	ندیدستی اگر مستور مستی
زیا افتادم و کس دست نگرفت	مگر پیدا شود از غیب دستی
ز سیل گریه ام گردید هموار	براهش گر بلندی بود و پستی
به دست خویش دل برباد دادم	نخواهد بود چون من باد دستی
در اقلیم دل واقف نسق نیست	مگر زلفش نماید بند و بستی

۲۶

اگر صد بار از درد توام دل خون شود روزی
 نمی خواهم که این درد از دلم بیرون نشود روزی

رکابش بوسه گاه غیر شد ترسم که از غیرت
 عنان اختیار از دست من بیرون شود روزی
 بصد خون جگر پرور ده بودم دل وزین غافل
 که از سودای لیلی طلعتان مجنون شود روزی
 زدی از خوی گرم آتش بدل ها از تو میلرزم
 معاذالله اگر این دود بر گردن شود روزی
 سپردم دل بدست آن نگار از سادگی اما
 ندانستم کزان دست حنایی خون شود روزی
 بطفلی حسن روز افزون او را دیده دانستم
 که این مه پاره در خوبی زمهر افزون شود روزی
 بهای نیست در طالع خزانم را مگر واقف
 ز خونم طرف دامن کسی گلگون شود روزی

۴۷

زین می ناز که در سر داری	جنگ با شیشه و ساغر داری
کافرم گر بت دیگر دارد	آنچه امروز تو کافر داری
بت من با تو خدا را نظریست	الله تو چه منظر داری
چه نهالی تو که هنگام خرام	طعنه بر سرو و صنوبر داری
وه چه طفلی تو که از فن جفا	هرچه خواندی همه از بر داری
نشوی رام کسی معذوری	طبع سرکش دل خود سر داری
بزبان صد چوینی را کشتی	تو کجا کار به خنجر داری
با تومه را نرسد دعوی حسن	مهر خورشید به محضر داری
نکنی یاد بیک نامه مرا	گرچه صد خیل کبوتر داری
خونی شیشه دلها سنگیست	نه دل است اینکه تودر بر داری
رفت برباد غبارم ظالم	طبع از من چه مکدر داری
یار سرگشتگیم دید و بگفت	ای فلانی توجه در سر داری
ای دل خسته چه افتاد ترا	که نه بالین و نه بستر داری
می کشی دامن دل را ای گل	جامه کیست که در بر داری
تیغ در کف ز سرم می گزری	من نه دانم توجه در سر داری
من شدم خاک در دل واقف	تو برو گر در دیگر داری

۲۸

دگر ای باد صبا روح فزا می آیی
 نکمت زلف که داری ز کجا می آیی
 خانه مدعیان طرفه خرابست ز رشک
 زینکه گاهی تو بویرانه ما می آیی
 بسکه اندیشه اغیار گرفته است ترا
 هر قدم جانب من رو بقفا می آیی
 بر در خویش مرا دید و بگفت از سر ناز
 شرم بادت که درین کوی بپا می آیی
 بوی خون می دهد امروز لباسی که تراست
 تا کرا کشته تو ای سرخ قبا می آیی
 اگر از جا نروم ز آمدن تو چکنم
 که بصد فتنه و آشوب و بلا می آیی
 گر نداری سر ویرانی من همچون سیل
 آخر ای گریه به این زور چرا می آیی
 بردی از خلوت مستانه ز جا واقف را
 که تو چون نشئه می هوش ربا می آیی

۲۹

جفایش کند بر وفا پیش دستی
 کند شوخیش بر حیا پیش دستی
 اگر رخصت پای بوس از تو گیرد
 کند خون من بر حنا پیش دستی
 چو احرام طوف حریم تو بندد
 غبارم کند بر صبا پیش دستی
 نوازی بدشناسی ارغ بیدلان را
 کنم بر همه در دعا پیش دستی
 چو صید افگنان هر اذای تو خواهد
 به خون دل مبتلا پیش دستی

براه تو از ذوق افتادگی ها
 نمودیم بر نقش پا پیشدستی
 اجل قصد بجان مرا کرد لیکن
 بر او کرد هجر شما پیشدستی
 به آن زلف ای شانه ربطم قدیم است
 ترا نیست بر من روا پیشدستی
 ترا هجر واقف به چندین جفا کشت
 نکردی تو غافل چرا پیشدستی

۳۰

چند ای دل بی درد پیش یار من باشی
 غیب نیست اگر یک شب غم گسار من باشی
 بیخت بد ترا با من میکند بجان دشمن
 هر قدر که میخواهم دوستدار من باشی
 من خود از درش رفتم میگذارم ای دل
 جای من نگهداری یادگار من باشی
 موجهای غم تاکی در میانه ام گیرند
 دارم آرزو یک شب در کنار من باشی
 هر جفا که میخواهی صرف کن بمن امروز
 لیک ترسمت فردا شرمسار من باشی
 کلاه ام کجا دارد طالع قدومت را
 مفت من اگر مهمان در جوار من باشی
 از ادب نیارم کرد جذب عشق در کارت
 ورنه با همه تمکین بی قرار من باشی
 من کجا روم واقف یار اگر مرا گوید
 ای فلان نمیخواهم در دیار من باشی

۳۱

دلا تا کی چنین افسرده باشی
 نمیخواهم کزین سان مرده باشی
 ز عشق خردسالان بگذر ای دل
 ز طفلان چند بازی خورده باشی

ترا دود از جگر ای لاله برخاست
مگر بویی ز داغم برده باشی
به این یک قطره خون آخر چه داری
دلم را تا بکی افسرده باشی
ز دستانت دلی کز دست من رفت
چه باشد گر بدست آورده باشی
نثارت میکنم این نیم جان چیست
که از من بهر آن آزرده باشی
جوان مردی به درد عشق واقف
چه حسرت ها که در دل برده باشی

۳۳

بسیار پریشانم از گوشه تنهایی
ای گریه کجا رفتی دیر است نمی آیی
تا عشق دوچارم شد این چار بمن بخشید
دیوانگی و مستی بدناسی و رسوایی
ترسم که ترا گیرد ناگاه غم هجران
ایدل نکنی دیگر دعوی شکیبایی
دارد قد یار من اقبال بلند ای سرو
آن به که کنی کوتاه افسانه رعنایی
گر زلف بگوشت گفت احوال پریشانم
در تاب مشو جانا از گفته سودایی
یعقوب صفت واقف از هجر عزیزانم
ضعفی که مرا روداد در قوت بینایی

۳۴

لبش آب بقاست پنداری	درد ها را دواست پنداری
غم چنان می زند در دل را	که باو آشناست پنداری
حرفهای دروغ مدعیان	وای من گر تو راست پنداری
شب هجران چها بجانم کرد	شب نه روز جزاست پنداری
دلفریب است وعده اش چندان	که سراسر وفاست پنداری
گلرخان می برند دست پدمست	خون عاشق حناست پنداری

جز به مردان نمیکنند پنجه عشق مرد آزماست پنداری
 دل دران زلف مضطرب حالست چه بلا مبتلاست پنداری
 بسکه یکسان بیخاک راه تو شد چشم من نقش پاست پنداری
 اینکه من میکشم ز جور و جفا اجر مهر و وفاست پنداری
 عهد یاران عهد ما واقف بوج و پا در هواست پنداری

۳۴

جدا کردی ز یارم ای فلک زیر و زبر گردی
 ازان در دورم افگندی الهی در بدر گردی
 تو همراه پدر تاچند ای زیبا پسر گردی
 الهی بی پدر گردی الهی بی پدر گردی
 تو هم ای چرخ سرگردان مگر گم کرده ای چیزی
 که چون من بی سروپا روز و شب شام و سحر گردی
 ندارد رفتنت ای بی وفا باز آمدن در پی
 مگر روزی که عمر رفته بر گردد تو برگردی
 مزاج گلزار من ز گل نازکتر افتاده است
 بکوبش میروی ای ناله یارب بی اثر گردی
 ترا آن روز ای دل مرکز عشاق میگویم
 که چون پرکار گرد نقطه خالشی بسر گردی
 به قصد دل خدنگش میکشد گاهی سری اینجا
 الهی خون شوی ای سینه ام تاکی سحر گردی
 مرا بگزار با من گو بمیرم زانکه می ترسم
 که گر یابی خبر از حالم از خود بی خبر گردی
 مشو دل تنگ در فکر دهان تنگ او واقف
 بخود گر تنگ گیری کار خود تنگ شکر گردی

۳۵

زلف خوبان بلاست پنداری نه بلا ازدهاست پنداری
 بت من آنچنان دل آشوب است که بلای خداست پنداری
 یک نفس یار و نشد با من گل باغ حیات پنداری
 زلف یار است درهم و برهم نسخه حال ماست پنداری

می شود با تو چهره آینه	سخت او بی حیاست	پنداری
شده از کشته پشته در کویش	عرصه ی کربلاست	پنداری
خیزم از جا بدست یاری او	مد آهم عصاست	پنداری
سپیل اشک از سرم نمی گذرد	بر سر ماجراست	پنداری
قفس سینه سوخت ناله دل	مرغ آتش نواست	پنداری
بخدا ناز میکند واقف	بنده ی مصطفاست	پنداری

۳۶

هر کس که خورده چون شمع سرچنگ زندگانی
 در مرگ می گریزد از ننگ زندگانی
 ذوقی نماند دل را با آن دهان شیرین
 تنگ شکر نخواهد دل تنگ زندگانی
 از بسکه در غم یار در دیده ها شدم خوار
 مرگم نکرد از عار آهنگ زندگانی
 نی وصل دلفروزی نی هجر سینه سوزی
 خواهیم مرد روزی از ننگ زندگانی
 وصلش همیشه خواهیم در هجر می پناهم
 کاین بوی مرگ دارد واین ننگ زندگانی
 لازم شده است ای مرگ بر من دعای جانت
 جان مرا رهاندی از ننگ زندگانی
 از خاک مال مردن شاید جلا پذیرد
 آینه ای که تاراست از زنگ زندگانی
 گفتم که از چه واقف در هجر زنده ماندی
 بشنو که هجر مرگست در رنگ زندگانی

۳۷

یار ز من گر خبری داشتی	کی به رقیبان نظری داشتی
یار به درد سخنم می رسید	درد سخن گر قدری داشتی
بست به کینم کمر از ناله ام	کاش فلک گوش کری داشتی
دیده این سنگدلان تر شدی	دود دلم گر اثری داشتی

شهر ز جور تو نگشتی خراب
های چه میشد چو کبوتر اگر
گشت پریشان دل من بی سبب
کار جهان درهم و برهم شدی
آه کجا شد که بمن پیش ازین
نرم شدی آهن او همچو موم
داغ تو مردانه بدل سوختی
دعر اگر دادگری داشتی
نامه من بال و پری داشتی
کاش بزلت تو سری داشتی
چون تو جهان گر دگری داشتی
هم گذری هم نظری داشتی
گر دم گرم اثری داشتی
واقف ما گر جگری داشتی

۳۸

بصیرا رفتی و میگفت در هر گوشه نخبیری
که یارب زین کدبان ابرو نصیب من شود تیری
ز بند رسم آزادم باین آزادی شادم
قلندر مشربم لیکن ندانم رنگ و زنجیری
دل قانون شناس ما بیک آهنگ می نالد
که ساز دردمندان را نمی باشد بم وزیری
سر از خویش رفتن دارم از سودای زلف او
بیا ای دل رفاقت کن که در پیش است شبگیری
شهادت تشنه ام همدم ز حال ما چه می پرسی
چو ماهی می طعم در خاک دور از آب شمشیری
کشاد غنچه در بند نسیم صبح می باشد
نمی گردد میسر باشد دل بی دم پیری
همین در جان من آتش زدی ای ناله از گرمی
نکردی بی حمیت در دل او هیچ تأثیری
بباغ آفرینش رو نهادم هر طرف دیدم
برنگ گل پریشانی بسان غنچه دلگیری
گرفتار سریشم اختلاطیهای یارانم
چسازم سخت چسپیده است بر بال و پرم تیری
سروکارت اگر با آه گرم کس نیفتادست
چه افتادت که افتاده است در رنگ تو تغیری
منم صید زبون واقف درین وادی که سهواً هم
نیفتاده است بر جانم نگاه از چشم رهگیری

۳۹

بت من بحق خدای که داری
 بمن صرف کن هر جفای که داری
 چو من خو گرفتم بجور و جفایت
 تو و غیر و مهر و وفای که داری
 سزاوار دشنام تو این دعاگوست
 بمن گویی هر نازای که داری
 غنیمی چو خط حسن را در کمین است
 چه نازی بناز و ادای که داری
 بیا کهنه زخم مرا تازه گردان
 به آن طره مشک سای که داری
 چو پوشیده گردید خون شهیدان
 بدامان گلگون قبای که داری
 منجم نظر کرد در طالعم گفت
 تو از عشق داری بلای که داری
 چه خوانی غمش را بهمانی ای دل
 که تنگ است مہمان‌سرای که داری
 صبا خوش رسیدی ز گرد ره او
 بمن لطف کن توتیای که داری
 دلا چند از دیده سیلاب راندن
 باو عرض کن ماجرای که داری
 بدریای عشق آشنا شو و گرنه
 چه کار آیدت دست و پای که داری
 من این درد دارم برای تو باری
 برای که داری دواي که داری
 به آن ماه واقف نخواهی رسیدن
 به این طالع نارسای که داری

۴۰

از گریه* من دشت جنون کرده بهاری
 لغت جگرم گل زده بر هر سر خاری

باز آیی که از شوق نثارت ز ته دل
 لبریز گهر کرده ام از گریه کناری
 ای عشق بیا جان و دلم منتظر تست
 وی عقل برو با تو ندارم سروکاری
 در چشم زدن بر سر این سوخته آید
 هر جا جهد از آتشی بی داد شراری
 من رفته ام و شمع صفت سوخته ام زار
 هر جا ز شهید غم عشق است مزاری
 از روز حساب این همه فارغ نتوان بود
 گیرم که شهیدان ترا نیست شماری
 پابند شدی ای دل دیوانه دران زلف
 احوال تو چونست درین سلسله باری
 خواهم که ز دست تو درین دامن صحرا
 بی زحمت اغیار کنم گریه زاری
 شد فصل بهار و دل واقف نشگفت آه
 این غنچه مگر وا شود از وصل نگاری

۴۱

تا دست بخون دل نشویی	در معبد عشق بی وضویی
پرسی از من که قیمت چیست	ای صاحب بنده هرچه گویی
ای دیده بحال من مریز اشک	یعنی که شهید را نشویی
این خوش پسران براه مردم	دیواند باین فرشته خوبی
ای باد که میروی دران کوی	گم گشته دل مرا بجویی
گر یابی زنده آن حزین را	آهسته سلام من بگویی
بگزار که یک دو بوسه گیرم	در قلم اگر بهانه جویی
واقف آن روی ساده دیده است	عیبش نکنی بساده گویی

۴۲

جانا مکشا زلف خدارا دوسه روزی
 در بند نکهدار بلا را دوسه روزی
 ما دل زدگان در سر کویت دوسه روزیم
 با ما نکنی ار بمدارا دوسه روزی

شاید که رود بی سببی درد تو ای دل
موقوف توان داشت دوا را دوسه روزی
تا داد ستانم ز تو خواهم که گذارم
طور ادب و شرم و حیا را دوسه روزی
گوئید به گچین که دل غنچه میازار
بگذار کند کسب دوا را دوسه روزی
از دست تو شد طاقت ارباب وفا طاق
بر طاق بنه جور و جفا را دوسه روزی
خون نخوردن بسیار دلا کرده گران
آن به که دهی ترک غذا را دو سه روزی
افسوس که در بند بستان عمر تو شد صرف
واقف نشدی بنده خدا را دو سه روزی

۴۳

ای خدا چرخ بخود درمانی	تابی در بدرم گردانی
که تو در حسن نداری ثانی	اول صفحه عشق این سخن است
مرکز دایره حیرانی	نقطه خال تو دیدم گشتم
این گرانی بشما ارزانی	ما ازین بزم رقیبان رفتیم
برده ام گو بقدر چوگانی	من بمیدان وفا از عشاق
می کند هرزه زبان جنبانی	شمع را با توجه نسبت در حسن
پیش از آن دم که شوی شیطانی	چشم بکشای ز خواب غفلت
هست در کار محبت بانی	گرچه دل حال مرا کرده خراب
سخنم باد و هوا می دانی	گر بگویم که هوادار تو ام
بگذر از فکر مرصع خوانی	شد چو نظم در دندان برهم
آنچه دیدم ز تو یار جانی	گشت بیزار ز جان هر که شنید
من کنم بر در او در بانی	اگر از خانه برآید یارم
تو که در خانه خود مهمانی	این همه فکر اقامت بیجاست
گو شود کشتی من طوفانی	واقف از گریه نخواهم بس کرد

۴۴

نگذاشت بجا از من این درد اگر چیزی
ای کاش دران دل هم میکرد اثر چیزی

خاکم قدمش قاصد میبوس و بهر بوسی
 می دزد برای من زان کجیل بصر چیزی
 گر حال مرا پرسد آن مست خراب من
 از بوی کباب دل آبی باد ببر چیزی
 گفتمی که فلان امسال چو نیست ترا احوال
 گر راست ز من پرسد از باز بتر چیزی
 آخر دل جانان را کردیم بخود مایل
 از گریه شب چیزی از آه سحر چیزی
 دیگر چه کمتر بندی دوز کشتن من ظالم
 کز طاقت من نگذاشت آن تاب کمتر چیزی
 با این همه زیبایی خط آتیز برآوردی
 ز اسباب هلاک من کم بود مگر چیزی
 ای خوش پسران با ما این جور و جفا تکی
 آرید بیاد آخر از پند پدر چیزی
 تاد خنده کنان رفتی از پیش نگاه من
 در خانه چشم نیست جز آنگوی دل گر چیزی
 غشامه واقفی را نمانده ممکن ریلو
 بیچاره رقم کرده است از خوف مگر چیزی

۴۵

بمجرم مبتلا کردی چه کردی
 زدی تیر ای کمان ابرو با اختیار
 دلا خود را هرازان تر از خیز گیسو من
 بجرم اینکه بود پای تو شوم به شرم از تن جدا کردی چه کردی
 بکار مردم نماند بنگانه من ظالم
 دل وحشی طبیعت را تو دستم را گرفتی و تو را کردی چه کردی
 به امید تو گشتم خانه آرا به چشم غیر را کردی چه کردی
 شدم خاک رهت دامن افشاندی به همه بجرم هوا کردی چه کردی
 ملامت یار را واقف که کرده است بر سر این حرف و کردی چه کردی

۴۶

توبی که مردم بیجا نهی مبتلا نکنی
 تویی که هیچ دل از بند غم رها نکنی

تویی که شوخی حسنت نمیدهد آرام
 بدل قرار نگیری بدیده جا نکنی
 تویی که خون عزیزان نموده‌ای پامال
 بزیر پا نظر از فرط کبریا نکنی
 تویی که در رطب تست معجز عیسی
 ولی چه سود که یک خسته را دوا نکنی
 تویی که شیوه بیباکیت گذشته ز حد
 ستم بخلق کنی ترس از خدا نکنی
 تویی که عادت بیگانه پروری داری
 تویی که حاجت یک آشنا ادا نکنی
 تویی که ساخته‌ای نیم کشته خلقی را
 تویی که کار کسی را به مدعا نکنی
 تویی که حسن تونگر خدا نصیب تو کرد
 تویی که حق فقیران خود ادا نکنی
 تویی که داده خدا ساز و برگ عیش ترا
 ترحمی به غریبان بینوا نکنی
 تویی که راه وفا کرده‌ای غلط صد راه
 ز راه جور و جفا یک قدم خطا نکنی
 تویی که عهد تو پادار نیست همچون گل
 بدست هر که بیفتی به او وفا نکنی
 تویی که میشنوی حرف های تلخ از خلق
 ولی بهیچ کس از لب شکر عطا نکنی
 تویی که بردل و جانی که شد گرفتارت
 بلا فرستی و اندیشه دعا نکنی
 تویی که جنگ ترا صلح در قفا نبود
 ز هر که رنجه شود خاطرت صفا نکنی
 تویی که کرده خدا بادشاه حسن ترا
 قویی که لطف بحال من گدا نکنی
 تویی که ساخته‌ای دردمند واقف را
 تویی که چاره آن دردمند را نکنی

۴۷

چه میخواستی دلا زین داد خواهی
 الهی من بقرانت الهی
 که نتوان شستن از زنگی سیاهی
 کباب از ناله ات شد مرغ و ماهی
 بخود همچون چراغ صبحگاهی
 گر آید از دماغ بوی شاهی
 که بر شب می زند روزم سیاهی
 شود آینه را کشتی تباهی
 ز بردارد دلم دیوان آهی
 که باشد واه واه خلق واهی

بکش بیداد آن ترک سپاهی
 مرا گفתי بیا قربان من شو
 عبت بگریستم بر بخت تیره
 خدا را ای دل اکنون بس توان کرد
 گهر پیمش بناگوش تو لرزد
 گدای کوچه عشقم عجب نیست
 چنان تاریک شد از طره او
 کند دریای حسنش چون تلاطم
 بباد مصرع آن قد موزون
 مرو واقف به تحسین کس از جا

۴۸

چکنم گر ندم تن به جفای پیری
 که ز سر واشدنی نیست بلای پیری
 از خدا خواستی ای کاش جوان مردن من
 آنکه در باره من خواست دعای پری
 مو بگو مشک مرا کرد به کافور بدل
 گشت افسرده دل من ز لثای پیری
 بارش برف بین بر سرم از موی سپید
 سیر دارد خنکهای ای پیری
 داشتم بسکه ز کم فرصتی عمر خبر
 من ز طفلی شدم آماده برای پیری
 نتوان کرد جوانی بجهان صبح ازان
 از عدم آمده پوشیده قبا پیری
 گرچه پیری نگذارد که قدم بر دارم
 می روم لیک سوی مرگ پهای پیری
 دادم از دست جوانی و شدم پیر کجاست
 مرا آهی که توان کرد عصای پیری

مستی لطف کن ای محشق جوان مرد بمن

که ز دوش افکنم از رقص ریای پیری

جرعه ای گر دهی یار جوان خواهر شد

واقف از پیر مغان خواه دوی پیری

۴۹

دریغاً جوانی دریغاً جوانی

رود رفته رفته ز اشکم رولنی

سبک روجم از من نیاید گرانی

بیک شب کند شاب را شیخ قانی

تو هم تا جرمانی آر دیر مانی

که هر هفت دارد تر سیمع المانی

ندارم شکایت ز بی‌اشیانی

به پری مکن یاد عهد جوانی

بعهد تو خیزد شفق زعفرانی

مبادا که مهر رخ بمصرع رسانی

که بزرگان بزرگان کند هم زبانی

اژین نتوان هر قدر می توانی

به کاری نیامد مرا کار دانی

حلاوت نمائند است در زندگانی

شدم پیر و میگویم از ناتوانی

چنین گر ز یا افتم از ناتوانی

از و یک اشارت زمن جانفشان

مهر نام هجران جانکه کاین تن

دم سوختن گشت پروانه با شمع

کلام خدا شاهد دل ربایی است

بسر میبرم زیر بال و کنم شکر

بلا بر بلا بر سر خویش میسازم

تو نگذاشتی رنگ بر رو کسی را

رسد بر تو از خنجر تیر از بی تیر

نه تنها زند چشم او حرف ختم

پیرس ای صبا چشم بیمار او را

چو با عشق پرکار افتاد گرم

مرا واقف از شور و تاج زمانه

۵۰

اشارات ابروی او گریه ندانی

چه حاصل ترا از اشارات خوانی

بسی خورد خون باده از غوانی

که از روی من برد رنگ خوانی

بذات فرو ریختم ز بال و پر ترا

تو بی رخم در فکر عشق پرانی

بنازم هوا داری ایبرم را

که بر گریختم میکند سایه بختی

چه کم گردد ای شاخ گل از بهارت

اگر بر مزارم گهی گل فشانی

تو پہلو دہی گھر میں نکاتوں لرا
ن بلین سہ لاغر ہوا کہم پہلوئی
ناتو صاحب خروچی لارہ اولہم
ن ترا دلستنی است کشور ستانی
ن درین باغ یارای حرقم بگل نیلوت
ن بھرگ خزان می کہم سحرانی
ن گر تاز حال وارم خبردار بولوی
ن نگفتی پدر ای پسر زلہ مانی

خدا را بخاک در دوست نشان
مرا اگر بخاک ای فلک می نشانی
بدادم پیرای ای خورشید
مرا سوخت ز چون آتش زانی
ز خورشید میسر چه برداشت واقف
اگر چه زار رحمت کند سایه بانها
من کیستم از شوق تو سرگرم شتایی
در خانه خود همچو نگه یار برکای
بر حال خراب من وامانده درین دشت
هر آبله پای بود چشم پر آب

عمریست که در بزم تو مستم و لبان
شرمند و خویشم نه لطفی نه عیبی
بیجا نیست آن مایه فکر عمارت گری خوش
تا هست چو دل بهلوی ما خانم خوابی
مرده است نه در دهر و در دهن داغ
بر تیرت بلبل و نیشانی کلابی
رفت از بزم آن یار عزیز بلیجه درنگست
هیبت چه وامانده ای ای عمر شتابی
ای یاد صبا نکست مشکل نیست بیکارم
تا باید من سوخته را بوی کلابی

ما وعده دیدار بخواب از تو گرفتیم
شد هر سر مو بر تن من برگ خرابی
معنوی نتوان شد ز خلیل و خضر ای دل
تا هست میسر لب نانی دم آبی
زان روز که از خاک وطن دور افتادم
یک روز نخوردم به فراغت دم آبی
واقف بجز اوراق دل سوخته ما
در خانه ما نیست دگر جزو کتابی

۵۲

ای گریه زار در چه فکری	تشریف بیار در چه فکری
من کشتنی و تو تشنه خون	شمشیر برآر در چه فکری
داغی بگذار بر دل من	ای لاله عذار در چه فکری
چون گل نزدی به پیرهن چاک	بگذشت بهار در چه فکری
فرداست که می برد ترا باد	ای مشت غبار در چه فکری
در فکر اقامتی به این عمر	ای برق سوار در چه فکری
تا چشم زنی دگر نه ای هیچ	هم چشم شرار در چه فکری
صیاد تو در کمین نشسته	ای معجو شکار در چه فکری
ساقی قدحی که زنده مانم	مردم ز خمار در چه فکری
ای کار دلم فتاده با تو	دل رفت ز کار در چه فکری
واقف نمکی بهم رسان زود	ای سینه نگار در چه فکری

۵۳

افتاده است بر سر ما بار زندگی
خواهیم مرد در ته دیوار زندگی
تا داشتم نفس بنفس بود جای من
یا رب کسی مباد گرفتار زندگی
خواهد برنگ شمع و بال سر تو شد
این گل که چیده ای تو ز گلزار زندگی
تیغ اجل کجاست که بی درد سر شویم
ما را نمانده طاقت آزار زندگی
چون گل گذشته موج شگفتن ز سر ترا
در پای تو نرفته مگر خار زندگی

دندان من چو ریخت اجل خنده کرد و گفت
 خوش رخنه ای فتاد بدیوار زندگی
 قربان طور حضرت خضرم که هیچ گاه
 در پیش کس نمی کند اظهار زندگی
 تا زنده است شمع تب او نمی رود
 جز مرگ نیست چاره بیمار زندگی
 دل دید روی زندگی و در بلا فتاد
 قطع نظر خوش است ز دیدار زندگی
 جز دل طپیدنی ز من اندر فراق تو
 چیزی بجا نماند ز آثار زندگی
 با آنکه عمر در سر سودا بیاد رفت
 سودی نکرده ایم به بازار زندگی
 در هر قدم چو شمع بسر میکنم سفر
 آسان نمی روم ره دشوار زندگی
 پروا نمی کنی تو و من در فراق تو
 مشتاق مرگ خویشم و بیزار زندگی
 ای لاله رو بیا و بنه داغ بر سرم
 داغ تو ام بود گل دستار زندگی
 واقف من و سلیم ازین خانه می رویم
 باشیم چند صورت دیوار زندگی

۵۴

تو ای شوخ برقع کجا می کشایی
 نیاید بلی از پری خود نمایی
 به تاریک طبعان مکن آشنایی
 اگر هست در طبع تو روشنایی
 عجب نغمه ای داشت شب تار اشکم
 دماغم رسانید از تر صدایی
 کنم عید آن دم که از گریه سازم
 سر انگشت خطی بیابان حنایی

دلی پر دارم و خواهم که همچون شیشه با ساغر
کنم روزی باو با دیده خونبار سرگوشی
ز بس میل سخن دارد بسرو من عجب نبود
کند گل گر به او از گوشه دستار سرگوشی
کسی را واقف سر جنون کی میتوان کردن
کنم با حلقه زنجیر خود ناچار سرگوشی

۵۶

ماه نبود به این چنین که تویی	نیست یوسف چنین حسین که تویی
گردنی بی کمند نگذاری	با چنین زلف عنبرین که تویی
دلبران در زمانه بسیار اند	نه چنین شوخ نازنین که تویی
در جهان سرو قامتان هستند	نه چنین ناز آفرین که تویی
دل خلقی کباب خواهی کرد	با چنین خوی آتشین که تویی
عقل و دینی درست نگذاری	این چنین خصم عقل و دین که تویی
چون تو من نیز عاشقم واقف	نه چنین جان در آستین که تویی

۵۷

از سینه صافی ما جانان خبر نداری
آینه ایم لیکن با ما نظر نداری
با ما که همچو زلفیم آشفته و سیه بخت
جز بستن و شکستن کاری دگر نداری
گیرم که شد چراغت روشن به بزم دولت
کو فرصت و چه مهلت عمر شرر نداری
طور سلوک معنی باید ز خامه آموخت
بی گریه اندرین ره یک گام بر نداری
مو شد سفید و غافل گرم نظاره ای تو
پروای مرگ همچون شمع سحر نداری
پیش عقیق آن لب خضر العطش بگوید
از صبر لاف کم زن ای دل جگر نداری
نگذاشتیم یک مو از جستجوی وصلت
نامد بدست ما هیچ شاید کمر نداری

واقف درین شبستان بیکس شهید عشقی
چون شمع کشته بر سر یک نوحه گزندی

۵۸

صبا با زلف یار من چکردی	ز دی برهم قرار من چه کردی
مکدر گر نگردی با تو گویم	که با مشت غبار من چه کردی
نه شستی گرد کین از خاطر یار	بگو ای گریه کار من چه کردی
کف خاک مرا برباد دادی	چه کردی شهسوار من چه کردی
ز دی تر خنده ها بر گریه من	به چشم اشکبار من چه کردی
نوشمعی با تو میگویم به صد سوز	که با شبهای تار من چه کردی
نگندی خار واقف را به بستر	چه کردی گلزار من چه کردی

۵۹

بر بستر غم میکشم آزار کجایی
ای داروی درد من بیمار کجایی
گفتی چو دهی جان به تو دیدار نمایم
من جان میدهم از حسرت دیدار کجایی
اغیار به پرسیدم آیند و من از درد
خون گریم و گویم که تو ای یار کجایی
دیر است نمالیده کسی گوش دلم را
مشتاق توام یار ستمگار کجایی
این گرمی این باده دل سوخت جگر سوخت
ای سایه فکن ابر هوادار کجایی
از حسرت تیرت چو هدف خاک نشینم
قربان شو مت شوخ کماندار کجایی
هر دم دل بی طاقت من از غم هجران
خون میشود ای صبر جگر دار کجایی
دارد سر رفتن دل من در قدم اشک
فریاد رس ای حضرت دلدار کجایی
کو محرم رازیکه به او حال توان گفت
دریاب مرا واقف اسرار کجایی

۶۰

غبار درش ای صبا گریباری
 بود لازم عمر بی اعتباری
 نداری بما شیشه جانان ترحم
 نظر کن بحال دل دردمندم
 نه امروز دل برق جولان شوق است
 اگر کمک پیشت بدغوی خرامد
 بکش ناوک خویش از سینه من
 سز یوسف خویش گردم که چون عمر
 ز سرب تو بگذشت یک نیزه اشکم
 اگر ابله می خامه اش کار چوب است
 رقیبا بکوبش ترا قدر سنگ نیست
 چو سیماب مشکل که تسکین پذیرم
 بسر و قسم آرید آن سیمتن را
 ز کف میدهی زلف دلدار واقف

۶۱

پیش زلف او بردم شکوه پریشانی
 گفت ای پریشان گو حال من نمیدانی
 کس ترا نخواهد کشت در حریم او ای شمع
 بهر عرض سوز من گر زیان بجنابانی
 سجده نقش میگرد بر در تو چون غلطم
 زانکه شش جهت دارم قرعه وار پریشانی
 خوش رسانده ای ظالم طرز بی دماغی را
 جان اگر بیفشانم آستین بر افشانی
 قید هستیم ای کاش واشود که کفت ها
 بر سرم هجوم آورد همچو موی زندانی
 چشم کافرائین را سرمه آشنا کردی
 ترسمت سیه سازی خانه مسلمانان
 بوسه لب نو خط شب سیاه مستم کرد
 نشه دگر باشد در شراب ریحانی

عید جلوه قاتل دیده ایم ما ای دل
 زخم ما بهم ناید همچو چشم قربانی
 واقف آن لب شیرین گر نمی دهد کام
 باری از نبات او میکنم مگس رانی

۶۲

بجز آزار دل کاری نداری مگر یار دل آزاری نداری
 تنافل میکنی در کار عاشق مگر با چون خودی کاری نداری
 عذاب میکنی هر لحظه گویا بغیر از من گنہگاری نداری
 بهر کس یوسف من عشوہ مفروش ز من بهتر خریداری نداری
 دلا بسیار می سوزم بحالت که غم داری و غمخواری نداری
 نگفتی از کسان دارم بدل بار بحمدالله ز من باری نداری
 وفا گفتمی که دارم یا ندارم سرت گردم بلی آری نداری
 نمی دانم ترا واقف چه حال است که دل داری و دلداری نداری

۶۳

ای ناله بگوش شنوای نرسیدی
 رفتی همه جا لیک بجای نرسیدی
 ای گریه چو سیلاب بهر کوچه دویدی
 یک بار بدیوانه سرای نرسیدی
 بی فایده رفت این همه صیقل گری من
 ای آیینہ دل بجای نرسیدی
 سیر و سمرت هیچ بجای نرسانید
 ای کوکب بختم به ضیای نرسیدی
 بردم گله از دست تو درپیش مسیحا
 ای درد محبت به دوی نرسیدی
 صد حیف که واقف ز سرکوی نکویان
 بی برگ گذشتی به نوای نرسیدی

۶۴

چه شود گر تو یار من باشی یار من غمگسار من باشی
 چه شود گر ز روی دل سوزی شمع شبهای تار من باشی

چه شود گر بیک دو پیمانه چاره ساز خمار من باشی
 چه شود گر توای وفا دشمن قدری دوستدار من باشی
 چه شود گرشبی برغم رقیب تا سحر درکنار من باشی
 چه شود گر پس از فنا گشتن تو چراغ مزار من باشی
 ناله زار من اگر شنوی واقف از حال زار من باشی

۶۵

بی تو در اسباب عیش افتاده از بس دشمنی
 خورده از دست سپه مینا پیاپی گردنی
 بر نگین لعل شیرین نام خسرو کنده اند
 کوهکن از ساده لوحی تو عبت جان میکنی
 یار نرم اندام با من سخت گیری می کند
 پنجه از فولاد دارد با همه سیمین تنی
 چون بداغت داده ام جان چیست انداز عتاب
 من چراغ مرده ام بر من چه دامن می زنی
 زان همه یاران که بر بیماریم دل سوختند
 مانده بر بالین من شمعی و آن هم مردنی
 میتوان ای سنگدل گاهی خمار ما شکست
 تا بکی پیمانه امید ما را بشکنی
 شانه گر افتد بدام من کشم زو انتقام
 میکند در کوچه زلفت بدل دندان زنی
 دور چشم بد که بی درد سر از خاک درش
 صندلی شد در بر ما جامه از عریان تنی
 داغ از دست توام کز گفته تردامنان
 بی محابا آستین بر شمع عیشم می زنی
 تا گریبان گرچه واقف در عرق رفتم فرو
 بر نمی آیم هنوز از خجالت تردامنی

۶۶

ز بس در جمع مهرویان تمامی تو بیشک ابن جماعت را اداسی
 رقیب از کوی او شد مانع من که در راه حرم باشد حرامی

ز سلک آن در دندان چه گویم که دارد خنده بر نظم نظامی
به تنباکو کشی تا خو گرفتی کشم هر لحظه ناز تلخ کامی
بذکر نام او لب آشنا کن ترا این بس نگین نیک نامی
به نحوی صرف می گردید واقف که رهن باده سازد شرح جامی

۶۷

ای اشک بی قرار بکوی که میروی
وی آه شعله بار به سوی که میروی
ای آفتاب گرم بکوی که میروی
نعلت در آتش است بسوی که میروی
هر گز نمی شود که کنی روی در قفا
زین سان برای دیدن روی که میروی
سنگی بدست داری و سنگی در آستین
بهر شکست جام و سبوی که میروی
ای کعبه رو ز راه ادب پا ز سر کنی
گردانی اینقدر که بکوی که میروی
چشم ز گریه شد لب جو سرو ناز من
دامن کشان تو بر لب جوی که میروی
تو میروی و می رود از چهره رنگ من
آه ای صبا بغارت بوی که میروی
داری بدست از دل صد چاک شانه ای
واقف بشانه کاری موی که میروی

۶۸

مگر دل گریه سر کرده است جای که می آید بگوشم های های
جهان گردیدم و دردا که جای دچار من نشد درد آشنای
کشیدم خوان نعمت های دردت به غم خواران زخم هردم صلائی
خبر از عالم بالا گرفتم ندارد همچو بالایش بلای
روان سازم اگر افتد قبولش بدست گریه خونین خنای
سرت کردم چنین محبوب مکنر نگاهی خنده ای حرفی ادای

ز خون خوردن نگردد سیر تیغت نباشد همچو او صاف اشتهای
نیاز و ناز را هنگامه گرم است از و دشنامی و از ما دعای
درین بیگانگان واقف ندیدم بجز آینه صورت آشنای

۷۹

ز تاثیر محبت دل بزلفش سرکند بازی
به این جرات کجا با مار افسون گرکند بازی
دل من گرد چشم یار می گردد ازان ترسم
شود زخمی چون آن طفلی که باخنجر کند بازی
ندارد هیچ وزنی وقت استیلاي غم تمکین
که چون آید بطوفان بحر با لنگر کند بازی
پریشان اختلاطی این چنین آشفته ام دارد
که هر تاری ز زلفش با دل دیگر کند بازی
هراسد مرد بازبگر چو باشد ریسمان نازک
بخود لرزد دلم هر گه بزلفت سرکند بازی
رقیب از بهر تو زر باخت نی سر ای سرت گردم
اشارت کن بعاشق تا ازو بهتر کند بازی
ز وصل مه جبینی خانه روشن داشتم لیکن
ندانستم که با من عاقبت آخر کند بازی
سر خود را چو گوا فکنده ام واقف بمیدانش
مگر آن شوخ چوگان باز گاهی سر کند بازی

۷۰

چو نی هر چند گشتم خشک و خالی مرا بنواز و بنگر زار نالی
ز بس هرسفله دارد رنگ و روغن به چینی می زند پهلوی سفالی
زدست باده خوردم رفتم از دست فلا ادری یمینی عن شمالی
چو بینم خاکبازی های طفلان بشور آیم ز یاد خورد سالی
جمال او گزنده آفتابی است که آن مه زاده در ماه جلالی
نکرد ار گریه تاثیر این قدر شد که پیش او دلی کردیم خالی
خیال آن کمر را بنده ام من کزو آموختم نازک خیالی

ز فیض مسند آریان بشود دست که بی آب است واقف حوض خالی

۷۱

تا کی بکنج غمگده ما وا کند کسی
 کو بزم عشرتی که دلی وا کند کسی
 تا کی ز گریه سلسه برپا کند کسی
 تا چند دل گدازد و در پا کند کسی
 با شوخی تو آد چه سودا کند کسی
 فرصت نمی دهی که گره وا کند کسی
 نتوان گرفت دامن یار عزیز را
 مردانگی مگر چو زلیخا کند کسی
 راضی بمال و جان و دل و دین نمی شوی
 با چون تو دشمنی چه مدارا کند کسی
 ما مرد تلخ کامی هجر تو نیستیم
 بر خود چگوننه زهر گوارا کند کسی
 بر مسند غرور نشینند چون بتان
 رخصت نمی دهند که هجرا کند کسی
 قاصد چنین شتاب مکن باش ساعتی
 تا نامه ای بخون دل انشا کند کسی
 جزاشک این حدیقه ندارد شگوفه ای
 اینجا چه برگ عیش مهیا کند کسی
 بر روی روز راز فگندن چه لازم است
 چون شمع به که گریه بشبها کند کسی
 مردم مگر ز رشک رقیبان شوم خلاص
 این درد را دگر چه مداوا کند کسی
 گم گشته عدم شدی از یاد آن دهن
 ای دل چسان سراغ تو پیدا کند کسی
 میرم زغم چو غیر کند جا به میخاش
 آه آن زمان که در دل او جا کند کسی
 چون جام زهر خند درین انجمن تراست
 این جا چه هرزه گریه چو مینا کند کسی

واقف از آن دهن که به تنگی مثل شد است
از بهر بوسه ای چه تقاضا کند کسی

۷۲

دماغم تازه است از صحبت دیوانه چندی
چراغم روشن است از گرمی پروانه چندی
درین شهرم ملول از صحبت فرزانه چندی
مرا ویرانه ای میباید و دیوانه چندی
سر گستاخی دارم به آن پیمان شکن اسشب
فزون کن ساقی از هر روزه ام پیمانه چندی
کبوتر از بر یار آمد و آورد مکتوبی
به پیش او بریز ای اشک شادی دانه چندی
خرابی گرد از دلها بر آورد است لطفی کن
گر آبادان شود در عهده این ویرانه چندی
بود پهلوی هم در کوچه سودا گرفتاران
بسان حلقه زنجیر شیون خانه چندی
سزای تست ایدل آنچه در عشق بتان دیدی
تو کردی آشنایی با خدا بیگانه چندی
خرابیهای عالم باورت ناید مگر روزی
که ویران گردد از سیل سرشکم خانه چندی
بجز زلفش که باشد مجمع دلهای سودای
بیک زنجیر واقف دیده ای دیوانه چندی

۷۳

اگر دستم رسد بر خط تراشی های خوش روی
فرو نگذارم از اصلاح او هرگز سر موی
دلَم را آب کرد از بس هوای قد دل جوی
نشستم همچو سرو از گریه آخر بربل جوی
بصحرا این سخن می گفت آهوی باهوی
که ما را میکشد ناگاه روزی چشم جادوی

بسی مشکل بود تسخیر کردن شوخ چشمان را
 شدم مجنون بایدیکه رامم گردد آهوی
 بیا بسم الله ایدل گر رفاقت میکنی بامن
 که از خود رفتنی در پیش دارم تا سر کوی
 کنون چیزی ندارد در گره غیر از پریشانی
 که دل سرمایه خود باخت در سودای گیسوی
 خزان کردی بهاز حسن سیر لاله و گل کن
 تواند شد که گیری وام ازین رنگی از آن بوی
 چو شمع کشته بر سر ماتم افروزی نی بینم
 بغیر از دود آهی کو پریشان کرد گیسوی
 ز پیشم این چنین محبوب مگذر جان بقربات
 شکر خندی نگاهی زهرچشمی چین ابروی
 نمی دانم که رفت از پهلویم واقف نمیدانم
 که هر دم میخورم از دل طپیدن تازه پهلوی

۷۶۳

نباشد همچو من در کوچه زلف تو شیدای
 گرفتار است جان ز آشتگی جای دلم جای
 فضولی نهای مهلمان میزبان را داغ می سازد
 غمت هر لحظه میسوزد دلم را از تقاضای
 مرا گر دوست میدانی مروت کن بمن باری
 وگ دشمن تصور کرده ای ظالم مدارای
 مکن ای خط سرکش اینقدر بیداد بر رویش
 خدا کرده است پیدا بهر هر فرعون موسای
 جنون کهنه دل را تنگ می دارد خوشا روزی
 که او نو خط شود ما را دهد رو تازه سودای
 کمان عشق با این نا توانی میکشیدم من
 اگر از گوشه ابروی او میبود ایمای
 چرا بینم زیان واقف که باعشق است سودایم
 گریبان دادم آوردم بکف دامان صحرای

۷۵

تبا تو رفتی درد شد صاف ایام زندگی
 تیرگی چون لاله گل کرد از چراغ زندگی
 زعفران را خنده می آید برنگ زرد من
 بسکه پامال خزان شد بی تو باغ زندگی
 میهم کافوری از صبح فنا خواهم که سوخت
 شمع آسا استخوان من ز داغ زندگی
 واقف از حال چه پرسی کز خیال آن کمر
 بسکه گاهیدم شدم موی دماغ زندگی

۷۶

دم مزنی ای تیغ با ابروی یار از همسری
 بحث کج باشد دلیل قاطع بی جوهری
 میفروشم سرمه وز خوبان نگاهی می خرم
 من بچشم خویش دیدم سود این سوداگری
 همچو به هر چند گرد آلود خط شد آن ذقن
 میبرد گوی لطافت را ز سیب عنبری
 شاید از سنگینی درد دلش آگه کند
 کاغذ مکتوب را دادیم رنگ مرمری
 گر بقای خضر هم یابی درین دشت فنا
 توسن عمر تو آخر میخورد اسکندری
 سر اگر خواهی هماندم میکنم واقف نثار
 نیست با شمشیر یارم آشنایی سرسری

۷۷

ز دست تو منم دستخوش بیتابی
 میکنند از هوسم سیمتنان بیتابی
 گریه چون ابر تر از دامن مژگان برخیز
 خار صحرایی بلا خشک شد از بی آبی
 قدمی رنجه کنی گر تو بویرا نه ما
 فرش خاکستری فقر کند ستجابی

از تماشای توام چشم بزیر ابرو
مانده حیرت زده چون آیینۀ محرابی
بر سر کوی بتان کشت و بر آویزم کرد
کی گمان داشتم از عشق چنین قصابی
ایمن از بافتن زلف تو نتوانم بود
ریسمانی ز برای دل من میتابی
نه همین در سرم از چرخ جنون دو ریست
در دلم هست ازو آبله دولابی
شده از ناله من شور قیامت بیدار
آه ای دیده بختم تو همان در خوابی
لشکرناز تو خودسر بنظر می آید
مژه از حکم تو ترسم که کند سرتابی
نگه ات خاصیت روغن بادام دهد
به که آن خسته سودا زده را در یابی
از سخن های حکیمانه وزن دم واقف
روزگاریست که هر موش شده فارابی

۷۸

عجب بیرحم و کافر ماجرای
نه کنعانی به این خوبی نه مصری
غلط کردم خطا کردم عفی الله
چو برگ لاله میسوزد درین باغ
وزد یک شام اگر بر زلف او باد
همه اعضای تو نرم است چون سیم
بدم زلف تو آن دل که افتاد
ترا واقف ز پیری پشت خم شد

بلابی از بلاهای خدایی
عزیز من تو فرزند کیجایی
که کردم با تو پیدرد آشنایی
جدا هر عضوم از درد جدایی
کند تا صبح محشر مشک سابی
نمیدانم ده سنگین دل چرایی
بعمر دیگرش افتد رهایی
بنه بر طاق اکنون میرزایی

۷۹

ای بلند از قد تو رعنائی
رفت مجنون و من درین صحرا
خانه از گریه شد خراب و هنوز
قامت سرو باغ یکتایی
میدهم جان بدرد تنهایی
بی مروت ز در نمی آبی

با خرام تو کبک کوهسار است پیش چشمت غزاله صحرایی
 رو ترش میکنی چرا با من بنده سودا هم نه صفرایی
 مرده زیر زمین نخواهد ماند لب او گر کند مسیحایی
 ما بران آستان عالیشان خا روی و جبهه فرسائی
 همه از روی بندگی کردیم خواجه روزی نکرد آتایی
 عشق ای دل چه گفته درگوش کز طپدن دمی نیاسایی
 مگر آزرده ای ز خود واقف که تو گاهی بخود نمی آیی

۸۰

زهی نگاه تو سرگرم فتنه پردازی
 ز ترکتاز تو در لرزه ترکی و تازی
 کبوتریکه پرد در هوای آن لب بام
 تمام عمر بود در بلند پروازی
 دلم که در حرم کوی یار میرقصم
 کبوتریست که با کعبه میکند بازی
 ز اشک پاک گهر در تعجبم که چرا
 دویده گرم چنین از برای غمازی
 نموده لاغری عشق تار طنبورم
 نوازشی نکنی شوخ من چه ناسازی
 بکوی سنگدلان شور گریه شیر است
 بکوه آب روان میکند خوش آوازی
 نظر چو آینه گاهی بحال واقف کن
 ز شوق روی تو کرده است خانه پردازی

۸۱

فتادم بردرت برخیز گفتمی دگر ناگفتنی ها نیز گفتمی
 حدیث تلخ کز وی زهر می ریخت، ازان لب های شکرریز گفتمی
 کشیدی تیغ از شوخی و آنگاه به این بیدست و پا بگریز گفتمی
 مرا گفتمی زمن چیزی طلب کن عجب چیزی بدین ناچیز گفتمی
 برش انکار کردی واقف از عشق دروغ مصلحت آمیز گفتمی

۸۲

به بختم محرمی در حضرت جانانه بایستی
 دل صد چاک من گیسوی او را شانه بایستی
 دلم را هر که میبند اسیر زلف میگوید
 که زنجیر چنین را این چنین دیوانه بایستی
 بطوف شمع خود رفتم ندانستم چه باید کرد
 پی تعلیم همراهی یکی پروانه بایستی
 نشد از شیشه و پیمانه تسکین خمار من
 سبزی دستگیری من درین میخانه بایستی
 ز خونی آنچه می بایست دارد یار من لیکن
 ز بسیار آشنای اندکی بیگانه بایستی
 نشد بوی نصیبی از لب آن یار میخواره
 دریغا مشقت خاک من گل پیمانه بایستی
 جهانی پر ز هشیاران نمی آید بکار من
 مرا دیوانه ای واقف درین ویرانه بایستی

۸۳

ای دل توجه اضطراب داری	پیوسته مرا خراب داری
دنبال که میروی ندانم	ای عمر عجب شتاب داری
مستانه روی بخانه غیر	زین شیوه مرا کباب داری
در صلح درنگ میکنی لیک	در جنگ عجب شتاب داری
برسینه من شمرده زن تیر	اندیشه گر از حساب داری
بگذر ای زلف از میانش	بر هیچ چه پیچ و تاب داری
از پهلوی ماجدا شو ای دله	ما را بی خور و خواب داری
نتوان از دور هم ترا دید	خاصیت آفتاب داری
لب تشنه خون ماست واقف	تیغش با وصف آبداری

۸۴

در دیده مردم چرا بر رگم من جا میکنی
 حرفی بجای گویمت بشنار پیچا میکنی

با دیده سوزن کی کند آتش بخرمن کی کند
 دشمن بدشمن کی کند تو آنچه با ما میکنی
 با عاشق خونین جگر صلت نباشد معتبر
 کز بهر جنگ ای کینه‌ور تقریب پیدا میکنی
 دوران فرصت کم بقا تو دیر پروا میرزا
 در کشتن عاشق چرا امروز و فردا میکنی
 از چشم جادو زای خود وز لعل روح افزای خود
 گه مرده سازی زنده را گه مرده احیا میکنی
 نازم بعذر آوردنت گر بعد صد جور و جفا
 گویی که از من سهو شد با آنکه عمدا میکنی
 و امیکنی بند قبا در بزم غیر ای بی وفا
 وانگه بصد حسن ادا ما را ز سر و امیکنی
 تا کی غم جان خوردنم زین زیست بهتر مردنم
 کز بهر دل آزدنم با غیر ایماز میکنی
 چون خط شد از رویت عیان با من دلت شد سهرابان
 زین پیش بودی کاشکی لطفی که حالا میکنی
 واقف شدی چون هرزه دهر جا دلت خواهد برو
 از پهلوی ما دور شو ما را چه رسوا میکنی

۸۵

گر کنم صاحب من در تو نگاهی گاهی
 عفوکن میشود از بنده گناهی گاهی
 زان کشم از دل حرمان زده آهی گاهی
 که مرا شاد نکردی به نگاهی گاهی
 گر وصال تو مرا دست دهد نیست عجب
 می نشیند به گل و لاله گیاهی گاهی
 چشمها دیده‌ای ای سرمه خبر ده باری
 دیده‌ای چون تب من چشم سیاهی گاهی
 من کاهیده چرا از نظرت افتادم
 چشم را کارفتد با پر کاهی گاهی

زور برمن چو کمان میکنی و میترسم
 جهد از شست دلم ناوک آهی گاهی
 محتسب میکده را ساخته ویران صد حیف
 می گرفتیم به آن خانه پناهی گاهی
 نفتد هیچ خلل در روش راست روی
 گر روم از پی کیج کرده کلاهی گاهی
 روی در هم بکش ای آئینه رخسار زن
 سرکشد گر ز دل سوخته آهی گاهی
 هیچ نقصان نرسد گر توام ای ماه تمام
 نصف دل خوش کنی از نیم نگاهی گاهی
 پیدماغی نگزارد که نویسم مکتوب
 میفرستم بر او قاصد آهی گاهی
 چه شد آن طالع فرخنده که روشن می شد
 کلبه تیره ام از پرتو ماهی گاهی
 واقف آن عهد کجا رفت که ما همچو جرس
 می گرفتیم بیجانان سر راهی گاهی

۸۶

دل ز من برد جاسه گلگونی
 کسب اشراق کن ز میخانه
 سفله پرور شد آنچنان گردون
 لای خوران کوی میکده را
 دل سرشکی شد و چکید از چشم
 پر خراب است خانه زنجیر
 ای پری معجز از کجا آرم
 واقف از شهر دلگرفته شدم
 که بهر جلوه میکند خونی
 هست در هر خمی فلاطونی
 که فریدون شده است هر دونی
 نیست حاجت به هیچ معجونی
 چکند با تو قطره ای خونی
 آه در عرصه نیست معجونی
 کارگر نیست در تو افسونی
 بعد ازین دل کشم به هامونی

۸۷

هزار گونه الم هست و دلفگار یکی
 هزار حیف نمیدانی از هزار یکی

هزار کار بیاموختم ولی در عشق
اژان هزار نیامد مرا بکار یکی
چگونه راز بهوشم مرا دو غماز اند
شکست رنگ یکی چشم اندکبار یکی
مرا چه عیش که دارم دو دگمن آرام
دل نگار یکی جان بیقرار یکی
دو چیز باعث شود مزاج من باشد
پیام یار یکی آمد بهار یکی
ز حال چشم و دلم غافلی و از دستت
یکی نهفته کند گریه آشکار یکی
ز لعلت‌های دل من خبر چه می‌رسی
یکی رسیده به‌زگان و درکنار یکی
شد است موجب دل‌بردیم ز مهر و وفا
جفای یار یکی جور روزگار یکی
چه نخلها که نشاندم درین زمین امید
ولی هنوز نیاورده است بار یکی
خد نکهای نگه جمله صرف غیر ممکن
برای خاطر من هم نگاهدار یکی
چه شکوه‌ها که ز دست تو در دلم خون شده
یکی بیا و ز من بشنو ای نگار یکی
چه نامه‌ها که نوشتم بخون دل سویی
خدا کند که از آنها رسد بیار یکی
ز روزگار به پیش تو شکوه نتوان کرد
که هست خوی تو با خوی روزگار یکی
صبا به یار ز واقف همین قدر گوئی
که هست بر سر راهت در انتظار یکی

چه باشد گر به شکر مدجبینی
شبی با تیره‌روزان هم نشینی

اگر خود را به چشم من ببینی
 بهر ناشسته روی کی نشینی
 قدم بر چشم کس نگزارد این ناز
 تو ای سرو از کسین سرو زمینی
 ترا نی دقت میگیریم نه دشمن
 که تو صبح آنچنان شام این چینی
 ز بس ترم زدی ترکش تهی شد
 کماندارا هنوزم دوری که مینی
 ندارد اعتبار مهرت ای ماه
 تو گاه بر آسمان گاه بر زمینی
 عجب معجون از شیرین و تلخی
 عجب مجموعه ای از مهر و کینه
 غباری گر بخاطر دارم از تمن
 روم ز انبان که گرد من نه بینی
 بنار ای سرو قامت راست آمد
 بیالایت قباي ناز زمینی
 بعالم فتنه از قد تو برخاست
 تو گریا نشسته للعالمینی
 ز چشم هر که رفتی نامدی باز
 مگر جانا نگاه واپسینی
 تو یار من نخواهی شد بصد قرن
 که با اغیار روز و شب قرینی
 تمامی ساحرات آفرین خوان
 به چشم ختم شد بحر آفرینی
 مکن از ما جدای ای غم یار
 تو مارا مونس جان حزینی
 درین صورت نخواهد ماند جان نیز
 که دل بردی کنون در فکر دینی
 بمردن گشته ای نزدیک در عشق
 چرا واقف نه کردی دور زمینی

۸۹

با غیر ترا خطاب تا کی باین سخن عذاب تا کی
 دوست می شرفور من با جگر کوب تا کی
 ای بخت اگر نمونده ای تو چشمی بکشای خواب تا کی
 سیلاب نه ای دلا خدا را آرام کن اضطراب تا کی
 از دست بشوی خون اغیار دست تو و این خضاب تا کی
 بخوانده تو درضام کئی چاک من منتظر جواب تا کی
 گفتمی که بخانه تو آیم ای خانه من نارب تا کی
 واسوخت ز عشق واقف آخر بیچاره کشد عذاب تا کی

۹۰

آنکه برده است دل و دین من از ایمای
 چشم آئینه نه یداست چو او زیبای
 آنکه در هر بن موی من از و میجنونی است
 هست در شکن طره او لیلای
 چه بلای تو که در شهر یکی خانه نماند
 که دران نیست ز بیداد تو واویلای
 باغبان گشت در اطراف گلستان و نیافت
 همچو جانانه من سرو سهی بالای
 بسکه در نوی کسی گریه پریشان کردم
 دلهر افتاده بجای جگر من جای
 نیست ممکن که دگر بار بدستم افتد
 دل افتاد است به جنگ و نه گرای
 واه که در قسمتیم از سر که پشانی ها
 آن قدر نیست که از وی شکم صفرای
 کرده چشم تو مرا هست و خراب و مدهوش
 داشتم ورنه صلاحی ورع و تقوای
 خواجه را گو که مرا نام نهد بنده عشق
 که جز او نیست مرا در دو جهان مولای
 مضحلت نیست که در شهر نشینی واقف
 زآنکه دادند ترا دیده طوفان زای

۹۱

کارم افتاد عزیزان به بت خودرای
 که ندارد ز وجود و عدمم پروای
 رای من اینکه بان زلف کنم سودای
 همچو من نیست درین جمع پیریشان رای
 شمع گردیدم و صد بزم تماشا کردم
 راستی را که ندیدم چو تو بزم آرای
 پیش مفتی برم از غمزه شوخت فریاد
 که ترا داده بخون ریختنم فتوای
 صوفی و خائقه و ما و خرابات مغان
 هر کستی را ز ازل گشته مقرر جای
 دوستان بجمله بگوئید مبارکبادم
 یار داد است بخون ریختنم فتوای
 میکنم خدمت زندان خرابات ولی
 قسمتم نیست درین مهکده الالای
 گرچه در کوی تو غوغاست بهر سواز عشق
 غیر من نیست در آن معرکه سرغوغای
 ای دل افسردگی ات سخت ملولم دارد
 عمر رفت و نشنیدم ز تو هو و های
 چند مطعون خلایق شدم از عربانی
 پوشم از خاک درت خلعت مرتاپای
 می روم با سر پرشور به صحرا واقف
 نیست چون میل درین راه بمن همای

۹۲

قصه من شده مشهور و تو هم میدانی
 بر زبان همه مذکور و تو هم میدانی
 رفتن از کوی تو مقدور من زار نبود
 گریه ام برد بصد زور تو هم میدانی
 وه چه شاهی که ز بیداد تو در کشور دل
 نیست یک خانه معمور تو هم میدانی

بود دل ملک سلیمان ولی از دوری تو
 تنگ تر شد ز دل مور تو هم میدانی
 شرح بی مهریت ای ماه چه تقریر کنم
 روز من شد شب دیجور تو هم میدانی
 من ز نزدیک تو خود دور گرفتم که فکند
 دل طویدن ز توام دور تو هم میدانی
 واقف از من مزه عشق چه برسی مردم
 هست تلخ و ترش و شور تو هم میدانی

۹۳

میان را چو گفتم رشته رنجیدی چه فهمیدی
 گناه سهل برانگشت پیچیدی چه فهمیدی
 ترا چون عمر گفتم هم شتابان از برم رفتی
 چو عمر رفته گامی برنگردیدی چه فهمیدی
 من از درد بروی بستر بیماری افتادم
 تو ام از روی بیدردی نهرمیدی چه فهمیدی
 نگاه لطف عمری از تو می کردم سوال اما
 پس از عمری بسویم از غضب دیدی چه فهمیدی
 چو سر کردم برت افسانه دل گوش خوابانیدی
 شنیدن داشت اما حیف نشنیدی چه فهمیدی
 نخواندی مگر از غم نامه ام صد باره اش کردی
 تو ای ماه باره حیرانم چه فهمیدی چه فهمیدی
 نظر بر خاکساری های من یکره نیفکندی
 غبارم دیدی از وی چشم پوشیدی چه فهمیدی
 دل از پهلوی من دزدیده دزدیدی ز من پهلوی
 شکیم را بغارت برده ای گیدی چه فهمیدی
 شب اغیار همچو روز شد از بر تو مهرت
 ز من ایماه تابان روی تابیدی چه فهمیدی
 تو غافل آتش حل کرده یعنی خون واقف را
 می گنکون تصور کرده نوشیدی چه فهمیدی

۹۴

تو بلبل طاقی پرواز داری باز مینالی
هزاران شکر کن چون من نداری بی پروایی
ز بی مینا تویی کردن نخواهد آن قدر فرصت
زمانی باش جانان تاکنم پیش دلی خالی
چه در وصف تو ماه خردسال من توان گفتن
ندیده چون تو مایه چرخ باوصف کلان سالی
دل من از سینه بیرون شد چو پیکانش فرود آید
که صاحب خانه سازد بهم مهمان جای را خالی
چرا افتاده خانی از نیستان ناله ها دارد
تو ای از اصل خود افتاده دور اصلا نمی نالی
به قتل یار کرد اقبال بر گردید مژگش
مرا کشت است واقف در د این برگشته اقبالی

۹۵

دیده آن بهر آن بسیار دارم دیدنی
از گلی در دل هزاران خار دارم دیدنی
بار تو ذوق گفتگو بسیار دارم دیدنی
زهر زهر زخم لب اظهار دارم دیدنی
در دل صبر سخت خود باوصف بی درگی گلی
لا یق آن گوشه دستار دارم دیدنی
در گلستان نوحه قمری و شور عنده لب
در غم آن سرو گل رخسار دارم دیدنی
یار از غم خانه من رفت و من دیوانه وار
گفتگوها با در و دیوار دارم دیدنی
سر بر از شور و نمک بر زخم زهر انداز من
این همه زان لعل شکر بار دارم دیدنی
کوچه گردی بکنم دیوانگی شوریدی
بی بخت من عجب اطوار دارم دیدنی
زهر می ورزم ولی دل بسته زلف بتان
سبحه در کف در کمر زنار دارم دیدنی

میفروشم جان و بوی میخرم از زلف یار
 طرفه سودای درین بازار دارم دیدنی
 با چنین بختی که در خواب است از نیندولتی
 آرزوی دولت بیدار دارم دیدنی
 جسم عاکی دیده ای از نو و نچانم غافل
 آفتابی در پیش دیوار دارم دیدنی
 گرچه از رنگین نوافان گسسته نیستم
 ناله های خون چکان بسیار دارم دیدنی
 دیدنی میخوام از تو کز برای دیدنت
 چشم خونبار و دل لافگار دارم دیدنی
 شکوه بسیار است اما رخصت اظهار نیست
 لب خموشی دل پر از گفتار دارم دیدنی
 ناتوانی مستی و بیماری و خواب و خمار
 این همه واقف از چشم یار دارم دیدنی

۹۶

بهر سعادت دل غمگین نیامدی
 بیمار خویش را سر بالین نیامدی
 بدست جذب منت اگرچه بسی بقرار ساخت
 نازم ترا که از بس تمکین نیامدی
 منی آمدی که تا ببری دین و دل از من
 چیزی نهاند چون ز دل و جان نیامدی
 صد ره هموی غیر شدی ماه من ز مهر
 بیکره به کلبه ام ز در کین نیامدی
 طبعی پیام رفتی و خورشید از افق
 سر برداشت تا تو بیاین نیامدی
 گفتمی که من بخانه تو خواهم آمدن
 سنگ رخت شد آن دل سنگین نیامدی
 مشکل که بعد مرگ بخاکم گزر کنی
 در زندگی مرا چو بالین نیامدی

واقف سپرد جان ز جفای تو دیر شد
بر خاک آن جفاکش دیرین نیامدی

۹۷

چه باشد گر بما ای مرغ گشن هم نفس گردی
چه باشد گر دو روزی با اسیران هم نفس گردی
ترا مستی و شبگردی پسند افتاده ماه من
زانم لال میترسم گرفتار لمس گردی
دلا همراه محمل میکنی زاری ز حد افزون
کزین زاری چه میخواهی مگر خواهی جرم گردی
تو خوبی لیکن از بد اختلاطی هات میترسم
گلی یا رب مبادا هم نشین خار و خم گردی
چه داری آرزوی همدمی با این و آن واقف
تو بی برگی همان بهتر که با فی هم نفس گردی

۹۸

دور دار ای خدا ز من دوری	بنده را نیست تاب مهجوری
قلت والله ایس مقدوری	گشت یارم ز من بکن دوری
که ز بختم نمی رود شوری	گاه دارم از آن لب شیرین
آه مردم چو شمع کافوری	نیست بی گرمی بحمدالله
آه از بی زری دلی زوری	در تو زاری نمی کند تاثیر
که نشه فیض باب ناسوری	زخم دل زود به شد و داغم
کار هر دار بار منموری	مرد باید برای عشق که نیست
تا نباشد ز ناز دستوری	مللت با نیاز کس نشوی
میکنند مور لنگ تیموری	وادی عشق سیرکن که درو
شادی آید برای مزدوری	عشق غمخانه چون کند تعمیر
مردمان را ز راه مستوری	برد افسون چشم مست کسی
تو چرا برخلاف جمهوری	همه خوبان بعاشقان خوب اند
از گل مائی گل سوری	می دمد در دیار ما واقف

۹۹

از خودی بسکه گرفتار خودی غافل از حال دل افکار خودی

غرق در چشمه آئینه شدی چقدر تشنه دیدار خودی
چشم پرکار تو از پشت برد مست از ساغر سرشار خوری
بینی آئینه و خوانی غزلی عندلیب گل چنار خودی
سوختی جان خریدارن را بر سر گرمی بازار خودی
یک نفس آئینه از کف ندهی بسکه حیرت زده در کار خوری
دفع درد دل واقف نکنی واله نرگس بیمار خودی

۱۰۰

به پیریم شده رهزن جوان خودرای
خدا نترس بقی خودپسند خودرای
هزار حیف که یکبار هم ندیدم ازو
تقدی گرمی برششی دلاسی
بزیر چرخ نداریم چاره ای ز گداز
برای ماست فلک بوته معمای
صبا چمن بچمن گشته ای نشانم ده
برنگ و بویش اگر دیده ای گلی جای
یا به چشم ترم لخت دل تماشا کن
چو تخته پاره کشی میان دریای
زمن برای چه دامن کشیده میگزری
مرا ز ضعف نمانده است دست گیرای
دل غریب تو واقف مگر بشور آید
که هست بر سر کویش غریب غوغای

۱۰۱

مرا دلی است چه دل کوچه گرد رسوای
هزار پاره و هر پاره در گرو جای
به عهد زلف پریشان او سری دارم
چه سر که در سر هر موی اوست سودای
باینقدر نشود رنجه پای نازک تو
به بیخت خفته ما گرزنی سرپای
کسی نکرد مرا دست لطف در گردن
ببزم دهر منم چون شکسته میای

خراب های جهان خراب را دیدم
 نیافتم چو خرابات دل نشین جای
 بهیرتم که چنان دل ز دست او گیرم
 فناده آئینه ام در کف خودآرای
 من آن الف که کشیدم به سینه از یادت
 شد از تصرف قد تو سرو رعنائی
 نشسته است خیالش بدل بان تمکین
 که هیچ بت نه نشسته است در کیسای
 سر سجود درش دارم از پاس ادب
 برای خویش دران باب میزنم رای
 چو دل به زلف توره یافت میکند شب و روز
 تعیشی که ندارد به هند را جای
 کلاه سرکشی از سر نهد به پیش رخت
 اگرچه شمع بود پیش خویش بر پای
 به قتل من چه کشی تیغ ای سرت گردم
 مرا ز گوشه ابرو بس است ایامی
 به لرزه اند چو سیماب جمله سیم تان
 ز کیمیا گری مهر ماه سیمای
 ز سر که این فلک ترشرو خمی دارد
 ولی چه سود که نامد بکار صغرای
 به قصد نام نکو مشکلی کسی بکشا
 ازین چه سود اگر حل کنی معمای
 ز خاک کوچه توفیق سرمه داری کو
 به عیب خویش نداریم چشم بینای
 چه پرسی از سبب تیره روزیم واقف
 مرا نشانده بان روز ماه سیمای

غیر شاد است ز وصل ای غم هجران مددی
 دور دیگر شده ای گردش دوران مددی

آبیاری بکن از مردمی هست ترا
 مزرعم خشک شد ای دیده گریان مددی
 سر دیوانگی ام هست ولی می باید
 از پیام تو و از بوی بهاران مددی
 شده نزدیک که افسرده شود آتش من
 جامه زبانه به یکی جنبش دامن مددی
 غنچه ای نشگفتد از سعی صبا در گش
 صبح را گر نرسد گر زان لب خندان مددی
 یاد آن یار فراسوش کن از کارم برد
 چه شود گر رسد از جانب نسیان مددی
 چرخ نامرد دگر در پی من افتاده است
 وای من گر ننماید شه مردان مددی
 از جگر تشنگیم جان بلب آمد جانان
 مدمم آبی ازان چاه زخندان مددی
 ای توکل مددی کن بمن از بهر خدا
 که نخواهد ز کسی بی سروسامان مددی
 مشکلم بود که با زلف تو هم طور شوم
 گر نمی کرد بمن بخت پریشان مددی
 آن پری را کنم احضار ز جذبی که مراست
 چه ضرور است که خواهم ز پری خوان مددی
 نکمت گل نکند تازه دماغم واقف
 مگر او را کند آن بوی گریبان مددی

۱۰۳

دردا که جز گناه ندارم بضاعتی
 یک ساعت ز عمر نشد صرف طاعتی
 از هول روز هجر چه پرسى چه گویمت
 روز قیامت است ازان روز ساعتی
 پروانه ای چه چاره کند با هزار شمع
 دل یک تن است و شعله عذاران جماعتی

چشم‌ت نگشت سیر بیک لاله‌زار داغ
 من سوختم دلا تو نداری قناعتی
 واقف ز مشق شعر سیاه گشت نامه ام
 دارم ز اهل بیت امید شفاعتی

۱۰۴

ز شوخی جلوه ای برمن برای دلبری کردی
 چو دل بردی رخ از چشمم نهان همچون پری کردی
 بنای کعبه دل را فگندی - اقباب از پا
 تو با وصف مسلمانی چرا این کافری کردی
 بلای آسمانی دست و پا گم میکند آنجا
 تو هر جا فتنه سیر از نرگس نیلوفری کردی
 قرار و صبر و طاقت از دلم بردی عفاک الله
 عجب شاهی که در اقلیم خود غارتگری کردی
 کنون بر رگم دشمن دوستان را پرورش فرما
 برغم دوستان بسیار دشمن پروری کردی
 چو شور عشق نبود شاهد افسردگی باشد
 گرفتم اینک در بر جامه خاکستری کردی
 ندیدی دیده گریانم نکردی گوش افتانم
 ستم ای چرخ بر جانم ز کوری و کزی کردی
 نمی گردد کسی گرد سخن واقف ز بی قدری
 خطا کردی متاع کاسدی گرد آوری کردی

۱۰۵

جانم بلب رسید مدارا چه میکنی
 ای بیوفا تملق بیجا چه میکنی
 اکنون که من بکشتن خود راضیم بجان
 ای بیگناه کش تو محابا چه میکنی
 ما آنچه داشتیم براه تو باختیم
 اکنون چه مانده است تقاضا چه میکنی

نزدیک تر بیا بشنو زاری دلم
 حال مرا ز دور تماشا چه میکنی
 کاری اگر دران دل سنگین کنی خوشیت
 ای ناله قصه گنبد مینا چه میکنی
 طفلان در انتظار تو دیوانه گشته اند
 واقف بیا به شهر بصرا چه میکنی

غزلیات ناتمام

۱

مرا مست و شیدا تو کردی تو کردی
 بهر کوچه رسوا تو کردی تو کردی
 مرا سر بصرا تو دادی تو دادی
 مرا دشت پیمای تو کردی تو کردی
 شکیب از دل من تو بردی تو بودی
 درین شهر یغما تو کردی تو کردی
 بجانم نکرد است چرخ این ستم جا
 بجانم که این ها تو کردی تو کردی
 بدلهای پر خون بجانهای مجزون
 ستم بی محابا تو کردی تو کردی
 بتنی اهل اسلام را گبر و ترسا
 بزلف چلیپا تو کردی تو کردی
 دلا گر زبان بینی از من نرنجی
 به آن زلف سودا تو کردی تو کردی

۲

من کیستم به بند محبت فتناده ای
 دل داده ای بمردن خود دل نهاده ای
 جان کنده ای بحسرت شیرین تبسمی
 محنت کشی بطالع فرهاد زاده ای
 در چار سوی عشق خریدار مفلسی
 تاب و توان صبر به تاراج داده ای

از سر گزشته سوخته داغ عاشقی
چون شمع بمر کشته شدن ایستاده ای
آینده لخت پیش بزور جنون به عقل
با عشق بزم همچو کمان کباده ای
صد چاک سینه کرده ای از خنجر ارم
درمای غم بروی دل خود کشاده ای

۳

ای دل نشود رفع ملالی که تو داری
آن به که کنی صبر بحالی که تو داری
انگنده بدل وسوسه مرغان حرم را
این دانه و دام از خط و خالی که تو داری
از دیده من آب روان است مسلسل
در حسرت پابوس نهالی که تو داری
و فتم به گدایی به در پیرمغان گفت
شایسته من نیست سفالی که تو داری
گفتم که رسد دست خیالم به میانت
گفتا که محال است خیالی که تو داری
صرف جگر تشنه من ساز خدا را
در چاه ذقن آب زلالی که تو داری

۴

برهت بخون نشستم که گذر کنی نکردی
زدو کون چشم بستم که نظر کنی نکردی
به سحر رساند شب ها دل من درین تمنا
که شبی به کابه ما تو سحر کنی نکردی
ز غریب شیوه هایت بدیارها فنام
مگر از دیار خاطر تو سفر کنی نکردی
ز تو کام دل چه جویم که باین امید مردم
لب خشک من چو بینی مژه تر کنی نکردی
نشد این که گرد کین را ز دلش بشویی ای اشک
ز تو چشم داشتم من که اثر کنی نه نکردی

دل بی وفا چه رفتی بحریم یار تنها
ز تو دوشتم توقع که خبر کنی نکردی

۵

ازان لب یافت از بس ساز و رگ شکرافشانی
کند با نیشکر هردم نی قلیان نواخوانی
دساغ گفتگو حالا ندارم از پریشانی
چه می پرسی ز حالم چون زبان حال میدانی
چه غم گر آستین افشانند زلف دلبران بر ما
کسی از دست ما نگرفته دامن پریشانی
بیا یک روز در گلشن بساط عیش اندازیم
غزل گویی ز من در عهدۀ بلبل غزلخوانی
تجسس باشد به چشم پاک بینم دولت دنیا
بخون آلوده پیکانی است پیشم لعل پیکانی

۶

واه نسجه در دست من افتاد نگار عجبی
خارم آویخت بدامن بهار عجبی
خوردن خون دل و کندن جان دم نردن
کرده مامور مرا عشق بکاری عجبی
سر خاری نبود بی گل لبخت جگر
دشت از گریه من کرده بهار عجبی
شب ندانم بکجا میزدی ای آفت جان
هست در چشم تو امروز خماری عجبی
دل که در زلف تو بند است عزیزش میدار
که بدام تو افتاد است شکاری عجبی

۷

از درد نهان من چه پرسی	ای آفت جان من چه پرسی
بی تاب و توان شدم ز دستت	از تاب و توان من چه پرسی
سودا زده کرد زلف یارم	از سود و زیان من چه پرسی

دل تنگ ترم ز غنچه بی تو ای تنگ دهان من چه پرسی
بی نام و نشان شدم ز دردت از نام و نشان من چه پرسی

۸

بیوسه ای من ازان لب نمی شوم راضی
بچرده زان چه غیغب نمی شوم راضی
بوصل دوست گر آن گونه دشمنم بفراق
که از مفارقت تب نمی شوم راضی
هزار شب گذراندم به درد و داغ فراق
من از وصال یک شب نمی شوم راضی
مرا به لطف زبانی چه می پری از راه
که نارسیده بمطلب نمی شوم راضی
ز بیم اینکه ادیب توام رقیب شود
ز رفتن تو به مکتب نمی شوم راضی

۹

ای دل هزار حیف ز اجانانه غافل
یارت بیخانه است و تو از بیخانه غافل
داری ز زلف گرچه دو زنجیر در بغل
از اچاره سازی دل دیوانه غافل
منشین اگر بدیده نشاند ترا رقیب
تو از فریب مردم بیگانه غافل
ای آنکه سوز می طلبی از مزارها
از مرقد منور پروانه غافل

۱۰

بشادی خوگری کیفیت غم را چه میدانی
دلت تریاکی سور است ماتم را چه میدانی
وفا ورزیدم و هرگز نمی خوانی سگ خویشم
تو ای شوخ پری رو تدر آدم را چه میدانی
مرا همدم جگرداری کنی تعلیم معذوری
جگر پردازی اشک دهمدم را چه میدانی

گهی از چرب نرمی این دل مجروح مشرگان را
همین زخمی توانی کرد مرهم را چه میدانی

۱۱

ای محبت جسم و جانم سوختی آه بیداد نهانم سوختی
شعله ای از آتش من بر نخاست این قدرها بی زبانم سوختی
بر لبش جا کردی ای تبخاله حیف خون شوی یارب که جانم سوختی
ناله بیجا نه کردم باغبان از چه تقصیر آشیانم سوختی

۱۲

ای مرا با تو آرزومندی تا یکی بگسلی و پیوندی
بنده را خواه سوز خواه بکشی هرچه خواهی بکن خداوندی
این جهان جای گریه است ای صبح تو چنین هرزه از چه میخندی
غم عشق ز ای پسر برده است طفل اشک مرا بفرزندی

۱۳

دل مهیا نموده بر بانی میتوان آمدن به مهمانی
کم نشد حسنت از دمیدن خط تو الی الان بر همان آنی
در میان دو مشکل افتادم مانده ام در طلسم حیرانی
من ز تو احتراز نتوانم تو بمن اختلاط نتوانی

۱۴

مستانه گر از خانه برون تاخته باشی
صد خانه بهر کوچه بر انداخته باشی
با سوخته در گیر بود صحبت آتش
دور از تو نباشد که بمن شناخته باشی
از مهر و وفا این همه غافل نتوان بود
حیف از تو که این قاعده نشناخته باشی
ترسم که بیک شهر رقیبت کند ای ماه
بسیار به آئینه نپرداخته باشی

۱۵

با رب بسی کشیدم آزار زندگانی
مرگی که گزدد آسان دشوار زندگانی

از دوری تو بنده نی مرده ام نه زنده
هم ننگ مرگ گشتم هم عار زندگانی
شمشیر ناز در کف می آید آن جفا جو
این دم ضرور گردید اظهار زندگانی
موی سفید سر زد آشفته بجا رفت
زین صبح شد فسرده گزار زندگانی

۱۶

چو گرم دادن دشنام دیگران باشی
دعا کنم که بمن نیز مهربان باشی
به بی زبانی پروانه کار عشق بساز
چو عندلیب چه لازم که قصه خوان باشی
دهند اهل نظر جا چو عینک بر چشم
بشرط اینکه موافق بمردمان باشی

۱۷

داریم زخم خورده تیغ بتان دلی
هر پاره ازوست چو سیماب بسملی
پیمانه ام هنوز نگردیده است پر
رخصت بده که پیش تو خالی کنم دلی
یا رب به آب دیده ما نیز رحم کن
محرورم از در تو نرفته است سایلی

۱۸

گیرم که جمله من جگر و دل شود کسی
این دزد را چسان متحمل شود کسی
مژگان شوخ یک طرف آن غمزه یک طرف
جان بر چسان زد دست دو قاتل شود کسی
آئینه غدار ترا تاب آه نیست
آه آن زمان که با تو مقابل شود کسی

۱۹

دلا سودا بزلل دیوان از سادگی کردی
گرفتار بلا خود را باین آزادی کردی

تو عاشق را بکشتن بی توقف میدهی جانان
نمی دانم چرا در قتل من استادگی کردی
چه خواریه‌ها که در کویش ندیدی از وفا ای دل
چه افتاد است این جا این قدر افتادگی کردی

قطعات

۱

کرد زلف تو مرا سودایی
گشته ام همچو صبا هرجایی
نیست خوش آمدن هیچ
چه بلایی تو که خوش می آبی

۲

جانان ز تو ناز و سرگردانی
مائیم و نیاز و جان‌نشانی
رحم آر بحال این کهن پیر
شکرانه اینک نوجوانی

۳

خانمان سوز گل و یاسمنی
لاله رویا ز کداسی چمنی
صاحب نام شد از کندن کوه
کرد فرهاد عجب کوه کنی

۴

ای آنکه بحسن آفتابی
بر کلبه من چرا نتابی
گر از دل من خبر بگیری
غیر از دوسه قطره خون نیابی

۵

کردم جگر کباب و تو مهمان نمی شوی
آخر چه کافری که مسلمان نمی شوی
زبان پیشتر که جگر و کافات خط رسد
ظالم چرا ز کرده پشیمان نمی شوی

۶

در کنار کسی نمی آبی
 تو بکار کسی نمی آبی
 از برای تو چون توان کردن
 بر مزار کسی نمی آبی

۷

گر این چنین تو شوخ پسر فتنه گر شوی
 می ترسمت که آفت جان پدر شوی
 زینسان که می کشی تو مرا ای شب فراق
 یا رب که زود کشته به تیغ سحر شوی

۸

خاشوش کن ای دل دمی فریاد و زاری تا بکی
 بردی قرار عالمی این بیقراری تا بکی
 بامدعی آمیختی بس فتنها انگیزختی
 خونم بناحق ریختی دعوی یاری تا بکی

۹

ای که از زلف دو زنجیر بلا داشته ای
 از بی یک دل دیوانه ما داشته ای
 لب جان بخش تو اعجاز مسیحا دارد
 چشم را این همه بیمار چرا داشته ای

۱۰

کسی بیزم تو چون گردد آشنای کسی
 که جا نمی دهد آنجا کسی برای کسی
 بداغ زخم مرا چاره ساز شو ورنه
 بجز تو کیست که نیکی کند بجای کسی

۱۱

خوشا روزیکه با طور محبت آشنا بودی
 برت می آمدم گر دیر می گفתי کجا بودی
 نه امر و زیست اگر در جلوه می آبی پس از سالی
 چو ماه عید در هنگام طفلی کم نما بودی

۱۲

بر چشم ترم نظر نداری
از درد دلم خبر نداری
ای دل از صبر لاف کم زن
این کرده و این جگر نداری

۱۳

تا بکی در کشتن ما بیدلان خنجر کشی
وقت آن آمد که بنشیني بما ساغر کشی
از نگاهی شد بنای کعبه دلم خراب
تا ز مژگان گرد چشم کافرش لشکر کشی

۱۴

از سر ما چرا نمی گذری
از سر ما چرا نمی گذری
ما ز مهر و وفا نمی گذرم
تو ز جز و جفا نمی گذری

۱۵

یار اغیاری بمن اظهار یاری میکنی
دشمن جانی زبانی دوستداری میکنی
لب بدنجان میگزی هر لحظه ای جان عزیز
آه با جان عزیزم این چه خواری میکنی

۱۶

زین پاره پاره دل بسوی ما پاره ای
ای اشک پاره ای بیر ای ماه پاره ای
سیماب پاره ایست دلم می بری مهر
ترسم فتد ز دست تو در راه پاره ای

۱۷

بگویم آنچه من آورده ام از کوی بیدردی
بسر شوری بکف داغی بدل دردی به زخ گردی
ازین محفل کدشد از لطف ساقی چهره ها گلگون
بین قسمت که باید رفتیم با چهره زردی

۱۸

من رفتم از میان بکنارم نیامدی
کارم تمام شد تو بکارم نیامدی
گشتم ز جور تو نحیف و ضعیف و خوار
مردم ز شوق تو به مزارم نیامدی

متفرق اشعار

۱

عمریست که از گرمی هنگامه دردی
در سینه نداریم بغیر از دم سردی

۲

ای آینه چو محرم جانان من شوی
باید وکیل دیده حیران من شوی

۳

ای دل از من دوسه روز جدا میباشی
پهلویم جای تو خالیست کجا میباشی

۴

به تیر جفا سینه ام ریش داری
کمان ابروی من عجب کیش داری

۵

فتادیم مستانه امشب بکوی
شمیدیم بویی گشیدیم هوئی

۶
به فردا مرا وعده قتل دادی
ولی ترسم امروز میرم ز شادی

۷
مرا با تو افتاده کار ضروری
خدا را مکن دیگر از بند دوری

۸
چو در مکتوب غیرم یاد کردی
مرا هم شاد و هم ناشاد کردی

۹
یا رب به آب دیده ما نیز رحم کن
محرورم از در تو مغرقت است سائلی

۱۰
یک نگه آینه دیدی مبتلای خود شدی
ای بلا گردان نازت من بلای خود شدی

۱۱
نگه لطف بحال دگران میداری
ما چه کردیم که ما را نگران میداری

۱۲
فتد بدست من ای کاش خنجرش روزی
که گیرم از لب او یوسه گوسوزی

۱۳
خواهم سپرد جان را زین درد بعد چندی
خاکم کنید یاران بهلوی دردبندی

۱۴
دل از کف داده ام ناصح تواز جانم چه میخواهی
نمی فهمم چه میگویی نمیدانم چه میخواهی

۱۵

سخن با من نمی گویی در آزارم چرا داری
لبت را معجز عیسی است بیمارم چرا داری

۱۶

مرا حال از غم عشقت دگرگون شد نپرسیدی
زدل با چشم من یک دجله خون شد نپرسیدی

۱۷

شب فتاه ای میگفت سر بیای دیواری
خواب اگر نمی آید مرگ را چه شد باری

۱۸

شتابان از برم مانند عمر ای بی وفا وقتی
سراغت از که پرسم کس نمی داند کجا رفتی

۱۹

ای دل به عشق کار نداری چه کاره ای
باند تو دل نه ای بخدا سنگ پاره ای

۲۰

بخون بیدلان آهنگ کردی
خدا دل داده بودت سنگ کردی

۲۱

نداری پای کم از شمع بزم در نظر بازی
که سرگرم تماشای توام در عین سر بازی

۲۲

قانت سرو و رخ گل داری
یک تشون قمری و بلبل داری

۲۳

چون زخم از خنده خون گریم ز حال من چه میپرسی
نشاطم راست این رنگ از ملال من چه میپرسی

۲۴

منظور او نگردید یاری و دوستداری
ای اشک در چه فکری ای آه در چه کاری

۲۵

غم نیست کشتیم شد در فقر اگر تباهی
هر تخته پاره آن گردید تخت شاهی

۲۶

دارم از زلف و خطش حال تباهی عجبی
شب تاری عجبی روز سیاهی عجبی

۲۷

در کوی جانان یک دل نیایی
کز تیغ حسرت بسمل نیایی

۲۸

دلی دارم که از بس نامرادی
ز غم میرد چو گیرم نام شادی

۲۹

من مستم و رند و لالایی
ناصرح تو مکن دماغ خالی

۳۰

فتادی برکنار از خلق نی دیدی نه وادیدی
مبارک باد ای دل همچو تنهای ترا عیدی

۳۱

جامه شیر و شکر پوشیدی
از حلاوت بدلم چسپیدی

۳۲

ای آینه به ساده رخان چهره میشوی
خاکستری بچشم عجب بی حیا شدی

۳۳

نمی ترسد از معصیت تیره طینت
ندارد خطر زنگی از روسیاهی

۳۴

هزار گونه بلا وین دل فگار یکی
هزار حیف ندانی ازین هزار یکی

۳۵

از ریش خود دلا بر آن لب سخن مگو
از زخم شکوه پیش نمکدان چه میبری

۳۶

ز درد دوریت هرچند من در آتشم اما
تو نزدیکم نیایی جامه کبریتی داری

۳۷

فلک را نیست هرگز بر دل افگار ما رحمی
بیچاک سینه گندم ندارد آسیا رحمی

مخمس

ترا مشکل کشا دانسته بودم ترا حاجت روا دانسته بودم
ترا مهر آشنا دانسته بودم ترا من با وفا دانسته بودم
غلط کردم خطا دانسته بودم

چو دیدم از تو ناز و دل ز بودن بحرف مهربانی لب کشودن
پناپی لطف بر حالم نمودن گمان بردم که خواهی دوست بودن
چنین دشمن کجا دانسته بودم

بآن مست معرید چون رسیدم به خون آلوده آهی بر کشیدم
امید زندگی را سر بریدم همان دم کش بکف شمشیر دیدم
سرم از تن جدا دانسته بودم

نمیگویم که تو نامردی ای عشق و لیکن بوالعجب بیدردی ای عشق
بیجان من بلا آوزگی ای عشق جهازم را تباهی کردی ای عشق
نمیگویم من ناخدا دانسته بودم

مرا می گفت دوش از طنز بد گو بخون غلطانندت آخر آن جفا جو
چنین دادم جواب گفته او برفتم کور کورانه دران کو
من آن را کربلا دانسته بودم

ترا چون بر گزیدم از نکویان بخود زین انتخاب احسنت گویان
شدم در وادی عشق تو پویان تو رفتی از پی ناشسته رویان
ترا من میرزا دانسته بودم

ترا گفتم که دست از عشق بردار وگر نه میکشی صد گونه آزار
تو نشنیدی و رفتی از پی کار بکوی گلرخان آخر شدی خوار
من از اول دلا دانسته بودم

ز جور جان من بر لب رسیده جگر خون گشت و از دژگان چکیده
بمردن کارم از دست کشیده دلت دادم مسلمان زاده دیده
نه کافر ماجرا دانسته بودم

ز حالم یار چون غافل بر آمد ز بند طره او دل بر آمد
بکوبش پای من از گل بر آمد گمانم در حقش باطل بر آمد
چها دیدم چها دانسته بودم

فنادم از هوس دنبال زلفت شدم آشفته بر منوال زلفت
بریشان حال همچون حال زلفت سیاه شد روزم از اقبال زلفت
منش بال هما دانسته بودم

تو با میخوارگان انباز بودی تو مفتون سرود و ساز بودی
تو همچون ادا و ناز بودی تو واقف رند شاهد باز بودی
ترا من پارسا دانسته بودم

مثنوی در وصف صبغه الله خان میرسامان سرکار نواب

شجاع الدوله بهادر

در اظهار حال خود

روزگار یست کز وطن دورم با غم روزگار مخشورم
گردش آسمان فکند مرا به دیاری که نیست کس آنجا
غربتم داده آنقدر آزار که دلم ریش گشته سینه فگار

مشت خاکی بدم که گرد شدم
 لیمک در بند پا بگل دارم
 خائسانان اگر بگیرد دست
 سر فرازد بنام خاقانی
 صبغته الله خان عالیشان
 تر دماغ شگفته رویی‌ها
 کس ندید است چین ابرویش
 مگر از برگ گل زبان سازم
 متواضع شفیق و نیکو خو
 کبر را پیش او مداری نیست
 راست گویم که سرو را ماناست
 چیست یک‌زیب بلکه یکصد زیب
 به ترازوی عقل سنجیده
 نزد عقل است او مشار و مشیر
 این چنین عنصر لطیف که دید
 زان نهادند نام فیض‌آباد
 مهربان قدردان فیض‌آباد
 مرحبا خان که جان‌جانان است
 این سخن نزد آدمی حالی است
 لعل و گوهر بنامه افشانم
 که کند مهر انورم تحسین
 دل و دست خدایگان باشد
 روشنت باد جاودان طالع
 طاقت از دست داده ام چکنم
 ای جوانان حمایت پیران
 دستگیری کنی ز برنایی
 که زکات است این جوانی را
 که به یار و دیار خود برسم
 بد شگون گشت آرسودم من
 عذر به پذیر ای کرم‌گستر

از وطن دور و هرزه گرد شدم
 آرزوی وطن بدل دارم
 میتوان زین خلا به بیرون جست
 آنکه نازد بنام او خانی
 معدن جود و منبع احسان
 گل باغ شگفته رویی‌ها
 آفریدند بسکه خوش خوش
 حسن خلقتش چسان بیاب سازم
 متحمل خلیق خندان رو
 عجب را در دلش گزاری نیست
 بتواضع چو قد نماید راست
 چون نشیند دهد بمسند زیب
 همه اوضاع او پسندیده
 کامل الفکر صاحب التدبیر
 او بلطف و لطافت است وحید
 بنگله را که هست نوین‌یاد
 که درو هست خان والا شان
 جندا خان که خان‌سامان است
 ورنه این شهر ز آدمی خالیست
 خامه در وصف همتش رانم
 مطلع انوری کنم تضمین
 گر دل و دست بحر و کان باشد
 ای جوان عمر وی جوان طالع
 پیر از پا افتاده ام چکنم
 اجر دارد رعایت پیران
 از تو آید که لطف فرمایی
 زود دریاب پیر فانی را
 اینقدر هست از تو ملتئم
 بی‌رضای تو رفته بودم من
 آدم با صد انفعال از در

عاشقم من مرا بمدح چکار
در دلم فرح نو بهار افکند
طبع بی اختیار گویا باشد
از چو من کم دماغ کم سخنی
که تا بی دعا نمی شاید
دایما با کرامتش دارد
گل عیشش بجیب و دامن باد
احسن الله کل احواله
شرح الله صدره ابدًا
غرق خون باد دشمن جانش
بالنبی و آله آمین

گرچه مداحیم نبود شعار
بوی لطفش بدل گزار افکند
غنچه خاطر من بس باشد
اینقدرها بس است از چو منی
چون ثنا گفتمش دعا باید
حق تعالی سلامتش دارد
خانسانیش به سامان باد
حاصل الله کل آماله
رفع الله قدره ابدًا
سرنگون باد دشمن جانش
نیک خواهش به عیش باد قرین

ترجیع بند بنده دردمند

در عهد تو هر دلی به بندی
دیگر نشنید هیچ پندی
بست است بر تو هر بلندی
ترسم که رساندم گزندی
این شور که در جهان فکندی
آمیخته با گلاب قندی
گر لطف کنی به مستمندی
پرسیدن حال دردمندی
جز مرگ دوای سودمندی
دارم دوسه زخم هرزه خندی
گرگی نکند به گوسپندی
انشاء الله بهد چندی

ای زلف تو عنبرین کمندی
آن دل که به بند زلفت افتاد
ای سرو قد از کدام باغی
سار سیه است طره تو
حسن نمکینت ار نبودی
شیرینی و تلخی ات چگویم
از لطف تو هیچ کم نگردد
در مذهب تو مگر روا نیست
بیمار غم ترا نباشد
من ماتمم ولی چه سازم
کرد آنچه غم تو با دل من
گر پیش تو قدر عشق اینست

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

قربان شویت بگو چرا نیست
آزردن بیدلان روا نیست
آن صبر که بود حالیا نیست

ای آنکه ترا بمن وفا نیست
دانی که بهیچ دین و آئین
با غمزه بگو که کم کند جور

گفتی بسرت بلا فرستم
ناخن بدلم مزن ز شوخی
افتاده دوصد گره به کارم
تا چند کنی ز عشق پادال
کس کشته چرا شود به پیمشت
در عهد تو ای مسیح دلها
کردم بسیار امتحانات
اکنون که یقین خاطرم شد
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

دردا که دلم ز درد خون شد
از شیرین عشوه های حسن است
بر شیشه آسمان زخم سنگ
تا عشق تو پنجه کرد با من
خبردم از بسکه سیلی غم
از دولت زلف تست دانم
اکنون خود را چسان دهم دل
عقلم که نداشت یک دو فن پیش
گر طالع من نبود گمراه
هر چیز به اعتدال خوب است
بنشینم و ترک عشق گویم

دست از تو بآب دیده شویم
ای وای که روزگار برگشت
برگشتن روزگار سهل است
آن تیغ که خون عالمی ریخت
خنجر نزنم چرا به خود من
فریاد که کشتی امیدم
چون ابر غبار من ز کویت
دور از تو شبی بقصد جانم
رفت آنکه عزیز در حریمت
امسال بتر ز پار برگشت
این است بلا که یار برگشت
از گردن من ز عار برگشت
کز من دم تیغ یار برگشت
صد مرتبه از کنار برگشت
با دیده اشکبار برگشت
مرگی آمد و شرمسار برگشت
رسوا و خراب خوار برگشت

اشب دل من ز آستان
 در کوی تو بسکه تیغ بارید
 آنی تو که در مصاف عشقت
 آمد بعیادتم خیالت
 چون خاطر نازک تو بی هیچ
 با حسرت بی شمار برگشت
 جان زخمی و دل فگار برگشت
 زخمی چون من دزار برگشت
 ناگشته به من دوچار برگشت
 زین بنده خاکسار برگشت

بنشینم و ترک عشق گویم

دست از تو بآب دیده شویم

شب نیست که روز محشرم نیست
 شبها از بهر خواب بی تو
 شمشیر بکش مرا مترسان
 غیر از تو که دشمنی بجانم
 از من احوال دل چه پرسی
 از تاب غم تو دشنه آسا
 تو وعده بجا نخواهی آورد
 عاشق با آن وفا که دارد
 ای شوخ چه میکنی عذابم
 زاری بتو سیمبر چه حاصل
 چون دانستم که بخت گمراه
 هنگامه درد بر سرم نیست
 جز خاک سیاه بستم نیست
 دل باخته ام غم سرم نیست
 یک دوست به هفت کشورم نیست
 او در بر تست در برم نیست
 جانی در جسم لاغرم نیست
 سوگند مخور که باورم نیست
 پيشت چو رقیب محترم نیست
 جز عشق گناه دیگرم نیست
 زر می باید میسرم نیست
 هرگز سوی وصل رهبرم نیست

بنشینم و ترک عشق گویم

دست از تو بآب دیده شویم

ای از تو به درد مبتلا من
 تو کرده حدیث مدعی گوش
 تو آتش و تفت کرده سامان
 تو تیغ به کشتنم کشیده
 من صلح بمرگ خویش کرده
 زینسان تو ز من چه میگریزی
 خندان خندان تو می بری دل
 گویم به امید یک نسیمت
 هر شب گوید دلم بزلفت
 از دیدن تو چها ندیدم
 افتاده به بستر فنا من
 لب تشنه ز عرض مدعا من
 پیچیده بخویش بوریا من
 صده به تو گفته مرحبا من
 داری تو هنوز جنگ با من
 والله که نیستم بلا من
 گریان گریان از قفا من
 هر صبح خوش آمد صبا من
 بنگر که تویی شکسته با من
 ای کاش ندیدمی ترا من

درد دل من نمی شود کم هر چند که می کنم دوا من
فرسوده شدم ولی ندیدم در کوی تو سودی از وفا من
چون تاب تعب کشیدم نیست دارم سر آنکه حالیا من

بنشینم و ترک عشق گویم

دست از تو بآب دیده شویم

شوخی و دلاوری و چالاک مستی و ستمگری و بیباک
کس از تو چه چشم رحم دارد بی مهری و کافری و سفاک
لولاک لما قتلت مولاه لولاک لما قتلت لولاک
صد بار مرا شکار کردی یکبار آنکه بستیم بقتراک
رحم آر بحال من که دارم تن زخمی و مینه ریش و دل چاک
از گردش چشمت آنچه دیدم در خواب نه دیده دور افلاک
هر چند که خوردمش مرا خورد بوده است مگر غم تو تریاک
بسیار کسیکه در حریمت بر خاک سیه نشست خمناک
چون نقش قدم هزار دیده یکسان شده در ره تو با خاک
تا چند رفوگری توان کرد پراهن صبر گشته صدچاک
عشق تو بخون دیده و دل آلوده هزار دامن پاک
از دست تو دل بجان رسیده است تدبیر دگر نماند الاک

بنشینم و ترک عشق گویم

دست از تو بآب دیده شویم

ای دشمن جان دوستداری برهم زن خانمان یاری
از گوی تو رخت بستم اینک تا چند توان کشید خواری
دل از تو گرفته شد تو هر چند باغی و بهشتی و بهاری
شبهای دراز من از زلفت آسوخت سیاه روزگاری
بردی ز دل و باز زدی یکمینی بخود مگو که بمن دگر چه داری
تسلیم وفا نموده ام سر شمشیر جفا چه می بر آری
دل سوخت بسینه از جفایت جز داغ نماند یادگاری
بیمار ترا شده است روزی شبهای دراز و آه و زاری
تا کرده احاطه لشکر غم شادی شده در دلم حصاری
مردم از بیقراری دل آوخ تو بر همان قراری
با مهر و وفا ترا سری نیست تو جور و جفا نمی گذاری

یک چند امیدوار بودم اکنون که نماند اسیدواری
 بنشینم و ترک عشق گویم
 دست از تو بآب دیده شویم

بر روی تو کس نظر نینداخت
 کی سوی تو دیده ام که خود را
 خوش آنکه ز عشق خویشتن را
 آن کیست که پیش تیغ جورث
 کی تیغ تو شد علم که خورشید
 بر صید مراد ناله من
 آن کلبه تیره ام که یک روز
 آن کشته منم که قاتل من
 عشق تو بروی بستر غم
 چون چشم سیه دل تو گاهی

بنشینم و ترک عشق گویم
 دست از تو بآب دیده شویم

دل در هوس تو خائمان سوخت
 تو شمع کدام دودمانی
 عشقت ز در دلم در آمد
 داغم از دل که در غم تو
 بی فایده سوخت دل ز داغ
 فروخت غم آتشی زهر سو
 زینسان نتوان بدشمنان ساخت
 آبی بغشان بر آتش من
 آنی تو که هیچ ناوری یاد
 چون داغ تو ای بلای جانها

بنشینم و ترک عشق گویم
 دست از تو بآب دیده شویم

مهرای با تو مرا هزار پیوند
 مردم از زهر چشم مردم
 زهری که بجز نماند از دل
 در سینه رفیق چهرتی چند
 وقت است اگر کنی شکر چند
 در سینه رفیق چهرتی چند

در بند بلا نمی فنادم
از پند کسی چه می کشاید
آتش بدلم زدی چه کردی
گفتی بغمم صبور می باش
تاکی دل خویش را توان داشت
با آنکه ز دیده آب دادم
آن طره و زلف و چشم و ابرو
لیکن در کنج نامرادی
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

گاهی نکنی بمن مدارا
در کوی تو بی نوا گدایم
آنی تو که آب گردد از شرم
ای شعله حسن باخبر باش
تاثیر نکرد در دل تو
در میکرده ها فکنده رسوا
ای کرده نگاه آشنات
شمشیر بر آر و ساز سیراب
در کشتن من درنگ از چیست
نام تو دگر نمی توان برد
بالله که بعد ازین اگر تو
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

گردد گرم چرا نکردی
بازی بازی چها نکردی
کو عرصه که کربلا نکردی
کردی بهمه بهما نکردی
بیجا کردی بجا نکردی
یک عقده ز کار واکر نکردی
تا داشت رقی رها نکردی
فکر من مبتلا نه کردی
دل سوختی و بیاد دادی
ای شوخ ز بیگنه کشی ها
دل جویی و لطف و مهربانی
در پهلوی غیر جا گرفتی
ناخن بدلم زدی و لیکن
مرغ دل من که شد اسیرت

عمرت بادا اگرچه با من ای عمر کسی وفا نکردی
 با اینکه به جز وفا نکردم با من غیر از جفا نکردی
 آینده اگر تو چون گذشته بر عهد وفا وفا نکردی
 بنشینم و ترک عشق گویم
 دست از تو بآب دیده شویم

بی تو یک شب چنان نباشم کز دیده جگرفشان نباشم
 شبها از بیم شیون دل همسایه مردمان نباشم
 از بسکه سبک شدم به پیشت گر کوه شوم گران نباشم
 دل آب شده است ز آتش غم بی دیده تر ازان نباشم
 عشقم انداخت بر زبانها رسوای جهان چسان نباشم
 خواهی غم من جهان جهان خورد آن روز که در جهان نباشم
 در کارفناي خود که سهل است منت کش آسمان نباشم
 خود ریزم برگ و بار خود را تا دستخوش خزان نباشم
 محروم من و رقیب محرم من چون بتو بدگمان نباشم
 چون صدر نشین شدند اغیار آن به که بر آستان نباشم
 رفتم تا همدمان خود را از ناله بلای جان نباشم
 تا باقی عمر بر در تو شرمنده این و آن نباشم

بنشینم و ترک عشق گویم

دست از تو به آب دیده شویم

گر در پی دل نمی دویدم این رنج بلا نمی کشیدم
 سود سودای من چه برسی دل دادم و درد سر خریدم
 دامن تو در کفم نیفتاد بی فایده جیب خود دریدم
 صد بار بخاک آستانت خون گشتم و از مژه چکیدم
 انگشت گزیدن است کارم ای کاش ترا نمی گزیدم
 ظلم و ستم و جفا و بیداد دیدم ز تو آنچه می شنیدم
 کو آن عهدیکه من درین باغ از شاخ بشاخ می پریدم
 پرواز نشاط رفت از یاد در دام غمت ز بس طپیدم
 ای قد تو نخل باغ امید حاصل نشد از تو یک امیدم
 اکنون که همه امیدها را با خنجر یاس سر بریدم

بنشینم و ترک عشق گویم

دست از تو به آب دیده شویم

در یاب که رفت زندگانی
تعمیرم کن که می توانی
از کوی تو میبرم گرانی
یعنی که فلانی و فلانی
بس کن زین گرمی زبانی
از دور بلای آسمانی
آشوب دلی بلای جانی
وز کنج دهن شکر فشانی
ای چشمه آب زندگای
بنشین و آتشم نشانی

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

گم شادی و عمر شد فراموش
خاموش که گریه می زند جوش
بکشای دوکان و عشوه مفروش
بس عهد که کرده ای فراموش
بنشین تو بغیر و گرم می جوش
مخراش دل مرا و مخروش
یکدم نشود ز گریه خاموش
آیم بگذشت از برو دوش
زخم دل من کشاده آغوش
ای صاحب بنده در وفا کوش
در ماتم آرزو سیه پوش
فریاد مرا نمی کنی گوش

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

در ناله من مگر اثر نیست
وین طرغه که در میان سحر نیست
بر بستر درد محضر نیست
در یاب که فرصت آن قدر نیست

بشتاب که می رود جوانی
حال من ناتوان خراب است
زین بیض سبک نمی توان شد
رفتم از رشک همدانیت
دل سوخته شد دگر چه مانده است
بالای ترا کند زمین بوسی
سر تا به قدم ادا و نازی
از گوشه چشم زهر پاشی
لب تشنه بر تو می دهم جان
چون نیست امید اینکه با من

مالید چنان غم تو ام گوش
با من سخن جفا چه گویی
جان قیمت نیم ناز تو نیست
یادت باد ای یگانه عهد
من آتش خویش کرده ام سرد
ناصح با من بگوچه داری
دل در بر من چو طفل بدخو
دوشینه ز بس گریست چشمم
تا درد ترا شود بغل گیر
بر بنده جفا مکن خدا را
بر خاک در تو ام نشسته
چون تو ز غرور دولت حسن

می نالم و بامنت نظر نیست
تشبها گذرانده ام درین کوی
شب نیست که خسته فراق
بشتاب که عمر رفت بشتاب

از حال دلم ترا خبر نیست
 بگذار که قصه مختصر نیست
 این درد دل است در دسر نیست
 آهسته که خون من هدر نیست
 در شهر تویی کسی دگر نیست
 چون داد زخم که دادگر نیست
 من بعد که چاره دگر نیست

با آنکه تو در دلی شب و روز
 از باعث غصه ام چه پرسی
 دست از سرم ای طبیب بردار
 تعجیل مکن بکشتن من
 امروز ستمگر و جفاکار
 بیداد تو می کشم چه سازم
 ناچار بصد هزار حسرت

بنشینم و ترک عشق گویم
 دست از تو بآب دیده شویم

افتاد دلم ز دست و بشکست
 گاهی دیوانه ام گهی مست
 تو یوسف عهد و من تهی دست
 بسم الله اگر سر منت هست
 دامن با دامن بلا بست
 از پهلوی من گذشت و بنشست
 گه دست ببوسمت گهی شست
 آوازه سیل من شود پست
 جوی اشکم به بحر پیوست
 نقشم بر درگاه تو نشست
 چون وصل تو ام نمی دهد دست

در کوی تو بسکه رفتم از دست
 من بر سر کوی تو ز بویت
 سودای تو پختنم ز خامی است
 ای تیغ جفا علم نموده
 تشریف غم تو هر که پوشید
 با اینکه خدنگ جور تو دوش
 خواهم که بشکراین همه لطف
 گردد چو بلند شورشکم
 از فیض غم تو رفته رفته
 با اینکه ز سجده جبهه فرسود
 ای برده دل از کفم بدستان

بنشینم و ترک عشق گویم
 دست از تو بآب دیده شویم

او را بغم تو می سیارد
 غم دامن من نمی گذارد
 دل بر سر من قیامت آرد
 از خون بر خاک می نگارد
 دل می برد و نگه ندارد
 این شعله مباد سر بر آرد
 حرفی که مرا بگریه آرد
 دردت بسیار می فشارد

بر هر که فلک بلا گمارد
 هر چند که می درم گریبان
 هر شب از یاد قامت تو
 چشمم هر روز ماجرای
 چشمت از بسکه مست ناز است
 در شکوه مکن زبان درازم
 مردم تا کی ز دل کنی گوش
 گریم بسیار ازان که دل را

نزدیک شده است این که خونم
رحم است بحال آن که بی تو
تا روز شمار درمندت
چون در دل بی مروت تو
از دیده بجای آب بارد
می میرد و جان نمی سپارد
بر بستر غم نفس شمارد
افسون ونا اثر ندارد
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

گر با تو نبودی آشنا دل
نالم که چرا سپردم ای وای
تا چشم کشاد روز اول
زان روز که عشق بازی آموخت
من عشق نمی شناختم چیست
عمریست که از غمت افتاده است
از وصل تو کس چه طرف بندد
شبهه از بسکه زار نالد
از روزن سینه فگارم
بر حال خراب من نظر کن
تا چند زند بر آستان
چون یافتیم این که بر در تو
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

ای بی خبر از خدا بیندیش
شمشیر مکش بکشتن من
آزردن من روا چه داری
داد از تو که گاهی از سر لطف
یک ذره نمی کنی جفا کم
شب میگذرد دل حزین را
این قصه کجا برم که دل را
چون با تو حریف شوخ عیار
وارفتم رفتم که همچو واقف
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

بخشای بحال بنده خویش
از گفته غیر کوتاه اندیش
دارم دلکی غمین و صد ریش
مرهم ننهی به ریش درویش
هر چند که میکنم وفا پیش
در زلف تو با هزار تشویش
پیش آمده است کرده خویش
منصوبه من نمی رود پیش
گریان گریان بخانه خویش
ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

رباعیات

الف

۱

یا رب به فقیریم ترحم فرما یا رب به اسیریم ترحم فرما
در طفلی و جوانیم کردی رحم اکنون در پیریم ترحم فرما

۲

ای مایهٔ ناز من ترحم فرما بر عجز و نیاز من ترحم فرما
دل سوخت گذاخت جان زیر رحمی تو بر سوز و گداز من ترحم فرما

۳

عشقت ز دیارها بر آورد مرا شوق تو ز یارها بر آورد مرا
اما بعد به پیشیم آمد ز قضا کاری که ز کارها بر آورد مرا

۴

گردید وداع یار واجب مرا شد دوری ازان نگار واجب مرا
دارالحرزن است از رقیبان کویش هجرت شده زین دیار واجب مرا

۵

گفتی که مبین تو صورت زیبا را مشنو زنهار صورت روح افزا را
ناصر تو خود انصاف بفرما چکنم گوش شنوا و دیدهٔ بینا را

۶

رفتم بر یار و قدر نشناخت مرا
و ز لطف بیكد و حرف ننواخت مرا
من گفتهٔ او را زکری نشنیدم
این گوش گران طرفه سبک ساخت مرا

۷

خوار آنکه تو از نظر فگندی او را
زار آنکه تو از نظر فگندی او را

برداشتنش کجاست مقدور کسی
بارانکه تو از نظر فگندی او را

۸

زان ذوق جفا که در سرشت است مرا
بیداد شکر لبان بهشت است مرا
خشتی که زنند بر سرم این بقوم
شیرین مانند شیو خشت است مرا

۹

تا مهر رخ تو در نظر بود مرا
هر شام ز روشنی سحر بود مرا
آمد شب هجر بی خبر د سرم
زین روز سیاه کی خبر بود مرا

۱۰

این دل باشد دلیل در راه خدا
این دل بلد است کعبه مقصد را
ز نهار که از شرابش آلوده مکن
بیکار ز آب میشود قبله نما

۱۱

ای هم نفسان که یار غارید مرا
آنروز که تائوت بر آرید مرا
اول زیر زمین سپارید مرا
آنگاه به ریختهش بگزارید مرا

۱۲

ای در قدمت امن و احان زود بیا
ای جان جهان جهان جان زود بیا
دجال و شان فتنه برانگیخته اند
ای مهدی آخر الزمان زود بیا

۱۳

ای عشق گران قدر سبک سیز بیا
تا چند نزاع حرم و دیر بیا
کفر و اسلام جنگ باهم دارند
ای صلح ده ثالث بالآخر بیا

۱۴

مالید غم زمانه گوش دل ما
زان سان که ز سر برید هوش دل ما
جز بار خدای کیست تا بردارد
این بار بلا یاز سر و دوش دل ما

۱۵

رفت آن کبه رخت پیش نظر بود مرا
در خانه تمام شب سحر بود مرا
ایکثون هو لحظه می زخم بر سر خویش
آن دست که با تو در کمر بود مرا

۱۶

آن روز که درت هجر شد روزی ما
گم شد همه فرخی و فیروزی ما
برخاسته رفت از بر ما هر یاری
داغ تو نشست بهر دلسوزی ما

۱۷

یازان گوئید شوخ طناز مرا
آن دل شکن خانه بر انداز مرا
از ناله من اگر به تنگی آمده ای
رفتم که دگر نشنوی - آواز مرا

۱۸

تا یکی بچمان کشیم تاسی و توبه با هم
باز ناله بهر بریم پرواز بهر شیب را بهر
باز ناله بهر بریم پرواز بهر شیب را بهر

گردید بلای جان ما بی صبری
افرغ یا ربنا علینا صبرا

۱۹

پروای رخ زرد کسی نیست
باکی ز دم سرد کسی نیست ترا
نی رحم بدل کنی ونی لطف بجان
بیدرد کسی درد کسی نیست ترا

ب

۴۰

دل رفت و بدل گشت - بغم عیش و طرب
صبحم گردیده شام و روزم شده شب
هر چند که خیر باد نا کرده برفت
هر جا باشد بخیر باشد یارب

۴۱

ای کرده می حسن ترا مست و خراب
از داغ تغافل دلم گشته کباب
در آتشم و سوخته و سوختم
در یاب مرا بیاد دامن در یاب

۴۲

سوگند بجان تو جان مایی مطرب
والله بگو که از کجایی مطرب
راهی که تو میبری رساند بخدا
هم وهزن و هم راهنمایی مطرب

۴۳

از قید جهالتم بر آور یارب ۴۳ وز بند زوال هم بر آور یارب
در چاه زنجندان بتان افتادیم زمین چاه ضلالتهم بر آور یارب
در چاه زنجندان ما افتادیم زمین چاه ضلالتهم بر آور یارب

ت

۴۴

یا رب کارم همیشه بی راه رویست
و قتم ز صرف اطاعت نفس غویست
گر من ز گناه ضعیف گشتم لیکن
غم نیست که بر من فوتو اسید قولیست

۴۵

افسوس که کزین مرحله می باید رفت
یک دله و ز ده دله می باید رفت
یک روز به پیش همه نکس می آید
آن راه که اینی قافله می باید رفت

۴۶

جانان غیر از جفا نکردی و گذشت
یک وعده ز صد وفاء نکردی و گذشت
آن حسنه که دوش تا سحر می نالید
درد او را دوا نکردی و گذشت

۴۷

پیری آمد ز چهره زیبایی رفت
رفتار ز پا ز دست گیرایی رفت
وز قامت همچو سرو رعنائی رفت
اکنون چه توان کرد توانایی رفت

۴۸

ایام شباب و کامرانی بگذشت
خمیازه عمر و عیش یعنی پیری
داغم که بهار زندگانی بگذشت
در مرثیه خوانی جوانی بگذشت

۴۹ خطا افتاده

تیرش سوی من که از خطا افتاده است
می رفت کجا بین کجا افتاده است
ای دل او را به پهلوی خفته نشان
کز دسته خویشتن جدا افتاده است

۳۰

آزادی ما رفت اسیری مانده است
دستی محتاج دستگیری مانده است
هنگامه آتش جوانی شد سرد
خاکستر افسرده پیری مانده است

۳۱

یک لحظه ز افلاس دلم بی غم نیست
بیگانه و آشنا ازین محرم نیست
یا رب بخشای بر تمی دستی من
اسباب ز کف رفت و توکل هم نیست

۳۲

عشق است که آن نعمت الوان منست
راح من و روح من و ریحان منست
کفران باشد اگر کنم شکوه ازو
جان من و دین من و ایمان منست

۳۳

شکر تو گذاریم زبانی تا هست
تاب غمت آریم توانی تا هست
آسوده نیمم از تقاضای غمت
باقی داریم نیم جانی تا هست

۳۴

دیدیم جهان کلفت آن بی ریب است
هر صبح طرب شام غمش در جیب است
ای بخت بساز با سیاهی کاینجا
مانند برص سپید گشتن غیب است

۳۵

پیرست دلا چه موقع ما و من است
کی هنگام تکلف پیرهن است

دامن در کش کنون ز تقطیع لباس
کاین موی سپید تار و پود کفن است

۳۶

از جانب او خشم و عتاب و کین است
ما را عجز و نیاز و مهر آئین است
ما عهد وفا به آن جفا جو بستیم
دلبر این است گرچه دلبر این است

۳۷

در مدرسه‌ها که دور دور عقل است
در نکته محل خوض و غور عقل است
قربان افادت کده عشق شوم
کانجا طوری و رای طور عقل است

۳۸

الله تو فریاد رسی را بفرست
بی کس افتاده ام کسی را بفرست
درد دل من طبیب را کرده مریض
یا رب تو مسیحانقسی را بفرست

۳۹

آن طفل که مست سلفر نادانی است
حالم ز غمش خراب و سرگردانی است
می نالم و رحم نایدش بر من زانکه
او ترک زبان ناله ام افغانی است

۴۰

در دور کمانداری چشم مست
پیکان خورده است عالمی از دست
قربان شویت بگو که من از چه گناه
شرمنده یک تیر نیم از شست

۴۱

دل در غم عشق دلبران خواهد سوخت
یک روز نه بلیک جاودان خواهد سوخت
زین شعله که سرزد ز گریبان دل را
تا دامن آخرالزمان خواهد سوخت

۴۲

درزی پیشه خود می آموخت
در پیشه خود دقیقه ها می آموخت
روزی از روی نصیح گفت استادش
بر وعده کس کیسه نمی باید دوخت

۴۳

تا هست ز دل اثری تمنا هم هست
تا دیده بود ذوق تماشا هم هست
ناصر این بند و بند سودی نکند
بگذار که تا سر است سودا هم هست

۴۴

جانم که گرفتار تن ظلمت زاست
از پهلوی دل همیشه در واویلاست
جان نیست اسیر است بزدان بدن
دل چیست بلای ز بلاهای خداست

۴۵

گرچه فلکم دور فکند از کویت
دل مانده همان اسیر در پهلویت
آن روز که از توام جدا میکردند
داغم که چرا سیر ندیدم رویت

۴۶

دز حلقه ارباب ورع بارم نیست
در مریدم رند هم کسی یارم نیست

گیرم که به هیچ کس ترا کاری نیست
من هیچ کسم به هیچ کس کارم نیست

۴۷

از بس ز جفای تو دل آزرده شده است
آتش کده شوق من افسرده شده است
نشر کاری ممکن ز مژگان بگذار
خون در رگ آرزوی من مرده شده است

۴۸

تا دل پی کسب فراری شده است
آبادی صدهزار خواری شده است
زین واقعه بی صبر و خرد گشتم زانکه
صبرم فوتی خرد فراری شده است

۴۹

خط آمد و غمزهات ز کار افتاده است
با روز سیه حسن دو چار افتاده است
چشم تو چو آن مست که گردد هشیار
از کرده خویش شرمسار افتاده است

۵۰

در بر سلوک عالمی حیران است
بی جزیه حق رونده سرگردان است
این راه بسی خویش نتوان طی کرد
از پا بنشین که راه بی پایان است

۵۱

گر در پی یار خو برو باید رفت
هشدار که بر وجه نکو باید رفت
در غور زنخدان بتان از ره دل
چون چاه بخویشتم فرو باید رفت

۵۲

نی خوب مرا قبول دارد ای زشت
در حرم راه نه رفیم به کنشت
یارب بکجا روم بفرمای که من
نی درخور دوزخم نی شایان بهشت

۵۳

از ناز میگن بجگر خراشی رای دوست
رحم آر من نیازانی ای دوست
در چشم و دلم قرار یکدم نکنی
خود را چه قرار داده باشی ای دوست

۵۴

رفتی و بمن جسم حقیری مانده است
جانی بغم و درد اسیری مانده است
زان دل که مرا کرد مسخر در عشق
بالله کنون عشر عشیری مانده است

۵۵

سقا پسری که نام او بود حیات
از فرط عطش دید مرا در سكرات
آی بخشید و من ز سر زنده شدم
واه واه چه حیات چشمه آب حیات

۵۶

بو جهلی از باب اول بی ریب است
اظهار بهتر به پیش ایشان عیب است
القصه درین طائفه بی خردانی
نی شرم حضور است نه حفظ عیب است

۵۷

هر لحظه بهاشنان برنگیست دلت
و دلم در فکر تازه جمگیست دلت

تنها نه دلم شکستی ای سنگین دل
خونی هزار شیشه سنگیست دلت

۵۸

ای گشته مرا حال تبه از دست
روزم شده هم شب سیاه از دست
از پا فتادم و نگیری دستم
آه از دست هزار آه از دست

۵۹

جانا ز دو روزه دوریت دل ریش است
باز آی که جان سپردنم در پیش است
تو سهل گرفته ای و لیکن بر ما
زهرست جدای که کم آن پیش دست

۶۰

گویم بتو آنچه تحفه ملتان است
گرما و گدا و گرد و گورستان است
بیمار اگر شوی نمی پرسندت
ملتان گوی تو شهر ناپرسان است

۶۱

خود را ز هوس نگاه میباید داشت
از ناکس و کس نگاه میباید داشت
در دام کنسی مباد افتاد ناگاه
دل را بقیس نگاه میباید داشت

۶۲

در باب که موسم جوانی بگذشت
بشتاب که وقت کمرانی بگذشت
ای شوخ بی بگذر آری جور و جفا
زبان پیش که بشنوی فلافی بگذشت

ج

۶۳

جانان شده ای بدیدن خود محتاج
 ره یافته بیماری عشقت بمزاج
 باید این درد فتنه را کردن
 از طب سکندری آینه علاج

د

۶۴

مجنون که گرفتار غم لیلی ماند
 جاده عشق طرفه پا بر جا ماند
 در شهر استادان عشق لیکن گویند
 کو راه بده نداشت در صحرا ماند

۶۵

ای هم نفسان بمن اگر حرف زنیده
 سنجیده بمیزان نظر حرف زنید
 دیربست که از دو عالم بیزاربست
 با من از عالم دیگر حرف زنید

۶۶

در ذات تو محو گشته کالذات شود
 آسوده دل از جمله آفات شود
 من روی تو دیده ام نخواهم مردن
 آن کس که رخ تو دید کی مات شود

۶۷

امشب که بمن غم تو هم منزل بود
 کار من بیچاره بسی مشکل بود
 هر آه که خلعت بود دودی ز جگر
 هر اشک که ریخت پاره دل بود

۴۸

من عاشقم اصلاح مزاجم نکنید
تدبیر سرور و ابتهاجم نکنید
درد دل من می شود افزون ز دوا
اینست علاجم که علاجم نکنید

۴۹

تا چند درین غمکده خون باید خورد
وز حسرت جام عیش می باید مرد
ای کاش فلک بشکند ای کاش که تا
نی صاف درین شیشه بماند نی درد

۵۰

شیرین پسران شور دل مسکین اند
از حسن گلو سوز بلای دین اند
از خورد و بزرگ شان حلاوت ریزد
چون ریزی قند همه شیرین اند

۵۱

بی مهری روزگار معلوم شد
بی رحمی آن نگار معلوم شد
واقف چه نشسته ای بکویش برخیز
کیفیت این دیار معلوم شد

۵۲

خویان بمن آنچه می شنیدم کردند
با تیغ ستم قطع امیدم کردند
بازی بازی مرا نشانند بخون
آخر این کافران شهیدم کردند

۵۳

ای عشق مرا ز قید کردی آزاد
یعنی از زرق و شید کردی آزاد

ممنون تو ام بنده خویشم خواندی
از منت عمرو و زید کردی آزاد

۷۴

از خدیش به تنگیم خدا می داند
با خویش بجنگیم خدا می داند
یعنی که ز دوری تو ای کعبه جان
در قید فرنگیم خدا می داند

۷۵

تا چند بمن طبع تو سرکش افتد
تا کی طرزت به پناه ناخوش افتد
آتش ز توافلت بیجانم افتاد
در جان تغافل آتش افتد

۷۶

در تاب و تبم تمام شب می گذرد
روزم همه در رنج و تعب می گذرد
القصه بطولها شب و روز مرا
بی دوست به تشویش عجب می گذرد

۷۷

با نیک و بد دور بسر باید برد
گر لطف و گر جور بسر باید برد
آخر این زندگی بسر می آید
یک چند بهر طور بسر باید برد

۷۸

آن را که بود اراده کمز خویش رود
باید پی مرشد صفاکیش رود
بی راهنما کسی که شد سالک راه
چون دعوی بی دلیل کی پیش رود

۷۹

زاهد گل گشت باغ می باید کرد
کسب نوح از ایام می باید کرد
اصلاح مزاج از ضروریات است
یک تنقیه دماغ می باید کرد

۸۰

ای داده بدل راه پید آموزی چند
در دل ز توام داغ جگر سوزی چند
گفتی روزی رسم بدادت در یاب
کز عمر نمانده است مگر روزی چند

۸۱

تا چند ز غم فسرده ام خواهی دید
در دست الم فسرده ام خواهی دید
دل تنگ مباش این همه بیزار مشو
بعد از دوسه روز مرده ام خواهی دید

۸۲

الله کریم است عطا می بخشد
هم پوشد عیب و هم خطا می بخشد
زاهد هر چند پر گناهیم ولی
ما را بر رغم تو خدا می بخشد

۸۳

با ما دعوی هم سری نتوان کرد
زنهار که آن دلاوری نتوان کرد
در راهش با خاک برابر شده ایم
دیگر با ما برابری نتوان کرد

۸۴

افسوس که آتش جوانی شد سرد
فریاد که دیرمان نپذیرد این درد

خاکستر افسرده پیری ناچار
در ماتم زندگی بسر باید برد

۸۵

جمعی که ز مردمان فراری کردند
در مسکن عاقبت قراری کردند
ای من سگی آنان که چو اصحاب الکمف
از خلق رمیده جا بغاری کردند

۸۶

رفتم بر یار شب شکایت آلود
گفتم که ز درد تو تن و جان فرسود
گفتا موجود هست بوسی گفتم
موجود شفاست لطف باید فرمود

۸۷

زین کهنه قفس جمله اسیران رفتند
این غمکده را ساخته ویران رفتند
ای مرغ دل من که تو ماندی تنها
خاموش نشین که هم صفیران رفتند

۸۸

تجربید براه عشق کافی نشود
تقرید چون نیست سینه صافی نشود
باید دو جهان گذاشت همچو نعلین
هر پای برهنه بشر حافی نشود

۸۹

عشق آمد و سینه مرا پر خون کرد
هوش از سر و صبر از دلم بیرون کرد
معذورم اگر ترا بگویم لیلی
جانا چکنم غرض مرا مجنون کرد

۹۰

جانان منم و دل حزین و دم سرد
جانی آزرده هم نشین غم و درد

زین بیش چگویمت که دارم به بغل
طومار مصیبتی که وا نتوان کرد

۹۱

هر دل که بروزگار من می سوزد
بر جان گناهگار من می سوزد
آن سوختنی منم که تا گرم شده است
دوزخ در انتظار من می سوزد

۹۲

شب تا سحر از درد دلم می نالید
فریاد که هیچ کس بدادم نرسید
در گریه کسی نشد شریک چشمم
جز ابرسیاه که روی او باد سپید

۹۳

شطرنجی من چو رو برو بنشیند
جان از تن من بساط خود بر چیند
من خود چه گدایم که بگردم ماتش
شه مات شود اگر رخصی را بیند

۹۴

جز غم این جان حسرت اندوز ندید
جز داغ فراق هیچ دلسوز ندید
در هجر تو آن غم زده ام کز عمرش
صد سال گذشت و عید و نوروز ندید

۹۵

ساقی قدحی که آفت هوش شود
غم های جهان جمله فراموش شود
ته جرعه ز عمر فانی من باقیست
وقت است که از لطف تو سر جوش شود

۹۶

فردا که باهل زهد جنت بخشند
در مایدهٔ نا و نوش نعمت بخشند
ما بی‌عملان نیز امیدی داریم
شاید ما را به آه و حسرت بخشند

۹۷

گیریم که پیش خواجه قدر تو فرود
راسخ در پندگی ترا باید بود
بر موقت عجز خویش پا بر جا باش
میگذر چو ایاز از مقام محمود

۹۸

اهل ملتان که بی شعوری چندند
از راه خود فتاده دوری چندند
از بی‌بصری طوف مزارات کنند
کوری چند اند گرد گوری چندند

۹۹

هجر آمد و جسم و جان غمناکم خورد
این آدم خواره سخت بیماکم خورد
بر خاک نشانده آه! این درد مرا
چندانکه یکسج یکسی خاکم خورد

۱۰۰

صبرم بدان تو هیچ تاثیر نکرد
کس حال مرا پیش تو تقریر نکرد
کردم بسیار جهد افسوس افسوس
تسلیم موافقت به تقدیر نکرد

۱۰۱

ای آنکه گذر به کربلا خواهی کرد
و از صدق سطواف شهدا خواهی کرد

هر گاه که خواهی از خدا حاجت خویشت
در باره ما نیز دعا خواهی کرد

۱۰۲

حالم ز تشنگی دگرگون گردید رفتم بسرچاه دلم بسکه طمید
هر چند که چرخ ماه را گرداند دیدم ماهی که چرخ میگردانید

۱۰۳

از اطراف رخت غنیم خط پیدا شد در کشور حسن فتنه ها برپا شد
از باد غرور در سرش هیچ نماند زلفت اکنون کلافه سودا شد

۱۰۴

دیر است که دورم از حریم دلدار
با گریه زار زار دارم سروکار
ای ابر بیا آب ز چشم بردار
وانگه برو بران بر و بوم ببار

۱۰۵

آن چشم سیه مست ببینید آخر
ثری که مرا خست ببینید آخر
منعم مکنید دیگر از کشته شدن
آن دشنه و آن دست ببینید آخر

۱۰۶

هجر آمد و در عیش من انداخت فتور
زین درد غم و غصه ضرور است ضرور
می نال ای دل بقدر وسع امکان
می کن آب دیده گریه حتی المقدور

۱۰۷

واقف غمگین مباش اگر چون پرکار
سرگشته شدی ز دست چرخ دوار

کین دایره می شود تمام آخرکار
آغاز به انجام رسد دل خوش دار

ز

۱۰۸

از وصل و فراق یار واقف مگریز
از خواری و اعتبار واقف مگریز
در کوچه آرزو زمین گیر مشو
برخیز ازین دیار و واقف مگریز

۱۰۹

دل برد به صد حيله ز زلفت پرواز
مژگان تو اش گرفت اینی نماید ناز
هم طالع مرغی است تو گوی این دل
کز دام پرده رفت در چنگل باز

۱۱۰

آمد سحری از درم آن بنده نواز
شد گرم هم معرکه روز و نیاز
کوتهای کرد روز وصالش ای کاش
مانند شب فراق می بود دراز

۱۱۱

یارا بتو کارهاست بنشین مگریز
ما را بتو کارهاست بنشین مگریز
هر چند که هست این دل بی رحمت

خارا بتو کارهاست بنشین مگریز

۱۱۲

تا دور بگذرد از قدم دایره خویش

بر بالش راحت نگذارم بهم خویش

بی او چون طفل اشک خوابم نبرد

از پرده دیده گر کنم بستر خویش

۱۱۳

تا گوش مرا داده غم او مالش
در گوشه تنها منم و صد بالش
این شور که در سرم فگنده ای یارا
فرصت ندهد که سرکنم برالش

۱۱۴

دنیا که بلای جان بود اقبالش
عاقل نرود ز جا به استقبالش
حال دنیا و طالبانش گویم
یک ماده سگی عزار سگ دنبالش

ع

۱۱۵

ای برده ترا ز هند تا روم طمع
خاصیت عنبر مکن از موم طمع
اقبال هما می کنی از بوم طمع
زنهار مدار این همه از شوم طمع

ق

۱۱۶

چندی بهموس شدم بهر قوم رفیق
افموس نشد دو چار یک یار شفیق
اکنون من و هم تشنه تنهایی
توفیق بیخشن یار اولی التوفیق

۱۱۷

مارا رسوا و خوار کردی ای عشق
فارغ از ننگ و عار کردی ای عشق
نیکی کردی بما چه نیکی کردی !
اخصنت چه خوب کار کردی ای عشق

۱۱۸

از آمدن تو شد دلم شاد ای عشق
عالم عالم نشاط روداد ای عشق

کردی از بند نیک نام آزادم
شاباش ای عشق آفرین ای عشق

ک

۱۱۹

هر چند که بوده ایم عالی ادراک
وز طبع بلند هم نشین افلاک
کردیم تنزل و به شعر افتادیم
از شومی این کار نشستم بخاک

۱۲۰

یک روز بکام ما نشد دور فلک
بسیار بد افتاده بماند طور فلک
رفتیم بزیخ خاک و آسوده نییم
دیگر بکجا رویم از جور فلک

۱۲۱

ای کردم مرا رنج فراق باریک
گشتم از دوریت بمردن نزدیک
باز آی که دارم از فراق تو دلی
چون گور گناهگار تنگ و تاریک

گ

۱۲۲

آنی تو که از نام وفا داری تنگ
با صلح گران ناز تو پیوسته بجنگ
خواهم که شکایت دل سخت ترا
از خامه فولاد نویسم بر سنگ

ل

۱۲۳

در عشق بیهوش شهاب کز دی ای دل
عاشق شده ام اضطراب کز دی ای دل

این کار نه بر صواب کردی ای دل
خود را و مرا خراب کردی ای دل

۱۲۴

این راه که هست سخت جانگاہ ای دل
چون پیش تو آمده است آنگاه ای دل
اندیشه مباد هر چه بادا بادا
سر کش متوکلًا علی الله ای دل

۱۲۵

عاشق شدی و ز من رمیدی ای دل
رفتی و بخاک و خون طمیدی ای دل
تو گفته من نمی شنیدی ای دل
دیدي که ز دلبران چه دیدی ای دل

۱۲۶

صد شکر که از قید خودی و رستم
در سلسله اهل جتوں پیوستم
رفتم بدر از شهر گریبان زده چاک
دامن به دامن بیابان بستم

۱۲۷

از سلسله بی سرو پایان توایم
از حلقه بی برگ و نوایان توایم
ما را محروم مگردان زب درت
شیئا لله ما گدایان توایم

۱۲۸

یا رب از معصیت تبه شد حال
زین درد بر آستانه ات مینالم

از مهر بسوز خرم عصیانم
و ز لطف بشری ناسه اعمالم

۱۲۹

زر میطلبی تو من ندارم چکنم
سر میطلبی تو من ندارم چکنم
صبر جمیل یعقوب
گر میطلبی تو من ندارم چکنم

۱۳۰

یا رب لطفی که در هوایت میرم
وز ولوله شوق بقایت میرم
شد زنده آنکس که برای تو بمرد
یارب یا رب من از برایت میرم

۱۳۱

حجام پسر پسر هوایت دارم
سودای تو همچو سوی دارد زارم
زنهار بمن آینه منمایی که من
در عشق تو از صورت خود بیزارم

۱۳۲

خواهم که بدریای جنون غرق شوم
نی در پی عقل نومجنون غرق شوم
با عاقبتم سرب نمائنده ناصح
دستم بگذار تا بخون غرق شوم

۱۳۳

حسن تو که بنده انتخابش کردم
کرد از همه خویان خبیان دل سردم
با نیاز تو نیاز دیگران کی ماند
ای صاحب طرز خاص گردت کردم

۱۳۴

کردم همه وضع و طبع دوران معلوم
کیفیت نه گنبد گردان معلوم
افلاک بکام غیر و ما سرگردان
شد قرونشناسی بزرگان معلوم

۱۳۵

ای شوخ ز نسبان تو در آزارم
افتاده به بستر نزارم زارم
بنویس به بنده رقعده ای بهر خدا
محتاج به تعویذ تو ام بیمارم

۱۳۶

چندی ز هوس به کوه و هامون گشتم
زین گیرش بی فایده مخرون گشتم
عشقم مددی کرد که ادر آخر کار
جاروب کشی ز تربت بچنون گشتم

۱۳۷

در عشق آفتابم بند پذیر دلم
کی می افتد به سجد پذیر دلم
دیوانه آن زلف مسلسل شده است
عاقل نشود به هیچ زنجیر دلم

۱۳۸

خواهم سرو زر در دلداری دهم
هر چیز که دارم کم و بسیار دهم
یک جان دادن ز هر کسی بپایند
صد جان بهم آرم و یکبار دهم

۱۳۹

۱۳۹

ای باد صبا ز پیاز و بشکری چو نم
در یاب که بر بس غمزه و بچونم

حال دل من که گشته جو جو ز غمش
جو جو برسان بیار گندم گونم

۱۴۰

یاران از وضع آشنایی دورم
عمریست که از وحشت دل محشورم
نبود آسختن بکس مقدورم
مجبور طبیعت خودم مجبورم

۱۴۱

سرگشته روزگار واقع شده ام
آواره هر دیل واقع شده ام
از واقعه خودم غم نیست که من
دور از سرکوی یار واقع شده ام

۱۴۲

دیری است که ما ستم کش میادیم
عمری است که در دام بلا ناشادیم
مردیم و ندیدیم رهایی در خواب
در ساعت سنگین بقیس افتادیم

۱۴۳

فرهاد که بهر دوست شد دشمن کام
در کندن جوی شیر چون کرد اقدام
می گفت دمی که تیشه می زد بر سنگ
متمی السجی رب منک الا تمام

۱۴۴

آن روز که می رفت ز کف مفت دلم
هر پند که دادم نه پذیرفت دلم
لاحول ولا قوة را می خواندیم
ما شاء الله کان می گفت دلم

۱۴۵

از اهل دول مدار چشم انعام
جوشند اگر با تو بگرمی تمام
در کیسه شان غیر تهی دستی نیست
بدنام خزانه اند همچون حمام

۱۴۶

هر چند نهند دوستان صد نامم
از دولت عشق من همان بد نامم
رسوای دیار خویش بودن تا کی
جای بروم که کس نداند نامم

۱۴۷

جانا وصفت بصد طرب میگویم
پیدا و پنهان و روز و شب میگویم
زان نقطه خال زیر لب چندانی
میگویم لیک زیر لب میگویم

۱۴۸

در بزم تو من ز بی نصیبان شده ام
با درد عجب دست و گریبان شده ام
با آنکه نکرده ام گناهی جز عشق
محتاج شفاعت رقیبان شده ام

۱۴۹

در کار تو جانا بدل و جان چسپیم
بر هر چه کنی به بنده فرمان چسپیم
گر خدمت زلف خود مرا فرمایی
همچون شانه بدست و دندان چسپیم

۱۵۰

من رخت ز کوی یار بردم رفتم
صد شکوه ز روزگار بردم رفتم

از ناله* من بود کسان را تصدیع
درد سر ازین دیار بردم رفتم

۱۵۱

من کی دل شاد و لب خندان دیدم
آشفته‌گی از غمت فراوان دیدم
زلفت دیروز آه در دست که بود
کامشب همه شب خواب پریشان دیدم

۱۵۲

مستوجب طعنه* دما دم ماییم
شایان ملامت دو عالم ماییم
سوزیم چراغ کعبه در بتخانه
بدنام کن دوده* آدم ماییم

۱۵۳

سودا زده* زلف سیاه‌فام توایم
آشفته دل و تیره سرانجام توایم
آزادی ما ز بند تو ممکن نیست
مادام که زنده ایم در دام توایم

۱۵۴

افتاده هوای عشق دیگر بسرم
ای وای که خون گشت ز دل تا جگر
بر عقل فشاندم آستین ای همدم
دستم بگذار تا گریبان بدرم

۱۵۵

ای دنیا کارخانه ات عقبی هم
این جا حکم تو نافذ است آنجا هم
امروز چو پرده‌پوشی من کردی
یارب ندری پرده من فردا هم

۱۵۶

احوال عیان است گزارش چکنم
خارش بر من نمود بارش چکنم
ناخن فرسوده شد ز تن خاریدن
بیچاره شدم ز دست خارش چکنم

۱۵۷

از اهل جهان وضع جدایی دارم
عیش دگر از فیض جدایی دارم
شرمنده یک قطره نیم زین دریا
مانند صدف رزق هوایی دارم

۱۵۸

از تیرجفا ای بت کافر کیشم
هرچند دل و جگر نمودی ریشم
لیکن بتوام همان ارادت باقیست
من عاشق حسن اعتماد خویشم

۱۵۹

رسوا و خراب و خوار و زار است دلم
از دوده عشق یادگار است دلم
آشفته و تیره روزگار است دلم
سرکوچه نشین زلف یار است دلم

۱۶۰

مرغ قفس چمن چمن میگویم
اوصاف گل و سرو و سمن میگویم
حاصل که ز بدگردی چرخ از دیری
غربت زده ام وطن وطن میگویم

۱۶۱

از طالع تیره بی دماغم چکنم
وز بخت سیاه دا داغم چکنم

شبهها خجالت ز روی پروانه کشم
درمانده بروغن چراغم چکنم

۱۶۲

ملا من چون تو منقلب حال نیم
خاموش ز تمیکن خودم لال نیم
با من بحث از قضیه نامعقول است
خاموش که من قضیه دلال نیم

۱۶۳

خواهم که بیجز خدا پرستی نکنم
یادی از ما سوا پرستی نکنم
لیکن بوی تو از صبا می شنوم
خود گو که چسان هوا پرستی نکنم

۱۶۴

در حضرت تو بصدق تام آمده ام
از دور پی عرض سلام آمده ام
ای گنج شکر کام مرا شیرین کن
از زهر زمانه تلخ کام آمده ام

۱۶۵

گشتیم درین خرابه دنیا بدنام
افسوس نشد دوچار یتیم مرد تمام
تب بود آن کسی که جوشید بما
ریزش احدی نبود غیر از زکام

ن

۱۶۶

ای خورده خدنگ کاری از شست تو من
وی سینه کباب نرگس مست تو من

از پا افتاده خاک بر سر کرده
از دست تو از دست تو از دست تو من

۱۶۷

ای خورده بر غبت شکر زهر تو من
رسوای هزار کوچه در شهر تو من
دل داده و خون خورده و جانی کنده
از بهر تو از بهر تو از بهر تو من

۱۶۸

ای راحت جان تو دل آزدن من
طبع تو چو گل شگفته ز افسردن من
صد بار بخون خوردن من آمده ای
یک بار نیامدی بغم خوردن من

۱۶۹

ای عشق مرا خراب کردی بس کن
والله بسی عذاب کردی بس کن
بی درد! ز طاقتم برآوردی دود
دل تا جگرم کباب کردی بس کن

۱۷۰

ای باد صبا اگر وزی بر جانان
باید که بجوی ز دل بنده نشان
اندر خم طرد یا شکنج زلفش
هر جا یابی ز من سلامش برسان

۱۷۱

جان میروود از منم مرو دور از من
در پنجه دشمنم مرو دور از من
بنشین بر من دمی که تسلیم شوم
نزدیک بمردنم مرو دور از من

۱۷۲

دیدار غنیمت است بنشین بنشین
ای یار غنیمت است بنشین بنشین
این یک دو نفس که ما و تو یکجاییم
بسیار غنیمت است بنشین بنشین

۱۷۳

آن کان حیا و حلم یعنی عثمان
کردندش شهید اهل جور و طغیان
دانی که چرا ریخت بقران خونش
تا خون خواهش کند به محشر قران

۱۷۴

هر چند حسد نیست به آب و گل من
پاک است ازین لوث دل مقبل من
لیکن چون داغ لاله بینم گویم
کان نیز چرا نشد نصیب دل من

۱۷۵

بیچاره دلم که بود اسیر خوبان
خون گشت ازین صبر و خردآشوبان
با آنکه نکرده در وفا تقصیری
عمریست که هست داخل مغضوبان

۱۷۶

گرمی ای شعله‌خو بهر خام مکن
زنهار جفا بر من ناکام مکن
زین داغ چو پروانه مرا خواهی سوخت
چون شمع پگاه خویش را شام مکن

۱۷۷

آمد سحری بر سرم آن جان جهان
جان می طلبید و من ماندم حیران

مردم از بس خجالت، آن لحظه که گفت
کس از چو منی عزیز می دارد جان

۱۷۸

ای دوست بسی غمین شدم شادم کن
از بندگی فراق آزادم کن
بسیار خراب گشتم آبادم کن
چندانکه فراموش توام شادم کن

۱۷۹

افسوس که روزگار برگشت ز من
امسال بتر ز یار برگشت ز من
برگشتن روزگار سهل است اما
این است بلا که یار برگشت ز من

۱۸۰

واقف گزری بکوی آن قاتل کن
قطع نظر از زندگی باطل کن
تبعش به شهادت طلبان داد صدا
بشتاب تو هم شهادت حاصل کن

و

۱۸۱

آن ماه که نیست ماه را صورت او
خورشید خجل می شود از طلعت او
آیین به کف گرفته حیران خود است
آیین شده است ورطه حیرت او

۱۸۲

خوش قامتی و سرو چمن بنده تو
خوش چشمی و زرگس است بنده تو
بلبل ممنون تست ای غنچه دهن
سر مشق شکفتگی گل است خنده تو

۱۸۳

لطف تو بحال من چرا نیست بگو
خشم و غضب ترا سبب چیست بگو
می نالم و در دلت نمی یابم راه
ای جان کسی در دل تو کیست بگو

۱۸۴

واقف غلط است اینکه خدا دانی تو
بد حال ز حسرت نکویانی تو
دل محو بتان و بر زبان نام خدا
حیران توام عجب مسلمانی تو

ج

۱۸۵

واقف صد فتنه زاد از گریه تو
شوری بجهان فتاد از گریه تو
چندین معموره را بطوفان دادی
ای خانه خراب داد از گریه تو

۱۸۶

ای زمره اهل دل بجان عاشق تو
جان عاشق تو روح و روان عاشق تو
از ولع و عقول و انس و جان عاشق تو
معشوق توی جمله جهان عاشق تو

۱۸۷

خوبی و دل ربای ارزنده تو
دل صید نگاهای فریبنده تو
یک دم به هیچ شرمنده تو
من چاکر تو غلام تو بنده تو

ه

۱۸۸

کارم همه وقت هرزه گردی بوده
پایم فرسوده بسکه ره پیموده

چون آبله از سفر نشد حاصل من
جز چشم تر و روی غبارآلوده

۱۸۹

واقعه سهر و شیشه و پیمانه
نشکست خمار و من شدم دیوانه
در پای خم افتاده ام و میگویم
فریاد رس ای کلان تر میخانه

۱۹۰

دانی که بتن چیست همین ویرانه
بر روی زمین نیست چنین ویرانه
لیکن بر آن کسیکه صاحب ذوق است
گنج شکر است اندرین ویرانه

۱۹۱

از مستی خویشتن بسی شرمیده
دل خورده دماغ سوخته جان کنده
گه گریه بحال خود کند گه خنده
محنت کش روزگار یعنی بنده

۱۹۲

ساقی خبری ز بنده داری یا نه
دریاب مرا به محنت مردانه
خواهم خالی کنم ز می خم خانه
زان پیش گه چه شود مرا پیمانه

۱۹۳

آتش نرگس پر خمار سجده سبحان الله
وان سنبلیله مشکپار سبحان الله
آن ناز آن عشوه آن خرام آن قامت
سبحان الله هزار سبحان الله

۱۹۴

سر در سرکارت کنم انشاءالله
تن زار و نزارت کنم انشاءالله
دل رفت بفریاد تو لله الحمد
جان نیز نزارت کنم انشاءالله

۱۹۵

یک شب در خلوت خودم راه بده
وانگه کامم حسب دلخواه بده
گر زانکه به ناکامی خود خوش داری
یک بوسه بنام خوش الله بده

۱۹۶

ایدل ایدل دگر مکن قصد گناه
اعمال تو از گناه شد سخت تباه
بردار ز مشق معصیت دست اکنون
شد پشت و رخ نامه اعمال سیاه

ی

۱۹۷

واقف که تو دور ز آستان یاری
باید که بسوی کعبه خود رو آری
من خود احرام طوف کویش بستم
بسم الله اگر تو هم سر حج داری

۱۹۸

خاک درش ای باد صبا آوردی
از بهر این چشم توتیا آوردی
از آمدن تو چشم من روشن شد
خوش آمده ای یا صفا آوردی

۱۹۹

امروز کشیده ام می پرزوری
زان می افتاده در بر من شوری
مستم واقف چنانکه گر کشته شوم
هر قطره خون من شود منصوری

۲۰۰

در زندگیم نساختی شاد دمی
بردم ز جهان ز دست تو طرفه غمی
گر هست سر تلافی ما فاقه
بر تربت من رنجه بفرما قدمی

۲۰۱

ای دل جگر مرا خراشی تا کی
هر دم بهوای تازه باشی تا کی
تو آذر و من خلیل سری دارد
من بت شکنم تو بت تراشی تا کی

۲۰۲

سر گردانم درین جهان از عمری
درمانده میان این و آن از عمری
شاید تو ز بندگان خویشم خوانی
می خوانم ختم خواجگان از عمری

۲۰۳

ای دل روزی که عشق می ورزیدی
پند من خیرخواه را نشنیدی
اکنون تو گرفتار و بلاکشی ام من
شادم که سزای خویشتن را دیدی

۲۰۴

محبوس جهان فانیم از عمری
معشور به خصم جانیم از عمری

ای مرگ بیا بکن خلاصم زین بند
زندانی زندگانیم از عمری

۲۰۵

ای آنکه ز بنده رو همی گردانی
وز بزم خودم بصد جفا می رانی
آن درد که من ز دست او نالانم
اشعار مرا اگر بخوانی دانی

۲۰۶

ای دل چو بعشق سر فرود آوردی
هر جا صمیمی بود سجود آوردی
در کوچه زلف دلستانان عمری
سوداگری بگو چه سود آوردی

۲۰۷

در عقل گرفتم بفلاطون برسی
سودی ندهد مگر بگردون برسی
در کوچه زنجیر جنون پا بگذار
شاید بسیر خانه میجنون برسی

۲۰۸

ای کاش دواي درد دل منی بودی
تا این بیمار یک نفس آسودی
گویند علاج این مرض صبر بود
من تجربه کرده ام ندارد سودی

۲۰۹

گر هست ترا سر وصول یاری
بر جاده شرع بایدت پا داری
خواهی که رهت بخلوت خاض رفتد
زین شارع عام پا برون نگذاری

خاتمه

این نسخه^۱ بی ربط که دیوان فقیر است
مجموعه^۲ احوال پریشان فقیر است
زنهار که شیرازه^۳ آن نگسلی از هم
در وی نیخ چندی ز رگ جان فقیر است
یعقوبم و این غمکده کنعان محبت
هر بیت در آن کلبه^۴ احزان فقیر است
از سوز و گدازی که شناسد دل روشن
هر مصرع آن شمع شبستان فقیر است
هر چند که صد رنگ غم و درد دران است
کفران نکنم نعمت الوان فقیر است
گر نیست پریشان سخنم عذر پذیرند
زلفی عجیبی سلسله جنبان فقیر است

هر که خواند دعا طمع دارم زانکه من بنده^۵ گهنگارم

انتشارات پنجابی ادبی اکادمی

۱۔ پنجابی قصے فارسی زبان میں (فارسی - اردو)

(مجلد اول) باہتمام داکٹر محمد باقر ... 9 روپے

۲۔ تاریخ کوہ نور (فارسی - انگلیسی)

تالیف فقیر سید نورالدین بخاری بتصحیح داکٹر محمد باقر ... 2 روپے

۳۔ دیوان غنیمت (فارسی)

بتصحیح و مقدمہ پروفیسر غلام ربانی عزیز ... 10 روپے

۴۔ نامہ عشق (مثنوی سسی پنوں) (فارسی)

اثر اندرجیت منشی بتصحیح داکٹر وحید قریشی ... 2 روپے

۵۔ پنجابی قصے فارسی زبان میں (فارسی - اردو)

(مجلد دوم) - باہتمام داکٹر محمد باقر 2.50 روپے

۶۔ فیرنگ زمانہ (فارسی)

تالیف عبدالرسول باہتمام داکٹر محمد باقر 2.50 روپے

۷۔ ہیر سید وارث شاہ (پنجابی)

بتصحیح و مقدمہ شیخ عبدالعزیز بار - ایٹ - لا ... 7 روپے

۸۔ کلیات بلھے شاہ (پنجابی)

بتصحیح و مقدمہ ڈاکٹر فقیر محمد فقیر ... 6 روپے

۹۔ پنجابی ادب تے سالک (پنجابی - اردو)

تالیف مولانا عبدالمجید سالک ، ترتیب ڈاکٹر عبدالسلام خورشید 1.50 روپے

۱۰۔ تذکرہ مردم دیدہ (فارسی)

اثر عبدالعکیم حاکم لاہوری باہتمام پروفیسر ڈاکٹر سید عبداللہ 4 روپے

۱۱۔ عبرت نامہ (فارسی) تالیف مفتی علی الدین لاہوری

باہتمام داکٹر محمد باقر (مجلد اول) ... 15 روپے

۱۲۔ احسن القصص (پنجابی) مولوی غلام رسول عالمپوری

دے اپنے قلمی نسخہ دی نقل ... 4 روپے

- ۱۳ - عبرت نامہ (فارسی) (مجلد دوم) ... 10 روپے
- ۱۴ - فہرست کتابخانہ ملی : دکتور محمد باقر ... 3 روپے
- ۱۵ - منظوم اردو ترجمہ کافیاں شاہ حسین
(پنجابی - اردو) از عبدالمجید بھٹی ... 2 روپے
- ۱۶ - پنجابی دی پہلی کتاب ... 0.95 روپے
- ۱۷ - پوٹھوہاری گیت (اردو - پنجابی) ... 2 روپے
- ۱۸ - نیرنگ عشق (شعری غنیمت) (فارسی)
مرتب پروفیسر کرم حیدری ... 1.50 روپے
- ۱۹ - چٹھیاں دی وار (پنجابی)
بتصنیع و حواشی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر ... 0.75 روپے

پنجابی ادبی اکیڈمی، ۱۲-جی ماڈل ٹاؤن - لاہور